نجات الرشید

مصنفہ

عبدالقادر بداؤنی

بہ ترتیب وحواشی ومقدمہ

سیّد معین الحق

ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور۔

نجات الرشید

مصنفہ

عبدالقادر بداؤنی

بہ ترتیب و حواشی و مقدمہ

از

سیّد معین الحق

ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور۔

انتشارات ادارۂ تحقیقات پاکستان
شمارہ ۲۶

تشکر

ادارۂ تحقیقات پاکستان متروکہ اوقاف بورڈ ،
حکومت پاکستان کی مالی امداد کا ممنون ہے ،
جس کی وجہ سے ادارے کے لیے تصنیف و
تالیف کا کام آسان ہو گیا ۔

طابع : سید ظفرالحسن رضوی

مطبوعہ : ظفر سنز پرنٹرز ، ۹۔ کوپر روڈ ، لاہور

طبع اول : نومبر ۱۹۷۲ء

[redacted] : [redacted]

فہرست مضامین

مقدمه از مرتب	
آغاز کتاب	۱
فصل	۳
فصل	۵
فصل	۸
حکایت داؤد علیہ السلام	۸
حکایت رکن الدین	۸
فصل	۱۰
حکایت پسرے	۱۰
فصل	۱۲
حکایت زناردار	۱۳
حکایت خواجہ ابواسحاق اسفراینی	۱۵
فصل دربعضے گناہان کہ از آفات نفس است	۱۸
فصل گناہان کبیرہ	۲۲
ذکر کبائر	۲۲
اول شرک	۲۵
دوم نیت اصراربرمعصیت	۲۵
سوم نومیدی از رحمت حق	۲۶
چہارم ایمن بودن از خشم خدا	۲۶
پنجم شہادت دروغ	۲۷
ششم دشنام بہ زنادادن	۲۷
ہفتم سوگند دروغ	۲۸
ہشتم جادوے کردن	۲۸
نہم شرب خمر	۲۹
دہم سود خوردن	۳۰

یاز دہم اکل مال یتیم	۳۰
دواز دہم زنا	۳۰
سیز دہم لواطت	۳۱
چہار دہم قتل نفس	۳۲
پانز دہم دزدیدن مال	۳۲
شانز دہم گریختن از جنگ	۳۲
ہفدہم عقوق والدین	۳۳
فصل گناہان دیگر	۳۴
اول افترا بر خدا	۳۴
دوم ترک صلوۃ	۳۴
سوم ترک زکوۃ	۳۴

عیوب ظاہری

۱ - کشف عورت	۳۴
۲ - بول و غائط بسوئے قبلہ	۳۴
۳ - سخن دنیا بہ مسجد	۳۴

فصل دوم

کبائر منجر بہ کفر	۳۵
حکایت ملحدان بغداد	۳۶
فصل - اختلاف علماء بابت مصحف پارینہ	۳۷
دوم - اہانت انبیا	۳۸
سوم - عداوت با ملائکہ	۳۹
چہارم - افترا بر خدا	۳۹
پنجم - دروغ بر رسول بستن	۴۱
ششم - نفاق	۴۱
حکایت امیر المؤمنین عمر	۴۳
ہفتم - بت پرستی	۴۴

ہشتم ۔ آفتاب پرستی - - - -	۴۵
نہم ۔ تعظیم کو اکب - - - -	۴۷
دہم ۔ زنار بستن - - - -	۴۸
یاز دہم ۔ قشقہ کشیدن - - - -	۵۰
دواز دہم ۔ بتخانہ بنا نہادن - - - -	۵۰
سیز دہم ۔ کاہن ومنجم را باور داشتن - - -	۵۰
فصل ۔ ظہور کوکب نبوت - - - -	۵۱
فصل ۔ اشہاد ایں معنی - - - -	۵۴
حکایت ۔ عماد الدین - - - -	۵۴
چہار دہم ۔ غلو در علم فلاسفہ کردن - - -	۵۶
فصل ۔ فلاسفہ چند گروہ اند - - - -	۵۹
حکایت ۔ سوفسطای - - - -	۵۹
پانز دہم ۔ الحادو زندقہ - - - -	۶۱
فصل الحاد بر چند نوع است - - - -	۶۲
حکایت ۔ پیش از تحریر رسالہ - - - -	۶۴
فصل ۔ تنزیل رب - - - -	۶۵
نقل طبیعی - - - -	۶۷
فصل ۔ حکیم ثنائی - - - -	۶۷
حکایت ۔ ابوحنیفہ ودہری - - - -	۶۷
فصل ۔ گروہے از ملا حدہ - - - -	۷۰
حکایت ۔ مصطفے بیگ - - - -	۸۲
فصل ۔ طائفہ دیگر باطنیہ - - - -	۸۳
فصل ۔ اباحیہ - - - -	۸۵
فصل ۔ قرآن خوانان - - - -	۸۷
فصل ۔ شیخ زین الدین - - - -	۸۹
فصل ۔ دربیان شرائط ملحدان - - - -	۹۳
ہفدہم عزت داشتن کفار - - - -	۹۹
ہزدہم ۔ نکاح با کافران بستن - - - -	۱۰۰

نوز دہم ـ کافراں را راز دار ساختن	۱۰۱
حکایت ـ ابوموسٰی اشعری	۱۰۱
بستم ـ عادت کفار بجا آوردن	۱۰۲
بست ویکم ـ مسجد ویران ساختن	۱۰۲
غرائب حکایات	۱۰۵
بست ودوم ـ تغیر قلب	۱۰۶
حکایت آسامہ	۱۰۷
حکایت امام بخاری	۱۰۹
بست وسوم ـ حلال راحرام دانستن	۱۱۰
بست و چہارم ـ کتب پیشینیاں خواندن	۱۱۳
بست وپنجم ـ سب اہل بیت	۱۱۵
بست وششم ـ سب صحابہ	۱۱۸
فصل ـ آیات واخبار	۱۱۹
صل ـ تبرا کی مذمت	۱۲۱
حکایت جوحی	۱۲۳
بست وہفتم ـ سب دہر	۱۲۴
فصل ـ بست وہشتم ، دشنام دادن ابر وباد وبارن را	۱۲۴
حکایت	۱۲۶
حکایت	۱۲۶
بست ونہم ـ بدعت	۱۲۸
سی ام ـ تعظیم اہل بدعت	۱۳۲
سی ویکم ـ ناسپاسی منعم	۱۳۲
سی ودوم ـ غور در مسئلہ قضاو قدر نمودن	۱۳۳
حکایت ـ محمود و ایاز	۱۳۷
نقل ـ جنید بغدادی	۱۴۰
سی وسیوم ـ راضی شدن بہ کفر	۱۴۱
نقل ، جہانیاں جہاں گشت	۱۴۲
سی و چہارم ـ استہزاء مسلمانان	۱۴۳

سی وپنجم ۔ سجدہ لغیراللہ - - - -	۱۴۶
فصل ۔ سجدہ غیر - - - -	۱۴۶
حکایت ، قطب المشائخ - - - -	۱۴۷
سی وششم ۔ بسم‌اللہ برحرام گفتن - - - -	۱۴۸
نقل ۔ حاتم اصم - - - -	۱۵۱
سی وہفتم ۔ لعنت بر مسلمانان کردن - - - -	۱۵۲
حکایت درجواز لعنت بر یزید - - - -	۱۵۵
نقل ۔ بابت دشنام دادن حضرت علی - - - -	۱۵۸
سی وہشتم ۔ معنی قرآن بے علم گفتن - - - -	۱۶۰
فصل ۔ درتاویل متشا بہات ، دوگروہ - - - -	۱۶۱
واقعہ شیخ تلمسانی - - - -	۱۶۳
سی ونہم ۔ فتوی بے علم گفتن - - - -	۱۶۴
نقل شیخ چراغ دہلوی - - - -	۱۶۶
طبابت بے تجربہ - - - -	۱۶۸
چہلم ۔ علم از اہل آں باز داشتن - - - -	۱۶۹
فصل ۔ علم - - - -	۱۷۰
حکایت شیخ ابوعلی سیاح - - - -	۱۷۱
حکایت قاضی شہاب الدین جونپوری - - - -	۱۷۳
فصل سوم - - - -	۱۷۴
اول ، ترک صلوۃ - - - -	۱۷۴
دوم ۔ زکوۃ نادادن ، - - - -	۱۷۷
سوم ۔ روزہ ماہ رمضان خوردن ۔ - - -	۱۷۹
فصل حدیث قدسی - - - -	۱۸۱
چہارم ۔ بہ حج رفتن - - - -	۱۸۲
فصل مقامات عبادت - - - -	۱۸۵
فصل اقوال حکماء بر عبادت - - - -	۱۸۷
حکایت شیخ اکبر - - - -	۱۹۰
پنجم ۔ نام خدا دروقت ذبح نہ بردن - - -	۱۹۱

ششم خون وخوک خوردن - - - - ۱۹۲
ہفتم ، قمار بازی - - - - ۱۹۲
حکایت - - - - ۱۹۳
نقل قمارباز - - - - ۱۹۳
ہشتم ، راہ زنی - - - - ۱۹۴
نہم ، بر بادشاہ باغی شدن - - - - ۱۹۵
حکایت ، محمد تغلق - - - - ۱۹۶
نقل ، امیرالمومنین علی - - - - ۱۹۷
دہم ، بادشاہ رابد گفتن - - - - ۱۹۷
یاز دہم دروغ گفتن - - - - ۱۹۹
نقل اعرابی - - - - ۱۹۹
دواز دہم ، رنجانیدن مسلمانان - - - - ۲۰۱
سنیر دہم ، غصب مال مسلم - - - - ۲۰۳
چہار دہم ، حکم بہ نا حق - - - - ۲۰۳
حکایت ، قاضی ابومطیع - - - - ۲۰۶
پانز دہم عذر کردن - - - - ۲۰۷
نقل - - - - - ۲۰۷
حکایت از اولیاءاللہ - - - - - ۲۰۷
شانز دہم ، خلاف وعدہ - - - - ۲۰۸
نقل - - - - - ۲۰۹
ہفدہم ، خیانت در امانت - - - - ۲۰۹
ہژ دہم ، سرود گفتن - - - - ۲۱۰
بحث - - - - - ۲۱۰
حکایت خواجہ مودود - - - - ۲۱۱
حکایت زنگی ، - - - - - ۲۱۱
حکایت - - - - ۲۱۳
نوز دہم ، ترک امربالمعروف - - - - ۲۱۵
حکایت عکرمہ - - - ۲۱۵

بستم ، دعا ترک دادن	۲۱۷
فصل ،	۲۱۸
حکایت بایزید بسطامی	۲۲۰
فصل	۲۲۱
بست ویکم ، دعاے بد کردن	۳۲۲
نقل	۴۲۲
بست و دوم ، افسانہ وافسون خواندن	۴۲۲
فصل ،	۵۲۲
حکایت جنید	۵۲۲
بست وسوم ، چاپلوسی	۲۲۷
بست وچہارم ، غیبت	۲۲۸
فصل	۲۳۰
بست وپنجم ، تقلید مسلمانی ،	۲۳۰
نقل	۲۳۱
بست وششم ، مسلمان رابلقب بد خواندن	۲۳۱
بست و ہفتم ، بدگمانی	۲۳۲
بست و ہشتم سخن چینی	۲۳۴
بست و نہم ، رشوت گرفتن	۲۳۵
سی ام ، افشائے اسرار	۲۳۷
حکایت شبلی	۲۳۷
سی و یکم ، استماع اخبار	۲۳۸
سی و دوم ، بیع احرار	۲۳۹
فصل ، سلطان محمود شرقی	۲۴۰
سی و سوم ، قطع صلۂ رحم	۲۴۰
سی و چہارم خودرا خود کشتن	۲۴۱
نقل	۲۴۲
سی و پنجم دیوثی	۲۴۲
سی و ششم گوش و بینی بریدن	۲۴۴

حکایت - - - - - - ۲۴۵
نقل - - - - - - ۲۴۵
سی و ہفتم ، خصی ساختن - - - - ۲۴۶
نقل - - - - - - ۲۴۷
سی و ہشتم مخنثان رادر حرم محرم ساختن - - ۲۴۸
نقل - - - - - - ۲۴۸
نقل طوس مخنث - - - - - ۲۴۸
سی ونہم ، ظالم را یاری دادن - - - ۲۴۸
نقل - - - - - - ۲۴۹
حکایت - - - - - - ۲۴۹
چہلم مردگاں را دشنام دادن - - - - ۲۵۰
حکایت ، - - - - - - ۲۵۱
حکایت - - - - - - ۲۵۲
مناجات - - - - - - ۲۵۳
فصل چہارم حقوق‌اللہ - - - - ۲۵۳
اول ترک جمعہ - - - - - ۲۵۳
دوم جنب بودن - - - - - ۲۵۵
سوم درحالت حیض وطی کردن - - - ۲۵۶
نقل - - - - - - ۲۵۸
چہارم وطی عورت از دبر - - - - ۲۵۸
پنجم وطی بہائم - - - - - ۲۶۰
ششم جماع کنیزک پیشتر از استبرا - - - ۲۶۰
ہفتم وطی حاملہ - - - - - ۲۶۰
ہشتم ، از جملہ مباحات - - - - ۲۶۱
نہم ، برہنہ بہ حمام در آمدن - - - - ۲۶۱
دہم ! اس کی نشان دہی موجود نہیں ہے - - ۲۶۲
یاز دہم ، درمیان راہ بول و غائط کردن - - ۲۶۲
دواز دہم ، درمیان آب بول و غائط کردن - - ۲۶۲

سیزدہم ، در زیر درخت قضاے حاجت کردن - - -	۲۶۲
چہار دہم ، در سوراخ بول کردن - - -	۲۶۲
پانز دہم ، در وقت خلا سخن گفتن - - -	۲۶۲
شانز دہم ، در وقت بول احتیاط نہ کردن - -	۲۶۲
ہفدہم - در مجلس باد رہا کردن - - -	۲۶۳
ہژ دہم ، سوئے قبلہ بول کردن - - -	۲۶۴
نوز دہم ، درخت سایہ دار بریدن - - -	۲۶۴
بستم ، کشتن جانور کسب ساختن - - -	۲۶۴
بست و یکم ، آدمی فروختن - - -	۲۶۴
بست و دوم ، بندہ بے گناہ زدن - - -	۲۶۴
بست و سوم ، بدست قضائے شہوت کردن - -	۲۶۴
بست و چہارم ، وظیفہ از مستحق باز داشتن - -	۲۶۴
نقل - - - - - -	۲۶۵
بست و پنجم ، صورت گری - - -	۲۶۶
بست و ششم ، تاخیر در ادائے قرض - - -	۲۶۷
بست و ہفتم ، از "وبا" گریختن - - -	۲۶۸
بست و ہشتم ، از بیمار پیک داشتن - - -	۲۶۸
بست و نہم ، شگون گرفتن - - -	۲۶۹
سی ام ، مرگ خود خواستن - - -	۲۷۱
نقل - - - - - -	۲۷۳
سی و یکم ، نوحہ کردن - - - -	۲۷۵
فصل جزع و فزع - - - - -	۲۷۵
نقل - - - - - -	۲۷۷
نقل - - - - - -	۲۷۷
سی و دوم ، بہ پدراں فخر کردن - - -	۲۷۸
حکایت جاہل - - - - -	۲۷۹
حکایت میرزا جان شیرازی - - - -	۲۷۹
سی و سوم ، بے ضرورت سوال کردن - -	۲۸۰

سی و پنجم ، خودرا از عیب پاک دانستن	۲۸۲
نقل	۲۸۳
نقل	۲۸۳
نقل	۲۸۴
سی و ششم ، خوشامد را دوست داشتن	۲۸۴
نقل ، امام اعظم	۲۸۴
سی و هفتم ، تیغ بر روے مسلماں کشیدن	۲۸۶
سی و هشتم ، سکونت در دار الکفر کردن	۲۸۷
سی و نهم ، سوگند بغیر نام خدا خوردن	۲۸۷
چهلم ، آلات سرود ساختن	۲۸۸
فصل پنجم ، در ذکر بعضے جرائم که منافی مروت است	۲۸۸
اول ، نام خدا پامال کردن	۲۸۹
حکایت ، بشر حافی	۲۸۹
دوم ، برمسلمانی تف انداختن	۲۸۹
نقل	۲۹۰
سوم ، انگشتان دست و پا شکستن	۲۹۱
حکایت ، شیخ شهاب الدین سهروردی	۲۹۳
چهارم ، انگشت در مقعد کردن	۲۹۴
پنجم ، موئے زہار و بغل گزاشتن	۲۹۴
ششم ، ناخن دراز گذشتن	۲۹۵
هفتم ، ختنه نا کردن	۲۹۵
هشتم ، تراشیدن ریش	۲۹۶
نهم ، موے لب دراز گذاشتن	۲۹۶
دهم ، ابرو تراشیدن	۲۹۶
یاز دهم ، مسواک ترک کردن	۲۹۶
دواز دهم ، مضمضه و استنشاق ترک کردن	۲۹۶
فصل	۱۹۷
نقل ، حسن بصری	۲۱۹

سیز دہم ، طلاء و نقرہ پوشیدن - - - ۳۰۰
نقل - - - - - - ۳۰۲
چہار دہم ، جامۂ ابریشم پوشیدن - - - ۳۰۲
پانز دہم ، در ظرف طلا و نقرہ خوردن و شامیدن - ۳۰۲
حکایت - - - - - - ۳۰۳
حکایت دیگر - - - - - ۳۰۴
شانز دہم ، رنگ معصفر و مزعفر پوشیدن - - ۳۰۵
ہفدہم ، شراب کشیدن - - - - ۳۰۶
ہژدہم ، تاتورہ و بنج و افیون و گل و مانند آن خوردن ۳۰۶
نوز دہم ، باختن نرد - - - - ۳۰۸
بستم ، سگ و خوک فروختن - - - ۳۱۱
بست و یکم ، با ددان انس گرفتن - - - ۳۱۱
نقل ، خواجہ احرار - - - - ۳۱۳
نقل ، پلنگ سوار - - - - ۳۱۴
بست و دوم ، خود را با زنان ساختن - - ۳۱۴
نقل ، حکیم ثنائی - - - - ۳۱۴
بست و سوم ، حیلہ آموزی - - - ۳۱۵
بست و چہارم ، شبہا بہ طریق عیاران گشتن - - ۳۱۷
حکایت ، علاّمہ دوانی - - - - ۳۱۷
بست و پنجم ، سرود از زن بیگانہ شنیدن - - ۳۱۹
سوال ، - - - - - - ۳۱۹
حکایت - - - - - - ۳۲۰
بست و ششم ، سلاح بدست کافران فروختن - - ۳۲۰
بست و ہفتم ، ماجراے زن بمردم گفتن - - ۳۲۱
فصل - - - - - - ۳۲۳
بست و ہشتم ، بستن شارع عام - - - ۳۲۴
نقل - - - - - - ۳۲۵
حکایت عابد - - - - - ۳۲۵

بیست و نهم ، بخانهٔ مردم بے اذن درآمدن - - ۳۲۶
نقل ، امیرالمؤمنین عمر - - - - ۳۲۶
سی ام ، ضابطهائے بد نهادن - - - ۳۲۷
فصل ، عروج و زوال امت - - - ۳۲۷
نقل - - - - - - ۳۲۸
سوال ، حدیث دیگر - - - - ۳۳۰
حکایت ، قطاع الطریق - - - - ۳۳۲
سی و یکم ، زدن زیردستان - - - ۳۳۲
نقل ، امام زین العابدین - - - - ۳۳۴
نقل ، امام علی رضا - - - - ۳۳۴
سی و دوم ، رنجانیدن همسایه - - - ۳۳۵
حکایت صالح - - - - - ۳۳۵
نقل - - - - - - ۳۳۶
سی و سوم ، زنهاری راکشتن - - - ۳۳۷
نقل - - - - - - ۳۳۷
سی و چهارم ، فریاد از بیرون درکردن - - ۳۳۹
حکایت ، امام شافعی - - - - ۳۴۰
سی و پنجم ، چشمک زدن - - - ۳۴۰
سی و ششم ، سرگوشی در مجلس کردن - - ۳۴۳
نقل - - - - - - ۳۴۴
سی و هفتم ، کروبستن - - - - ۳۴۶
نقل - - - - - - ۳۴۶
سی و هشتم ، گریختن بنده از خواجه - - ۳۴۸
نقل ، هارون رشید - - - - ۳۴۹
سی و نهم ، غله بامید گرانی نگه داشتن - - ۳۴۹
حکایت ، سلطان خلجی - - - - ۳۵۰
نقل - - - - - - ۳۵۰
حکایت ، امام زین العابدین - - - ۳۵۱

حکایت حسن بصری - - - - ۳۵۰
چهلم ، افسون خواندن - - - - ۳۵۲
نقل - - - - - ۳۵۲
حکایت - - - - - ۳۵۲
فصل ششم ، در بیان جرائم دیگر - - - ۳۵۴
اول ، قرآن فراموش کردن - - - ۳۵۴
نقل قدوة المشائخ - - - - ۳۵۵
نقل - - - - - - ۳۵۶
نقل زمخشری - - - - - ۳۵۷
حکایت فال - - - - - ۳۵۸
دوم ، در خطبه و اذان سخن گفتن - - - ۳۶۰
حکایت شیخ فرید الدین گنج شکر - - - ۳۶۱
سوم ، خرید و فروخت در مسجد کردن - - ۳۶۳
چهارم ، مقبره و حمام را مسجد ساختن - - ۳۶۳
پنجم ، علم به نا اہل آموختن - - - ۳۶۵
ششم ، باعلماء جدل در عرض کردن - - ۳۶۸
نقل صاحب معجم البلدان - - - ۳۶۹
ہفتم ، کسی را آزمودن بدانش - - - ۳۷۱
نقل ابو یوسف - - - - - ۳۷۲
حکایت امام اعظم - - - - ۳۷۲
ہشتم ، پیران را اہانت کردن - - - ۳۷۲
نہم ، طفلاں را زدن - - - - ۳۷۳
نقل - - - - - - ۳۷۴
نقل - - - - - - ۳۷۵
نقل جنید - - - - - - ۳۷۵
دہم ، سائل را زجر کردن - - - - ۳۷۶
یاز دہم ، بر یتیم قہر کردن - - - - ۳۷۷
نقل ، - - - - - - ۳۷۸

حکایت شیخ عبدالقادر جیلانی	۳۷۹
دوازدہم ، از خیر مانع شدن	۳۸۰
سیز دہم ، نصیحت باز داشتن	۳۸۲
حکایت عیسی علیہ السلام	۳۸۲
نقل	۳۸۳
چہارم دہم، بحث گفتن	۳۸۳
حکایت امام غزالی	۳۸۵
نقل	۳۸۵
حکایت بادشاہ	۳۸۵
پانز دہم ، ترک دوستی کردن	۳۸۸
فصل	۳۸۸
نقل	۳۹۰
شانز دہم ، جواب سلام تحیہ نہ دادن	۳۹۰
نقل	۳۹۱
ہفدہم ، ننگ از جنازہ داشتن	۳۹۱
ہژ دہم ، پل و چاہ شکستن	۳۹۳
حکایت شیخ احمد کردویہ	۳۹۳
نوز دہم ، خانہ و مسجد را گچ کردن	۳۹۴
بستم ، در بروے فقیر بستن	۳۹۵
نقل سعد و قاص	۳۹۵
فصل	۳۹۸
بست و یکم ، مہمان را مہجور داشتن	۳۹۹
حکایت لوط علیہ السلام	۳۹۹
نقل رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰۰
حکایت	۴۰۱
بست و دوم ، فقیر را رنجا نیدن	۴۰۱
نقل	۴۰۳
بست و سوم ، در وزن کم کردن	۴۰۴

بست و چهارم ، لقمه دزدیدن	۳۰۴
بست و پنجم ، نیک نمودن و بد فروختن	۳۰۵
نقل	۳۰۵
بست و ششم ، کفن دزدیدن	۳۰۶
نقل	۳۰۶
بست وهفتم ، عبادت فروختن	۳۰۶
نقل جنید	۳۰۷
نقل	۳۰۷
بست وهشتم ، آجرت نه دادن	۳۰۸
بست و نهم ، بعد از غروب کار فرمودن	۳۰۸
سی ام ، به تازیانه زدن	۳۰۸
سی و یکم ، چهار پایان را گرسنه داشتن	۳۰۸
نقل عبدالله بن عمر	۳۱۰
نقل امیرالمؤمنین علی	۳۱۱
سی و دوم ، شهنشاه نامیدن	۳۱۳
حکایت محمود غزنوی	۳۱۳
نقل	۳۱۴
سی و سوم ، چیزے اندک باید بسیار بخشیدن	۳۱۴
سی وچهارم ، پاپوی در راه انداختن	۳۱۵
سی و پنجم ، تیراندازی فراموش کردن	۳۱۶
نقل خلیفه مهدی	۳۱۸
سی و ششم ، پاے بر پاے نهاده خواب کردن	۳۱۸
سی و هفتم ، مطائبه قبیح کردن	۳۱۸
نقل	۳۱۹
سی و هشتم ، خواب دروغ گفتن	۳۲۰
سی و نهم، سیر و پیاز خوردن	۳۲۰
فصل	۳۲۱
حکایت	۳۲۲

چهلم ، مرکب را کرسی ساختن - - - - ۴۲۴
نقل - - - - - - ۴۲۵
اول امامت قومے بے رضائے ایشان - - - ۴۲۶
فصل ہفتم ، درمیان چہل خطایائے کہ جملہ تقصیراتست ۴۲۵
چہل و یکم ، از ثقات زین الدین - - - ۴۲۵
نقل حضرت علی - - - - - ۴۲۶
حکایت سلطان المشائخ - - - - ۴۲۷
حکایت موسیٰ علیہ السلام - - - ۴۲۸
ریش بافتن بہ مروارید - - - - ۴۲۸
دوم خود را پسر دیگرے خواندن - - - ۴۲۷
نقل ابراہیم ادہم - - - - - ۴۲۹
چہارم ، پیش از امام سر از سجدہ برداشتن - - ۴۲۹
نقل - - - - - - ۴۲۹
پنجم ، فرزند را از مادر جدا ساختن - - - ۴۳۲
ششم ، تمغابندن - - - - ۴۳۳
ہفتم ، زراعت - - - - - ۴۳۳
ہشتم ، آب مستعمل در چاہ انداختن - - - ۴۳۳
نہم ، آب زراعت دزدیدن - - - - ۴۳۳
دہم ، اوقاف را متصرف شدن - - - ۴۳۳
یاز دہم ، بر بیع دیگرے بیع کردن - - - ۴۳۴
دواز دہم ، بہائے گران فروختن - - - ۴۳۴
سیز دہم ، زنے را کہ دیگرے خواستہ باشد خواستن - ۴۳۴
چہار دہم ، نکاح متعہ کردن - - - ۴۳۴
نقل حضرت حسن - - - - - ۴۳۶
پانز دہم ، روے مردم گردانیدن - - - ۴۳۸
حکایت - - - - - - ۴۳۹
شانز دہم ، خرامان رفتن - - - - ۴۳۹
ہفدہم ، مردم را قیام فرمودن - - - ۴۴۰

هژ دهم ، پارهٔ سر تراشیدن - - - ۴۴۰

نوز دهم ، در مجلس میان دوکس نشستن - - ۴۴۱

بستم ، در مجلس برای آئنده جائے نہ دادن - - ۴۴۱

حکایت سلطان حسین مرزا - - - ۴۴۲

بست و یکم ، بہ طعامے بہ سیری خوردن - - ۴۴۳

نقل - - - - - - ۴۴۴

نقل - - - - - - ۴۴۵

حکایت - - - - - - ۴۴۶

بست و دوم ، طعام گنده شب مانده خوردن - - ۴۴۷

نقل - - - - - - ۴۴۹

نقل - - - - - - ۴۵۰

نقل - - - - - - ۴۵۱

نقل - - - - - - ۴۵۱

بست و سیوم ، نظر در فرج زنے کردن - - ۴۵۲

بست و چهارم ، حریص بر جماع بودن - - ۴۵۲

نقل - - - - - - ۴۵۴

نقل - - - - - - ۴۵۴

حکایت - - - - - - ۴۵۵

حکایت - - - - - - ۴۵۷

بست و پنجم ، سواری زن بر اسپ - - - ۴۶۰

حکایت - - - - - - ۴۶۱

بست و ششم ، چراغ برگور افروختن - - ۴۶۳

نقل - - - - - - ۴۶۴

حکایت - - - - - - ۴۶۶

نقل - - - - - - ۴۶۶

نقل - - - - - - ۴۶۹

نقل - - - - - - ۴۷۰

فصل - - - - - ۴۷۲

نقل - - - - - - - ۴۷۲

بست و ہشم ، آراستن زن پیش نا محرم - - ۴۷۲

بست و نہم ، شب جدا ماندن زن از شوہر - - ۴۷۶

سی ام ، مال شوہر بے رخصت او دادن - - ۴۷۶

سی و یکم ، کبود پوشیدن - - - ۴۷۷

سی و سوم ، زنگله بستن - - - - ۴۷۸

سی و سوم ، نام فرزند بد نہادن - - - ۴۷۸

نقل ، - - - - - - ۴۷۸

حکایت - - - - - - ۴۷۹

حکایت - - - - - - ۴۸۰

سی و چهارم ، یک کفش پوشیده رفتن - - ۴۸۲

حکایت - - - - - - ۴۸۲

سی و پنجم ، میان دو زن رفتن - - - ۴۸۳

سی و ششم ، کسی را درغلط انداختن - - ۴۸۳

سی و ہفتم ، در ظروف کدو - - - ۴۸۳

سی و ہشتم ، دم در آب دمیدن - - - ۴۸۴

سی و نہم ، در خانه خالی خسپیدن - - - ۴۸۴

حکایت - - - - - - ۴۸۴

نقل - - - - - - ۴۸۶

فصل - - - - - - ۴۸۶

نقل - - - - - - ۴۸۹

حکایت - - - - - - ۴۹۰

چہلم ، وقت ذکر پیغمبر صلی الله علیه وسلم درود نه فرستادن ۴۹۰

نقل - - - - - - ۴۹۵

تذییل در بیان فرق کبیره و صغیره - - - ۴۹۶

نقل - - - - - - ۴۹۹

خاتمه ، در تصحیح توبه و قبول آن - - - ۵۰۲

سیر بر دو نوع است - - - - ۵۰۸

نقل	۵۰۹
نقل	۵۱۰
حکایت	۵۱۲
تمثیل دوم	۵۱۳
نقل	۵۱۴
تمثیل سوم	۵۱۵
تمثیل چهارم	۵۱۵
تمثیل پنجم	۵۱۶
تمثیل ششم	۵۱۷
حکایت	۵۱۷
حکایت	۵۱۸
تمثیل ہفتم	۵۲۱
تمثیل ہشتم	۵۲۱
تمثیل نہم	۵۲۲
تمثیل دہم	۵۲۳
تمثیل یاز دہم	۵۲۳
تمثیل دواز دہم	۵۲۳
تمثیل سیز دہم	۵۲۴
تمثیل چہار دہم	۵۲۵
تمثیل پانز دہم	۵۲۶
تمثیل شانز دہم	۵۲۷
تاریخ اختتام	۵۲۸

مقدمہ نجات الرشید

از

ڈاکٹر سید معین الحق

عبدالقادر بدایونی بن ملوک شاہ جن کا ذکر دور جدید کے بعض مصنفین ملا عبدالقادر[1] کے نام سے کرتے ہیں ، برصغیر کے اہم اور مشہور ترین مورخوں میں شمار کیے جاتے ہیں - حقیقت یہ ہے کہ بدایونی اپنے عہد کے ممتاز ترین مورخوں میں نمایاں مقام رکھتے ہیں ، بلکہ ان کو اس دور کا عظیم مورخ کہا جا سکتا ہے ، اور اس میں تو شک کی قطعاً گنجائش نہیں کہ ان کی مشہور تصنیف منتخب التواریخ اس عہد کی تاریخ لکھنے والوں کے لیے ہمیشہ گراں مایہ ماخذ کا کام دیتی رہے گی ، اس سلسلہ میں ہم اس زمانے کے تین مشہور مورخوں کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتے ہیں ، جس سے بدایونی کا مقام مورخ کی حیثیت سے متعین کرنے میں مدد مل سکے گی ، ان میں ابوالفضل کا نام سرفہرست ہے ، ان کی دونوں کتابیں یعنی اکبر نامہ اور آئین اکبری معلومات کا بے بہا خزانہ ہیں ، اس کے زمانہ تک کی............کی سیاسی تاریخ اور اکبر کے عہد کی اقتصادی معاشی اور ایک بڑی حد تک سماجی زندگی کا جو مواد ان کتابوں میں ملتا ہے ، اس کی مثال برصغیر ہی نہیں بلکہ قرون وسطیٰ میں دوسرے ممالک کی تاریخوں میں بھی بہت کم نظر آتا ہے - اکثر موضوعات پر جو تفصیلات ان کی

---

۱ - ملا جو مولوی کی بدلی ہوئی شکل ہے ، قرون وسطیٰ کی اصطلاح میں اس عالم کے لیے استعمال ہوتا تھا ، جو دینی علوم میں انتہائی کمال حاصل کر لیتا تھا ، چنانچہ تاریخی شخصیتوں میں بہت کم ناموں کے ساتھ یہ لقب نظر آتا ہے ، برصغیر میں برطانوی اقتدار قائم ہونے کے بعد مغربی طرز کی تعلیم حاصل کرنے والے بعض طبقوں میں ملا کا لفظ تحقیر کے لیے ان علماء کے واسطے استعمال کیا جانے لگا جو مذہبی امور میں حد سے زیادہ متعصب اور تنگ نظر سمجھے جاتے تھے ، جدید مورخین بدایونی کو بھی اسی گروہ میں شمار کرتے ہیں ، ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے لیکن ان کا یہ نام اتنا مشہور ہو گیا ہے کہ ہم نے اس کو قائم رکھنا ہی مناسب سمجھا -

کتابوں میں موجود ہیں اس سے ان کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر مفید روشنی پڑتی ہے ، لیکن چونکہ ابوالفضل سرکاری مورخ ہے ، اس کے نزدیک فن تاریخ نویسی کا کمال یہ ہے کہ بادشاہ کے عہد اور اس نظام حکمرانی کی بے داغ تصویر پیش کرے ، اور اس میں شک نہیں کہ اس حیثیت سے اس کی تصانیف بے مثال ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ کی شخصیت کو اس نے خدا کے بعد مقام دیا ہے ، وہ اس کو پیغمبر تو نہیں کہتا ، لیکن رشد و ہدایت ، کمالات و کرامات اور کامیابی و کامرانی کے ایسے پس منظر میں اکبر کو پیش کرتا ہے اور ظل اللہ کے لقب کی جو اکثر بادشاہوں کے لیے مسلمان مصنفین استعمال کرتے تھے اس طرح ترجمانی کرتا ہے کہ بادشاہ انظار میں وہ پیغمبروں سے کچھ بلند ہی نظر آتا ہے ، یہی سبب ہے کہ اکبر نامہ اور آئین اکبری کے مطالعہ سے بعض اوقات تاریخ کا طالب علم حقائق سے قریب ہونے کے بجائے دور ہو جاتا ہے ،

ابوالفضل کی تصانیف سے پیدا ہونے والے مغالطوں اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے خوش قسمتی سے دو ہم عصر مورخ ہماری مدد کرتے ہیں ۔

خواجہ نظام الدین احمد ہروی صاحب طبقات اکبری ، اگرچہ ایک معتمد امیر اور درباری تھے لیکن انہوں نے اپنی تصنیف میں انتہائی احتیاط کا انداز اختیار کر کے حقائق کے اظہار کی کوشش کی ہے ۔ چنانچہ ان کی کتاب ہر زمانہ میں مستند اور معتبر سمجھی گئی ہے ، دوسرے اہم مورخ عبدالقادر بدایونی ہیں وہ بھی ادنٰی درجہ کے منصب دار تھے لیکن مذہبی عقائد میں پختگی اور اپنے عہد اور خاص طور پر درباری ماحول کی ذہنی آزادہ روی سے نفرت نے ان کے مزاج میں شدت پیدا کردی تھی ، جس کا اثر ان کے بیانات کی ہر سطر میں نظر آتا ہے ، انہوں نے واقعات کی ہر وہ تفصیل درج کی ہے جس سے اکبر اور اس کے مقربین کی اسلام دشمنی نمایاں ہو جاتی ہے ، جن امراء کے عقائد ان کے نزدیک غلط تھے ان کے اعمال و اخلاق پر انہوں نے سخت نکتہ چینی کی ہے ، چنانچہ بعض مورخوں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ اگر ابوالفضل مدح و خوشامد میں اپنا جواب نہیں رکھتا تو دوسری طرف بدایونی کی تنقیدیں اور اعتراضات بھی اسی قدر سخت اور شدید ہیں ، ان حالات سے صرف ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے اور وہ یہ کہ اکبر کے عہد کی تاریخ کے لیے اکبر نامہ اور آئین اکبری پڑھنے کے بعد طبقات اکبری اور منتخب التواریخ کا مطالعہ ضروری ہو جاتا ہے ۔

منتخب التواریخ کے بعد بدایونی کی دوسری تصنیف نجات الرشید ہے جس پر آگے تبصرہ کیا گیا ہے ۔

ملا عبدالقادر بدایونی ٹوڈہ بھیم کے مقام پر ۹۴۷ھ (مطابق ۱۵۴۰ء)[1] میں پیدا ہوئے ، ابتدائی تربیت بساور میں ہوئی اوربارہ سال کی عمر میں میاں حاتم سنبھلی کی خدمت میں ملا صاحب کو ان کے والد نے پیش کر دیا ، جو اپنے زمانے کے مشہور صوفی اور عالم جلیل تھے ، ان سے ظاہری تعلم بھی حاصل کی اور پھر انھیں سے بیعت بھی ہو گئے ۔

اسی زمانے میں ھیموں کی افواج نے پانی پت جاتے ہوئے راستہ میں بساور کو لوٹا اور تباہ کر دیا ، جس میں ملا صاحب کے والد کا ذاتی کتب خانہ بھی ضائع ہو گیا ۹۶۶ھ (مطابق ۱۵۵۹ء) میں ان کے والد آگرہ میں آ کر مقیم ہو گئے ، یہاں بدایونی نے کچھ کتابیں مولانا مرزا سمرقندی اور قاضی ابوالمعالی بخاری سے پڑھیں ۔ یہیں انھوں نے شیخ مبارک کی مجلس درس میں بھی شرکت کی اور اس طرح فیضی ابوالفضل اور نقیب خاں وغیرہ کے ہم سبق رہے ۔ آگرہ میں ملا صاحب اور ان کے والد ایک فوجی سردار مہر علی بیگ کے مکان پر رہتے تھے ، چنانچہ انھی کے ساتھ ملا صاحب کو ایک مہم کے سلسلہ میں قلعہ چنار گڑھ تک جانا پڑا ، یہ ان کا پہلا بڑا سفر تھا ۔

۹۶۹ھ - ۷۰ میں ملا صاحب کے والد اور نانا دونوں کا یکے بعد دیگرے انتقال ہو گیا ، جس سے ان کو صدمہ پہنچا اور فکر معاش دامنگیر ہوئی ، چنانچہ دو تین سال بعد ۹۷۳ھ (مطابق ۶۶ - ۱۵۶۵ء) میں پٹیالی کے جاگیردار حسین خاں[2] کی ملازمت میں داخل ہو گئے ، اور آٹھ سال تک انھی سے منسلک رہے ، اسی دوران میں بدایوں پہنچ کر ملا صاحب نے دوسری شادی کی ۹۸۱ھ (مطابق ۷۴ - ۱۵۷۳ء) تک حسین خاں سے منسلک رہے ، لیکن اسی سنہ میں کسی بات پر اختلاف ہوا ، اور ملا صاحب ناراض ہو کر بدایوں چلے گئے ، حسین خاں نے بدایوں پہنچ کر ملا صاحب کی والدہ سے بھی سفارش کرائی لیکن ملا صاحب دوبارہ حسین خاں کے پاس جانے کے لیے راضی نہیں ہوئے اب ان کو خواہش تھی کہ وہ شاہی دربار میں کسی طرح رسائی حاصل کریں ، اسی سال یعنی ۹۸۱ھ میں وہ آگرہ گئے اور جلال خاں کے توسط سے دربار میں پہنچے، جلال خاں،

---

۱ - خود ملا صاحب کی ایک روایت ہے جن میں وہ کہتے ہیں کہ ۹۶۱ میں میری عمر ۱۱ سال کی تھی اس سے ان کا سال ولادت ۹۴۹ نکلتا ہے ۔

۲ - حسین خاں ان چند افغان سرداروں میں تھے ، جن کو اکبر بادشاہ کا اعتماد حاصل تھا ، چنانچہ اپنی خدمات کے صلہ میں وہ سہ ہزاری منصب تک پہنچ گئے تھے ، بدایونی نے ان کے اخلاق و عادات و دینداری اور علم پروری کی بہت تعریف کی ہے ۔

ملا صاحب کے علم کے ساتھ ان کی قرأت اور خوش الحانی سے اس قدر متاثر ہو گیا تھا کہ انہیں کے پیچھے نماز پڑھا کرتا تھا اور اسی نے بادشاہ سے سفارش کر کے منصب داروں میں شامل کرا دیا ، بدایونی کو بیستی کا منصب عطا ہوا اور شاہی امام مقرر ہو گئے ۔ بہار کے حملہ کے زمانے میں جب اکبر بادشاہ مع اپنی فوج کے ادھر گیا تو ملاصاحب کو بھی ساتھ لے گیا ، ان دنوں میں بادشاہ ان کی بے حد قدر کرتا تھا اور اکثر مسئلے انھی سے پوچھتا تھا ، اثنائے سفر ہی میں اکبر کے حکم سے انھوں نے سنگھاسن بتیسی کا ترجمہ فارسی میں کیا ، اور نامہ خرد افزا اس کا تاریخی نام رکھا کچھ عرصے کے بعد اتھروید کا ترجمہ بھی ان کے سپرد ہوا ۔

۹۸۳ھ میں مہم راجپوتانہ جس کی سرکردگی راجہ مان سنگھ کے سپرد تھی ملا صاحب نے اپنی خواہش پر جہاد میں شرکت کی ۔ شکست خوردہ راجہ کا ایک مشہور ہاتھی جس کو رام پرشاد کہتے تھے فاتحین کے قبضہ میں آیا ، مان سنگھ نے بدایونی کی سپردگی میں ہاتھی کو بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا ۔ اس خدمت کے صلہ میں بادشاہ نے ان کو ''۹۶'' اشرفیاں بطور انعام دیں ، اگلے سال بدایونی نے بادشاہ کی خدمت میں اپنی ایک تصنیف ''کتاب الاحادیث'' پیش کی جس میں جہاد اور فن تیراندازی وغیرہ کی فضیلتیں بیان کی گئی تھیں ، اب وہ دور آ گیا تھا جب اکبر کی طبیعت کا رنگ بدل رہا تھا ، اسلام سے وہ منحرف ہونے لگا تھا ، چنانچہ علماء سے جن میں بدایونی بھی شامل تھے بے توجہی برتنے لگا تھا ، بدایونی کی تاریخ میں ان تاثرات کا صاف اور سخت الفاظ میں ذکر ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ وہ حقیقت اور واقعیت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ، لیکن تنقید بہت شدید کرتے ہیں ، اور ان لوگوں پر اعتراض اور طنز کرتے ہیں جو بادشاہ کی خوشامد میں پیش پیش تھے اور روز بروز ترقی پا رہے تھے ، اس انداز نگارش سے متعلق خود لکھتے ہیں کہ اس کا سبب صرف مذہبی درد اور حمیت دینی تھا ، اور کسی سے رشک و حسد کا شائبہ تک دل میں نہ تھا ، اور غالباً یہ صحیح ہے ۔

۹۹۰ھ (مطابق ۱۵۸۲ء) میں اکبر نے ہجرت کی ایک ہزار سال کی تاریخ تحریر کرنے کا حکم دیا ، ابتداء میں یہ کام کئی اشخاص کے سپرد ہوا جن میں ایک بدایونی بھی تھے لیکن بعد میں ملا احمد ٹھٹوی[1] کو تنہا یہ ذمہ داری سپرد

---

۱ - ملا احمد ٹھٹوی ایک متعصب شیعہ تھے ، جن کو ایک جاہل سنی نے جس کا نام مرزا فولاد جولاس تھا دھوکہ دے کر بلایا اور قتل کردیا ۔ پھر خود بھی اپنے انجام کو پہنچا ۔

کر دی گئی ، ان کے قتل کے بعد یہ کام آصف خاں کے ذمہ کیا گیا ، بدایونی لکھتے ہیں کہ ۱۰۰۲ھ میں ان کو دوبارہ حکم ہوا کہ اس کتاب یعنی تاریخ الفی کے سنین کی ترتیب درست کرو چنانچہ انھوں نے جلد اول و دوم کو درست کیا ، جلد سوم آصف خاں کے حوالہ کی ۔ شیخ ابوالفضل نے آئین اکبری میں لکھا ہے کتاب کا دیباچہ میرا تحریر کیا ہوا ہے ۔

مہابھارت کے ترجمہ کی ذمہ داری بھی بدایونی اور چند دوسرے لوگوں کے سپرد ہوئی ، بدایونی لکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بادشاہ ان کو بہت سخت سست کہتے تھے ، بہرحال متعدد لوگوں کی کوشش سے یہ کام پورا ہوا اور اس کا نام رزم نامہ رکھا گیا ، بدایونی کو خیال تھا کہ یہ ایک دینی گناہ ہے ، جس سے وہ اپنی اور دوسرے مترجمین کے لیے بارگاہ احدیت میں طالب مغفرت ہوئے ، لیکن باوجود اپنے ان خیالات کے ان کو ۹۹۲ھ میں راماین کے ترجمے کا کام سپرد کیا گیا جس کو انھوں نے ۹۹۷ھ میں مکمل کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا ۔ اس "نامہ سیاہ" کے لیے بھی ملا صاحب بارگاہ الٰہی میں استغفار و توبہ کرتے ہیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے عقائد میں کس قدر راسخ و مضبوط ہیں ، اس زمانے کا ایک اور قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ اکبر نے ان کی ایک ہزار بیگہ زمین کی جاگیر بساور سے بدایوں میں منتقل کر دی ، دو سال بعد ۹۹۹ھ میں بدایونی کو اکبر نے ملا شاہ محمد شاہ آبادی کی تاریخ کشمیر کا خلاصہ کرنے کا حکم دیا ، جو انھوں نے دو ماہ کی کاوش سے مکمل کر کے بادشاہ کو پیش کر دی - یہاں یہ ذکر کیا جا سکتا ہے کہ شاہ محمد نے بھی بادشاہ ہی کے حکم سے راج ترنگینی کا فارسی ترجمہ کیا تھا معجم البلدان مصنفہ یاقوت حموی کا ترجمہ متعدد فضلا کے سپرد کیا گیا تھا ۔ بدایونی نے اس میں سے دس جز کا ترجمہ کر کے پیش کیا اور گھر واپس جانے کی رخصت چاہی بادشاہ نے اجازت تو دی لیکن کچھ ناراضگی کے ساتھ جس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ بدایونی نے رخصت کے وقت بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا تھا مدت رخصت سے پانچ ماہ بعد بدایونی نے دربار میں حاضری کی کوشش کی اس وقت اکبر کشمیر کے سفر میں تھا ، لیکن ناراضگی کی وجہ سے کورنش کی اجازت نہ ملی یہ لاہور واپس آ گئے جب بادشاہ واپس لاہور آیا تو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مل گئی ۱۰۰۲ھ مطابق ۱۵۹۳ء میں خواجہ نظام الدین کے انتقال کا بدایونی پر بے

---

۱ - اکبر نے یہ رسم جاری کی تھی کہ امراء اور دوسرے درباری لوگ بادشاہ کو سجدہ کرتے تھے ، لیکن اکثر مسلمان علماء اور بعض امراء سجدہ کرنے سے گریز کرتے تھے ، بادشاہ ان پر معترض نہیں ہوتا تھا ، اگرچہ اسے پسند بھی نہیں کرتا تھا ۔

مند اثر ہوا اس کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں ان کے کئی احباب وفات پا گئے جن میں ان کا دوست و مربی ملک الشعراء فیضی بھی تھا ، جس نے بادشاہ کو ان کی سفارش میں ایک نہایت عمدہ مکتوب دکن سے بھیجا تھا جو بادشاہ کے حکم سے اکبر نامہ میں شامل کر دیا گیا ہے - منتخب التوارخ ١٠٠٣ھ کے ابتدئی مہینوں تک آتی ہے ، کیونکہ اسی سال کے آخر میں خود بدایونی کا بھی انتقال ہو گیا ، ان کی قبر بدایوں کے نواح میں ایک باغ میں موجود ہے -

عہد اکبری میں ظاہر ہے کہ یہ کتاب خفیہ رہی بعد میں جب جہانگیر کے علم میں آئی تو اس کو بھی بہت غصہ آیا ، جس کی وجہ سے منتخب التوارخ کی اشاعت زیادہ نہ ہو سکی چنانچہ اس دور کے مورخین نے اس کتاب کا ذکر تک نہیں کیا ہے ، اگرچہ بعد میں یہ برصغیر کی مشہور ترین تاریخوں میں شمار ہونے لگی اور اج تک مورخین کے لیے مفید ترین ماخذ کا کام دیتی ہے -

بدایونی کی دوسری اہم کتاب نجات الرشید ہے ، نجات الرشید جیسا کہ اس کے نام کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے - ٩٩٩ھ، مطابق ١٥٩١ء) میں لکھی گئی ، اگرچہ مصنف نے اس کو رسالہ یا عجالہ کہا ہے یہ خاصی ضخیم کتاب ہے اور اکثر شرعی احکام اور مسائل پر اس میں تفصیلی بحث کی گئی ہے اس لحاظ سے ہم اس کو ایک مستقل تصنیف یا اپنی اصطلاح میں' کتاب ' کہہ سکتے ہیں مصنف نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ کتاب بحالت سفر لکھی گئی جب اس کے پاس حوالہ کے لیے زیادہ کتابیں نہ تھیں ، بہرحال اس نے اکثر مواقع پر مختلف مصنفین اور ان کی تصانیف کا حوالہ دیا ہے چونکہ اس زمانے میں صرف مخطوطے ہی ہوتے تھے اور صفحات وغیرہ ظاہر کرنے کا رواج نہ تھا ، اس لیے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ سب حوالے یا ان میں سے اکثر صرف حافظے کی بنیاد پر دیے گئے ہیں ، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علوم نقلیہ میں ملا صاحب کا مطالعہ نہایت وسیع تھا اور ساتھ ہی قدرت نے ان کو حافظہ بھی قوی عطا کیا تھا اس اڈیشن میں ہم نے ان حوالوں کی نشان دہی نہیں کی ہے اس لیے کہ ان محققین اور فضلاے تاریخ کے لیے جو نجات الرشید کا تفصیلی اور تنقیدی مطالعہ کریں گے یہ کام زیادہ دشوار نہ ہوگا ، اس کے علاوہ ہمارا مقصد اس وقت یہی تھا کہ اس مفید اور اہم کتاب کو شائع کرکے علمی حلقوں اور فضلاے تاریخ تک پہنچا دیا جائے ، اس مقصد کی افادیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے قلمی نسخے بھی بہت

---

١ - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں بھی کچھ اضافہ کیا ہے ، کیونکہ اس سنہ کے بعد کے واقعات کا بھی کہیں کہیں ذکر آیا ہے -

کم ہیں کلام اللہ کی آیات کی تخریج کر دی گئی ہے ، ان کا اور احادیث کا ترجمہ یا کم از کم مفہوم خود مصنف نے لکھ دیا ہے ۔

تالیف کتاب کا سبب جو مصنف نے خود بیان کیا ہے تاریخ کے طلبہ کے لیے دل چسپ ہے ، لیکن زیادہ دل چسپ اس اہم تصنیف کا وہ تجزیہ ہے جو مصنف کے تصور حیات اور اس عہد کے سیاسی ماحول اور معاشرتی انقلاب کے پس منظر میں کیا جا سکتا ہے ، مصنف کے بیان کے مطابق یہ کتاب اس زمانہ کے مشہور امیر اور مورخ خواجہ نظام الدین احمد ہروی کی فرمائش پر لکھی گئی ہے ، اول الذکر نے ان مباحث پر جو اس میں شامل ہیں کچھ یادداشتیں (طومار) جمع کی تھیں وہ انھوں نے مصنف کو دیں اور فرمائش کی کہ ان کی مدد سے ایک مستقل کتاب لکھی جائے ، مصنف نے اسی کی تعمیل میں یہ مفید کتاب تیار کی ۔

اس مختصر بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اس موضوع پر کتاب لکھی جانے کی اہمیت اور ضرورت سب سے پہلے خواجہ نظام الدین احمد نے محسوس کی اور غالباً خود ہی لکھنے کا ارادہ کیا ہوگا ، کہ یادداشتیں جمع کیں اور ان کو محفوظ کرتے رہے ، لیکن ان کی سرکاری حیثیت اور فرائض کی انجام دہی اور عمر کی بڑھتی ہوئی روانی نے ان یادداشتوں کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا موقع نہ دیا ہوگا ، ایک دوسرا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نظام الدین جو اب اپنی عمر کی آخری منزل سے گذر رہے تھے ، ایک ایسی تصنیف اپنے نام سے پیش نہیں کرنا چاہتے تھے جو بادشاہ اور اس کے محبوب درباریوں کے عقائد پر ضرب کاری لگا کر ان کی شہرت پر اثر انداز ہو سکتی تھی ، اس میں شک نہیں کہ نظام الدین بعض دوسرے درباری امراء کی طرح ایک راسخ العقیدہ سنی المذہب مسلمان تھے ، اور اکبر سے اپنی وفاداری قائم رکھنے اور اہم سیاسی اور فوجی خدمات انجام دیتے رہنے کے باوجود بادشاہ کے جاری کردہ دین الٰہی اور اس سے پیدا ہونے والی عام دینی بے راہ روی اور اسلام دشمن تحریک سے انہوں نے خود کو علیحدہ رکھا تھا لہٰذا ان کے لیے یہ خلاف مصلحت ہوتا بلکہ شاید یہ ممکن بھی نہ تھا کہ وہ درباری منصب رکھ کر کوئی ایسا اقدام کرتے جس سے شاہی اعہد کو جو ان کے لیے طرۂ امتیاز تھا صدمہ پہنچتا ۔

بے محل نہ ہوگا اگر یہاں دین الٰہی کی اشاعت کے بعض پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا جائے کیونکہ نجات الرشید کی تصنیف کا اس سے ایک حد تک براہ راست

---

۱ ۔ دیکھو متن صفحہ نمبر ۲

تعلق ہے ، دین الٰہی کے وجود میں آنے اور اس کے ذریعہ سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی پالیسی پر بحث کیے بغیر ہم طلبۂ تاریخ کی توجہ اس نکتہ پر مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام سے اس کا ٹکراؤ لازمی تھا نہ صرف مذہبی عقائد اور اعمال کی سطح پر بلکہ سیاسی زندگی اور درباری ماحول کے بدلتے ہوئے پس منظر میں بھی، برصغیر میں مسلمانوں نے جو حکومت قائم کی تھی وہ بنیادی طور پر اسلامی تھی اس لیے کہ شریعت کو اس میں بالادستی ہی حاصل نہ تھی بلکہ نظم حکمرانی کی مشین بھی اس کی حدود میں کام کرتی تھی ۔ غیر مسلموں کو محمد بن قاسم کے زمانے ہی سے ذمیوں کا درجہ حاصل تھا ۔ اس میں شک نہیں کہ بعض حکمرانوں کے عہد میں شرعی قوانین کی خلاف ورزی بھی عمل میں آئی اور بعض اوقات ایسے ضوابط بھی نافذ ہوئے جن کا جواز شریعت میں نہیں ملتا ۔ اس سلسلہ میں علاءالدین خلجی کے چند ضابطوں اور تعزیری احکامات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے ، ان کو مستقل قوانین کی حیثیت حاصل نہیں ہوئی اس کے علاوہ سلطان نے شریعت کے خلاف اپنے ضوابط کا دفاع کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ خلاف ورزیوں کا اعتراف معذرت آمیز انداز میں کیا بعض حکمرانوں کی عقیدت مندی اور بااثر اصحاب اختیار کی تنگ نظری کے باعث شرعی قوانین کے نفاذ میں اتنی سختی برتی جاتی کہ سرکاری احکامات خود اسلام کی روح کے خلاف معلوم ہوتے تھے ، سوری خاندان کی حکومت کے آخری دور سے اکبر کے ابتدائی زمانے تک بعض حالات نے درباری زندگی کو ایک خاص رنگ دے دیا تھا اس عہد کا یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ جوان العمر بادشاہ اکبر کو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہننے پر شیخ عبدالنبی صدر الصدور نے اس کے دامن پر اپنا عصا مار کر یہ بتلانے کی کوشش کی کہ یہ فعل شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہے ۔

لیکن اکبر کے زمانے میں علمائے سوء اور خاص طور پر ان لوگوں کی حرکات نے جو ارباب اقتدار میں شامل تھے ، جوان العمر مسلمانوں کے خیالات و کردار پر جو اثر ڈالا ہوگا وہ ظاہر ہے اور ہمیں اس پر تعجب نہ کرنا چاہیے کہ جب علمائے سوء کے تعصب اور بے جا سختیوں کا شکار ہونے والے بعض لوگوں نے جن میں شیخ مبارک اور اس کے دو بیٹے ابوالفضل اور فیضی خاص طور پر قابل ذکر ہیں اپنی مہم شروع کی اور قوانین شریعت کے خلاف صف آراء ہوگئے ، تو اکبر کا ذہن ان کے خیالات سے بہت زیادہ متاثر ہوا اور مسلمانوں کی دینی و

---

۱ - اس سلسلہ میں برنی کی تاریخ فیروز شاہی کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جس میں سلطان علاء الدین خلجی اور قاضی مغیث کی گفتگو مفصل طریقے سے بیان کی گئی ہے ۔

معاشرتی زندگی میں ایسی قوتوں نے سر اٹھایا جو ان کو اسلامی شریعت سے دور لے جانے لگیں ، الحاد و بے دینی کا رواج بڑھنے لگا ، ابتداء میں جوان العمر بادشاہ کو یہ خیال پسند آیا کہ اسلام کے علاوہ دوسرے ادیان کے رہنماؤں کو بلا کر ان کے عقاید بھی معلوم کرنا چاہیں ، ابوالفضل وغیرہ کی کوششوں سے حالات نے کچھ ایسا رنگ اختیار کر لیا کہ پہلے تو درباری علماء کا اور پھر خود اسلامی تعلیمات کا اثر کم ہونے لگا ۔ بادشاہ کی وسیع المشربی بڑھتی رہی اور آخر کار اس کو اس پر آمادہ کر لیا گیا کہ اس رہنمائی اور سرپرستی میں ایک نئی دینی تحریک کا آغاز کیا جائے اور چونکہ اکبر خود کو پیغمبر کہلوانے کی ہمت نہیں رکھتا تھا اور اس کے لیے تیار نہ تھا ، اس نئی تحریک کو باقاعدہ نئے مذہب کا نام نہیں دیا گیا اس میں جو تصورات شامل تھے وہ توحید الٰہی کے علاوہ سب دوسرے ادیان سے لیے گیے تھے اور اسلام کے بنیادی تصور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو کسی حیثیت سے بھی شامل نہیں کیا گیا تھا ، اس لیے قدرتی طور پر اکبر اور اس کے ساتھیوں کا ایجاد کردہ دین الٰہی اسلام کے خلاف ایک محاذ بن گیا ، جس کا باقاعدہ اعلان ۱۵۸۲ء میں ہوا لیکن شعائر اسلام پر حملے اس سے پہلے شروع ہو گئے تھے، اس کے بعد شرعی احکامات کا جن کو تحقیر کے طور اسلام مجازی کہا جاتا تھا کھلم کھلا استہزاء کیا جانے لگا ۔

اس فضاء میں بادشاہ کے وہ مسلمان درباری جو دنیوی فلاح کو دینی شعائر پر ترجیح دیتے تھے ، نئی رسوم اور طریقوں کو اختیار کر کے اپنے مناصب کی ترقی کے لیے کوشش کرنے لگے ، لیکن علماء اور مشائخ کا وہ طبقہ جو ان حالات کو برداشت نہیں کر سکتا تھا ، ہر ممکن طریقے سے اسلامی اقدار کو محفوظ کرنے کی کوشش کرنے لگا ، اس مقصد کے لیے انہوں نے جو طریقے اختیار کیے ، ان میں ایک موثر طریقہ تصنیف و تالیف کا تھا ، اس سلسلہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، شیخ احمد سرہندی اور مورخ بدایونی کے نام سر فہرست ہیں ، ان کی تصانیف کے بغور مطالعہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ کس مقصد سے تیار کی گئی ہیں اور شیخ عبدالحق نے تو اپنی اہم تصنیف مدارج النبوہ میں اس طرف اشارہ بھی کیا ہے ۔ نجات الرشد کے دیباچے اور ان مباحث کے تجزیے سے جو اس میں موجود ہیں یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ خواجہ نظام الدین امراء

---

۱ ۔ دین الٰہی کی تاریخ ہماری تصنیف معاشری و علمی تاریخ مطبوعہ سلمان اکیڈمی کراچی ۱۹۶۵) میں پڑھی جا سکتی ہے ۔

کے اس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے جو اسلامی شعائر اور قدار کو محفوظ کرنے اور لوگوں کو الحاد کا شکار ہونے سے بچانا چاہتے تھے، بحیثیت ایک بلند مرتبہ امیر اور منصب دار کے ان کے لیے یہ تو ممکن نہ تھا کہ کھل کر میدان میں آجائیں اور بادشاہ کی پالیسیوں کی مخالفت کریں، لہذا انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان علماء و فضلاء و مشائخ کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کریں جو جہاد با قلم کے لیے تیار تھے اور اس کی اہلیت بھی رکھتے تھے، اس نکتے کو ذہن میں رکھا جائے تو یہ سمجھ میں آجاتا ہے کہ خواجہ نظام الدین نے اپنی محفوظ کی ہوئی یادداشتیں عبداللہ در بداؤنی کو کیوں سپرد کیں اور اس کتاب کی تصنیف ان کے سپرد کیوں ہوئی۔

نجات الرشید کو بعض محققین نے تصوف کی ایک کتاب قرار دیا ہے یہ خیال صرف ایک حد تک ہی درست ہوسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کا موضوع تصوف نہیں بلکہ قرآن، حدیث اور فقہ کی روشنی میں شعائر اسلام یا اسلامی اقدار کی تشریح ہے، چونکہ مصنف کو اس زمانے کے اکثر علماء و فضلاء کی طرح تصوف اور صوفیاء سے گہری عقیدت تھی اس لیے اس کے انداز بیان اور توضیحات میں تصوف کا رنگ غالب ہے اور جابجا اکابر صوفیاء کے اقوال اور واقعات کے حوالے نظر آتے ہیں، ان خصوصیات کے علاوہ فضلائے تاریخ کی نظر میں نجات الرشید اس لیے بھی ایک اہم تصنیف ہے کہ اس میں سولھویں صدی کے مسلمانوں کی معاشرتی اور دینی زندگی کی ایک مثالی تصویر ملتی ہے، اس میں شک نہیں کہ ایک مسلمان کے انفرادی اور اجتماعی کردار کے جو معیارات اس میں پیش کئے گئے ہیں ان پر پورے اترنے والے لوگوں کی تعداد بہت کم ہوگی، لیکن اس کے بیانات و تشریحات سے ہم یہ اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں کہ ہماری تاریخ کا وہ دور ایک اچھے مسلمان سے حقوق اللہ اور دینی امور میں ہی نہیں بلکہ حقوق العباد اور معاشرتی زندگی سے متعلق معاملات میں کیا مطالبہ کرتا تھا ——— اس کتاب میں اہم مسائل اور موضوعات کے ساتھ ساتھ ہم کو مہذب سوسائٹی کے معمولی آداب کا ذکر بھی ملتا ہے، مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ مصنف اپنے قارئین پر یہ ظاہر کرنا نظر آتا ہے کہ شرعی احکامات اور پابندیوں کی اتباع کر کے ایک انسان کس طرح اعلیٰ معیار کی زندگی بسر کر سکتا ہے اس کی ضرورت اس لیے شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی تھی کہ دین الٰہی کے نفاذ کے بعد سے لوگ شریعت کی طرف سے غافل ہوتے جا رہے تھے اور اس غلط فہمی اور خود فریبی میں

۱۔ دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بداؤنی پر پروفیسر ہارڈی کا مقالہ

مبتلا ہو رہے تھے اور کئے جا رہے تھے کہ یہ ''سب اسلام مجازی'' ہے ، جس کی نہ کوئی خاص اہمیت ہے اور نہ ضرورت اس کو بآسانی پس پشت ڈالا جا سکتا ہے ، نجات الرشید اس حملے کو روکنے کی کوشش کے سلسلہ میں ایک عملی اقدام ہے -

''نجات الرشید''میں بادشاہ وقت یا اس کے درباریوں کے خیالات اور اقدامات کا خاص طور پر ذکر نہیں ہے جو دین الٰہی کے منصوبہ کو کامیاب بنانے میں سرگرم کار تھے ، اس لیے منتخب التواریخ کی طرح اس کو پوشیدہ رکھنے کی ضرورت نہ تھی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حالات اس قدر نامساعد ہو چکے تھے کہ اس کی اشاعت زیادہ نہ ہوئی ، اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے نسخے بہت کمیاب ہیں، بہرحال تاریخ کے طلبہ کی نظر میں اس سے اس کی اہمیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اکبری دور کی تاریخ کے ایک اہم ماخذ کی حیثیت سے اس کو شائع کیا جا رہا ہے -

آخر میں ہم افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ نجات الرشید کا دوسرا نسخہ جو ہمارے علم میں ہے ہمیں دستیاب نہ ہوسکا، جس نسخہ کی بنیاد پر اس کو شائع کیا جا رہا ہے - وہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال سے حاصل کیا گیا ہے ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں موجود ہے - لیکن انتہائی کوشش کے باوجود ہم اس کی نقل حاصل نہ کر سکے ، ہو سکتا ہے کہ دوسرے نسخوں کے مقابلہ سے کہیں عبارت میں کچھ فرق نظر آئے ، لیکن نسخہ زیر نظر اتنا صاف اور صحیح ہے کہ بہت کم متن میں ایسے مقامات آئے جس کے پڑھنے میں شبہ پیدا ہوا ہو ، اور یہ زیادہ تر کچھ حصے آب خوردہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئے -

نجات الرشید تاریخی نام ہے - اس کی تصنیف کی تاریخ ۹۹۹ھ (مطابق ۱۵۹۱) لکھی ہے ، خود مصنف کے قول کے مطابق اس نے یہ کتاب حالت سفر میں لکھی اس کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ منتخب التواریخ میں اپنے متعلق اس نے جو اشارے کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس زمانے میں سفر کر رہا تھا ، لیکن یہ امر دل چسپ ہے کہ اس نے اس میں بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا

---

۱ - اس لیے ہم نے ایسے الفاظ کے سامنے جنکی صحت میں شک ہو سکتا ہے قوسین میں استفہام کا نشان لگا دیا ہے -

۲ - دیکھو صفحہ نمبر ۸۲ -

یہ امر دل چسپ ہے کہ مصنف نے منتخب التوارخ کو ''منتخب التاریخ'' لکھا ہے جو غالباً کتابت کی غلطی ہے ، اور طبقات اکبری کو تاریخ نظامی کہا ہے -

ہے ، اس تاریخ کے بعد وقوع پذیر ہونے سب سے زیادہ اہم اور قابل ذکر مثال خواجہ نظام الدین کی وفات کی ہے جو ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۵۹۴ء میں واقع ہوئی ، جس کی تاریخ اس مصرعے سے نکلی ہے '' گوہر بے بہا از دنیا رفت'' لیکن چونکہ اس کا ذکر بالکل خاتمہ' کتاب پر ہے ، اس لیے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بعد میں اضافہ کر دیا گیا ہوگا ، دوسری مثال خود منتخب التواریخ کے ذکر کی ہے شیخ علائی کا ذکر کرتے ہوئے بداؤنی نے لکھا ہے '' کہ ان کے حالات میں نے منتخب التاریخ خلاصہ' تاریخ نظامی میں لکھے ہیں ۔''

یہ الفاظ یا تو بعد کو بڑھائے گئے ہیں یا دوسری توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ مصنف نے اپنی تاریخ کا منصوبہ پہلے سے بنایا ہو اور اس کے لیے وقتاً فوقتاً مواد جمع کرتا رہا ہو اور یہ یادداشتیں بھی لکھی ہوں کہ کن موضوعات کو اس میں شامل کیا جائے گا ۔ اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ بداونی نے اپنی تاریخ میں جو تفصیلات بیان کی ہیں اور تاریخوں کی پابندی کا لحاظ رکھا ہے ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یادداشتیں ضرور رکھی ہوں گی ۔

مجھے یقین ہے کہ تاریخ کے طلبہ اور محققین کے لیے یہ کتاب ایک مفید ماخذ ثابت ہو گی اور یہی میری کوشش کا سب سے بڑا صلہ ہوگا ۔

فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب یسر و تمم بالخیر

الحمد لله غافر الذنب و قابل التوب ، شدید العقاب ذی الطول ، لا اله الا هو الیه المصیر ۔ والصلوة علی رسوله محمد البشیر النذیر الداعی الی الله باذنه والسراج المنیر ، والسلام علی اله و اصحابه و عترته من الصغیر والکبیر رزقنا الله شفاعتهم انه بالاجابة جدیر ۔

بعد از ادای ثنای بی انتهای حضرت پروردگار آمرزگار و درود بی شمار بر سید ابرار ، محمد مختار صلی الله علیه و اله و اصحابه الاخیار ، می گوید بنده شرمسار بر درویشان روزگار ، عبدالقادر بن ملوک شه بداؤنی نصرالله بعیوب نفسه و جعل غده خیرا من امسه که روزی از روزهای بهار و هنگام شگفتن ازهار که دماغ از نسیم سحری چون گل برگ تری و اندیشه از افکار بیهوده روزگار فرسوده[1] ، نقاش ربیع صد هزار نقش بدیع بر لوح خاک نگاشته ، در منظر پاک جلوه گری می کرد ، یکی از اصحاب رفعت و ارباب مکنت لایزال کاسمه ، نظام الدین احمد[2] که صورتش لطف مجسم و حقیر را

---

۱ ۔ عبارت آب خورده ہے ۔ ''جائے بیہودہ'' پڑھا جاتا ہے ۔

۲ ۔ نظام الدین احمد ، بن محمد مقیم الهروی ، عہد اکبری کے امراء میں تھے ، وہ مختلف عہدوں پر فائز رہے ، صوبہ گجرات میں بخشی کے اہم عہدے پر کام کیا اور سلطان مظفر گجراتی کی بغاوت فرو کرنے میں حصہ لیا ۔ ۱۵۹۲ میں یعنی اپنی وفات سے دو سال قبل جب اکبر نے جعفر بیگ آصف خان بخشی کو با یزید کے بیٹے جلال الدین (عرف جلالہ) کے خلاف مہم پر روانہ کیا تو نظام الدین کو بخشی کے اہم عہدے پر مقرر کیا ، ۱۵۹۴ میں نظام الدین کا انتقال ہو گیا ۔

نظام الدین ان چند امراء میں سے ایک ہے جو دربار اکبری میں بے حد

بقیہ آیندہ صفحہ پر

رسم اخلاص باو مستحکم بود ، طوماری داد مشتمل بر ایراد عیوب دل و آفات نفس از قلیل و کثیر و محتوی بر مقدار بعضی از افراد گناہان کبیرہ و صغیرہ و فرمود کہ چون ذکر این جرائم و کبائر ذمائم[1] کہ دانستن آن از عظایم عزائم است ، اینجا بر سبیل اجمال است ، بتفصیل و دلیل باید کہ پارۂ دیگر اضافہ ساختہ منشاء و ماخذ آنہا را درمیان ایجاز مخل و اطناب ممل بیان کنی ، تا شاید کہ این جمع موجب نفع تام برای عام شود و حق سبحانہ بآن واسطہ اجتناب از امور ناصواب روزی فرماید ، بموجب کریمہ :

"و ان استنصرو کم فی الدین فعلیکم النصر"[2]

اگر شما استعانت [ص: ۲] در دین خواہید[3] اعانت لازم است ۔ آن اشارت و آن اطاعت را طاعت شمرد و با آنکہ از مواد ہیچ کتابی با خود نداشت از روی یادداشتی چند دست باین مطلب بلند زد و فصل فصل گردانید و

بقیہ حاشیہ

عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ، شہنشاہ کو اس پر بہت اعتبار تھا اور اس کی عزت کرتا تھا ، لیکن شاہی اعتماد کے باوجود نظام الدین ہمیشہ راسخ العقیدہ مسلمان رہا ۔ شیخ فرید بھکری ('ذخیرۃ الخوانین' جلد اول ۔ صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹) نے اس کو نیک نہاد کہا ہے ۔ ('مآثر الامرا' جلد اول ۔ صفحہ ۶۶۱) کا مصنف اس کو ''در راستی و درستی یگانۂ وقت و در کاردانی و معاملہ فہمی سر آمد اقران'' سمجھتا ہے ۔

خواجہ نظام الدین کی تاریخ طبقات اکبر شاہی (طبقات اکبری) برصغیر کی مفصل اور انتہائی مستند تاریخ ہے ، مشہور مؤرخ بدایونی اور محمد قاسم ہندو شاہ مصنف 'تاریخ فرشتہ' دونوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے ، حقیقت یہ ہے کہ 'طبقات اکبری' ہر دور کے مؤرخوں کے لیے ذخیرہ معلومات رہی ہے ۔ اس میں سبکتگین غزنوی سے اکبری عہد کے اڑتیسویں سال یعنی ۱۵۹۳ء تک کے واقعات مذکور ہیں ۔

۱ ۔ متن میں ضمائم ہے جو غلط ہے ، حاشیہ پر ذمائم ہے جو صحیح ہے ۔
۲ ۔ القرآن ۔ سورہ انفال ۸ ۔ آیت ۷۲ ۔
۳ ۔ صحیح ترجمے کے لحاظ سے ''ایشان دردین خواہند'' ہونا چاہیے ۔

و نجات الرشید[1] که تاریخ این ناوه جدید نیز می شود ، نام نهاد و امید که این تالیف سبب نجات ہر رشید و رشد ہر طالب مزید گردد و سعی امر مشکور و تقصیرات مامور معذور باد ! بالنبی و الہ الا مجاد ۔

فصل : بدان که باتفاق سالکان راه و واصلان درگاه اولین پایه سلوک طریقت و صراط مستقیم حقیقت ، معرفت توبه نصوح است و استقامت و استدامت بران جادہ نجات و سلامت اہل ہمه فیوض و مقدمه جمیع فتوح پہان نہال است ، که آب از سرچشمه توبه می خورد و نشو و نما از خود بسر صدق می گیرد و بارور از نسیم ذکر خداوند عز شانه می گردد و بی استحکام اساس توبه و صدق نیت فقر ریاضت و مجاہدت ہر چند سعی نماید رفعت نه یابد و زود خلل پزیر شود که "البناء علی الفاسد افسد" و کلام مجید و تنزیل حکیم حمید چنین می فرماید که :

"یا ایها الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحاً[2]"

اے آن کسانی که ایمان آورده اید باز گردید بسوی خدای عز و جل ، باز گشتنی خالص ۔ چه معنی توبه بحقیقت باز گشتن است از معصیت بطاعت و توبه نصوح آنست که در وقت رجوع از گناہان گذشته بدل پشیمان باشد و در حال لذت ، لذت آن از خاطر محو سازد و در زمان آینده عزم جزم نماید که دیگر گرد آن نه گردد ۔ اگر توبه بصدق عہد بکند و باز بشکند توبه را در حال لازم شمرد و بدل نه رساند که چون فتوری در عزیمت رفته باز اگر توبه را در حال کنم آیا قبول شود یا نه ۔ زنہار زنہار ، که این را از غرور شیطانی پنداری و بدانی که تائید[3] در توبه شرط نیست چه از

---

۱ ۔ نجات الرشید ، تاریخی نام ہے ۔ اس کے عدد یہ ہیں :

ن + ج + ا + ت + ا + ل + ر + ش + ی + د

۵۰ + ۳ + ۱ + ۴۰۰ + ۱ + ۳۰ + ۲۰۰ + ۳۰۰ + ۱۰ + ۴

= ۹۹۹ مطابق ۱۵۹۰ ۔ ۱۵۹۱ ۔

۲ ۔ القرآن ۔ سورة تحریم نمبر ٦٦ آیت ۸ ۔

۳ ۔ مخطوطے میں "تائید" ہے لیکن تابید (بمعنی ہمیشه قائم رکھنا) زیادہ مناسب ہے ۔

اعیان این طایفہ جمعی بودہ اند کہ توبہ کردہ باز بمعصیت افتادہ و باز بدرگاہ کبر یا آمدہ اند و یکی از مشایخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گفتہ است کہ ہفتاد بار توبہ کردہ ام ، باز بمعصیت افتادم تا بار ہفتاد و یکم استقامت یافتم و نیز گفتہ کہ یکی از معصیت توبہ کرد و باز شکستہ در معصیت افتادہ بود ، انگاہ پشیمان شدہ روزی با خود گفت کہ اگر بدرگاہ عزت جلت و عزت [ص : ۳] باز آیم ، حال من نہ دانم چگونہ باشد ۔ ہاتفی آواز داد کہ :

اطعتنا فشکرناک ثم ترکتنا (ترکتنا ؟) فاسھلناک فان عدت الینا قبلناک ۔

ما را اطاعت داشتی از تو منت پذیر شدیم ، باز بی وفائی کردی ترا مہلت دادیم ، اکنون اگر باز آئی باشتی قبولت کنم :

''ہر کہ آید گو بیا و ہرچہ خواہد گو برو[۱]
گیرودار و حاجب و دربان درین درگہ[۲] نیست''

و بعضی را خیال غلط در سر می افتد و می گویند کہ چون چندین مرتبہ گناہ کردیم و توبہ شکستیم ، ما را شرم می آید کہ باز توبہ کنیم ۔ و جمعی دیگر عذر می آرند کہ چون در دل ما ہنوز ہوس گناہ و لذۃ آن باقی است از توبہ چہ سود ؟ و مثال این ابیات می خوانند ۔ قطعہ :

در دل ہوس گناہ و بر لب توبہ
در صحت می خوری و در تب توبہ

ہر روز شکستن است ہر شب توبہ
زین توبہ نا درست یا رب توبہ

و این خیالات بیہودہ را دست آویز ساختہ بی باکانہ در گناہان ، مطلق العنان شدند و از ثواب توبہ مطلق محروم ماندہ اند ، تا ایشان را ازین قسم اشعار باید خواند ۔ قطعہ :

---

۱ ۔ متن میں ''بگو'' ہے حاشیے پر ''برو'' تصحیح کی گئی ہے ۔
۲ ۔ دوسرے مصرع میں ''گہ'' غلط ہے صحیح ''درگاہ'' ہوگا ۔

از بسکه شکستیم به بستم توبه
فریاد همی کند ز دستم توبه
دیروز بتوبه می شکستم ساغر
امروز به ساغری شکستم توبه

دریغا این طائفه نمی دانندکه هر لحظه و هر نفس بر گرفتاران غلِ هوا و هوس خطاب از رب الارباب چنین می آید ، قطعه :

باز آ باز آ هر آنچه هستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگه ما درگه نومیدی نیست
صد بار اگر توبه شکستی باز آ

و این معنی از عقلِ سلیم بسیار قبیح و بعید می نماید که کسی را از کردن گناه شرم نیاید و از توبه شرم آید .

فصل : منشأ غلط مردم از نیست که چون یکی از بندگان خدمت گار را یک مرتبه بیند که گناهی ورزیده است بخشیدن او آسان می داند . اما چون بی فرمانی او از حد می گزرد ، عفو وی در عادت دشوار آید و علاجِ آن زدن است و کشتن و راندن ، و توبه را که بارها شکسته باشند از همین قبیل خیال می کنند ، اما نمی دانند که این جا قیاس از حالِ خود کرده‌اند و این قیاس صحیح نیست . چه معامله حق با خلق مثل معامله خلق با خلق نیست و مدار کار بر عاقبت است . اگر کسی در رفتن از جهان موسن و تایب رفته باشداز اهلِ نجات است ، اگرچه تمام عمر در فسق و ضلالت بسر برده باشد و اگر همه عمر در عبادت گذرانیده است و عاقبت الامر (ص : ۴) بسلامت نه رود . حکمِ آخرت راست و آن عبادت همه محو است و برین سخن دلایل عقلی و نقلی بغایت در کتب مبسوط مذکور است . برین تقدیر هرچندگناه بیشتر شود بایدکه توبه بیشتر کند ، چه‌گناه چون چرک است و توبه مانند صابون و هرچند چرک بیشتر احتیاج به صابون بیشتر . و باید

که از شست و شوی بسیار دلگیر نه شود بلک سعی کند که چرک بر بدن نه رسد ـ ای عزیز ! مگر نه شنیدهٔ که بر داؤد علیٰ نبینا و علیه السلام چه خطاب آمد ، و فرمان باو رسید که''یاداؤد انذرالصدیقین فانی غیور و بشر المذنبین فانی غفور" بترسان پرہیزگاران را که من غیورم و بشارت ده گناہگاران راکه من غفورم :

زاہد بکند توبه که قہاری تو

ما غرقِ گناہیم که غفاری تو

قہارت او خواند و من غفارت

یارب ! به کدام نام خوش داری تو

ملاحظه باید که نمود این خطابِ روح افزای دلکشای شاخِ غرور پرہیزگاران را بر می شکند و بیخ نومیدی دل شکستگان را چه از پای می افگند و نہالِ آرزوی آمرزش طالبان راچه سرسبز و شاداب می گرداند و ستر :

''قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ؕ ان الله یغفرالذنوب جمیعاً''[1]

چه خوش خوش به ظہور می آید : فرمود که یا عبادی الذین اسرفوا و نه فرمود که یا عبادی (الذین) آمنوا یا اتقوایا تابوا یا عبارتے دیگر ، تا به دانی که شائسته این ندای خاص و مستحق این اضافهٔ اختصاص ، جماعهٔ گناہگاران اند و بس ـ نه آنانکه بر طہارت اصلی و فطرتِ ذاتی مانده اند و گرد تشویش و خجالت بر دامنِ عصمت ایشان ہرگز نه نشسته ـ

مبین بچشم حقارت به سوی ما اے شیخ

که مستحق کرامت ، گناہگارانند

می فرماید ای آنکه نظرِ عزت بر قدس نبوت و بر طہارت رسالت می داری ، یکی درین آلودگان الواث معاصی بنگر و اسرارِ محبت ما را به ایشان

---

۱ - سورة الزمر ۳۹ آیت ۵۳ -

(کہه دو ، اے بندو ، جنھوں نے زیادتی کی ہے اپنی جان پر اس مت توڑو ، الله کی مہربانی سے ، بے شک الله بخشتا ہے ، سب گناہ ـ ترجمه مولانا محمود الحسن)

رسان والواث عصیان ایشان را به آب استغفار بشوی که ''فاعف عنهم و استغفر لهم'' الایة[1] عفوکن ازیشان و آمرزش ایشان از خدا خواه تا از شرمساری گناه ازین درگاه نه گریزند ـ و قوت دل در حبل امیدواری آویزند و بدانند که امواج بحار رحمت ما الواث و معاصی و اقذار مناهی عاصیان را در یک دم از وجود ایشان پاک می گرداند و بطهارت مغفرت از برای دریافت نعمت رویت قابل می سازد :

''اشک نیاز من شده موجب عذر خواهیم

[ص : ۵] داد نوید مغفرت نالهٔ صبحگاهیم

ببین که در کریمه :

ان الله یحب التوابین و یحب المتطهرین[2]

حق سبحانه عزشانه دوستیٔ گناهگاران را بر دوستیٔ پاک دامنان چه طور تقدیم فرموده ، تا اینها مغرور و ایمن و آنها نومیدو فسرده نباشند ـ در حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم آمده که ''والذی نفس محمد بیده لو لم تذنبوا لجاء الله بقوم آخرین مکانکم فیذنبون و یستغفرون فیدخلهم الجنة'' سوگند به آن کسی که ذات محمد در قبضه تصرف اوست که اگر بالفرض والتقدیر شما گناه نه کردید ، هر آئینه حق سبحانه و تعالیٰ امتی دیگر را بجایٔ شما می آورد تا گناه می کردند و آمرزش از خداوند تعالیٰ می خواستند انگاه ایشان را ببهشت می برد ، حافظ فرموده :

جرم و خطای بنده گرش نیست اعتبار

معنی عفو و رحمت آمرزگار چیست

شیخ نظامی فرموده :

گناه من ار[3] نامدی در شمار

ترا نام کی بودی آمرزگار

۱- آل عمران ، سوره ۳ آیت ۱۵۹

۲- سوره بقره ، ۲ - آیت ۲۲۲

۳- متن میں 'از' ہے ، یہاں 'ار' ہونا چاہیے ۔

فصل : اگر تمام قرآن را تتبع نمای به تحقیق بدانی که آیات رجای بیشتر از خوف عتاب الهی است واسماء جمالی افزون تر از جلالی است ۔ مثل آنکه :

''و نبی عبادی انی انا الغفورالرحیم ۔ و ان عذابی هو العذاب الالیم''[1]

خبر ده بندگان مرا که من آمرزنده گناهان و مهربان بر گناهگارم و همچنین عذاب من درد ناک است' و سر این معنی این است ، آنکه رسول صلی الله علیه وسلم در حدیث قدسی از حضرت رب العزت می فرماید ''که سبقت رحمتی علیٰ غضبی'' هر دو صفت جمالی و جلالی و اسماء ذاتی لایزالی من اند و هر دو درکارند اما اثر رحمت من بیشتر از خشم من است و چون طبع آدمی مجبول است بر اینک از کسی که احسان می بیند سوی او می گراید و از کسی که آزار می یابد از وی می رمد بنابران حکمت الهی این اقتضا کرد که تبشیر (تبسر ؟) برانذار (انداز ؟) غالب آید ۔

حکایت : بر داؤد علیه السلام وحی آمد که تو در دل خود دوستی ما گیر و دوست ما باش و در دل بندگان هم ما را دوست گردان ۔ عرض کرد که خداوندا می توانم که به دل دوستدار تو باشم ، اما دل بندگان ترا چگونه دوستدار تو می توانم ساخت که مالک القلوب توی و مرا درین امر اختیاری نیست ، فرمانی آمد که نعمتهای مرا بر ایشان بشمار و صفت رحیمی و کریمی و دیگر صفات رحمانی مرا بیان بکن ، انگاه ناچار تخم محبت من در زمین [ص : ٦] دلهای ایشان سررشته خواهد کشید و ثمرات و نتایج خواهد داد ۔

حکایت : آورده اند که شیخ محقق ربانی رکن الدین علاء الدوله[2]

---

۱ ۔ سوره الحجر ۱۵ ، آیت ۴۹ ۔ ۵۰ ۔

۲ ۔ رکن الدین علاء الدوله سمنانی ، مشهور صوفی بزرگ تھے ، جو ۱۲۶۱ء میں خراسان کے شہر ، سمنان میں پیدا ہوئے ، ان کے والد ، ایلخانیوں کی طرف سے بغداد کے والی تھے ، وہ خود بھی حکومت کی ملازمت میں تھے ۔ ۱۲۸۶ء میں ایک جنگ کے دوران رکن الدین کو خواب میں ہدایت ہوئی ، اور انھوں نے ابوطالب مکی کی 'قوت القلوب' کا مطالعہ

(بقیہ حاشیہ آیندہ صفحہ پر)

سمنانی قدس الله سره به یکی از فرزندان قدس الله سره نامه نوشت مشتمل بر سه سوال : اول آنکه در وعظ اکثر سخن از رجا می گوئید و این معنی سبب دلیری عوام می شود ـ دوم سمنان و عجدوان[1] هر دو بر سر راه واقع شده اند و با آنکه ما هر چه داریم در سفره اخلاص است ، مسافران از ما بشکایت می روند و از شما با آنکه نان نمی دهید راضی می آیند ـ سیوم آنکه می شنوم که ذکر جلی می کنید ، ایشان بر تختهٔ کاغذ سفید نقطه از سیاهی گذاشته نوشته فرستادند که جواب از سوال اول این است که آیات رجا در قرآن بیشتر از آیات خوف و عقاب است ، و جواب از شبهه دوم این است که ما اگرچه نان نه داریم اما زبان شیرین داریم و شما آن نه دارید ، و انچه نوشته اید که می شنوم که شما ذکر جلی می کنید ما هم می شنویم که شما ذکر خفی می کنید ـ یعنی چون در شنیدن هر دو برابر اند ـ سبب منع این چیست و هر گاه ثواب تعلق به نیت داشته باشد هر دو نوع ذکر خدای عز و جل مطلوب است و محبوب ـ قطعه :

راهی تو به هر قدم که پویند خوش است
وصل تو بهر صفت که جویند خوش است
نام تو به هر طور که گیرند رواست
ذکر تو به هر زبان که گویند خوش است

(بقیہ حاشیہ)

شروع کیا ۔ مختلف بزرگوں سے فیض حاصل کیا ، اور بالآخر سمنان میں خانقاہ سکاری میں مقیم ہو گئے ، ۱۳۳۶ء میں وفات پائی ۔ حضرت نجم الدین کبریٰ (ف ۔ ۱۲۲۱ء) سے بہت متاثر تھے ۔ وہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں ، مگر ان کی کوئی تصنیف شایع نہیں ہوئی ہے ۔

۱ ۔ سمنان : طہران و دمغان کے درمیان واقع ہے ۔
عجدوان : صحیح نام عجدوان ہے ۔ اسی مقام پر ازبکوں نے شاہ اسماعیل صفوی کو شکست دی تھی ۔ (براؤن جلد سوم ، صفحہ ٦٦) ۔ و حزینۃ الاصفیاء ، جلد اول ، صفحہ ٥٦٧ ۔

فصل : غرض از تشئید این مبانی و تمهید این معانی آنکه ہر چند ملوث و آلودہ باشی افسردہ و فرسودہ مباش و چنگ در دامن توبہ زن و امید وار باش کہ از سحرۂ فرعون ہم آلودہ تر و از سگ اصحاب کہف ملوث تر نہ خواہی بود ، نیک اندیشہ کن کہ یک کرشمہ الہی* عنایت با ایشان چہ کرد - کس با تو زبان نہ کرد و من ہم نہ کنم - چون ملایکہ گفتند کہ ما را با فساد آدمیان طاقت مقاومت نیست ، ندا آمد کہ آری ، اگر ایشان را بر در شما فرستیم رد کنید و اگر بدست شما بفروشیم نخرید ، می ترسید معصیت ایشان از رحمت ما زیادہ آید یا آلودگی ایشان بر کمال قدسی ما لوثی آرد - این مشتی خاکیان اند کہ در حضرت ما مقبولان اند - چون قبول ما آمد معصیت و لوث ایشان را چہ زیان کند :

دلبر کہ جان فرسود ازو ، کار دلم نہ کشود ازو ،
نومید نہ توان بود ازو ، باشد کہ دلداری کند

سخن آن بزرگ است کہ اگر عیب ما را خریدار نہ می بود مارا با عیب چرا می آفرید و آنکہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم [ص : ۷] فرمود کہ ''انی لاستغفر اللہ کل یوم سبعین مرۃ'' من آمرزش می خواہم از جناب مقدس کبریا ہر روزی ہفتاد بار - ظاہرا اشارتی است با بشارت بر عاصیان امت ، کہ ہر گاہ کہ من با جلالت مرتبہ* رسالت از تقصیراتی کہ نسبت باین مرتبہ دارد منزہ نیستم و با این ہمہ ہر زمان زبان بہ اعتذار و استغفار می کشایم شما خود بطریق اولیٰ سزاوار استغفارید :

''اندرین بحر بی کرانہ چو غوک
دست و پائی بزن چہ دانی بوک''

ای عزیز ! اجل در کمین است و فرصت عزیز ، ترسم کہ نا گاہ ملک الموت تاختن آرد و کار ناساختہ بی زاد و راحلہ بروی - مصرع :

ترسم کہ چو بیدار شوی روز شود

حکایت : پسری نزد بزرگی آمد و گفت ایہا الشیخ ! گناہ بسیار دارم

می خواہم کہ توبہ کنم ، آیا قبول شود ؟ شیخ گفت بلی ، ہر کہ پیش از مرگ بیاید ، اگرچہ دیر آمدہ باشد زود آمدہ بود ۔ بدانکہ بندہ را گناہ بلائی است دشوار ، چہ اول گناہ دل را بیماری است و سختی و آخرِ ان کفر است و بدبختی ۔ نعوذ باللہ منہا ۔ حکایتِ ابلیس و بلعم با عورا را فراموش مکن کہ اول کار ہر دوگناہ بود و ختم و سر انجام آن ہر دو بر کفرقرار یافت :

یاری دارم کہ سرفرازی دارد
بر دوش ردائی بی نیازی دارد

دیگری گفتہ :

من چون تو عاشق از غم کشتم
کالودہ نہ شد بہ خون کس انگشتم

یکی از صلحای گفتہ کہ سیاہی دل از گناہان است و حق سبحانہ و تعالی می فرماید :

---

۱ ۔ بلعم باعور : اضافت ابنی ہے یعنی نام بلعم ابن باعور ہے ، عبرانی تلفظ بلعام ابن بعور ہے ۔ 'عہد نامہ عتیق' (کتاب عدد ، باب ۲۲ تا ۲۵) میں اس کا واقعہ بیان کیا گیا ہے ، مختصراً یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل ، مصر سے نکل کر مختلف مقامات پر ہوتے ہوئے ، سوآب پہنچے تو وہاں کے بادشاہ بالاق ابن صفور کو اپنی شکست کا یقین ہوگیا ، اس نے کچھ لوگوں کو بلعم کے پاس یہ پیغام لے کر بھیجا کہ جس کو تو برکت دیتا ہے ، وہ مبارک ہوتا ہے اور جس کو تو لعنت کرتا ہے ملعون ہوتا ہے ۔ بلعم نے ان سے رات میں قیام کرنے کو کہا ، اسی رات خدا نے اس کو ہدایت کی کہ ان کے ساتھ نہ جانا اور نہ بنی اسرائیل کو لعنت کرنا ، کیوں کہ وہ مبارک ہیں ، لہذا بلعم نے ان کو واپس کر دیا ، بالاق نے دوسری جماعت بھیجی ، حسب ہدایت خداوندی ، بلعم ان کے ساتھ روانہ ہوا مگر سوآب پہنچ کر بنی اسرائیل کی برکت کی دعاء مانگی ۔ بالاق نے کہا ، میں نے تجھے لعنت کرنے کو بلایا تھا ، اس نے جواب دیا : ہدایت خداوندی یہی ہے ، اور بنی اسرائیل ہر جگہ کامیاب ہوں گے ، اس کے بعد وہ اپنے وطن واپس چلا گیا ، بالاق بھی اپنی دارالحکومت کو چلا گیا ۔
'عہد نامہ جدید' میں اس کو جھوٹے نبیوں میں شمار کیا گیا ہے اور طمع کا مجسمہ بتلایا گیا ہے ۔

"کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون"[1]

زنگی است بر دلهای ایشان که از شومی گناهانی که می کردند و علامت سیاهی دل آن است که از گناه کردن نه ترسی و اگر نصیحتی بشنوی در دل اثر نه کند ، پس غافل مباش و در توبه تعجیل بکن که اجل پنهان است و اگر توبه کردی و از غلبهٔ هوای نفس شکستی باز در حال توبه کن و به خدای عز و جل به تضرع و نیاز در آویز و از شر نفس در حضرت او پناه بر وهم چنین دوم و سیم و چهارم بار ، بر بار که گناه کنی توبه بجای آور و در ادای توبه عاجز تر از کسب گناه مباش ، و بمنع شیطان از توبه کردن مایست و اگر گوئی مارا از توبه این معنی باز می دارد که می دانم که باز گناه خواهم کرد و ثابت قدم بر توبه نه خواهم ماند ، پس این توبه بمقدار نا پایدار چه کار می آید ؟ بدانکه این جمله غرور شیطان است از کجا دانستی که تا آن زمان که بار دیگر گناهی کنی زنده خواهی ماند ، شاید که پیش ازان به میری آن زمان باز بتوبه رفته باش و نیز از کجا معلوم شد [ص : ۸] که حق سبحانه توفیق استقامت دران توبه ترا کرامت نه فرماید - درین درگاه هرگز بخل جایز نه بود ، تو بر خود چرا روا می داری ؟ و این که می ترسی باز در گناه خواهم افتاد ، و بر تو این است که بصدق نیت توبه کنی و اتمام گردانیدن آن بر ذمه کرم خداوندی است تعالی شانه - اگر به تمام رسانید فهو المراد و المطلوب و اگر نه - گناهان گذشته تو آمرزیده شود و نه ماند بر تو مگر همین گناهی که بتجدید کردهٔ و این سودی است بزرگ و فایدهٔ بسیار -

فصل : اکنون شرم بر تو باد که از بیم افتادن در گناه بار دیگر از توبه باز بایستی که ترا قطعاً بتوبه کردن از دو فایده که مذکور شد یکی حاصل است - نه شنیدهٔ که رسول صلی الله علیه وسلم فرموده است بهترین شما کسی است که چون گناه بسیار کند معذرت بسیار از عقب آن

---

۱ - سورة المطففین نمبر ۸۳ آیت ۱۴ -

بجا آورد ۔ ای برادر ! اگرچه موری ، سلیمان وار در آی و منگر که عاصی و ملوثی و اگرچه پشه[1] ، شیروار در آی[1] و مبین که آلودهٔ خبثی ۔ آن نگر که ہفصد ہزار سال مطیعان و عاصیان بودند از آب و خاک آدم صفی الله ، و از آزر[2] بت تراش ابراہیم خلیل الله می سازند و از مشرکان ، موحدان و از مفسدان مصلحان می کنند ، نه قدرت طاعت کسی می بیند و نه لطف معصیت کسی ، و کارہا ہمه بی بہانه است :

آن را که راند ہیچ گناہی نه کرده بود

و آن را که خواند طاعتی اندر میان نه داشت

حکایت : آورده اند که زنار داری روزی زنار خود را می آراست ۔ سری از غیب در زنار برو آشکارا شد ، زنار به گسست و از خانه بیرون دوید و نعره می زد و می گفت "این الله ؟ خدا کجا ست ؟ و شہر بشہر درین بی طاقتی می گشت تا به جبل لبن[3] نام که جای[4] گاه اوتاد و ابدال است رسید و شش کس را دید که ایشان ایستاده و جنازه در پیش نہاده اورا گفتند ، پیش رو ، برین مرده نماز گذار ۔ انگاه قصه بپرس ۔ او پیش رفت و نماز گذارد و مرده را دفن کردند ۔ پس با وی گفتند ، ما ازان ہفت کسانیم که عالم به وجود ما بر پاست و این مرده که تو برو نماز گذاردی سردار ما بود ۔ قطبِ عالم چون از دنیا نقل می کرد مارا گفت وقتی که مرا به شوئید و در جنازه به نہید منتظر باشید که کسی از گوشه خواہد آمد و او را به گوئید تا بر من نماز کنند ، و او به جای من قطبِ عالم

---

۱ ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹیوں کے واقعے کے لیے دیکھو قرآنِ کریم سورۂ النمل ۲۷ ، آیت ۱۸ :

۲ ۔ آزر قرآن کی آیت (سورۂ الانعام آیت ۷) کے مطابق حضرت ابراہیم کے والد تھے ۔

۳ ۔ جبل لبن : قاموس میں جبل البان موجود ہے ۔ غالباً اسی سے مراد ہے ۔

خواہد شد ۔ سبحان اللہ ردی می آید کہ ہیچ قبولی باز نہ گردد ۔ و قبولی می آید بہ ہیچ ردی باز نہ ایستد

مستور و مست ہر دو چواز یک [ص : ۹] قبیلہ اند
ما دل بہ عشوۂ کہ دہیم اختیار چیست

روزی خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم می فرمود کہ یکی از شما در تمام عمر کار اہل دوزخ کند تا آنکہ ازو تا دوزخ ہیچ حایلی غیر از مرگ نہ ماند و ہمین می بایست کہ بہ میرد و در آتش در آید ، ناگاہ حکم ازلی کہ در حق او رفتہ است پیش دستی نماید ازو کار بہشتیان سرزند و او را بہ بہشت برد ۔ ہمین طور دیگری ہمہ عمر عمل بہشت کند تا آنکہ میان او و بہشت ہیچ واسطہ نہ ماند جزموت ۔ ناگاہ بہ یک بار تقدیر سابق پیش آید و اورا باعث برکار دوزخیان شود ۔ آخرالامر بہ دوزخش بکنند ۔یاران براین حدیث دل شکستہ شدند وگفتند کہ یا رسول اللہ پس ما بر اعمال خود تکیہ نہ کنم و آنہارا بگذاریم ، فرمود کار بکنید کہ ہرکس از برای چیزی کہ آفریدہ شدہ است بہ او میسر می شود :

دلہا ہمہ پر خون و جگرہا ہمہ ریش است
زان یک منزل کہ جملہ را در پیش است

آن حدیث از زبان گوہر فشان خواجہ دو جہان و سرور عالمیان صلی اللہ علیہ و سلم آلہ و اصحابہ ، ماکر الجدیدان و تعاقب الحدثان[۱] مگر با تو نہ رسیدہ است کہ فرمود ، حضرت حق سبحانہ تعالیٰ بہ سوی توبہ بندہ خواہان و جویان است ، از آن کس کہ در ہوای گرم از قافلہ خود در بیابانی پر خطری بی آبی از خور و خواب جدا ماندہ و شتری کہ زاد راحلہ او بران بود گم گشتہ و او ہر سوتگا پوی می کردہ باشد و خبری زان نیابد ، دل بر مرگ بنہد ، و درین حالت نومیدی او را خواب ببرد و در عین خواب کسی او را بیدار سازد و شتر را باز باو سپارد و باز نشان قافلہ رفتہ بیابد و بایشان رسد ۔ خیال بایدکرد کہ او را چہ قدر خوش حالی رو

---

۱ ۔ یعنی جب تک دنیا قائم ہے ۔

دید ، رضای حق عزو جل ، از صاحب توبہ بیشتر از فرح و سرور آن شتر گم کردہ است :

تو راہ نرفتہٴ ازان ننمودند
ورنہ کہ زد این در کہ برو نہ کشودند

کمر جد و اجتہاد برمیان جان استوار بند و زبان بر زمان بعذر و ملامت خویش بکشای و آدم وار زمزمہ :

"ربنا ظلمنا انفسنا"[۱]

تکرار کن لمولفہ ۔

ابلیس وش دم از "انا خیر" زدم کنون
آدم صفت خروش "ظلمنا" بر آورم

وگر در طریقِ توبہ ترا چند روزی ثبات و استقامت نہ بخشد ، دل تنک مشو بالفعل طالبِ ولایت وکرامت مباش ۔

حکایت : خواجہ ابو اسحاق اسفراینی[۲] رحمہ اللہ کہ از کبار علمای روزگار خود بود ، می گوید کہ مدت سی سال از درگاہِ خدای تعالیٰ توبہ نصوح می خواستم و مستجاب نمی شد ، وقتی بر سبیلِ تعجب گفتم [ص : ۱۰] سبحان اللہ یک حاجتِ را سی سال است کہ روا نمی شود ۔ در خواب دیدم کہ گویندۂ می گوید تعجب می کنی و نمی دانی کہ چہ می خواہی ، این می خواہی کہ خدای تعالیٰ ترا دوست دارد این حاجت نہ حاجت خورد و آسان است ۔ قطعہ ۔

دلدار کہ در دم ہمہ درمان دانست
دشوارِ منِ دل شدہ آسان دانست
گفتم صنم از وصل تو نومید شدم
گفتا کہ مشو ہنوز نہ توان دانست

---

۱ ۔ سورہ اعراف ۷ آیت ۲۳ ۔
۲ ۔ امام قشیری ان کو 'الاستاذ الامام' کہتے ہیں ۔ (الرسالۃ القشیریہ ، مطبوعہ مصر ۱۹۵۰ صفحہ ٦)

چون دانستی که توبه اہم مطالب است و طریق صحیح آن حواله باخر این رساله می نماید ، ان شاء الله تعالیٰ ، در آن جا بیان کرده خواہد شد ۔

اکنون شروع در تفصیل و تقسیم گناہان می رود تا چه معلوم شود و اول آنکه معصیت کدام است طاعت کدام و توبه چگونه متصور شود پس "طہرک الله عن المعاصی و المناهی !"[۱] که حسن و قبح اشیا بر سه معنی اطلاق می کنند ۔ اول باعتبار ملایمت طبع و منافرت آن ، چون شیرین و تلخ و صحت و مرض ۔ دویم باعتبار تعلق مدح و ذم ، چون سخا و بخل و شجاعت و جبن که سخی ممدوح بذات و بخیل مذموم بذات است ۔ و درین دو مرتبه واسطه نیست ، نظر بمشہور ، اگرچه می توان اعتبار فاصله کرد و بحث ما ازین نیست ۔ سیوم باعتبار تعلق ثواب و عقاب و درین قسم واسطه محقق است چه بعضی امور مطلقاً حسن است چون فرض و واجب بمذہب حنفی و سنت موکده که باتیان آن مثاب و بترک آن معاقب و معاتب می شوند ۔ بعضی مطلقاً قبیح است چون حرام و مکروه که برعکس اول است و بعضی مستوجب عقاب است بذات و نه مستلزم ثواب است بذات چون مباح و درین قسم حسن و قبح ، معتزله باہل سنت و جماعت مخالف اند ، چه نزد اہل سنت و جماعت حاکم بآن ہر دو شرع است که کافی است و عقل را دخلی نیست و نزد اہل اعتزال عقل دران مستقل است و لہذا بسیاری از سمعیات منکر شدند ، چون اثبات صفات و رویت و عذاب قبر و غیر آن :

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمه را عذر بنه
چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند

پس معلوم شد که حسن و قبح اشیا بالعقل تنہا ثابت است یا بشرع تنہا یا بہر دو ۔ پس بعضی افعال ازان قبیل اند که در جمیع ادیان بد است ،

۱۔ ترجمه : الله تجھے گناہوں سے اور منہیات سے پاک رکھے !

مثلِ دروغ و رنجانیدن مادر و پدر و عقل حاکم است ، برنا خوشی آنها - و بعضی باعتبار شرع تنها قبح است و اگر عقل مخلی بطبع باشد وجهِ قبح آن را در نمی یابد مثل آنکه [ص : ۱۱] اگر اول ماهِ رمضان روزه بخورد و اول شوال نگاه دارد حرام است و این امرِ تعبد است که شارع بمقتضای نورِ نبوت آن را قبیح دانسته و حکم بنهی آن کرده ، چون عقولِ انبیا که نوامیس الٰہی اند کامل تر از عقولِ سایر الناس اند ، مارا دران احکامِ جز انقیاد و اطاعت جایز نیست و ناچار است که عقلِ خود را متہم بقصور دانسته ، درین ماجرا ، چون چرا نکنیم :

مصطفیٰ اندر جہان وانگہ کسی گوید کہ عقل
آفتاب اندر فلک وانگہ کسی گوید سہٰ

چون دیدہ راہ بین نہ داری
قاید قرشی بہ از بخاری

و این شیوہ بسلامت نزدیک تر است و اتفاق حکماء متالہہ است کہ "البلاھة اقرب الی النجاة من فطانة التبراء"[۱] - و فطانۂ تبرا زیرکی است نا تمام ، و این اصلی است ممہد و قاعدہ ایست محکم ، انشاء اللہ العزیز ، ترا بسیار جای بہ کار آید و بعضی دیگر از آنہاست کہ عقلاً و شرعاً مذموم است و قباحت آن ہر دو مسلک معلوم ، مثل زنا و وطی در حالت حیض و شرعیات ہمہ ازان جملہ است کہ عقل سلیم حسن آن را یافتہ ، در دانستن سر آن متابعت و مماشات با شرع می کند و می داند کہ آنچہ شارع فرمودہ است عین حکمت و مصلحت ، باعث نظام عالم است ، بر وجہی کہ می باید و می شاید و در بعضی احکام کہ بدریافتن سرِ آن عاجز است و در نور حسن و قبح و قبول و انکار آن متردد و متوقف و آن اقل قلیل است ، واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل[۲] -

---

۱ - ترجمہ : بے وقوفی ، ناقص عقل کے مقابلے میں نجات سے زیادہ قریب ہے -

۲ - ترجمہ : اللہ سچی بات کہتا ہے اور وہی راستے کی رہنمائی کرتا ہے -

فصل : در بعضی گناہان که مطلقا از عیوب و آفات نفس است و مارا بر دقایق غوامض آن اطلاع نیست ، اما حسب المقدور در ظاہر شرع بر مرتکب آن ہیچ اجری حدی نیست ، و ضرر آن در نشاء اخروی بلکہ در برزخ نیز معلوم خواہد شد ، و این اخلاق ذمیمہ مثل مار و کژدم متجسد و متشکل شدہ ، صاحب خود را در قبر متاذی و متالم خواہند داشت ، نعوذ باللہ منہا :

ای بساعتہا کہ اندر حشر خواہد بود زانکہ
ہست ناقد بس بصیر و نقدہا بس کم عیار

و چون در عالم فانی بواسطۂ غلبۂ آب و خاک کہ ثقیل اند و ترکیب عنصری انسانی ، صور بر معانی غالب است ، این حیات و عقارب در نہاد ما مخفی است - اما در "منشاء باقی" کہ عالم حشر و نشر است ، بجہت غلبۂ آتش و باد کہ خفیف اند بمعنی بر صور تابع معانی خواہند بود و خلایق بصورت وحوش و سباع و بہایم کہ مخصوص بآن ذمایم اند ، محشور خواہند شد - مثلاً امروز اگر صفت حرص بر کسی غالب است فردا حشر او [ص : ۲۰] بصورت مور و اگر حرص اکل و شرب است بشکل گاؤ و اگر ایذا و اضرار است بہ ہیئت شیر و اگر جہل و بلادت است بصفت غوک و امثال آن خواہد بود و علی ہذہ القیاس :

بدانی چو روشن شود این غبار
کہ بر لاشۂ بار اسپی سوار

آیت کریمہ "بل ہم فی لبس من خلق جدید"[۱] (بلکہ ایشان در شبہ اند از آفرینش نو) بقول بعضی مفسرین اشارت برین معنی می گفت کہ گذشت و افواج کہ در نص "یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجاً"[۲] واقع شدہ است محمول برین معنی می دارند و تا عنایت ازلی قاید نباشد و نفس بارشاد کامل مکمل مرتاض نہ گردد و در صلاح عیوب خود نہ کوشد و آئینہ

---

۱ - سورۂ ق ۵۰ ، آیت ۱۵ -
۲ - سورۂ نبا ۷۸ ، آیت ۱۸ -

دل را که مظهرِ جمالِ حقیقی است ، از زنگ حادثات صافی و مجلی ندارد ، سلامتی، ازین آفات و مخافات ممکن نیست ـ و سالها بسیار خون باید خورد تا بمشقت و مجاہدت بسیار بیخ یک خلق ذمیمه را از ساحت باید کند تا بدیگری چه رسد و صراط مستقیم نزد اہل حقیقت عبارت است از تبدیل اخلاق ذمیمه بحمیده ، و آن در حدت و صعوبت مانند پل صراطی است بر روی دوزخ کشیده و اصحاب تحقیق بر آنند که ہمین اعمال و افعال و اقوال و احوال ماست که فردای قیامت آمنا و صدقنا بصورت عیان ظاہر خواہد شد ، و آنچه حضرت رسالت پناه علیه صلواة الله و سلامه فرموده که عرصه بہشت مانند زمین مہین ہموار است که در آن ہیچ گیا نه رسته باشد و نہال آن زمین فردا کارہای نیک شما خواہد شد که در سایهٔ آن نشسته از میوہای آن بہرور خواہید شد و کلمه ''سبحان الله و الحمد لله و لااله الا الله والله اکبر،، را بسیار می گفته باشند که نہالہای بہشت ہا در آنہا اند ، موید این معنی است و نظر بقدرت خلاق و قادر علی الاطلاق خلق معنی بصورت اجساد ہیچ گونه استبعاد نه دارد و بسیاری از اہل کشف را این معنی متصور شده است قطعه :

باش تازان صدمتِ صور سرافیلی شود
صورت خوبت نہان و معنی زشت آشکار

ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ[1]

از شمارِ ہر که باشی آن بوی روزِ شمار

دائم خواننده مسبعات عشر و ریختن قطاع الطریق دربادیه و پیدا شدن ده سوار سر برہنه برای مددش مشہور ـ و درکتب متقدمین (و) متاخرین و عامه صالحین مقرر و مسطور است [ص : ۱۳] ـ بنابرین جمعی از حکمای متالهه که قایل بحشر اجساد و اعیان بصورت معانی اند می گویند که پل صراط که در کتب قدیم ذکر آن واقع شده است ، ہمگنان را بر حسب نحوای :

---

۱ ـ اصل مخطوطے میں بیاض یعنی خالی جگہ ہے ـ

"و ان منكم الا وارد ها[1]"

یعنی ہیچ کس از شما نیست کہ اورا بران پل گذر نہ باشد و ازان باید گذشت ، عبارت از ہمین اخلاق ماست و بمقدور ریاضت و تہذیب و تادیب نفس عبور بران خواہد بود ، کہ بعضی چون برق جہندہ و بعضی چون بطی خواہند شد و درین میان مراتب و درجات بسیار متفاوت است :

"باش تا از پیش دلہا پردہ بردارد خدای
تا جہانی بوالحسن بینی بمعنی بوالحزن"

و بعضی از محققان مثل مظہر انوار و گلشن انوار سبحانی علی الثانی امیر سید علی ہمدانی[2] قدس اللہ روحہ می فرماید کہ از صعوبت این راہ است کہ شبان روزی ہفدہ مرتبہ مارا طریق فرض باید خواند کہ "اہدنا الصراط المستقیم"[3] و کم کسی باشد کہ ازین عقبہ ہایل و ورطہ مشکل بآسانی بگذرد الا ماشاء اللہ و کرمہ :

"لا ینفع مال و لا بنون ، الا من اتی اللہ بقلب سلیم[4]"

ازان خبر می دہد ، یعنی دران روز موعود معہود کہ مخبر صادق مصدوق ازان خبر دادہ نہ مال و نہ فرزند و نہ عیال سود مند باشند و دران بازار متاعہا کسد و پندارہا ہمہ فاسد است ، نقد تجارت بہان کس رایج و جاری

---

۱ - سورہ مریم ۱۹ ، آیت ۷۱ -

۲ - سید علی ہمدانی : علی بن شہاب الدین بن محمد الہمدانی ، اکتوبر ۱۳۱۴ء میں ہمدان میں پیدا ہوئے - سلسلہ بیعت دو واسطوں سے ، علاء الدولہ سمنانی سے ملتا ہے - تبلیغ دین کے لیے وہ کشمیر آئے اور کچھ زمانے تک وہاں قیام کیا - ۷۸۵ھ میں وفات پائی ، جنازہ ختلان لے جا کر دفن کیا گیا - سری نگر میں خانقاہ شاہ ہمدان ، آج بھی زیارت گہ خلایق ہے -

۳ - سورۂ فاتحہ ۱ ، آیت ۶ -

۴ - سورہ الشعرا ۲۶ ، آیت ۸۸ - ۸۹ -

و بضاعت بیان بنده سایر و ساری خواهد بود که بدرگاه ناقد حکیم و خبیر علیم با دلی سلیم بباید ، و دل سلیم آن است که حکیم نباشی گفته ، قطعه :

دل یکی منظری است ربانی
خانهٔ دیو را چه دل خوانی
آن بود دل که وقت پیچا پیچ
اندرو جز خدا نه باشد هیچ

نه این گوشت پاره صنوبری که هر سگی و گربه بلک هر مردهٔ هم دارد و ما به او با خروش و خوک در جوالیم - خوش وقت آنکه می گوید :

به وقت صبح شود همچو روز معلومت
که با که باختهٔ عشق در شب دیجور

دیگری راست :

باش تا پرده براندازد جهان از روی کار
ز آنچه امشب کردهٔ فردات گردد آشکار

و حکمای اسلامیه بلک عقلای هر ملت از نصاری و یهود و مجوس و هنود و[1] در علم اخلاق تصنیفات دارند و کتاب 'کلیله و دمنه[2]' و 'مرزبان نامه[3]' و 'جاویدان[4]' و [ص : ۱۴] امثال آن در آفاق بمنزله مثل سایر

---

۱ - مخطوطے میں 'و' زائد ہے ۔
۲ - کلیلہ و دمنہ : سنسکرت میں تھی ، جس کا نوشیروان کے عہد میں پہلوی میں ترجمہ کیا گیا ، بعد میں عبداللہ ابن المقفع (ف - ۷۶۰ء) نے عربی میں ترجمہ کیا ۔
۳ - مرزبان نامہ ، کا مصنف مرزبان رستم شروین ہے ، اس نے طبرستان کی مقامی زبان میں یہ کتاب لکھی ، سعد وراوینی نے (۱۲۱۰ - ۱۵ء) میں اس کا ترجمہ معیاری فارسی میں کیا ۔
۴ - جاویدان : شاید جاویدان کبیر سے مراد ہے جس کا ذکر براؤن نے اپنی کتاب میں کیا ہے ۔

دایرند و حجة الاسلام امام محمد غزالی[1] و امام راغب[1] از متقدمین ـ علامه طوسی[1] از متاخرین رحمهم الله اجمعین و غیر ایشان در بیان آفات نفس و عیوب دل کتابها ساخته و مجلدات پرداخته اند و عمده درین باب کتاب 'احیا' و 'کیمیا' و 'ذرعه' امام راغب و 'اخلاق ناصری' و تفسیرهاست از عربی و فارسی ـ اگر خواهند آنجا بتفصیل ببینند ـ و اگر توفیق رفیق باشد مجملی ازان اخلاق در دفترها علاحده بعد ازین مذکور می گردد ، انشاء الله تعالی ـ و انچه درین وقت بالفعل ضروری است بیان گناهانی است ورای اخلاق که بزبان شرع ، اسم صغیره و کبیره بران اطلاق می رود ـ

فصل : بدان عصمک الله عما یکون عنه کارهاً ، که گناه کبیره آنست که نهی ازان به نص کتاب ثابت شده و یا بزبان پیغمبر علیه الصلوٰة والسلام جزای آن آتش دوزخ وعده رفته ـ یا ارتکاب آن سبب وجوب حد و قصاص گشته و غیر آن صغیره است و درجات کبایر هم متفاوت است و شرح تفاصیل آن ، این مختصر بر نه تابد ـ و بعضی از علمای دین کثرهم الله تعالیٰ گفته اند که صغیره باستخفاف و مداومت کبیره می شود و کبیره بتوبه و ندامت صغیره می گردد ـ اگر کبایر باتفاق امت در آفاق و شراکت بآفریدگار علی الاطلاق که کفر محض است و آمرزش آن بی توبه هرگز جایز نیست ـ قوله تعالیٰ :

"ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء"[2]

(به تحقیق خدای عز و جل نه می آمرزد آن گناه را که باو شریک دانند و غیر آن گناه هر کس را که خواهد بتوبه یا بی توبه می آمرزد) و اشراک را دو معنی است ، اول آنکه دیگری را در وجود و وجوب و ایجاد با واجب صانع تعالی شریک دانند ، و از اهل عالم باین اعتقاد فاسد هیچ کس نه خواهد بود و غیر از طایفه قلیله که دهریه و طبعیه و ثنویه باشند خذلهم الله ـ و غیر ایشان هر که هست بر هر ملتی و مذهبی که باشند ، بوحدت آفریدگار ، خواه بتقلید ، خواه به تحقیق قایل اند :

۱ـ امام غزالی کا سن وفات ۱۱۱۱ء ہے ـ امام راغب کا سن وفات ۱۱۰۸ء ہے طوسی کا سن وفات ۱۲۷۴ء ہے ـ

۲ ـ سورة النساء ۴ ، آیت ۱۱۶ ـ

کفر و دین ہر دو در رہت پویان
وحدہ لا شریک لہ گویان
ہم مقر گفتہ با توہم جا حد
لمن الملک للہ الواحد

دوم آنکہ غیری را در عبادت معبود بر حق و مسجود مطلق شریک سازند بی آنکہ در وحدت او تعالیٰ شریک آرند ۔ چون بت پرستان و آتش پرستان ۔ و حق سبحانہ تعالیٰ از حال کفار عرب چنین خبر می دہد کہ [صفحہ : ۱۵] :

''ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی''[1]

یعنی مشرکان می گویند کہ عبادت نمی کنیم این اصنام را ، مگر از برای این کہ ما را بخداوند عز و جل مقرب گردانند ، از جہت رستگاری ما :

''و یقولون ہؤلاء شفعاونا عنداللہ''[2]

و می گویند کہ اینہا شفیعان ما اند نزد خدای عز و جل ، و نسبت بطایفہ اول این جماعہ بسیار اند ، و بر تقدیر برو اختلاف است میان متکلمین درین کہ کبیرہ کہ غیر شرک است بخدای تعالیٰ ، بندہ مومن از ایمان بیرون می شود ، اما درکفر داخل نمی‌گردد ۔ و مذہب حق‌کہ مذہب اہل سنت جماعت باشد ، آن است کہ مومن بکبیرہ از ایمان بدر نمی رود و بکفر در نمی آید ، زیراکہ ایمان عبارت از اقرار بزبان و تصدیق بدل است و در وقت ارتکاب کبیرہ این ہر دو صفت با اوست و ہیچ منافی این صفت یافتہ نمی شود ۔ اما اگر کبیرہ را حلال داند یا سبک انگارد یا صغیرہ را حقیر شمارد ، باتفاق کافر می شود ۔ نعوذ باللہ منہا ۔ زیراکہ ازین ادا‌ہا خلل بتصدیق قلبی راہ می یابد و حلال دانستن گناہ و استخفاف آن علامت تکذیب مخبر است و ہم ازین جہت صاحب شرع ، سجدہ صنم و

---

۱ ۔ سورۃ الزمر ۳۹ ، آیت ۳ ۔
۲ ۔ سورۃ یونس ۳۰ ، آیت ۳۸ ۔

انداختن مصحف در قارورات و تلفظ بکلمهٔ کفر و زنار بستن و قشقه کشیدن و امثال آن را از کفر داشته است ، چراکه اینها علامت تکذیب است و تکذیب منافی تصدیق ـ پس مذهب سنت و جماعت که بعضی مرتکب کبیره را کافر می نامند و حدیث ''من ترک الصلواة متعمدا فقد کفر'' و امثال آن حجت می آرند ، همه را تاویل باید کرد و حمل بر تهدید باید نمود ، چنانچه خلودی را که در آیت :

''و من یقتل مومناً متعمداً فجزاءه جهنم خالداً فیها''[1]

واقع شده حمل بر زمان ممتد می کنند ، یا آنکه استحلال قتل می دارند و باب تاویل وسیع است و دلایل متعارضه در کتب کلامیه بتفصیل و تطویل مذکور و ما را در این جا آنچه اهم است ذکر کبایر است ، نه بیان اختلافات ـ

[ذکر کبایر]

فصل اول : صحیح آن است که گناه کبیره مبهم است و در حدیث ماثور نص قطعی در عدد کبایر وارد نیست ـ چه در بعضی احادیث هفت و در بعضی نه و یازده ، هم واقع شده ، و اخبار درین باب متعارض است و ازین جا معلوم می شود که مقصود حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم ابهام بوده است نه حصر ، بجهت [ص : ۱۶] ترغیب عام تا در طلب آن بقیام طاعات جد نمایند و از خوف عقاب حق از انواع معاصی باز آیند ، تا این جا سخن عامه است ـ اما شیخ ابو طالب[2] مکی قدس الله سره در کتاب 'قوت القلوب' می فرماید که من احادیث وارد در این معنی جمع کردم ، عدد

---

۱ - سورة النساء ۴ ، آیت ۹۳ ـ

۲ - ابو طالب مکی ـ (ف ـ ۳۸۶ھ - ۹۹۶ء) ـ ابو طالب محمد ابن علی ابن عطیة الحارثی ، بہت بڑے عابد اور زاہد تھے ، مکے کے رہنے والے نہ تھے مگر ایک طویل مدت تک وہاں قیام کرنے کی وجہ سے نسبت مکہ سے ہوئی ـ آخر عمر میں بصرے گئے وہاں سے بغداد آئے ، یہیں انتقال ہوا ـ ان کی تصنیف 'قوت القلوب' ، تصوف کی بنیادی اور بے مثال کتاب سمجھی جاتی ہے ـ

کبایر ہفده یافتم - ازان جملہ چہار در دل و چہار در زبان و سہ در شکم و دو در فرج و دو در دست[1] -

و چون اکثر علما این سخن شیخ راست داشتہ اند ، بنابر تجویز ایشان ذکر کبایر درین جا بہان ترکیب مذکور می شود واللہ اعلم -

اول : شرک است ، نعوذ باللہ منہا بدلیل قولہ تعالیٰ :

''ان الشرک لظلم عظیم''[2]

(بتحقیق کہ شرک گناہی است بزرگ) و جایٔ دیگر می فرماید :

''لئن اشرکت لیحبطن عملک''[3]

(اگر شرک آوردی ہر آئنہ ہر عمل خیری کہ کردۂ ہمہ حبط خواہد شد) - و این جا مخاطب خاص است - و خطاب عام - و قرآن و احادیث ہمہ از مذمت شرک مملو و مشحون است - چہ احتیاج بدلیل ، کہ ہرگاه کہ اصل طاعات ایمان باشد ، لازم می آید کہ اصل معاصی ہمہ شرک باشد :

ز انکہ درین دایره ہزل وجد

ضد مبین نہ شود جز بہ ضد

دویم نیت اصرار بر معصیت ، و این بعینہ مانند نیت کفر است - چہ اگر کسی معاذاللہ نیت کند کہ بعد از چندگاه کافر خواہد شد در حال بکفر او حکم کنند ، قولہ تعالیٰ :

''و لیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احد ہم الموت قال انی تبت الان''[4]

(نیست توبہ آن کسان را کہ ہمہ عمرہا کارہای بد کنند تا آنکہ یکی از ایشان را موت بر سر رسد آن زمان بگوید کہ توبہ کرده ام) -

---

۱ - مخطوطے میں بیاض ہے دو کا ذکر حذف ہوگیا ہے -
۲ - سورۃ لقمان ۳۱ ، آیت ۱۳ -
۳ - سورۃ الزمر ۳۹ ، آیت ۶۵ -
۴ - سورۃ النساء ۴ ، آیت ۱۸ -

"اے حسن توبہ آن گہی کردی
کہ ترا طاقت گناہ نہ ماند

سیوم : نومیدی از رحمت حق سبحانہ تعالیٰ ، قولہ تعالیٰ :

لا تیأسوا من روح اللہ انہ لاییاس من روح اللہ الا القوم الکافرون[1]
نومید مشوید از رحمت خدای تعالیٰ کہ نا امید نمی شوند از رحمت او مگر قوم کافران :

گر چہ با طاعتی از حضرت اولا تأمن
ور چہ در معصیتی از در اولاتیأس

چہارم : ایمن بودن از خشم خدا قولہ تعالیٰ :

"افامنوا مکراللہ فلا یامن مکراللہ الا القوم الخاسرون"[2]
آیا این کافران از مکر خدا ایمن شدند ؟ و ایمن نمی شوند از مکر خدا مگر قوم زیان کاران ۔ قطعہ :

غافل مشو کہ مرکب مردان مرد ، راہ
در سنگ لاخ بادیہ تنہا بریدہ اند
نومید ہم مباش کہ رندان جرعہ نوش
ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند [ص : ۱۷]

پوشیدہ نہ ماند کہ مراد از مکر بطریق مجاز عذاب خدای تعالیٰ است کہ پنہان باہل خذلان می رسد و اگر نہ مکر از صفات ذمیمہ است و اطلاق بر وجہ حقیقت بر خدای عز و جل روا نیست و این فعل در جنب مکر ایشان واقع شدہ کہ "و مکروا و مکر اللہ"[3] مکر نام یافتہ ، چنانچہ :

"انما نحن مستہزؤن ۔ واللہ یستہزئ بہم"[4]

---

۱ ۔ سورۃ یوسف نمبر ۱۲ ایت ۸۷ ۔
۲ ۔ سورۃ الاعراف ۷ آیت ۹۹ ۔
۳ ۔ سورۃ آل عمران ۳ آیت ۵۴
۴ ۔ سورۃ البقرہ ۲ آیت ۱۴ ۔ ۱۵

و این را صنعت مشاکله می گویند ۔

پنجم : شهادت دروغ است قوله تعالیٰ :

"ولا تکتموا الشهادة ط ومن یکتمها فانه اثم قلبه"[1]

(پنهان مدارید گواهی را که ہر که اورا پنهان دارد دل او گناهگار است) و پوشیدن گواهی دو حال دارد ، یکی آنکه وقت طلب ، ادای شهادت نکند ، دویم آنکه گواهی بدروغ دهد و ہر دو گناه کبیره است و لیکن بزه‌کاری ثانی بیشتر از اول است ۔

ششم : دشنام بزنا دادن قوله تعالیٰ :

"والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدو هم ثمانین جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا و اولئیک هم الفاسقون"[2]

(کسانی که دشنام زنا می دهند پارسایان را ، خواه مرد[3] باشد خواه زن ، بعد ازان چار گواه بزناء ایشان نگذرانند ، دشنام دهندگان را ہشتاد تازیانه بزنند و گواهی ایشان را ہرگز مشنوید که فاسقان اند) و جای دیگر می فرماید که :

"ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فی الدنیا والاخرة و لهم عذاب عظیم"[4]

(بدرستی آنانکه دشنام بزنا می دهند زنان ساده لوح پاک لوح را که مومنه اند آن جاعه ملعون اند در دنیا و آخرت و ایشان را عذاب است بزرگ تر) ۔ نزول آیت در حق عایشه رضی الله عنها در وقتی که منافقان برو تهمت کردند و قصه افک مشهور است ۔

---

۱ ۔ سورة البقره ۲ آیت ۲۸۲
۲ ۔ سورة النور ۲۴ آیت ۴
۳ ۔ آیت میں صرف عورتوں کا ذکر ہے ۔
۴ ۔ سورة النور ۲۴ آیت ۲۳

هفتم : "سوگند دروغ" ـ بدان که سوگند برسه نوع است اول : غموس و آن این است که بر اخبار از فعل گذشته آن بدروغ عمداً سوگند بخورد و می داند که در واقع چنان نباشد ، و اگرچه درین سوگند هیچ کفارت نیست ، اما بموجب حدیث صحیحِ نبوی صلی الله علیه وسلم کبیره است و مستوجب توبه و پشیمانی بسیار و ترک عادت بسوگند ـ دوم : لغو و آن این است که برفعل آینده یا حال یا گذشته بی قصد سوگند دروغ بر زبان جاری شود ، و در این قسم کفارت و مواخذه نیست ، غیر از توبه و ندامت ـ سیم : منعقد و این آن است که بر فعل آینده عمداً سوگند بخدا خورد [ص : ۱۸] که چنین چنین خواهم کرد و نکند ، درین صورت هم کفارت است و هم توبه و ندامت و کفارت طعام دادن ده مسکین است یا کسوت دادن ایشان یا آزاد ساختن یک بنده مطلق ، مسلم یا کافر ، نزدِ امام اعظم ابوحنیفه[1] کوفی رحمه الله و نزد شافعی[2] رحمه الله اسلام شرط است و اگر ازین هر دو عاجز باشد سه روز پیاپی روزه داشتن است و این جا درکتب فقهیه اختلاف است و بتمام در آن جا باید دید ـ پس معلوم شد که ازین سه نوع سوگند آنچه کبیره است منعقد است ، اگر کفارت ندهد و یمین غموس نه مطلقا لغو قوله تعالیٰ :

"لا یواخذ کم الله باللغو فی ایمانکم و لکن یؤاخذ کم
بما عقدتم الایمان"[3]

(مواخذه نمی کند شما را خدای تعالیٰ دریمین لغو را و لیکن مواخذه می نماید بسبب شکستن سوگندی که منعقد شده باشد بر قصدِ فعل آینده)

هشتم : جادوی کردن قوله تعالیٰ :

"ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر"[4]

---

۱ ـ امام اعظم ابوحنیفه (۶۹۹ ـ ۷۶۷ء)
۲ ـ امام شافعی ، (۷۶۷ ـ ۸۲۰ ء)
مخطوطه میں شافی ہے ، جو صریحاً غلط ہے ، اس کو صحیح کر دیا گیا ہے ۔
۳ ـ سورة المائده ۵ آیت ۸۹
۴ ـ سورة البقره ۲ آیت ۱۰۲

(یعنی دیوان در عہدِ سلیمان علیہ السلام کافر شدند کہ تعلیم سحر بمردم دادند) ۔ پوشیدہ نماند کہ جادوی کردن گناہ کبیرہ است ۔ اما آموختن اگر باین نیت آموزد کہ حقیقت او بشناسد کہ باطل است و در حدیث آمدہ است کہ ''تعلموا حتی السحر'' (از آموختن کاہل مباشید ، ہرچند سحر ہم باشد) ۔

نہم : **شرب خمر** ، بدانکہ خمر در لغت بمعنی پوشیدنی است و لہذا معجر را خمار می‌گویند ۔ و بمذہب امام شافعی رحمہ اللہ و امام محمد[1] رحمہ اللہ، ہرچہ عقل را بپوشد خمر است ۔ مثل مثاث و عرقِ انگور و خرما و شہد و امثال آن ۔ و نزدِ امام اعظم رحمہ اللہ خمر در عرف نام شیرۂ انگور است و پس کہ آن را در آفتاب نگاہ دارند ، تا آنکہ کف اندازد و بجوشد و دو حصہ[2] او برود و آنچہ بماند حرام است و نجس عین است ۔ و در مذہب امام اعظم ہمین است و بس ۔ و حد و[2] مترتب بر آن است ۔ و حرمتِ اشربہ[2] دیگر نزدِ او باین مشابہ نیست ۔ و می گوید کہ قیاس در لغت روا نیست ۔ چنانچہ قارورہ در عرفِ شیشہ را گویند و وجہ تسمیہ این کہ آب و غیر آن دران قرار می گیرد ۔ پس نظر باصل لفظ معنی نمی توان گفت کہ خم و سبو و امثال آن قارورہ باشد ، چراکہ آب در و ہم قرار می گیرد و لفظ خمر ہم چنین است ۔ و این مسلمہ خلافیہ است بجای[2] خود ، حوالہ می رود ۔ قولہ تعالیٰ :

''انما الخمرو المیسر والانصاب والازلام رجس من (ص : ۱۹)
عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون''[3]

(جز این نیست کہ خمر و قمار و بتان و تیرہای قرعہ پلید اند و از عملِ شیطان اند ، پس از ہمہ آنہا اجتناب نمائید تا شما رستگار شوید) و درین آیت و آیتی کہ بعد ازوست بدہ قرینہ حرمت خمر ثابت شدہ ، و نزولِ این آیت در تفاسیر مشہور است کہ در باب امیر حمزہ ، عمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وارد شدہ ۔ مخفی نماند کہ اگر طبیبی حاذق بگوید کہ حیات بیمار

---

۱ ۔ ابو عبداللہ محمد الشیبانی (ف م ۸۰۰ء) امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے ان کی مشہور تصنیف ''الجامع الکبیر'' ہے ۔
۲ ۔ 'و' زائد ہے ۔
۳ ۔ سورۃ المائدۃ ۵ ، آیت ۹۰

منحصر است در خوردن خمر آن زمان باتفاق فقها ، خمر مباح می شود ، تا اگر نه خورد بمیرد عاصی مرده باشد ، و دربن تهدید :

''و لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة[۱]''

داخل می شود ـ کلمه ضرورت در ہمه ابواب مستثنیٰ است و لی بوقت ضرورت نیز باید که صرفه از دست ندہد که آنچہ ضروری است بقدرِ حاجت است و زیاده ازان فضولی است ـ بزرگ گفته قطعه :

''ترا یزدان ہمی گوید که در دنیا مخور باده
ترا ترسا ہمی گوید که در صفرا مخور حلوا

ز بہر دین نه بگذاری حرام از حرمتِ یزدان
و لیک از بہر تن مانی حلال از گفتهٔ ترسا''

دہم : سود خوردن ـ قوله تعالیٰ :

''و احل الله البیع و حرم الربوا[۲]''

(حلال ساخت خدای تعالیٰ بیع را و حرام ساخت ربا را) ـ و معنی ربا درکتب معین و مبین شده ـ مولوی معنوی[۳] قدس الله سره می فرماید :

ابر کم بارد پئی منع زکات
وز ربا افتد و با اندر جہات

یازدہم : 'اکل مال یتیم' قوله تعالیٰ :

''ولا تاکلوا اموالهم الی اموالکم انه کان حوباً کبیراً[۴]''

(مال یتیمان را بامال خود جمع ساخته مخورید که آن گناه بزرگ است)

دوازدہم : 'زنا' قوله تعالیٰ :

---

۱ ـ سورة البقره ۲ آیت ۱۹۵
۲ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۲۷۵ ـ
۳ ـ مولانا جلال الدین رومی کا سال وفات ۶۷۲ھ ۱۲۷۳ء ہے ـ
۴ ـ سورة النساء ۴ ، آیت ۲ ـ

''الزانیة والزانی فاجلدو کل واحد منهما مایة جلدة[۱]''

(زن زانی و مرد زانی ہر دو را صد تازیانہ بزنید کہ غیر محصن[۲] باشند) و وجہ تقدیم زن بر مرد آن است کہ در اغلب احوال تا زن بزنا راضی نباشد ، مرد را دلیری نمی شود - پس زن اولا بحد اولیٰ است بخلاف این آیت :

''والسارق و السارقة فاقطعو ایدیهما[۳]''

(مرد دزد و زن دزد را دستہا ببرید) زیرا کہ اغلب این است کہ دزدی از مرد واقع می شود و کم است کہ از زن واقع شود - اگر می دزدد چیزی سہل واللہ اعلم -

سیزدہم : 'لواطت' قولہ تعالیٰ :

''انکم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون[۴]''

آیا شما شہوت را بر مردان قضا می کنید کہ بی محل است و زنان را می گذارید ، بلکہ شما قومی [ص : ۲۰] مسرف اید و خبر از مآل حال قوم لوط علیہ السلام چنین می دہد کہ :

''فجعلنا عالیها سافلها و امطرنا علیهم حجارة من سجیل[۵]''

می فرماید کہ (بشومی گناہان ایشان آن زمین را کہ دران می بودند زیر و زبر گردانیدیم و از سنگ و گل ، سنگش بر ایشان از آسمان بارانیدیم و آن زمین حالیا بشارستان لوط[۶] مشہور است و مسافران آن جا را دیدہ نشان می دہند کہ ہنوز صورت آدمیان مسخ دران ظاہر است و آبہای آن زمین شور است و کاروان بدہشت و ہول و استغفار گویان از آن جا می گزرد ، نعوذ باللہ منہا و لواطت بزن نیز داخل درین حکم است -

---

۱ - سورة النور ۲۴ ، آیت ۲ -
۲ - مخطوطے میں محسن ہے ، جو صریحاً غلط ہے -
۳ - سورة المائدہ ۵ ، آیت ۳۸ -
۴ - سورة الاعراف ۷ ، آیت ۸۱ -
۵ - سورة ہود ۱۱ ، آیت ۸۲ -
۶ - 'عہدنامہ عتیق' میں اس شہر کا نام سدوم ہے ، جس سے انگریزی لفظ 'سدومی'' منسوب ہے -

چهاردہم : 'قتل نفس بناحق' قوله تعالیٰ :

''کتبنا علیٰ بنی اسرائیل انہ من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیاً''

(حکم کردیم بر بنی اسرائیل حکمی دائمی که ہرکه بکشد تنی را بی آنکه او کسی را کشته یا فسادی دیگر در روی' زمین کرده باشد ، گویا آن کس ہمه مردمان را کشته است) و از حال پسر آدم علیه السلام ، چون برادر خود ہابیل را کشت چنین خبر می دہد که :

''فاصبح من الخاسرین''

قابیل ، ہابیل را کشت و بامداد کرد ، درحال که از جمله زیان کاران بود و بجہت ناقابلی از مرتبه نبوت محروم گشت و این سنت سیئه ازو ماند ، تا ہرکه یکی را بناحق کشد او در بزه بآن کس شریک است ۔

پانزدہم : 'دزدیدن مال کسی' قوله تعالیٰ :

''والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیہا جزاء بما کسبا نکالا من الله''

دست دزد خواه مرد خواه زن باشد ببرید ، که این جزای' کسب ایشان است و عقوبت است از خدای عز و جل و حد دزدی بمذہب ابی حنیفه مشروط است باین که کالای دزدی مقدار ده درم شرعی باشد ، از جای' محفوظ بدزدد ، با چند شرط دیگر و بر گره بر و کفن دزد ، نظر باین مذہب قطع ید نیست ۔

شانزدہم : 'گریختن یک مسلمان از دو کافران و ده از بیست ، در وقتی که نفیر عام باشد' و نفیر عام آن است که کافر بر شہری از شہرہای' اسلام غلبه آرند ، آن زمان بر ہر مسلمانی صاحب قدرت که این خبر رسد ، فرض عین است که خود را دران معرکه برای حفظ و ناموس و ننگ اسلام

---

۱ ۔ سورة المائده ۵ ، آیت ۳۲ ۔
۲ ۔ سورة المائده ۵ ، آیت ۳۰ ۔
۳ ۔ سورة المائده ۵ ، آیت ۳۸ ۔

رساند ، از مشرق بغرب و از غرب بشرق و در غیر این صورت غرا با کفار دارالحرب فرض کفایت است و گریز وقت ضرورت رخصت، قوله تعالیٰ :

''و من یولهم یومئذ دبره الا متحرفاً بقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من الله و ما واه (ص : ۲۱) جهنم و بئس المصیر[۱]''

(ہر کسی کہ در روز جنگ پشت بکافران دہد بغیر ازین قصد کہ برای کارزار باشد یا حملہ بسوی گروہی دیگر بکند چنانچہ رسم فریب در جنگ می باشد پس آن پشت دہندہ بغضب خدا گرفتار می شود و باز گشت او بدوزخ است و بد جای گاہی کہ او دارد) ۔

بفدہم : عقوق والدین و آن رنجانیدن مادر و پدر است و نافرمانی ایشان، اگر مسلمان باشند و اگر مسلمان نباشند ، بایشان غایت اتفاق و احسان باید کرد و درکارہای کہ بحسب شرع مباح است مدارا باید نمود ۔ قولہ تعالیٰ :

''و قضٰی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ ، و بالوالدین احساناً اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلا ھما فلا تقل لھما اف ولا تنہر ھما و قل لھما قولاً کریماً[۲]''

حکم کرد پروردگار تو ای محمد ! باین کہ عبادت نکنید مگر او را و بمادر و پدر احسان بجا آرید و اگر یکی از ایشان یا ہر دو ایشان را نزد تو سن پیری در یابد ، پس باید کہ سخن درشت بایشان نہ گوی و زجر نکنی و آن چہ بگوئی بنرمی بگوئی ، چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ مکرر می فرماید قولہ تعالیٰ :

''واخفض لھما جناح الذل من الرحمة و قل رب ارحمھما کما ربیانی صغیراً[۳]''

---

۱ - سورة الانفال ۸ ، آیت ۱۶ -
۲ - سورة بنی اسرائیل ۱۷ ، آیت ۲۳ -
۳ - سورة بنی اسرائیل ۱۷ ، آیت ۲۴ -

(پست بکن از برای ایشان بازوی فروتنی و خواری را و بگوی که ای پروردگار من ! تو رحم فرما بر ایشان چنانچه ایشان مرا در حال خوردی پرورده بودند" ای عزیز ! ببین که حق سبحانه تعالیٰ در صدر این آیت عبادت خود را با احسان مادر و پدر چگونه جمع ساخت ، تا بدانی که بعد از طاعت خدای عز و جل طاعت لایق تر و واجب تر از خدمت مادر و پدر نیست ۔ و قصه مشهور است که عماس[1] نام جوانی نیکو کار مادر و پدر خود را تمام راه بر دوش خود برداشته بمکهٔ مبارک رسانیده بود ، خشنودی او حاصل کرده و در عرب فرزندی که بخدمت گری مادر و پدر قیام نماید او را بضرب المثل گویند که "ابر من العماس ، حق سبحانه ما را در رضاىٔ والدین و استرضاىٔ ایشان بدارد ، و بر انگیزانا د از ایشان خشنودی ، چنانچه ایشان از ما خشنود باد ، بالنبی و اله الامجاد ۔ این مت مجمل کلام که درین محل مناسب نمود و تفصیل آن در مطولات ببیند ۔

فصل : بباید دانست که بعد هفده کبایری که مذکور شد ، گناهان را تقسیمی دیگر است و آن این است که بعضی علامت تکذیب صریح است در دین نبی علیه السلام ، چنانچه شمهٔ ازان گذشت ۔ و بعضی دیگر منافی حق الله است ۔ و قسمی منافی حق العبد است و مجموع این [ص : ۲۲] عاید است بترکِ تعظیم امرِ خدای عز و جل و ترکِ شفقت بر حق خدای تعالیٰ ۔ اول : چون افترا بر خدای عز و جل و پیغمبر علیه السلام ۔ و ثانی : چون ترک صلواة و صیام ۔ و ثالث : چون ترک زکواة ، و احتکار و شتی دیگر منافی مردان است و آن سیزده نوع است ۔ قسمی ازان قبیله است که عیوب باطنی نفسانی است ، چو امل و بخل ، چنانچه اشارتی بران رفت ۔ و قسمی دیگر عیوب ظاهری جسمانی است چون کشف عورت خود و عورت دیگری دیدن ۔ و نوع دیگر خلاق (خلاف) ادب دینی است ، چون بول و غایط بسوی قبله کردن و سخن دنیا در مسجد گفتن ۔ و طایفهٔ از آنهاست

---

۱ ۔ عماس : العماس ، ایک نیک بزرگ تھے جنھوں نے اپنے والدین کو کندھے پر لے جا کر حج کرایا تھا ، قاموس میں صرف والدہ کا ذکر ہے ۔

که سر قبح آنها بر ما آشکارا نیست و شارع ازان نهی کرده ، چون بیک کفش راه رفتن و چراغ تف نا کرده خواب کردن و این بقسم تقریبی است نه تحقیقی۔ چه در حقیقت بعضی در بعضی داخل است و درمیان همه این اقسام تفاوت ما لا کلام است و اطلاع بر کنه این ذنوب در عهدهٔ ستار العیوب و علام الغیوب است ۔ و ما آنچه بفهم ناقص خود دریافتم ذکر آن جمله اجمالا بکنیم ، هر چند احاطهٔ آن بواقعی میسر نیست و بیان قبح هر کدام ازین اثام بنص کلام یا بحدیث صحیح رسول علیه السلام یا بروایت فقیهی یا بقیاس عقلی ثابت گردانیدیم و آغاز از ذکر قسم اول که علامت تکذیب است در دین نبی علیه السلام بکنم ، عیاذاً بالله منه و الله مویده و منه التوفیق ۔

فصل دویم : بدان ظهرک الله و طهرک عن المعاصی که از جمله کبایری که منجر بکفر صریح می شود ، اول استهزا است بکلام رفتهٔ عز و جل مثل آنکه آن را در قاروارت اندازند یا پایمال گردانند ، یا بآن تمسخر نمایند یا در حدث[۱] و جنابت عمداً بدست گیرند ۔ و بعضی ازین ادابا معصیت است و بعضی کفر چه نبوت نبی علیه السلام بمعجزه ثابت شده و معجزه که بتواتر ثبوت یافت و تا قام قیامت باقی است آن کلام است و هرگاه که بقرآن استهزا نمایند و اقرار نیارند لازم می آید که بر نبوت نبی علیه السلام قایل نباشند و انکار نبوت مستلزم کفر صریح است و مستوجب شرک قبیح ، بدلیل قوله تعالی :

> ''ویل لکل افاک اثیم ، یسمع ایت الله تتلیٰ علیه ثم یصر مستکبراً کان لم یسمعها فبشره بعذاب الیم ○ و اذا علم من آیتنا شیئاًاتخذها (ص : ۲۳) هزواً ط اولیئک لهم عذاب مهین''[۲]

وای بر هر دروغ گویٔ ، بزه کار که آیات کلام خدای را که بر وی خوانده می شود ، بعد ازان بطریق استکبار اصرار بر انکار آن می کند چنانکه گویا هرگز آن را نه شنوده است ، پس بشارت ده ای محمد ! منکر را بعذابی دردناک و در وقتی که می آموزد آن دروغ گوی از آیات ما

---

۱ ۔ مخطوطے میں حدیث ہے ، جو صریحاً غلط ہے ۔

۲ ۔ سورہ الجاثیہ ۵ ، آیات ۷ ۔ ۸ ۔ ۹ ۔

چیزی را و آن را بمسخرگی پیش می آید ، این جماعه اند که ایشان را عذابی خوار کننده است .

حکایت : آورده اند که در زمان خلیفه[1] جمعی از ملحدان در بغداد پیدا شدند مانند ملحدان این زمان و می گفتند که قرآن معجزه نیست و ما مثل آن می توانیم آورد و سردار ایشان عبدالله ابن مقنع[2] بود ، خلیفه مهلت داد و ایشان تا چند ماه فکر کردند بعد ازان همه باتفاق گفتند ، ما هر چند تامل نمودیم و خواستیم که یک آیتی مثل این آیت بیاریم که :

''و قیل یارض ابلعی ماءک و یسماء اقلعی و غیض المآء و قضی الامر و استوت علی الجودی و قیل بعداً للقوم الظلمین''[3]

از بسکه فصاحت و بلاغت تمام داشت و رعایت مقتضیات احوال در آن بر وجه کمال بود ، دانستیم که این کلام بشر نیست و علمائی معانی و بیان در بیان معنی این آیت و شرح نکات اعجاز این کلام را بسط تمام داده اند و تا تطویل نه کشد ما این جا سخن را مختصر ساختیم . و فاضلی درین معنی گفته :

---

۱ - یعنی عباسی خلیفہ مہدی (۷۷۵ - ۷۸۵ء) ۔

۲ - ابن مقنع (ف ۷۸۰ء) جس کو بعض لوگوں نے نقاب پوش پیغمبر کہا ہے ، خلیفہ مہدی کے زمانے میں تھا ۔ اس نے دعویٰ کیا کہ خدا نے پہلے آدم کا پیکر اختیار کیا اور درجہ بدرجہ دوسرے پیکروں میں حلول کرتا رہا آخر میں خود اس کی شکل میں ظاہر ہوا ۔ اس نے ایک چاند بنایا تھا جو نخشب میں ایک کنویں سے نکلتا تھا ، مقنع چونکہ کانا تھا ، اس لیے نقاب پوش رہتا تھا ، مگر اپنے متبعین سے کہتا کہ تم میرا جمال دیکھنے کے متحمل نہیں ہو سکتے ، آخر میں اس کی پناہ گاہ پر لوگوں نے حملہ کیا تو اس نے خود کشی کر لی ۔ (ابن خلکان' ۳۹۳) ۔

۳ - سورہ ہود ۱۱ ، آیت ۴۴ ۔

"در بیان و در فصاحت کی بود یکسان سخن
گرچه گوینده بود چون جاحظ[1] و چون اصمعی[2]

در کلام ایزدی بی چون که وحیِ منزل است
کی بود تبت یدا مانند یا ارض ابلعی"

فصل : مخفی نماند که علما اختلاف کرده اند درین که اگر مصحفی کهنه و فرسوده و از انتفاع رفته باشد ، آیا آن را دفن باید کرد یا سوخت ، یا در آب انداخت ـ برین تقدیر سوختن مصحف بوجهی که مستلزم اہانت نیست در شرع بزه ندارد ـ و امیر المومنین عثمان رضی الله عنه در وقت جمع قرآن برای رفع و دفع خلاف ہمه مصاحف را بسوخت ـ و ہمین قرآن را که تواتر بما رسیده است ، نگاه داشت ـ و معلوم است که این سوختن ، نه از جهتِ استخفافِ قرآن بود ، حاش لله ! بلکه از برای این بود که اگر مصحف منسوخه با روایات احاد و قرآن متعدده و احکام مختلفه در عالم باقی می ماند ، اختلاف بسیار در امت پیدا می شد [ص : ۲۴] از برای این غرض قطع ماده نزاع کرد ـ سبحان الله ! باوجود این ہم اختلاف بی نہایت پیدا شد :

نه حسنش غایتی دارد نه سعدی را سخن پایان
بمرد از شوق مستسقی و دریا ہم چنان باقی

ہر چند اختلاف این امت سبب رحمت است ـ مجتهد را کیف ما کان

---

۱ ـ ابو عثمان جاحظ (ف ـ ۸٦۸ء) بصرے میں پیدا ہوا اور وہیں وفات پائی ، اپنے عہد کے اکثر علوم پر اس کو عبور حاصل تھا ـ معتزلہ کا فرقہ جاحظیہ اسی کی طرف منسوب ہے جاحظ عربی ادب میں اعلیٰ مقام رکھتا ہے اور بہت سی کتابوں کا مصنف ہے ، جن میں کتاب 'البیان و التبیین' نہایت اہم ہے ـ

۲ ـ عبدالملک الاصمعی ۷۴۰ء میں بصرے میں پیدا ہوا ـ ۸۲۸ء میں وفات پائی مشہور لغوی خلیل (متوفی ۷۸٦ء) کا شاگرد ہے ، ہارون الرشید نے اس کو اپنے بیٹے امین کا استاد مقرر کیا تھا ، اصمعی ، عربی لغت کا امام تسلیم کیا گیا ہے ـ

اگر مصیب است ، ده اجر آگر مخطی است یک اجر مقرر است ، چه بمقتضای امر "فاعتبروا یا اولی الابصار"[1] بر صاحب اجتهاد و اعتبار را برحمت بذل مجهود استنباط معانی کلام و حدیث لازم است و یکی را تبعیت دیگری جایز نیست که آن تبعیت در معنی مانند خوردن صدقه است ، جنانچه غنی ظاهری را در شرع گرفتن صدقه حرام است ـ و ہم چنین غنی حقیقی را که مجتهد باشد قبول سخن دیگری بتقلید ممنوع است و غیر مشروع ، خواه در اصول باشد خواه در فروع ، و آنچه بر اوست صرف طاقت بشری است و بذل محمود دریافتن مقصود ـ اگر مراد الله و مراد رسول الله عز و جل و علیه السلام دریافت ہم ثواب طلب ثواب می یابد و ہم اجر دریافت مقصود و الا ثواب طلب باقی است ، ہر چند از دریافت مقصود عاجز است قطعه :

"درکوئی تو صد ہزار صاحب ہوس[2] است
تا خود بوصال توکرا دست رس است
آن کس که بیافت دولتی یافت عظیم
وآن را که نه یافت درد نایاب بس است"

دوم : 'اہانت و حقارت انبیا علیهم السلام' قوله تعالی :

"کلما جاء هم رسول بما لا تهوی انفسهم فریقاً کذبوا و فریقاً یقتلون"[3]

حق سبحانه و تعالی ـ خبر از حال بنی اسرائیل داده می فرماید که (ہرگاه آورد پیغمبری بر ایشان حکمی را که نفس ایشان آن را دوست نه می داشت ـ گروہی را ازان پیغمبران دروغ گو داشتند و گروہی را بکشتند) و این ہر دو کفر است ـ قوله تعالی :

---

۱ ـ سوره الحشر ۵۹ ، آیت ۲ ـ
۲ ـ مخطوطے میں ہوش ہے ، جو صریحاً غلط ہے
۳ ـ سورة المائده ۵ ، آیت ۷ ـ

"و الذین یؤذون رسول الله لهم عذاب الیم[1]"

آنان که رنجانند رسول خدا را باین که باو استهزا نمایند[2] یا فرزندان اورا بکشند[3] یا سخن اورا قبول ندارند[4] یا کتاب اورا پاره پاره[5] سازند ، مر آن جماعت را عذابی درد ناک است ۔

وین ، حسین تست ای جان ، خشم و زر خوک و سگت
تشنه آن را می کشی ، وین هر دو را می پروری

سیوم : عداوت با ملایکه و صفاتی که نا سزا است بایشان اسناد کردن ، مثل آن که بگویند که اینها ماده اند یا غیر آن چنان که یهودی می گفتند که جبرئیل [ص : ۲۵] پدران مارا ہلاک ساخت و براہمه ہند اگرچه بوجود ملایکه قایل اند اما جمع صفات بشری از اکل و شرب و توالد و تناسل وغیر آن بر ایشان اثبات می کنند ۔ قوله تعالیٰ :

"من کان عدواً لله و ملائکته و رسله و جبریل و میکال فان الله عدو للکافرین[6]"

(ہر کس باشد دشمن مر خدای را عز و جل و فرشتگان و پیغمبران اورا خصوصاً جبرئیل و میکائیل را که از ملایکهٔ مقربین اند و واسطه اند میان حق عز و جل و پیغمبرانش ۔ پس بتحقیق خدایٔ تعالیٰ دشمن کافر است و با ایشان چنان معامله می کند که دشمن با دشمن ۔

چهارم : "افترا بر خدایٔ تعالیٰ کردن" ۔ قوله تعالیٰ :

---

۱ سوره التوبه ۹ آیت ۶۱ ۔
۲ ۔ مستهزئین ، مراد ، ابوجہل ، ابولہب وغیرہ سے ہے جو رسول الله کی ہنسی اڑاتے تھے ۔
۳ ۔ مراد یزید اور اس کے رفقاء سے ہے ۔
۴ ۔ کفار مکہ سے مراد ہے ۔
۵ ۔ مراد ایران کے بادشاہ خسرو پرویز سے ہے جس نے رسول الله کے مکتوب کو پھاڑ ڈالا تھا ۔
۶ ۔ سورة البقره ۲ ، آیت ۹۸۔

''فمن اظلم ممن افترای علیٰ الله کذباً او کذب بایته[1]''

(کیست ظالم تر از آن کس که افترا کند بر خدای تعالیٰ ، دروغی را یا تکذیب نماید آیات اورا) که مطلقاً معجزات انبیا ست یا قرآن است ـ و افترا مثل آن که گوید که او تعالیٰ بر هیچ آدمی از وحی و کتاب هیچ چیزی نفرستاده است ـ قوله تعالیٰ :

''و ما قدروا الله حق قدره اذ قالوا مآ انزل الله علیٰ بشر من شی[2]''

قدر حق تعالیٰ را چنانچه دانستن قدر وی بود ندانستند ، وقتی که گفتند : که خدای تعالیٰ بر هیچ بشری هیچ چیزی نازل نه ساخته ، تا آن که صفات مشرکه از برای او اثبات کنند ، چنان که یهود گفتند که عزیر پسر خداست و نصاریٰ گفتند که عیسیٰ علیه السلام پسر خدای راست :

''قالت الیهود عزیرن ابن الله وقالت النصاری المسیح ابن الله[3]''

دعوای کرده اند که ما پسران خدا و دوستان او ایم :

''نحن ابناء الله و احبائه[4]''

او تعالیٰ مارا هرگز عذاب نخواهد کرد چنانچه مشبهه و مجسمه مکان و اعضا بر خدای تعالیٰ اثبات می کنند و معتزله مطلقاً نفی صفات او نمودند و مجسمه تمسک بظاهر آیات قرآنی :

''مثل ید الله و وجه الله والرحمن علیٰ العرش استوی[5]''

کرده اند و معتزله ظاهر سخن امیرالمومنین علی رضی الله عنه را که ''کمال التوحید نفی الصفات عنه'' و امثال آن را دست آویز خود ساخته اند و بشهادت باطل درمان آورده اند و علیٰ هذاه القیاس ، جاهعه که بدروغ دعوای

---

۱ - سورة الاعراف ۷ ، آیت ۳۷

۲ - سورة الانعام ۶ ، آیت ۹۳

۳ - سورة التوبه ۹ ، آیت ۳۰

۴ - سورة المائده ۵ ، آیت ۱۸

۵ - سورة طٰه ، ۲۰ آیت ۵

پیغمبری کرده اند و در تحقیق اختلاف ہفتاد و دو فریق و فرو افتادن ایشان از سوء الطریق ازین قبیل است :

معشوق چون نقاب ز رخ بر نمی کشد
ہر کس حکایتی به تصور چرا کنند

پنجم : دروغ عمداً بر رسول علیه السلام بستن و چیزی که آن حضرت نه‌فرموده است باو اسناد کردن مثل جماعهٔ از اہل بدعت که ایشان را خطابیه[1] می گویند و اعتقاد ایشان [ص : ۲۶] این است که از برای تقویت مذہب خویش ہم وضع حدیث وہم گواہی بدروغ رواست ۔ و فرقه از زاہدان متفق ، یعنی آنان که بلباس کہنه چرکین روزگاری می گذرانند برین اند که از برای ترغیب عوام در عبادات و طاعات حدیث موضوع مفتریٰ اگر گویند درست است ۔ و این نزد علماء راسخین رحمه الله علیهم اجمعین بدترین گناہان است ۔ قال علیه السلام :

''من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعده من النار''

(ہر که عمداً بر من دروغ بندد گو جای نشست خود از آتش دوزخ مہیا سازد) و قریب بسی تن از صحابه رضی الله عنهم باتفاق این حدیث را روایت از آن حضرت کرده اند ۔ و محدثین رحمه الله عنهم اجمعین گفته اند که حدیث متواتر لفظی بغایت کم یاب است ، بخلاف متواتر معنوی ، مثل اعداد رکعات و مقادیر زکوات که بسیار است ، و اگر دعوی تواتر لفظی کنند درین حدیث می شاید ۔

ششم : نفاق باخدا و رسول خدا کردن یعنی بظاہر اسلام آوردن و در باطن معتقد کفر بودن ۔ قوله تعالیٰ :

---

۱ ۔ اس غالی فرقے کا بانی ابوالخطاب محمد ابن ابی زینب الاسدی تھا ، جس نے شروع میں کہا کہ امام ، نبی ہوتے ہیں ، بعد میں کہنے لگا کہ خود خدا نے ان کے پیکر میں حلول کیا اور امام جعفر صادق کو جن کا وہ ہم عصر تھا، خدا کا پیکر کہتا تھا ، خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں اس کو عیسیٰ ابن موسیٰ نے قتل کیا ۔

"ان المنفقين فى الدرک الاسفل من النار"

بدرستی که منافقان در درکه فرود ترین اند از دوزخ ، چه دوزخ بی نهایت درکات دارد ـ چنانچه بهشت را درجات بی حد و غایت است ـ و اگرچه منافقان بسبب ایمان ظاهری در دنیا با ما در جمیع احکام شریک اند و دماء و اموال ایشان تا همان زمان سودمند است که دم در بدن باقی است ـ و چون جان از تن مفارقت کرد حکم ایشان چون حکم سایر کافران است بلکه از آن هم بدتر ، چه کفر دیگر کافران برهمه مردم آشکارا باشد و کفر منافقان پنهان بود ـ و حق سبحانه تعالیٰ حال منافقان را بحال جماعه تشبیه داده است که در بیابانی شب بکنند و از جهت محافظت جان و مال خویش آتشی افروزند تا دشمنی پیرامن ایشان نتواند گشت ، و دران روشنی آن شب بگذرانند ، ناگاه شعلهٔ آتش زود بمیرد و ایشان در تاریکی جاوید نومید بمانند و غنیم از هر طرف ایشان را فروگیرد و از خود دفع نه توانند کرد ـ و کریمه :

"مثلهم کمثل الذی استوقد ناراً فلما اضآءت ماحوله ذهب الله
بنورهم و ترکهم فی ظلمٰت لا یبصرون صم بکم عمی
فهم لا یرجعون"

ازان خبر می دهد صفت ایشان یعنی منافقان هم چو صفت کسی است که آتش بافروزد و هرگاه که گرد و نواحی ایشان روشن گردد [ص : ۲۷] حق تعالیٰ از تند باد غیرت آن آتش فرو می راند و نور ایشان دور گرداند و ایشان را در تاریکیهای گوناگون بگذارد تا هیچ نه بینند و گنگ وکر وکور بمانند و راه بازگشت نه یابند ـ مثنوی :

باش تا بند روی بکشایند
باش تا با تو در حدیث آیند
تا کیان را گرفتهٔ در بر ؟
تا کیان را نشاندهٔ بردر ؟

---

۱ ـ سورة النساء ۴ ، آیت ۱۴۵
۲ ـ سورة البقره ۲، آیت ۱۷ ـ ۱۸

و نفاق با خدا بغایت مذموم است و صاحب نفاق ہمہ جا مشئوم[1]
بنابران این باید کہ ہمیشہ در مقامِ تحقیق معنی اخلاص باشی کہ :

"و ما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین"[2]
ترا باین امر می فرماید و از صحبت جماعہ (کہ)لا الیٰ ھؤلاء[3] :

صفت ایشان شدہ باشد دوری گزین ، قطعہ :

با عاشقان نشستن ہمہ عاشقی گزینا
با ہر کہ نیست عاشق کم کن قرینا

شاید کہ روزِ وصل چو بینند روئ او
تو نیز درمیانہ ایشان بہ بیننا

و ہمیشہ این را وردِ زبان سازی کہ "اللھم انی اسالک الیمین و الاعان و اسالک الا من والامان و اسالک السلامة والاسلام" !

حکایت : امیر المومنین عمر رضی الله عنہ شبہا برای پاسبانی مدینہ معظم گشتی و صبح بر در حذیفہ یمانی رضی الله عنہ[4] آمدی و پرسیدی کہ ہان ای رازِ دارِ محرمِ اسرار رسول آفریدگار ! "ھل ذکرنی رسول الله صلی الله علیه و سلم مع المنافقین ؟" آیا در من ہیچ صفت منافقان می بینی تا مبادا رسول علیه السلام بران سبب مرا از جملہ اہل نفاق یاد کردہ باشد ۔ اگر چنین است مرا اطلاعی بخش تا ازان سیرت و صفت باز آیم ، و این حدیث از دردِ دین خیزد و عمر وار مردی می یابد ۔ قطعہ :

---

۱ ۔ اصل مخطوطے میں میشئوم ہے ، جو صریحا غلط ہے ۔
۲ ۔ سورۂ البینہ ۹۸ ، آیت ۵
۳ ۔ سورۂ النسا ۴ ، آیت ۱۴۳
۴ ۔ حذیفہ ابن الیمان : جلیل القدر صحابی تھے ، وہ اور ان کے والد ، ایک ہی وقت ایمان لائے تھے ، غزوۂ بدر سے پہلے کفارِ مکہ نے

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

مسلمانان ، مسلمانان ! ! مسلمانی، مسلمانی!
و وزین آئین بی دینان پشیمانی پشیمانی
از ایرا یک جهان ، پر دیو و پر غول اند امت را
که داند کرد جز اسلام و جز سنت ، نگہبانی ؟

ہفتم : بت پرستی ، ہر چند بتان را صانع ندانند و این در حقیقت شرک است ، قوله تعالیٰ :

''و اجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام ، رب انہن اضللن کثیراً من الناس''[۱]

دعاء ابراہیم علیه السلام است که از حق تعالیٰ درخواست و گفت : (دور دار مرا و فرزندان مرا که عبارت است از اسحاق و اسماعیل و اسباط علیہم السلام ، از این که عبادت اصنام کنیم) اے پروردگار ! من بتحقیق این بتان گم راه ساخته اند بسیاری را از مردمان . و این دعا از جہت تعلیم سایر عباد است و اگر نه پیغمبران علیہم السلام از عبادت اصنام که کفر محض است معصوم اند [ص : ۲۸] بلکه از کبایر و صغایر نیز ، بقول اصح و در این مسئله اختلاف است و در کتب کلامی مبین ببیان شافی . نظم :

(گذشته صفحه کا بقیه)

ان کو پکڑ لیا اور یہ عہد کرنے پر ان کو رہا کیا ، کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ ان کے خلاف ہونے والی جنگ میں شریک نہ ہوں گے . جنگ بدر کے موقع پر حذیفہ اور ان کے باپ نے رسول اللہ سے شرکت جنگ کی اجازت چاہی ، مگر آپ نے اس عہد کی بنیاد پر ان کو روک دیا . غزوۂ احد میں دونوں نے شرکت کی اور الیان شہید ہو گئے . حضرت عمر کے عہد میں حذیفہ مدائن کے عامل مقرر کیے گئے . ان کی وفات حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس روز بعد یعنی ۳۶ھ کے شروع میں واقع ہوئی . ابن حجر عسقلانی نے ان کو رسول اللہ کا صاحب سر یعنی راز دار کہا ہے . 'تہذیب التہذیب' . جلد ۲ . صفحہ ۲۲۰)

۱ . سورۂ ابراہیم ۱۴ ، آیت ۳۵ . ۳۶ .

ای ہوای تو ہوا انگیز
وی خدایان تو خدا آزار
در طریقی تو نیست دست آویز
بر بساط خدای، پای، افزار
پاک شو ، بر فلک چو ابراہیم
گشته از عقل و جان و تن بیزار
ره نه دانسته، ازانی گم
عز نه دانسته، ازانی خوار

ہشتم : آفتاب پرستی و آتش پرستی و امثال آن ـ قوله تعالیٰ :

''انکم و ما تعبدون من دون الله حصب جہنم''[1]

خطاب بکفار است می فرماید که شما و انچه می پرستید غیر خدای را فردا ہمه ہیمه دوزخ خواہید شد ـ و حکمت در انداختن این جمادات در جہنم اظہار عجز و خواری معبودان و حسرت و زاری، عابدان است که مخلوقی ہمچو خودی بلکه عاجز تری را از خود پرستش نموده اند ، و سزای این یافتند و ہمیشه می گفته باشند که :

''یحسرتی علی ما فرطت فی جنب الله و ان کنت لمن الساخرین''[2]

(دردا و دریغا ! ہر آنچه تقصیر کردیم در جنب امر خدا و دین خدا و بتحقیق بودم من در دنیا از جمله مغلوبان) از روی، تحقیق عقل و دانش یا در دین ، از جمله عاجزان ، عاقبت اندیشی نکردیم و عقل را که گوہری است شریف ، تابع ہوای و ہوس که خسیس اند ، ساختیم و از جادهٔ دین که راه راست یقین است و مسلوک اولیا و انبیا و اصفیا است انحراف ورزیدیم ـ کاشکی بجای، این جمادات ، معبود کافران مظہر انسانی می بود که بالفعل از دیدن آن محظوظ شدندی و گرای، بار کشی ملامت می کرد ، چنانکه گفته :

---

۱ ـ سورة الانبیا ۲۱ ، آیت ۹۸ ـ
۲ ـ سورة الزمر ۳۹ ، آیت ۵۶ ـ

کافران از پیٔ بت ، جان چه تمتع دارند
باری آن بت بپرستید که جانی دارد

''او تقول لو ان الله هدانی لکنت من المتقین او تقول حین تری العذاب لو ان لی کرة فا کون من المحسنین''[1]
و بگوید کاشکی مرا باری دیگر بازگشتی در دنیا شود تا از نیکوکاران باشم که قدرت نعمت بعد از زوال و قیمت دولت پس از ارتحال شناخته می شود۔ خوشا آنکه گفت :

کار آن جا کن ، که تشویش است در محشر بسی
آب این جا بر ، که در دریا بسی شور و شر است

اینها امثال این مقدمات می کرده باشند و موکلان دوزخ بر زمان بر ذمه ایشان بزانند که :

''اخسئوا فیها ولا تکلمون''[2]
دور روید درین آتش و با ما اصلا سخن نکنید که کسی خریداری [ص :۲۹] ناله و زاری شما نه می کند و این متاع در بازار دنیا رواج داشت حالیا آن کاروان که رخت بست و این کالایٔ را قیمت نه ماند ، ازین شیون بیهوده چه سود ؟ و ازین آرزویٔ خام چه فایده ؟ قطعه :

''پیش ازان کین جان عذر آور فرو ماند زنطق
پیش ازان کین چشم عبرت بین فرو ماند زکار
پند گیرید ای سیاهی تان گرفته جایٔ بند
عذر خواهید سنبلستان تا دمیده بر عذار

خسرو شاعران راست :

---

۱ - سورة الزمر ۳۹ آیت ۵۷ - ۵۸ -
۲ - سورة المومنون ۲۳ ، آیت ۱۰۸ -

چنان کن خانہ طینت خرابم
کہ از ہر سو در آید آفتابم

و دیگر می گوید :

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شب (شبم) نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

و بعضی عارفان کہ تفسیر از ذات واجب تعالیٰ شانہ بآفتاب کردہ اند از جہت اشتراک ظاہری در بعضی صفات است ، تا تفہیم طالبان از معقول بمحسوس شود ، و للہ المثل الاعلیٰ ۔ حکیم ثنائی[1] رحمتہ اللہ علیہ می فرماید :

شمس کان کدخدای گردون است
قادر و قاہر است و بی چون است
سعدی[2] ، ادب آن است کہ در حضرت خورشید
گویند کہ ہرگز شب تاریک ندیدیم

نہم : تعظیم افلاک و کواکب و مانند آن بدلیل قولہ تعالیٰ :

''لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون[3]''

(سجدہ نکنید نہ آفتاب را نہ ماہ را کہ اینہا از آیات صنع بیش نہ اند و خالق

---

۱ - حکیم ثنائی کا پورا نام ابوالمجد مجدود ابن آدم ہے ۔ بہرام غزنوی کے دربار سے اپنے ابتدائی دور میں وابستہ تھے ، بعد میں تصوف کے اثر سے گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کی ۔ مضامین تصوف پر مشہور مثنوی نگاروں میں سب سے پہلے یہی تھے مولانا رومی فرماتے ہیں :

''عطار روح بود و ثنائی دو چشم او
ما از پی ثنائی و عطار آمدیم''

انکی مشہور مثنوی 'حدیقۃ الحقیقۃ' ہے ۱۱۳۱ء میں وفات واقع ہوئی ۔
۲ - شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی (ف - ۱۲۹۱ء) ۔
۳ - سورہ حم السجدہ ۴۱ ، آیت ۳۷ - اس آیت کے قاری و سامع پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے ۔

و معبودی را نه شایند ، بلکه سجده بزیبد آن خدای را که آنها را آفریده است) - اگر شما او را می پرستید و قابل پرستش می دانید چه زیان است عظیم و عیبی است فاحش ، که کسی از نقاش بنقش باز مانده و از مصنوع کار صانع ، طمع دارد و تهمت وجوب بر ممکن نهد و نداند که این بی چاره هم بمثل ما سرگردان است ، و از غایت حیرت سر از پا نمی دانند و در خم چوگان شب و روز گوی وار می شتابند و اگر اختیاری می داشتند بایستی که خود را اول ازین آشفتگی و سراسیمگی رهائی می دادند :

"انی وجهت وجهی للذی فطرالسموات و الارض حنیفاً و ما انا من المشرکین"[۲]

بر خوان و استدلال از آثار بر مؤثر کن و اینها را دلایل قدرت او بشناس و چون خلیل الله علیه السلام کاری کن - مثنوی :

خلیل آسا در ملک یقین زن
نوای ولا احب الافلین ، زن
یکی دان و یکی بین و یکی گوی
یکی خوان و یکی خواه و یکی جوی
زبام آسمان تا خاک تم ناک
اگر صد پی پیا پی وہم و ادراک
فرود آئیم یا بالا شتابیم
ز حکمش ذرهٔ [ص ۳۰] بیرون نه یابیم

دہم : زنار بستن ، که از علامات کفر است ، چنانچه سابق گذارش یافت پس آنچه در کلام بعضی اہل حقایق ذکر بت و زنار و امثال آن رفته آنها اشارت بمرتبه و مقامی است که در سلوک پیش می آید و محمول بر ظاہر نیست ، تا یکی می گوید که :

بکفر زلف ترسا زادهٔ دل شد چنان از دست
برہمن می شدم ، گر این قدر زنار می بستم

و خسرو شاعران راست :

---

۲ - سورة الانعام ۶ ، آیت ۸۰ -

”کمر در خدمت عمری است می بندم چہ شد قدرم
کہ گر ایمان در آغوش آیدش زنار بکشاید

مردمان گویند خسرو' خرقہ' شیخی بپوش
در تن خسرو کدامین رگ ، کہ آن زنار نیست

گفتم بتا ! از جور تو زنار بندم ، گفت رو
در کفر ہم صادق نہ' ، زنار را رسوا مکن“

و بعضی عرفای' اہل اللہ ہر کدام این الفاظ را بر معانی لائقہ فرود آوردہ اند و گفتہ کہ :

بت این جا مظہر عشق است و وحدت
برو زنار بستن عقد خدمت

چہ کفر و دین بود قایم بہستی
شود توحید عین بت پرستی

چو اشیا ہست ہستی را مظاہر
ازان جملہ یکی بت باشد آخر

بدان کہ ایزد تعالیٰ خالق اوست
ز نیکو ہر چہ صادر گشت نیکو ست

و باوجود این ہمہ تاویلات کہ در بیان آوردہ اند از روی' ظاہر

---

۱ - امیر خسرو کی تاریخ وفات ۱۳۲۵ء ہے - برصغیر میں فارسی کے مسلمہ و منفرد شاعر ہیں - شیخ نظام الدین اولیاء سے بیعت تھے، ان کی متعدد تصانیف ہیں ، 'خمسہ' نظامی' کے جواب میں پانچ مثنویاں اور ان کے علاوہ پانچ تارخی مثنویاں شامل ہیں - آخر الذکر کے نام یہ ہیں - 'قران السعدین' ، 'نہ سپہر' ، 'مفتاح الفتوح' ، 'خضر خان دولرانی' اور 'تغلق نامہ' - نثر میں ان کی 'خزائن الفتوح' ، علاءالدین خلجی کی فتوحات پر مستند کتاب سمجھی جاتی ہے - صنایع و بدایع پر ان کی مشہور تصنیف 'اعجاز خسروی' ہے - فارسی کے علاوہ ہندی اور عربی میں بھی [illegible] کہتے تھے -

شرع اعتراض باقی است و عوام را نه باید که این اغلوطات از راه سلامت عدول نمایند و عمل بر ظاہر کنند چه ذلت (زلت) قدم انبیا حجت نیست فکیف ذلت (زلت) قلم شعرا -

یازدہم : قشقه کشیدن ، که این نیز ازان قبیله است و عارفی می گوید :

صندل ہندو که بپیشانی است
غالیه[1] معبر شیطانی است

دوازدہم : بت خانه بنا نہادن ، و در باب این دو سه چیز که مذکور شد اگرچه نص صریح و حدیث صحیح مخصوص در نظر نیامده است اما چون اینہا از دلایل تکذیب است بروایات فقہی ، فتویٰ بر کفر مرتکب این امور داده اند ، و کتب فقہیه از آن روایات پر است و بآن حواله نموده آید که آن جا گنجایش ذکر آن نیست -

سیزدہم : کاہن و منجم را باور داشتن و علم غیب از ایشان پرسیدن ، ہر چند استہزاہم باشد تا باعتقاد چه رسد - قوله تعالیٰ :

"و عنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا ہو"[1]

(نزد خدای[2] تعالیٰ ، کلیدہاء غیب است که آن را غیر او نمی داند) - قال علیه السلام "من صدق کاہنا فقد کذب بما جاء به محمد من عندالله" [ص : ۳۱] (ہر که کاہنی را تصدیق کند ، دروغ دانسته باشد چیزی را که محمد علیه السلام از خدا آورده است) ، و نیز فرموده "کذب المنجمون برب الکعبة" (دروغ گفته اند و می گویند منجمان سوگند برب کعبه) -

ژاژ می خاید منجم ، حشو می گوید حکیم
اختیارے جمله پیش اختیارے[2] داور است

حکایت : آورده اند که منجمی ہارون رشید[3] را گفت ، تو درین چند

---

۱ - سورة الانعام ۶ ، آیت ۵۹ -
۲ - مخطوطه میں اضافت کے لیے اکثر جگه ی سے ظاہر کیا گیا ہے - اگرچه آج کل یه رواج نہیں ہے ہم نے مخطوطه کی پابندی کی ہے -
۳ - ہارون رشید (ف - ۸۰۹ ء) عباسی خاندان کا مشہور خلیفه ہے -

روز بیقین از عالم می روی - ہارون رشید بسیار ملول و محزون شده با جعفرا برمکی این سخن درمیان نہاد - او گفت خلیفہ ہیچ وحشتی بخاطر راه ندہد که من بیقین می دانم که او دروغ گفته و ہمین ساعت دروغ اورا ظاہر می سازم - پس جعفر با منجم گفت که این حکم که می کنی دلیل آن چیست - گفت باستدلال ، از نظرات کواکب معلوم کرده ام - جعفر پرسید که ہیچ دانسته که از سال عمرت چند باقی است ؟ گفت - بلی ! ازانچه طالع خود استدلال نموده ام که این مقدار از سنوات از مدت عمر من باقی مانده - جعفر فرمود تا بحضور خلیفه اورا گردن زنند و آن حکم دروغ او ظاہر شد و نتیجه برعکس داد و اشارت باین معنی می کند آنکه می گوید :

حکیمی را شہی گفت اختیاری کن که تا بدہم
ترا شغلی که از من بودهٔ پیوسته خواہانش

حکیم آمد که امروز است نیکو طالعم دیدم
شہش گردن زد و منعش نکرد افلاک دورانش

فصل : پیش از ظہور کوکب نبوت حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم دیوان را مجال رفتن بر آسمان بود تا ہر چیزی که در ملاء اعلیٰ از ملایکه می شنیدند استراق سمع نموده اندک راست با دروغ مخلوط ساخته با کاہنان می گفتند و کاہنان آن اخبار را بمشرکان می رسانیدند چون علم رسالت محمدی صلی الله علیه وسلم برافراخته شد ، شیاطین از بر آمدن باز ماندند و شہاب ثاقب ایشان را می راند و آن خبرہا منقطع گشت ، و ازین جہت احکام نجوم در زمان آن حضرت منسوخ شد - ہر چند در دین پیغمبران سابق علیہم السلام رواج داشت و به یمن قدوم سعادت لزوم آن سرور نحوست کواکب بسعادت مبدل گشت :

---

۱ - جعفر برمکی (ف - ۱۸۷ھ) ہارون کا مشہور وزیر تھا ، جس کو اس بنا پر قتل کیا گیا تھا کہ خلیفہ کے خیال میں وہ حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا -

سعادتِ تو اگر یک نظر کند بزحل
بدل شود بسعادت ہمہ نحوست او

و اجتماعات و قرانات را تا ثیری نماند ، خصوصاً از آنگاہ کہ بارگہ افلاک [ص : ۳۲] در شب معراج ، خرق و التیام یافت و نوبت شرع محمدی علیہ السلام بالای عرش راند ۔ ضوابط قواعد نجوم برہم خورد ، "فسبحان الذی اسری بعبدہ"[1]۔ بنابران باین علم ہیچ اختیار نیفتاد و خواندن و عمل کردن بر آن از جملہ مناہی گشت ، مگر بقدر ضرورت کہ در بعضی مسائل دینی و احکام دنیوی بکار آید ۔ امام فقیہ ابواللیث سمرقندی[2] رحمہ اللہ گفتہ کہ دانستن بعضی احکام نجوم از ضروریات دینی است و چون سایر علوم فرض است مثل شناختن قبلہ و سایہ اصلی و اوقات نماز ۔ و بعضی مباح است مثل دانستن ستارہا کہ مسافران تری و خشکی بآن راہ یابند و شناختن تیر ماہ[3] و دی[4] ماہ و غیر آنکہ خدایان دران استعداد اسباب خانہ نمایند ۔ و بعضی کفر محض است ، چنانچہ این کواکب را موثر در وقایع و حوادث دانند و ہر چہ در عالم کون صلاح و فساد واقع شود ، مستند بآنہا دارند و بعضی حرام است چنانچہ درین علم بسیار غلو نمایند و حکم بہ منہیات[5] کنند و عمر کہ سرمایہ اکتساب علوم دینی شرع است درین فن بیہودہ صرف سازند و کمترین ضرری کہ بہ نوآموزان این علم عائد می شود آنست کہ بضرورت سازند و کمترین ضرری کہ بنو آموزان این علم می شود حرکات افلاک را طبیعی باید دانست ، بلکہ ارادی ، چون فلکیات را ناطق می گویند و لازم می آید کہ آن حرکات کہ بارادت وقت (قدرت؟) آفریدگار عز شانہ نباشد و کلام قدیم چنین می فرماید کہ :

---

۱ - سورۂ بنی اسرائیل ۔ ۵ ، آیت ۱ ۔
۲ - ابواللیث سمرقندی ، مشہور فقیہ تھے ، ان کی تصنیف 'تنبیہ الغافلین' مشہور ہے ، ۹۸۵ء میں وفات پائی ۔
۳ - تیر ماہ ۔ موسم گرما کا پہلا مہینہ ۔
۴ - دی ماہ ۔ موسم سرما کا پہلا مہینہ ۔
۵ - مخطوطہ میں منعیات ہے ۔

"و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بامره"[1] -

(آفتاب و ماه و ستارہا ہمہ مجبور حکم صانع ازلی اند) :

سیر سپہر دور فلک را چہ اعتبار

درگردش اند بر حسب اختیار دوست

دیگر آنکہ معتقد این علم را بضرورت منکر معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باید شد ، چہ جرم افلاک نزد فلاسفہ لطیف است و قابل خرق و التیام اصلا نیست - پس جثہ بشری باین ضخامت ازین اجرام چہ گونہ نفوذ تواند کرد و شبہہ سد راہ خیلی از اتقیای روزگار ما باشد و نمی دانند کہ دلایلی کہ ایشان بر مدعاء خود گذرانده اند بطور عقل نیز ہمہ آنہا نا تمام است ، مخصوص بفلک الافلاک است فقط ، نہ دیگر افلاک ، و با این ہمہ مدخول و منظورفیہ است ، چنانچہ بر متتبع و متفحص ظاہر است و بر تقدیر تسلیم باید کہ این قدر بدانند [ص : ۳۳] کہ چون قدرت حق سبحانہ تعالیٰ را تصرف و تسلطی تمام است ، بر جمیع کائنات علوی و سفلی ، چرا نتواند بود کہ جمعے را از اجسام سافل نورانی پہن سازد و مثل یکی ازان اجرام عالی گرداند ، خصوصاً ذاتی مقدس را کہ مقصود از ایجاد عالم و بنی و بنات آدم او بوده باشد و بیک اشارت مبارک او جرم قمرشق[2] یافتہ و ہزاران معجزات دیگر برای اظہار کلمۃ الحق و ہدایت خلق کہ سنت اللہ برای جاری گشت ازو سربرزده باشد ، اما بی انصافی کہ آن معجزۂ معراج را منکر است اینہا را کی قبول خواہد داشت - مصرع :

"عشق کاری است کہ موقوف ہدایت باشد"

چارۂ این مردم ، در حضوری خاموشی است و در غیب فراموشی -

---

۱ - سورۃ الاعراف ۷ ، آیت ۵۴ -

۲ - معجزۂ شق القمر کا ذکر قرآن کی سورۃ القمر ۵۴ آیت ۱ میں ہے -

''ایران آئینهٔ دل واجب است آه
که در معراج او شک را دهد راه''

فصل : برای اشهاد این معنی حکایتی از 'نفحات الانس'[1] بعینه ایراد نموده می شود۔

حکایت می کنند از شیخ عماد الدین محمد ابن شیخ الشیوخ شهاب الدین[2] سهروردی قدس الله سره که گفت در یکی از حجات با والده خود بودم ، درمیان آنکه طواف خانه می کردم ناگاه دیدم که شیخ مغربی طواف می کرد و خلق به وی تبرک می جستند و وی را زیارت می کردند ۔ من پیش وی توقف کردند که این فرزند شیخ شهاب الدین است ۔ مرا مرحبا گفت و سر مرا بوسید و مرا دعایٔ خیر کرد و دائماً برکت دعایا وی را در خود می یافتم و امید می داشتم که در آخر وقت نیز برکت آن بهمراه من باشد ۔ پس من پرسیدم که این کیست ؟ گفتند که این را شیخ موسی سدرانی می گویند چون از طواف فارغ شدم پیش والد خود رفتم وی را خبر کردند که من زیارت شیخ موسیٰ دریافتم و مرا دعایٔ خیر کرد ۔ والد من بغایت خوش حال و مسرور شد ۔ بعد ازان در ذکر مناقب شیخ موسیٰ شروع کردند و ازان جمله گفتند که وی را در شبان روزی وردی است که هفتاد هزار ختم قرآن می کند ۔ والد من خموش بود ناگاه یکی از اکابر اصحاب والد من قسم یاد کرد و گفت راست است آنچه از وی می گویند من پیش ازین این سخن را شنیده بودم در خاطر من فی الجمله انکاری بود تا وقتی که شبی شیخ موسیٰ را در طواف یافتم ۔ در پی استاده ، دیدم که تقبیل حجر الاسود کرد ۔ از اول فاتحه آغاز تلاوت نمود که حرف بحرف را فهم می کردم چون هم درآن طواف اول از برابر خانه که حجرالاسود

---

۱ ۔ کلکته ایڈیشن ۔ صفحه ۵۳ ۔ وغیره

۲ ۔ شیخ شهاب الدین سهروردی (۱۱۴۵ ۔ ۱۲۳۴) سلسلهٔ سهروردیه کے بانی اور مشہور صوفی بزرگ تھے ، ان کی تصنیف 'عوارف المعارف' تصوف کی بنیادی کتابوں میں شمار کی جاتی ہے ۔ حالات کے لیے دیکھو 'نفحات الانس' صفحه ۴۴۵ ۔

است تا آن جا مقدار چارگام باشد [ص : ۳۴] کما بیش در گذشت ، یک ختم تمام کرد - چنانکه من تمام‌حرف حرف شنیدم - خدمت والد من باهمه اصحاب تصدیق وی کردند - گفت این از قبیل سبط زمان است که نسبت ببعضی از اولیای الله واقع می شود - پس از برای صدق این قضیه گفت که شیخ الشیوخ ابن سکینه[1] را رضی الله عنه ، مریدی صانع بود و وظیفه او آن بود که سجاده‌های صوفیان را روز جمعه بمسجد جامع می برد و می انداخت و بعد از ادای نماز جمعه برد و بخانقاه می آورد و در یکی از جمعه‌های سجاده‌های بیرون کرد و بکنار دجله رفت تا غسل جمعه بجا آورد - جامه‌های بیرون کرد و برکنار دجله نهاد و بآب فرو رفت ، چون سر بیرون کرد ، دید که آن دجله نیست ، جای دیگر است ، پرسید که این چه جا است گفتند که این نیل مصر است - تعجب کرد و از آب بیرون آمد و بشهر اندرون رفت ، ناگاه بدکان صانعی رسید ، آن جا بایستاد و بر وی جز میزای که ستر عورت بوی کرده بود جامه دیگر نه بود - صاحب دکان بفراست دانست که وی صانع است - وی را آزمائش کرد که آن صنعت نیک می داند ، وی را کرامتی داشت و بخانه برد و دختر خود را به وی نکاح کرد و از وی سه فرزند آمد بهفت سال بر آن گذشت - روزی بکنار نیل آمد و در آب غوطه خورد چون سر بر آورد دید که دجله بغداد است ، در موضعی که پیش ازین بهفت سال بآب در آمده بود و جامه‌های وی هم چنان که نهاده بود در کنار دجله است - جامه‌ها را پوشید و بخانقاه آمد ، دید که سجاده های صوفیان هم چنان که برهم بسته بود برهم بسته است - بعضی از اصحاب وی گفتند که زود تر باش که بعضی از اهل جماعت پگاه بمسجد رفته اند - سجاده‌ها را بمسجد برد ، پس از ادای نماز بخانقاه روی آورد و بتعجیل تعجب کنان بخانهٔ خود رفت - اهل بیت گفتند که مهمانی که فرموده بودی که برای ایشان ماهی بریان کنم ، کجایند که ماهی بریان شده است - مهمان را آورد و ماهی خوردند - و بعد ازان پیش شیخ خود شیخ ابن سکینه آمد و بانچه بر وی گذشته بود وی را اخبار کرد و

---

۱ - ابن سکینه دیکهو 'نفحات الانس' صفحه ۶۵۴

قصه اولاد خود را بتمامہ با وی بگفت - شیخ گفت فرزندان را ببغداد حاضر کن چون فرزندان را حاضر کرد و آن چه گفته بود راست بیرون آمد - شیخ ابن سکینه از وی پرسید که روز در چه اندیشه بودی و در خاطر تو چه بود - گفت از اول روز [ص : ۳۵] در خاطر من ازین آیت که :

"کان مقداره خمسین الف سنة"[1]

دغدغه و نزاعی بود - شیخ گفت این واقعه رحمتی است از خدای تعالیٰ بر تو و غیر تو - واقع اشکال و تصحیح ایمان و اعتقاد من است - بآن که خدای تعالیٰ قادر است بر آن که نسبت ببعضی بندگان خود زمان را بسط می کند و دراز فرا می نماید با آنکه کوتاه باشد بنسبت ببعضی دیگر - و میر [امیر] خسرو علیه الرحمه نیز بطوری دیگر حکایت را بسته :

"عشق را طیِ لسانی است که صد ساله سخن
دوست با دوست بیک چشم زدن می گوید"

چهاردہم : غلو در علم فلاسفه کردن - قوله تعالیٰ :

"افرایت من اتخذ الٰهه هواه و اضله الله علی علم و ختم علی سمعه و قلبه و جعل علی بصره غشوة فمن یهدیه من بعد الله افلا تذکرون"[2]

(آیا چه می بینی ای محمد حال کسی را که ہوای خود را خدای خود ساخته است و گمراه کرده است او را خدای تعالیٰ باوجود دانش که دارد و مہر غفلت نہاده است بر گوش وی و بر دل وی تا تعقل آیات حق نه کند و سخن حق نه شنود و گردانیده است بر بینای او پرده که بسبب آن نه آیات حق را و نه معجزات انبیا را تواند دید - پس کیست که او را ہدایت کند غیر از خدای تعالیٰ ؟ آیا شما چرا پند پذیر نمی شوید ؟)

اگرچه این تہدید عام است اما بعضی مفسدان این علم را بعلم فلاسفه

---

۱ - سورة المعارج ۷۰، آیت ۴ -
۲ - سورة الجاثیه ۴۵، آیت ۲۳ -

تاویل کرده اند ، واقعہ کہ سلطان الطریقت والحقیقۃ شیخ مجد الدین بغدادی[1] قدس اللہ سرہ العزیز دید و از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم احوال جماعہ از علمای این امت پرسید و یک یک را جواب یافتہ و چون نوبت بشیخ رئیس ابن سینا[2] رسیدہ ازان حضرت این جواب شنیدہ کہ ''رجل اضلہ اللہ علی علم'' موید این معنی است ۔ این است آنچہ مشہور است و در 'نفحات الانس' مسطور است و از این جا عارف می فرماید کہ :

''کاف کفر ای دل بحق معرفہ
دوست تر دارم ز قالِ فلسفہ''

و ظاہرا دیدن سلطان این واقعہ را پیش از علم بتوبہ شیخ رئیس بودہ باشد کہ موافق اعتقاد خود جواب شنیدہ ، و الا امام یافعی رحمہ اللہ در تاریخِ خود فرمودہ کہ شیخ ابو علی سینا در آخر عمر قرآن یاد گرفت ۔ و تفسیر کہ بر سورۂ اخلاص نوشتہ است ، شہرت تمام دارد و در مقامات سلطان ابو سعید ابوالخیر[3] قدس اللہ سرہ آمدہ کہ آنچہ ما می بینیم او

---

۱ - شیخ ابو سعید مجدالدین شرف بغدادی (ف ۔ ۱۲۰۹ یا ۱۹ ۱۰ء) حضرت نجم الدین کبریٰ فردوسی کے مریدِ خاص تھے ۔ 'خزینۃ الاصفیاء' (جلد دوم صفحہ ۶۵۶-۶۵۷) میں ایک حکایت بیان کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ان کو خوارزم شاہ نے دریا میں ڈبوا دیا تھا ۔

۲ - ابنِ سینا ، مشہور فلسفی و سائنس دان ، بخارا کے قریب ۹۸۰ ء میں پیدا ہوا ۔ ۱۰۳۷ میں وفات پائی بو علی سینا کی تصانیف کی تعداد سو کے قریب ہے ، ان میں 'کتاب الشفاء' اٹھارہ جلدوں میں ہے، اس کے علاوہ 'قانون' طب پر مستند کتاب ہے جس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا اور مشرق کے علاوہ مغربی ممالک میں بھی اس فن کی درسی کتابوں میں شامل رہی ہے ۔ مزید معلومات کے لیے دیکھو شہرستانی ، 'کتاب الملل والنحل' (صفحہ ۳۴۸ - ۴۲۹) ، ابن خلکان نمبر ۱۸۲

۳ - ابو سعید ابن ابی الخیر ، ان کا نام فضل اللہ تھا ، جنوری ۱۰۴۹ ء میں وفات پائی ۔ مزید حالات کے لیے دیکھو 'نفحات الانس' صفحہ ۳۳۹ ۔ ۳۴۷

می داند [ص : ۳۶] و آنچه او می داند ما می بینیم ـ شیخ رئیس بعد ازان که صحبت بسلطان ابو سعید ابو الخیر و شیخ ابوالحسن خرقانی[1] قدس الله روحهما داشته از ایشان فواید گرفته ، قایل بکرامات اولیا شده ـ چنانچه در آخر ''اشارات''[2] ، اشارتی بآن کرده است و درین باب حکایات بسیار است و مرض موت باوجود اسهال و زحمت قولنج و دیگر امراض مزمنه در هر سه روز ختم قرآن می کرد ـ تا سنه چهار صد و بیست و هفت از عالم در گذشت ، آری علم را خاصیتی است که عاقبت الامر صاحب خود را در درکهٔ خذلان و بادیهٔ حرمان سیر گردان نه گذارد ، الا ماشاء الله :

''آن چشمه که خضر خورد زان آب حیات
در منزل تست لیک انبا شته''

پس هر که از مشایخ و علمای کبار و فضلای نامدار که در حق او طعنه کرده ، شاید که نظر باوایل حال او بوده باشد ـ چه او در وقت استیلای لذت و شهوات تابع نفس بود ، خصوصاً زمانی که شبهات در معاد نوشته باشد و کلمه :

''فمن یهدیه من بعد الله''[3]

دران آیت که گذشت ببین که بنای امیدواری او را چه استحکام می دهد و چه بشارت بدایت باو می رساند و او خود را باغی[4] گفته که ازان جا رتبه او توان دانست و معلوم کرد ، قطعه :

---

۱ ـ شیخ ابو الحسن خرقانی ـ ان کا نام علی ابن جعفر ہے ـ ۱۰۳۳ء میں وفات ہوئی ـ مولانا جامی نے 'نفحات الانس' میں ان کے متعدد اقوال نقل کیے ہیں جن سے ان کی حق پسندی اور حق گوئی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ، انھوں نے یہ بھی بتلایا ہے کہ شیخ ابو الحسن کو حضرت بایزید بسطامی کی روح سے براہِ راست فیض پہنچا تھا ـ دیکھو 'نفحات الانس' صفحہ ۳۳۶ ـ

۲ ـ 'اشارات' بو علی سینا کی مشہور کتاب ہے ـ

۳ ـ سورة الجاثیه ۴۵ ، آیت ۲۴

۴ ـ مخطوطے میں 'باعی' ہے ، جو غلط معلوم ہوتا ہے ـ

"مائیم به لطف حق تولا کرده
وز طاعت و معصیت تبرا کرده
زین جا که عنایت تو باشد باشد
ناکرده چون کرده، کرده چون ناکرده"

فصل : فلاسفه چند گروه اند جمعی از ایشان سوفسطائی اند و اینها نیز سه قسم اند 'عندیه'، و 'عنادیه' و 'لا ادریه'، اما عندیه می گویند که اشیا را نفس‌الامری و ثباتی و قراری نه می باشد ـ بلکه حقایق تابع اعتقاد ما ست و ثبوت ندارد مثلا چیزی را که ما جوہر تصور کنم جوہر است و اگر عرض اعتقاد نمایم عرض و علی ہذہ القیاس ـ و عنادیه منکر اصل حقایق اشیا اند و گمان می برند که جمیع اشیا ، اوہام و خیالات اند ـ و لاادریه می گویند که اشیا معلوم قطعاً نیست و ما نه علم بثبوت اشیا داریم و نه بعد ثبوت آنها ـ و مذہب اہل حق این است که حقایق اشیا ثابت است و مارا علم بآن متحقق است، تا بنظر استدلال از ہستی محدثات پی بہستی صانع ذوالجلال بریم ـ پس ہرگاہ که کسی از اصل حقایق منکر شود دلیل اثبات واجب برو چگونه توان گذرانید ـ حق این است که الزام این ہر سه طایفه سوفسطائی بدلیل مشکل است ، خصوصاً عنادیه را که بہیچ حقیقتی قایل نیستند و علاج این طایفه یا ضرب است یا حبس تا بحقیقت [ص - ۳۷] اعتراف نمایند یا در قید بمانند ـ

"آن کس که بقرآن و خبر زو نه رہی
آن است جوابش که جوابش نه دہی"

حکایت : سوفسطائی بر در مسجد امام اعظم ابو حنیفه کوفی رضی الله عنه رفت و اشتر خود را ببست ، و با امام در حقایق اشیا بحث و جدل می کرد و ہر دلیلی که امام می آورد او قبول نه می کرد و می گفت آنچه تو می گوئی ہمه وہم و خیال است و وجودی ندارد ـ انگاہ امام بیکی گفت که برو ، بنہانی استر اورا بجای دیگر ببرد سوفسطائی بر خواست و استررا نه یافت و بی طاقت شد و در طلب آن سرگردان بود و می گفت که استر مرا ازین جاکه برد ؟ امام گفت وہمی و خیالی است

که بخاطر تو گذشته، وگرنه استر چیست و جا کجاست و برنده کیست -
سوفسطائی نرم شد و قایل بحقیقت گشت - و عارف جامی قدس سره العزیز
می فرماید رباعی :

"سوفسطائی که از خرد بی خبر است
گوید عالم خالی اندر گذر است
آری عالم همه خالی است ولی
جاوید درو حقیقتی جلوه گر است"

و جمعی دیگر طبیعی و دہری اند که بقدم عالم قایل اند و منکر نبوت و نزول وحی اند و بوجود ملایکه و ارواح و دیگر مغیبات که از حس بصر ایشان پنهان است اعتقاد ندارند، حتی بوجود جن نیز قایل نیستند - چنانچه مذکور شود - و یکی از مفاسد این علم آن است که معتقد اورا ناچار از فرود آمدن فرشته وحی منکر باید شد - چه نزد طبیعیه مقرر است که از همه عناصر که اثیر که کرهٔ آتش باشد پر نور است و آن بقول بعضی اہلیلج الشکل یعنی به شکل ہلیله است بخلاف دیگر عناصر - و خاصیت آن این است که هر چیزی راکه دران کره می رسد پاک می سوزد و مثل خودش می گرداند - پس محال گذشت فرشته ازان کره متصور نه باشد و پر و بال وی از سوختن چگونه سلامت ماند - و این مقدمه علم فریب است چه کسانی که دیدهٔ بصیرت ایشان بنور ہدایت منور و بکحل یقین مکحل است، می دانند که آرینش ملایکه از نور است - و نورہا همه یکی - و تفاوت در قوت و ضعف است پس اگر نوری در نوری نفوذ کند ہیچ ضرری بنافذ نه رسد - مانع چیست، چنانچه روشنیٔ چراغ و روشنیٔ مشعل و نورِ ماه در نورِ آفتاب سرایت می کند و نه می تواند گفت که این را آن سوخت - و این مقدمه که ہر چه در کرهٔ اثیر می رسد مضمحل [ص - ۳۸] می شود ممنوع است - چه برین تقدیر بایستی که نظر ما که ازین کره گذشته زحل را در فلک ہفتم مثلاً و ثوابت در فلک البروج می بیند می سوخت و اضمحلال می پذیرفت - و حال نه چنین است - و ما ازین جا فلکیات را می بینیم و احاطه می کنیم و نور بصر ما نه می سوزد و ضایع نه می شود و طبیعی مرحوم محروم بی چاره مگر این قدر نه می

دانند که نور ملکی در تجرد و لطافت بحسب آفرینش کمتر از سمندر نه خواهد بود که ماند و بود وی در آتش است و نه می سوزد ۔ و اللہ قدیر علی ما یشاء ۔ حق سبحانہ آنچہ علم الیقین است ۔ ما مشتی عاجزان را کرامت فرماید و بر جادۂ نبوی و طریقۂ مصطفوی علیہ السلام و الصلوۃ استقامت بخشد و از صحبت مخالفان دین و منکران خیر الانبیین صلی اللہ علیہ وسلم اجتناب دہد ۔ حکیم ثنای[1] از برای ہمین معنی می گوید نظم :

تو ای مرد سخن پیشہ کہ بہر دام مشتی دون
ز دین حق بماندستی بنیروی سخن دانی
چہ سستی دیدی از سنت کہ رفتی سوی یونان
چہ تقصیر آمد آن از تو کہ گردی گرد ما لانی[1]
برون کن طوق عقلانی بسوی ذوق ایمان شو
چہ باشد حکمت یونان بپیش ذوق ایمانی
نہ بینی غیب عالم را درین ترغیب عالم دان
کہ کس نقش نبوت را ندید از چشم جسمانی
در کفر وجودی را از اول چون علی بر کن
کہ روزی خیبرت باشد ز دین تشریف ربانی

و اگر اشعار شاعران شرع شعار را کہ در باب مذمت این مذہب واقع شدہ جمع نمایند یک دفتری می شود و مرا کاری درپیش آن است مصرع ۔

بر سر رشتہ روم بہ باشد

پانزدہم : الحاد و زندقہ ، الحاد میل کردن است از حق بسوی باطل ، زندقہ زندیق بودن است ، و زندیق منسوب است بزند و معرب بزندی است ، و ژند پاژند ہر دو کتابی است از تصنیف زردشت مجوسی

---

١ ۔ مخطوطے ہیں اسی طرح ہے ۔

خراقی[1] ، در دین آتش پرستی ؛ و یکی متن و دیگری شرح آن - و در عرف شرعی ہر کہ قدم از جادۂ دین محمد علیہ السلام بیرون نہد و احکام شرعی را تاویل بہوای نفس نماید او ملحد و زندیق است قولہ تعالی :

''ان الذین یلحدون فی اٰیٰتنا لا یخفون علینا''[2]

بدرستی آنان کہ تاویل باطل می کنند برای خود در آیات ما ، ایشان بر ما پنہان نہ می مانند - بعد ازان :

''افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی اٰمناً یوم القیمۃ
اعملوا (ص : ۳۹) ماشئتم - انہ بما تعملون بصیر''

(آیا آنکہ بجہت ہوا پرستی در آتش انداختہ شود بہتر است یا آنکہ در روز قیامت ایمن از ترسہا بیاید بکنید ، ای ہوا پرستان در دنیا آنچہ خواہید کرد خدای تعالی بکارہای شما بینا و بر عذاب شما توانا ست) -

فصل : الحاد بر چند نوع است جمعی مطلق منکر صانع اند می گویند کہ عالم قدیم است و ہمین طور آمدہ و ہمین منوال خواہد بود - و طبیعت است کہ نگہ دارندہ نظام عالم است و سلسلہ ممکنات را (قایل ؟) نیستند و منتہی بواجب نہ می دانند و روح را بعد از تحلیل ترکیب جسمانی و انحلال بدن باقی نمی دانند - و نبوت و شرایع را بیک گوشہ می نہند و بحشر و نشر قایل نیستند - و کشادہ رخ در مرغزات لذات و شہوات می چرند و ہیچ ملاحظہ از روز بازپرس نہ دارند و چون باز شگافی کناسان و دباغان و جلادان و مانند آنہا در اعتقاد ازینہا بہتر - چہ آن جماعہ در ہر دینی و مذہبی کہ باشند بمبداء و معاد قایل و بجزا و سزا

---

۱ - زردشت : قدیم ایرانی مذہب کے بانی کا نام ہے ، ان کی تاریخ و مقام پیدائش کے متعلق ، اختلاف ہے - حالات کے لیے دیکھو ایڈورڈ براؤن 'اے لٹرری ہسٹری آف پرشیا' - جلد اول - ص - ۲۸ -

۲ - سورۂ حم السجدہ ۴۱ ، آیت ۴۰ -

و خیر و شر معترف آن را بخلاف اینها و بحجت الزامی بدین طایفه می توان گفت که اگر این همه که شما می گوئید راست است ما را هیچ ضرری نیست - و چون حشر و نشر نباشد چه از ما چه از شما - اگر آنچه ما می گوییم واقع باشد و حال آنکه انبیا و کتب الٰهی همه بر صدق آن گواهی می دهند آن زمان حال شما چه باشد - و عاقل باید که جانب احتمال را از دست ندهد که احتیاط درین است - و امیرالمومنین علی کرم الله وجهه باین معنی اشارت می فرماید که شعر :

قال المنجم والحکیم کلاهما
لن یحشر الاجساد قلت الیکما
ان صح قولکما فلست بخاسر
ان صح قولی فالخسار علیکما

منطوق این کلام باعث انتظام آنکه منجم و حکیم هر دو گفتند که هر گز حشر اجساد نخواهد شد - گفتم دور دور باشید ازان اعتقاد ، چه اگر قول شما راست است مرا هیچ زیانی نیست - و اگر سخن من درست است زیان کاری بر شما ست - و بعضی این شعر را منسوب بابوالعلا معری[1] می دارند - و به هر تقدیر این روش موافق است بطرز آن مردی که ایمان خود را از فرعونیان پنهان می داشت و از جانب موسیٰ علیه السلام بی غرضانه حجتی بر ایشان آورد تا دانند که او منصف است ، و حق سبحانه از حال وی خبر می دهد که :

"و قال رجل مومن من ال فرعون یکتم ایمانه اتقتلون رجلاً ان یقول ربی الله و قد جاءکم بالبینات من ربکم (ص : ۴۰) و ان یک کاذباً فعلیه کذبه ح)[2] و ان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم - ان الله لا یهدی من هو مسرف کذاب ۝"[3]

---

۱ - مخطوطے میں مغری ہے جو غلط ہے - عربی کا مشہور شاعر ہے - ۹۷۹ء میں معرة النعمان میں پیدا ہوا - ۱۰۵۸ء میں وفات پائی - معتزلی عقائد رکھتا تھا - اس کی تصانیف میں رسالة الغفران مشہور ہے - چودہ سال کی عمر میں آنکھیں جاتی رہی تھیں -
۲ - مابین القوسین اصل میں سقط ہے -
۳ - سورة المومن ۴۰ ، آیت ۲۸ -

(گفت مردی مومن از آل فرعون که ایمان خود را پنهان از ایشان می داشت - آیا می کشید مردی را که می گوید پروردگار من یکی است و نام پاک او الله است - چه این مرد اگر دروغ گوی است ضرر دروغ او برو عاید می شود - و اگر فی الواقع او در آنچه شما را می ترساند راست گو باشد ، البته بشما می رسد - بعضی ازانچه در آن اختلاف دارید از عذاب قیامت - و خدای تعالیٰ برین قادر است - بتحقیق خدای عز و جل بمنزل مقصود بدایت نه می بخشد کسی را که در تیه اسراف و دروغ بسیار سرگردان است) -

حکایت : پیش از تحریر این رساله بیک قرن زمانی که درد طلب گریبان گیر جان این حقیر بود و غریق وار دست بهر خس و خاشاک می زدم بیکی ازین طایفه ، که در ظاهر بلباس قضا و بعنوان معرفت و حقیقت معروف بود و فتویٰ و تقویٰ و دیانت و صیانت ظاهری نیز خیلی داشت ، آشنا شدم و خود را باو باز گذاشتم و از چیزہای باز می شگافتم - روزی در اثناء راه زاغی مرده را دید و بمن گفت ''عقل بار دیگر زنده ساختن این جانور را چگونه قبول می کند و مصلحت در اعادهٔ آن چه می بیند ؟ آدمی نیز ازین قبیله است" ازان روز مرا حیرتی تمام از اوضاع خلایق دست داد و اعتماد بر اہل زہد و ورع نه ماند :

نقد صوفی نه ہمه صافی و بی غش باشد
ای بسا خرقه که مستوجب آتش باشد

خوش بود گر محک تجربه آید بمیان
تاسیه روی شود ہر که دروغش باشد

و دیگر در ہنگام محاوره معاد می گفت که آدمی چون گیاہی است و گیاه ازانکه خشک شد و رفت ازو اثری نه می ماند و گیاہی دیگر بجای وی می روید و باز معدوم می گردد و عہده طبیعت نیست[1] - که آن را

---

۱ - مخطوطه میں یه فقره مکرر ہے -

بعینه بیدا کند ـ و ایشان دست باین ابیات می آویزند و می گویند .
شعر :

حیوة ثم موة ثم نشر
حدیث خرافة ایام عمرو

و خرافه نام مردی است که درمیان جنیان افتاده بود و چند سال بر آن گذشته چون باہل خویش پیوست ، حکایت ازان عالم می گفت و کسی تصدیق او نه می کرد و سخن او ضرب المثل در دروغ شد و دلیل ابطال این سخن مارا گذشته است ـ اگر منصفی باشد بنگر ـ

فصل : تنزیل رب الجلیل تعالی شانه اشارت اجمالی بسوی اصول حوادث [ص : ۱۰۳] ممکنه که بر ہستی واجب تعالیٰ دایل است ـ دراینکه یک آیت می فرماید که :

"ان فی خلق السموات والارض و اختلاف اللیل و النهار و الفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس و ما انزل الله من السماء من مآء فاحیا به الارض بعد موتها و بث فیها من کل دابة و تصریف الریح و السحاب المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون "[1] ـ

(به تحقیق که در آفرینش آسمانها و زمینها که یکی ساکن و دیگری متحرک و یکی درکمال لطافت و دیگری در نهایت یافث (کثافت ؟) است ـ و در اختلاف شب و روز که یکی روشن و دیگری تاریک است ـ گاہی این در زیادت و آن در نقصان است و گاہی برعکس آن ـ و در گشتن کشتی بر روی دریا و از شرق بغرب و از جنوب بشمال و برعکس آن می رود بنوعی که نفع بمردی که در آن ساکن و مسخر و مضطر اند می رساند ـ و در فرو فرستادن حق سبحانه ، باران را از ابر تا زمین را بعد از خشکی و پژمردگی سرسبز و تازه گرداند ـ و اصناف (اضاف؟) نباتات ازان سر بزند و انواع حیوانات بری و بحری را دران پراگنده سازد و در گردانیدن بادہای گرم و سرد و نرم

---

۱ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۱۶۴ ـ

وزند از زمین به سما و از سما بزمین بی آنکه جرم آنها محسوس بود و سبب وزیدن آنها معلوم شود ـ و در پیدایش ابرهای معلق میان آسمان و زمین که آنها را ابر می دارند و برق و صاعقه و برف و باران و ژاله و قوس و قزح و دیگری آثار جو عالی از و ظاهر می شود ـ بر آنکه نشانی است ظاهر و برهانی است قوی و باهر و جود خالق صانع قادر قاهر مر قومی را که از نور عقل آراسته و زینت فهم پیراسته اند :

نوشته اند برین بام لاجورد اندود

خطی که فاعتبروا منه یا اولی الابصار

نکته : بعضی طاغیان درین آیت سخن دارند و می گویند که این مدعا در ضمن این عبارت مختصر مثلاً آوردن ممکن بود که ان فی خلق الممکنات و ترجیح بعضی بر بعضی دلیلی است بر وجود صانع واجب تعالی شانه ۰ ایشان جدین باید گفت که بلاغت کلام بر حسب رعایت مقتضیات احوال و مقامات و اعتبارات مناسب است تا بمقتضای هر حالی و مقامی عبارت مناسب آورده شود و هر چند رعایت مقتضیات احوال و اعتبارات بیشتر ، میل کلام بجانب اعلی که عبارت از اعجاز است بیشتر ـ و دانستن احوال بر وجه کمال کار [ص : ۲۳] ذوالجلال علام الغیوب است ـ و طاقت بشری باحاطه آن وفا نمی کند و با آنکه مارا اطلاع بر آن عبارات و نکات نیست ، این قدر می دانیم که چون باین کلام بلاغت مشحون مخاطب عامه عرب است ، قریب بفهم ایشان عین عبارت آیت راست براست تا بعد از تامل و تدبر درآن استدلال از آثار بموثر نمایند و اگر ممکن و وجب او ذات و ترجیح و اثبات و امثال آن که از اصطلاحات فلسفه است مذکور می شد از فهم آن عاجز می شدند و مقصود از کلام که هدایت و ارشاد عام است فوت می شد ، خصوصاً در خطابیات ـ قطعه :

با یار نو غم کهن باید گفت

لابد بزبان او سخن باید گفت

"لا تفعل و افعل" نه کند چندان سود

چون با عجمی کن مکن باید گفت

نقل است که طبیعی[1] نزد امام ناطق قرة عین الرسول و البتول امام جعفر صادق[2] رضی الله عنه آمد و پرسید که بر وجود صانع چه دلیل است ؟ امام فرمود بشت بر شتر و نشان قدم بر رونده و خانه بر معمار و نمونه اندک بر بسیار دلالت می کند ـ این ہیکلہای اجرام علوی و اجسام سفلی و آسمانی باین رفعت و زمینی باین وسعت و آفتابی و ماہتابی باین طلعت و ستاربای باین کثرت و کوہہای باین عظمت و مردمانی باین صورت و مخلوقاتی دیگر باین غرایب ، چه گوی ، بر صانع نه می شود قطعه :

تو پنداری که پر بازی است این میدان چون مینو

تو پنداری که بر بر راست این ایوان چون مینو[3]

اگر تو بهر دین استی در اندر بند چون گردون

و گر تو بهر شرع استی ، کمر بکشای چون جوزا

فصل : حکیم ثنای رحمة الله علیه حکایتی در منقبت امام اعظم رحمه الله نظم کرده است ـ ایراد ماحصل آن درین محل مناسب نبود (نمود ؟)

حکایت : می گویند در زمان امام اعظم ابو حنیفه رضی الله عنه دہری در بغداد به خلیفه آمده گفت که قید نماز و روزه و دیگر احکام شرعی چیست چندین این ہمه ساختگی مردم است و عالم را ہیچ صانعی درکار نیست ـ و بعضی از اہل دانش چه از روی عقل چه از روی نقل مردم را ترسانیده اند و خیر و شر نامیده و ثواب و عقاب ترتیب داده ـ من در یونان خانه دیده ام ، بر تختہ سنگی ازان نوشته که افلاک در وقتی مخلوق شدند که نسر طایر در حمل بود و از اہل عالم که چندین عمر یافت و

---

۱ ـ مخطوطے میں 'طیبی' ہے جو صریحاً غلط ہے ـ

۲ ـ امام جعفر صادق : ابو عبدالله امام جعفر الصادق ، امام باقر کے صاحبزادے تھے ، وہ چھٹے امام ہیں ـ وفات ۷٦۵ء مدینہ میں ہوئی ـ

۳ ـ قافیہ کی پابندی کے لحاظ سے مینا زیادہ مناسب ہے ـ

که تحقیق این معنی کرد این همه [ص : ۳۴] خیالات بیهوده است عمر را غنیمت باید دانست و از لذات و شهوات حظ باید گرفت که زندگی دوباره نیست ـ خلیفه گفت از'' عهدهٔ جواب تو غیر از ابو حنیفه کوفی دیگر کس بدر نه می تواند آمد ، او گفت ابو حنیفه را بامن مجال بحث نیست'' خلیفه عهد کرد که او در مباحثه اگر غالب آمد ترا سیاست می فرمایم و اگر تو غالب آئی ترا از جملهٔ مقربان می سازم ـ در حال مقربی بجانب امام فرستاد و صورت حال را باز نمود ـ امام فرمود که تو برو که من متعاقب می رسم و در رفتن تا شب تاخیر کرد ـ دہری بر زمان می گفت که ابو حنیفه از من ترسیده است ، حال آمدن او دشوار است ـ چون پارهٔ از شب گذشت امام در مجلس آمد و مدعی پرسید که سبب توقف و تکلف در آمدن چندین چه بود ؟ امام گفت که خاطرم متغیر و متفکر بود ، چون شنیده بودم که کشتی در شط پیدا شده است که بر دم مردم و اسباب ایشان بخودی خود بی ملاح ازان طرف می آورد و باز بدان جانب می برد ـ رفتم و دیدم ہمچنان بود که می گفتند ـ دہری باستہزا گفت که این چگونه تواند بود و چون باشد که ہرگز این چنین شده است که کشتی بخودی خود بیاید و برود ـ امام فرمود ہمچنانکه این آسمانہا ستارہا بخودی خود حرکت کنند و این زمینہا انواع نباتات برویاند ـ آن نادان حیران و خجل ماند ـ و حکیم ثنائی رحمه الله این باب و تاب بسته است این جا اختصار نموده آمد ـ و منصف این طایفه دلیل انور می توان یافت که اگر فاعل و خالق اشیا طبیعت بودی بایستی که آثار مختصهٔ ہمه بیک منوال و یک حال بودی ، چه طبیعت متحد است و حال آنکه نه این چنین است ـ مثلاً می بینم که یک آب که در بیضه جمع می شود نیمه او زرد است و نیمه سفید ـ و از یک بیضه چندین گونه جانوران رنگا رنگ پیدا می شوند که ہر کدام بصورت و خاصیت و رش و پرش و ماوایٔ و مسکن مختلف اند و یکی بدیگری نه می ماند ـ ہم چنین چندین نبات گونا گون را می بینم که در رنگ و بوی و مزه و گرمی و سردی و تری و خشکی متفاوت اند و ہمه در یک قطعهٔ زمین ، در یک موسم می رویند و بیک قسم آب می خورند :

بیا مشاہدہ کن در بہار دنیا را
ببین شواہد صنع ملک تعالیٰ را

شعر -

علیٰ قصب الزبرجد شاہدات
بان اللہ لیس لہ شریک

و ہمین طور اگر تفاوت احوال بنی نوع [ص : ۴۴] آدم و وسعت عرض مزاج ایشان ملاحظہ نمایم عقل در ادراک آن حیران بماند - وہم برین قیاس است آثار جوہر عالی ازوزیدن بادہای مختلف و باریدن برف و باران و جستن برق و صاعقہ و ژالہ و غیر آن - پس اگر طبیعت را در این حوادث دخل می بود بایستی کہ در تنسیق و ترتیب ہمہ اینہا یک رنگ می بودند از جہت رنگ طبیعت خود متحد است و در آن اختلاف نیست - و اگر یک رنگ نہ باشد ترجیح بلا مرجح لازم می آید و ترجیح بی مرجح محال است و بیان این مقام است کہ چنانچہ مدعی طبیعت را موحد می داند ، مقتضای طبع این بودکہ نامیہ مثلاً ہمہ نباتات و صوبہ ہمہ حیوانات را متحد الاشکال والاحوال ایجاد می کرد و بادہای ہمہ از یک طرف بیک طرز می وزید و ابرہا و باران ہمہ جا در یک موسم می بارید - چنانکہ می گویند کہ حرکت فلک اعظم[1] ہمیشہ بر یک طبیعت است کہ از مشرق بمغرب دورہ می کند و ہشت فلک دیگر بر عکس آن سیر طبیعی می کنند - پس ہر گہ کہ آثار متحد نہ باشد و تخلف از طبیعت نمایند معلوم می شود کہ طبیعت را ہیچ تصرفی و تاثیری نیست در خلق اشیاء بلکہ طبیعت امری است اعتباری و اسمی بی مسمیٰ - ازین جا بیقین می دانم کہ مقلب الاحوال والامور و مصرف الایام والدہور کسی باید کہ غیر از طبیعت و ہیولیٰ باشد تا بعضی را بر بعضی ترجیح تواند داد و ایشان را بر حسب

---

۱ - قدیم ہیئت دان ، نو افلاک کے قائل تھے :
(۱) فلک قمر (۲) فلک عطارد (۳) فلک زہرہ (۴) فلک شمس (۵) فلک مریخ (۶) فلک مشتری (۷) فلک زحل (۸) فلک ثوابت (۹) فلک الافلاک یا فلک اطلس یا فلک اعظم -

عالم قدیم و ارادت ازلی و قدرت تام بی معاونت و مشارکت غیری بر وجهی که نظام عالم و انتظام مصالح امم را شاید و باید تواند ایجاد کرد ـ قطعه :

ایا آن کس که در عالم طبیعت مایه پنداری
نهی علت هیولی را که هستاے دون بود ایدون

هیولی چیست ، الله است فاعل این بدان مانَد
که رغ بار برگو است آمد نالہ بر گردون

فصل : گروهی علاحده از ملاحده اند که بتناسخ قائل اند و می گویند که هر که میرد ، روح او بجسدی دیگر تعلق می گردد ـ نزد ایشان هر زادنی مردنی و هر مردنی زادنی دیگر است ـ و اینها از چند قسم[1] اند ـ قومی می گویند که اگر روح بعد از مفارقت بدن در بدنی شریف دیگر حلول کرد و هم در دنیا بعیش و فراغت گذرانید ، بهشت او همین جا است و اگر در بدن کثیف فرود آمد و بمحنت و مشقت گرفتار شد ، بدوزخ رفت و نزد جمعی تناسخ را چهار مرتبه است ، یکی نسخ و آن حلول [ص : ۵۰م] روح انسانی است در بدن انسانی شریف ـ و دویم رسخ که حلول وی است در بدن انسانی کثیف ـ سیوم مسخ است که تبدل بصورت حیوانی ست ـ چهارم فسخ است که انتقال بصورت جمادی است ـ و بعضی می گویند که روح آدمی همیشه انتقال بابدان می کند و تا چند دوره درین عالم می آید و می رود تا بمرتبه کمال که برای[ٔ] او مستعد است برسد ، و چون بآن مرتبه رسید تردد وی بکلی منقطع شد و بعالم اطلاق پیوست و ازان جا آزادی است از جمیع محنتها و بهشت حقیقی نزد این جماعه همین است ـ مصرع :

جنت ما روی[ٔ] یار و دوری از وی دوزخ است

و این اعتقاد موافق هندوان ست ـ و فقیر با دانایان ماهر ایشان درین باب مدتهای[ٔ] مدید در اوقات مختلف بحثها کرده و بعنایت الهی الزامها داده و

---

۱ ـ مخطوطے میں ''چشم'' ہے جو صریحاً غلط ہے ـ

بعضی از آنها بطلان مذہب خویش قایل گشته اند و گنجایش آن مبحث درین عجالہ نیست ـ و شاکمونی[1] کہ بزعم تناسخیان پیغمبر است ، گفتہ من خود را در ہزار و ہفصد قالب دیدہ ام ـ و یکی ازین طایفہ را کہ فقیر قریب بزمان تحریر شنیدہ کہ در مرضِ موت بود ، و داعی مرشد ایشان باو پیغام فرستادہ کہ حضرت جالس اند و خدای' را کہ نہ اول دارد و نہ آخر و نہ ظاہر دارد ، و نہ باطن پیش شما فرستادہ اند ظاہرا می خواہید کہ تجرید ازین ملک اختیار بکنید ، بروید کہ رخصت است ـ او در جواب گفت کہ رفتیم بحسب صورت تا باز ملازمت کنم باحسن صورت ، و مطلع در عراق خواہد بود ـ نعوذ باللہ من الحشو بآیات ـ و قرآن مجید از حال این جماعہ خبر می دہد :

''و قالو ما ہی الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا و ما یہلکنا الا الدہر''[2]

(می گویند کافران کہ نیست زندگانی مگر زندگی این جہانی کہ میریم و زندہ می شویم، یعنی بعضی از ما میروند (میرند) و بعضی زایند یا آنکہ می میریم ، باز در ہمین عالم بصورت نوعی پیدا می شویم و ہلاک نہ می کند ما را مگر مرور زمان و پیری و کہنگی کہ لازمہ گردش افلاک است و افلاک بریک طبیعت و یک حرکت اند و تا ہستند ہمچنین اند و ہمچنین خواہند بود ـ کاشکی با ایشان کسی بگوید کہ دلیل بر قدم عالم چیست و چرا نہ تواند بود کہ پیش ازین افلاک ، فلکی دیگر بودہ باشد چنانچہ محققان این طایفہ گفتہ اند کہ ہیچ بر حصر افلاک در نہ نیست ـ غایتش از برای' نظام عالم آنچہ درکار است و ما بحدث دریافتہ ایم ہمین قدر کافی است ـ و می تواند کہ [ص : ۳۶] زیادت ازین ہم باشد و این سخن در افلاک کلی است و اگر نہ جزوی تا بیست و پنج ہم گفتہ اند ـ

---

۱ ـ شاکمونی یا ساکیہ مونی ، گوتم بدھ کا لقب ہے کیوں کہ وہ ساکیہ قبیلے سے تھے ـ وہ ۵۶۶ ق ـ م میں لمبینی (کپل وستو) میں پیدا ہوئے اور اسی سال کی عمر میں کسی نگر (ضلع گورکھپور) میں وفات پائی ۔

۲ ـ سورۃ الجاثیہ ۴۵ ، آیت ۲۴ ـ

آری اگر قدیم باین معنی باشد که می گویند که عناصر قدیم است راست است - و این منافی مدعا و مثبت بادعای ایشان نیست - و این جا محققان لطیف را تدقیقات شریف است - دریغ که اندکی دماغ از علایق فراغ بایستی :

طبعم ز غصهای حوادث شد است پر

اے بوالعجب اگر بکشد گوہر صواب

سوال : این جا شاید کسی را بخاطر رسد که بعضی اعیان اہل عرفان نیز مثل آنچه شاکمونی گفته گفته اند که :

گر بگویم شرح حال زندگی

نه صد و ہفتاد قالب دیده ام

پس تفاوت میان دو سخن چه باشد و ازین جا ست آنکه گفت مذہبی نیست که تناسخ را دران قدمی راسخ نیست - جواب گوئیم که بزرگان اہل کشف و عیان بروز راقایل اند نه بتناسخ - و میان تناسخ و بروز فرق است - بازرچه تناسخ آن است که روحی از بدن مرده جدا شود(و) بی فاصله در بدن جنسی که مستعد حیات شده باشد در آید ، و قالب اول ضایع و مہمل ماند - و این معامله نزد تناسخیه بیک ساعت بقولی نه می کشد - و بروز آن است که روح مکملی بروح کاملی تجلی کند ، چنانچه مالک و متصرف و مدبر بر در شہر ، وجود آن کامل بہمین مکمل شود ، بی آنکه روح آن کامل از بدن مفارقت نماید و اختلاف درین است که آیا در بروز این شرطاست که آن مکمل درین عالم باشد یانه - و ظاہر این است که عام تر باشد ، چه بسیاری از اولیای در زمان حیات خود نیز بر بعضی کاملان بروز کرده اند - و این بدان ماند که نور چراغ ضعیف در پرتو چراغ قوی مغلوب شود بی آنکه معدوم گردد - و ہر گه تو این معنی را قبول کنی که جن را قدرت تصرف و تغلب بر بعضی از نفوس ناقصه انسانی ہست - چنانچه بارہا مشاہده شده - پندارم که در بروز نیز نه خواہی ایستاد ، چه تصرف انبیا و اصفیا کمتر از تصرف جنیان نه خواہد بود - و ازین جا ست که بسیاری از اولیای الله باین مقام

رسیده بعضی دعوی عیسویت و بعضی دعوای دیگر کرده اند و بر سر آن دعوی فتنها بر سر ایشان آمده و در سر بهان رفته اند ۔ و ازین جمله اند میر سید محمود نور بخش[1] بدخشی و امیر سید محمود [ص : ۷۴] جونپوری[2] روح الله روحهما و هر چند مشخص است که در حقیقت عیسیٰ و مهدی موعود یما ، علیه السلام یکی بیش نیستند ۔ و هر کس این دعوی کرده محق و معذور است ۔ و تفصیل این احوال درکتاب شرح گلشن راز[3] و غیر آن باید دید ۔ بنابران باید که با همه در مقام اشفاق باشی و حرف جمعیت و تعصب از لوح دل محو کنی و سینه هیچ کس بخار خار اعتراض نه خراشی و اگر نه ایشان را هیچ ضرری نیست ، اما ترا فکری بحال خود باید کرد :

بر آستانهٔ میخانه گر سری بینی
مزن بپای که معلوم نیست نیت او

و چون تو باین علم و دانش محترفه را که در صفت کوشیده سر آمده روزگار اند مسلم می داری و در آن وادی بآنها سخن نداری ، بر جماعه اہل الله که بذل مجهود در نیل مقصود کرده ، عمر در طلب حقایق و معارف ربانی صرف نموده اند و بذل اموال و نفس را کمترین شیوه داشته ، قدم از علو ہمت بر دو کون مانده و دست بر ما سوی الله افشانده اند ، در آنچه بر ایشان وارد و مکشوف گشته ، چرا انکار می کنی ۔ و انصاف آن

---

۱ ۔ خود مصنف نے ان کے حالات لکھے ہیں دیکھو صفحہ ۸۲ ۔

۲ ۔ سید محمد جونپوری (۱۴۴۳ - ۱۵۰۴) کے حالات مختلف کتابوں میں مل جاتے ہیں ۔ مثلاً دیکھو نجم الغنی خان : مذاہب اسلام (مطبوعہ نولکشور پریس ۱۹۲۴) صفحہ ۶۹۵ - ۷۰۴ ۔

۳ ۔ گلشن راز ، محمود شبستری (ف ۔ ۱۳۱۷ء) کی مشہور کتاب تصوف پر ہے ، اس کی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں ۔ دیکھو ایتھے ، کٹلاگ آف پرشین مینسکرپٹس ، انڈیا آفس لائبریری ۔ جلد اول ۔ صفحہ ۔ ۶۹۷ ۔

است که چنانچه ایشان با تو در علوم وضعیه اصطلاحیه نزری و انکاری نه دارند و ترا مسلم شمرده اند ، تو هم دران علوم عقلیه الهیه نه اہم و دران نه می رسانند ایشان را مسلم شمری :

"و فوق کل ذی علم علیم "[1]

هر آنچه شرط بلاغ است با تو می گویم
تو خواه از سخنم پند گیر ، خواه ملال

چون سخن بدین جا کشید ، مجملی از احوال آن دو بزرگوار بازنمودن ضرورت شد - بدان که سید محمد نور بخش قدس الله روحه از سلسلهٔ کبرویه است ، مرید شیخ ابو اسحاق ختلانی که مرید حضرت امیر سید علی همدانی است قدس الله روحهما - او روزی که دعوی مهدیت کرد اول بحجره شیخ ابو جعفر مزدقانی رحمة الله علیه که خلیفه بزرگ شیخ ابو اسحاق بود رفته گفت که باین امر مامور شده ام شما را باید گروید - شیخ ابو جعفر از مطالع احوال گفت که آن علامات در شما موجود نیست ، ظاہرا غلط در کشف شده - پیر فرمود که شما را غیر از حسد باعث بر انکار نیست - و بہان حالت نزد پیر خود رفت و گفت من مہدی آخر زمانم - پیر بی تامل فرمود که کسی دیگر خواه به گرود خواه نی ، ما شما را درین دعوی قبول کردیم - و جمعیت بسیار در بدخشان بہم رسانید و بادشاه وقت لشکر عظیم بر او نامزد کرد و او شکست یافت ، بعراق رفت آن جا درمیان کوہستان خلایق بی شمار با وی گرویدند - و می گویند [ص : ۳۸] که قریب سی ہزار کس نزد او جمع شده بود جنگهای خوب بحکام آن دیار کرده فتح نمود و فرامین نوشته باطراف فرستاد و نقل فرمان او این است که :

"من الہادی الی الله ابی القاسم محمد بن عبدالله نصر من الله و فتح قریب و بشرالمومنین "[2]

طبقات اولیای و از اقطاب و افراد و اوتاد و ابدال و سایر مقربان و

---

۱ - سورهٔ یوسف ۱۲ ، آیت ۷۶ -
۲ - سورهٔ الصف ۶۱ ، آیت ۱۳ -

سرادقات جلال و سبحات جمال زاد الله تعالی تجلیاتهم۔ و اوصل الی الطالبین آثارفیوض ۔مشاهداتهم بمشاہدات محقق نموده باشند که درین وقت ملک حقیقی بحکم :

''قل اللهم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء[1] ۔''

سلطنت صوری و معنوی را مجتمع کرده ۔ تفویض بحضرت خلافت پناهی ما نموده ، بوعدهٔ :

''و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون[2] ''

وفا فرمود :

''الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن ط ان ربنا لغفور شکور ہ[3]''

ہر آینہ بمضمون'' الأمور مرهونة باوقاتها'' نزد محققان مکاشف بلکہ باجماع جمیع طوایف تقدیم و تاخیر امری از اوقات خود محال است ۔ در حین قران علویین در برج عقرب کہ طالع دین ملت و عاشر حضرت امامت امت ، چون وقت مناسب ظهور سلطنت موعود ''لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول الله ذالک الیوم حتی یخرج رجل من ولدی یواطی اسمه اسمی کنیۃ کنیتی یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جوراً'' بود ۔ رایات دولت حضرت خلافت از مکمن[4] غیب بصحرای شهادت نزول فرمود و آفتاب سعادت لکل اناس دولة و دولتنا آخرالزمان از برج ہدایت طلوع نمود ۔ و جمیع عارفان محقق و کاشفان مدقق از شماتت :

''متی هذا الفتح ان کنتم صادقین ہ[5]''

خلاص گردانید ۔ و سلطنت و خلافت و اولی الامری عالم موافق شریعت

---

۱ ۔ سورهٔ آل عمران ۳ ، آیت ۲۶ ۔
۲ ۔ سورهٔ الانبیا ۲۱ ، آیت ۱۰۵ ۔
۳ ۔ سورهٔ فاطر ۳۵ ، آیت ۳۴ ۔
۴ ۔ مخطوطے میں 'ممکن' ہے جو غلط ہے ۔
۵ ۔ سوره لقمٰن ۳۱ ، آیت ۲۸ ۔

مطهرهٔ ولد آدم بصاحب استحقاق رمانید ـ بنابران بر معنی این بشارت دانند ، پیهان بشرف صدور یافت ، تا موجب سرور جمهور محبان بمکه مهجت عالم و عالمین گشت ـ و ارباب سعادت ازلی و اصحاب بدایت لم یزلی عزم قبله اقبال و متوجه کعبه امال و مآل گردانند ـ

ای قوم به حج رفته کجائید کجائید

چون کعبه همین جاست بیائید بیائید

سبیل محققان متصوفه ارباب سلوک و مکاشفه و سلاطین و امرا و سادات و مشایخ و علماء اہل ہندسه و حکمت و صاحبان سخاوت و شجاعت و خواص و عوام و سایر اسلامیه انام علیه [ص : ۴۹] الصلوة و السلام چون بر مضمون توقیع رفیع اطلاع یابند بترتیب اسعد (اسلحه ؟) و استعداد سایر اشتغال نمایند ـ و ہر کس مستعد بوده متوجه تقبیل عتبه علیه گردند ـ چون محقق و مقرر است که اہل عالم مومنا کان او کافرا ، صالحا کان او فاجرا ، یا متمنی دولت دنیوی باشند یا طالب سعادت معنوی ـ و درین زمان سعادت دو جهانی و دولت جاودانی مجتمع آمده ـ بنابران مقدمات ہر جای' را در ہر چه طلبه از مراتب رفیعه معنوی چون مکاشفات و مشاہدات و مغیبات و تجلیات و اطوار سبعه ارباب قلوب از قالبی و نفسی و سری و روحی و غیب الغیوبی ، اعمال موحدان ما تقدم و معارف یقینیه ارباب حکم یا مناصب منیعه ، چوآن برابر سلطنت و امارت و نیابت و وزارت ، باید که از مقربان درده و ملازمان بارگاه حضرت خلافت شعاری ولایت وثاری جویند :

مائیم چو سایه' الهی

از ما بطلب ہر آنچه خواہی

دعوة عام است و ہدایت خاص ، آنکه اہل سعادت باشد با اہل سعادت تواند پیوست از کریمه ان الله تعالی ملکا لیسوق الاهل الی الاهل و خارجی (؟) عساکر منصوره اہل الله این کتابت است ـ توفیق رفیق و

سعادت وصول محصول باد" ۔ و شیخ محقق محمد لاہجی[۱] شارح گلشن راز از جملہ مریدان اوست و این برہان قوی است بر کمالات او رحمہ اللہ و روح اللہ روحہ ۔

اما میر سید محمد جونپوری قدس اللہ روحہ ، پسر سید خان است کہ از اعظم مشائخ آن دیار است و در اوایل سلوک منفرد و متحلی بود و می گویند کہ تلقین ذکر پاس انفاس کہ درین طایفہ مہدویہ ہندوستان معمول است و از جملہ نتائج آن کشف معانی قرآن است ، بر ذکر بی واسطہ تعلیم و تعلم از حضرت خضر[۲] علیہ السلام گرفت و در عہد سلطان سکندر[۳] افغان ، از جونپور بقدم توکل و تجرید با جمعی انبوہ از متوکلان ، عازم حج اسلام شدہ و ہر کس کہ بصحبت شریف اوبی پیوست ، اکثر این بود کہ از اہل و عیال گسستہ و از دنیا برآمدہ در آن حلقہ داخل می شد ۔ و الا کمترین پایہ آن تو بماز معاصی و مناہی بود و اشتغال بذکر الہی ۔ و تصرف میر مذکور در قلوب عباد اللہ بمثابہ بود کہ بعضی از قطاع الطریق مشہور با شمشیر خون چکان آمدہ ملازمت کردہ و چون بیان قرآن مجید از زبان او شنیدہ اند صحبت او اختیاد نمودہ [ص : ۵۰] بدرجہ ولایت رسیدہ و چند از اہل اللہ از دامن ایشان بر خواستہ چنانچہ الشیخ الفانی فی اللہ و الباقی بہ برہان الدین[۴] مشہور ساکن کالپی سہ روز در صحبت شیخ الہ داد[۵]

---

۱ ۔ شمس الدین محمد ابن یحیی لاہجی اسیری ، کی شرح کا نام 'مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز' ہے ان کی وفات ۱۵۰۶ء میں ہوئی ۔

۲ ۔ مخطوطے میں 'خضر' حاشیے پر ہے ۔

۳ ۔ سکندر ، لودی خاندان کا دوسرا سلطان تھا جو ۱۴۸۹ء میں تخت نشین ہوا اور ۱۵۱۷ء میں انتقال کر گیا ۔

۴ ۔ شیخ برہان الدین کالپی : ان کا ذکر ، شیخ عبدالحق دہلوی نے 'اخبار الاخیار' (صفحہ ۔ ۲۸۳) میں کیا ہے ۔ وفات کی تاریخ نہیں دی لیکن لکھا ہے کہ دسویں صدی ہجری کے آخر میں واقع ہوئی ۔

۵ ۔ شیخ الہ داد جونپوری ، بہت بڑے عالم ، فقیہ اور مصنف تھے راجی حامد شاہ کے مرید تھے ۔ وفات ۹۲۳ھ میں ہوئی (دیکھو 'خزینۃ الاصفیاء' ۔ جلد اول ۔ صفحہ ۴۱۲) ۔

ساکن قصبه باری رسید و از مقربان درگاه کبریائی گشته - ہم چنین شیخ الہ داد از طالبان میان دلاور بوده که در ابتدا حال چون فضیل عیاض[1] رحمه الله قطع طریق می نمودند و بر دست میر مشار الیه تایب شده از کمل اولیا گشته و چندین از کملان مکمل و واصلان موصل در صحبت او تربیت[2] یافته اند و بالجمله چون میر سید محمد جونپوری قدس الله سره به گجرات رسید - علمای آن دیار اکثری بانکار و جمعی اندک بتصدیق و اقرار بر خواسته اند و خود اگرچه می گویند، دعوی مهدویت نه می کرد اما اصحاب او می گفتند که این مهدی موعود است و سلطان محمود بیکره پدر سلطان مظفر گجراتی که بادشاه مفسر محدث عالم عادل بوده اورا دیده و صحبت داشته و بتحریض علمای، رضا باقامت او دران دیار نه داده رخصت به مکهٔ معظمه فرمود و دران سفر خوارق بسیار ازو نقل می کنند که ظهور یافته، به مکهٔ مشرفه مشرف شده و بعضی از مردمان، چون از علماء حرمین شریفین استفتای درست کرده اند درین باب که حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم فرموده که من بیشتر از ہزار سال در مرقد منور و مطهر قرار نه می گیرم و پیش از انقراض ہزار سال علامات کبری که خروج مهدی موعود ازانجمله (است؟)، می باید که البته ظاہر شود اکثر از محدثین آن اماکن شریفه بر طبق مستفتی جواب نوشته بر صحت آن حدیث امضا فرموده و چون شیخ جلال سیوطی[3] رحمة الله علیه رسیده که خود را مجدد مائته عاشره می گرفت و اکثری نیز بهان رفته اند اول از

---

۱ - فضیل ابن عیاض (ف ـ ۱۸۷ھ) طبقهٔ اولیا کے بزرگوں میں تھے - سمرقند میں پیدا ہوئے - ابتداء میں رہزن تھے - ایک لڑکی پر عاشق ہو گئے تھے - ایک روز دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ کسی شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا - اس کا اثر اس قدر گہرا ہوا کہ توبہ کی اور حرم شریف چلے گئے اور وہیں وفات پائی - (دیکھو رسالہ قشیریہ صفحہ ۱۰)

۲ - اصل متن میں "بترتیب" -

۳ - جلال الدین سیوطی - (ف ۹۱۱ھ) مشہور عالم اور مصنف ہیں - ان کی تصانیف پانچ سو کے قریب ہے -

روی مروت در باب امضاء آن مدافعه و بعد از مبالغہ بسیار، خلاف آن جماعہ و تضعیف[1] آن حدیث رسالہ نوشت، مسمیٰ بہ "کشف فی تجاوز ھذہ الامۃ من الالف" و ما حصل تمام آن رسالہ این است کہ آن علامات بعد از گذشتن سی صد سال ازین ہزار شرع در ظہور خواہد نمود، در پانصد منقضی شدہ نفخ صور اولیٰ خواہد بود واللہ اعلم۔

می گویند کہ میر مذکور این دعویٰ را در آن جا کردہ و حکم باخراج او نمودہ اند۔ و زمانی کہ حکومت قندہار تعلق بذوالنون بیگ داشتہ او از زمین حجاز بقصبہ فراہ[2] رسیدہ و غلغلہ عظیم در آن ولایت افتادہ [ص : ۱۵] و خلایق لا یعد و لا یحصی بدو جمع آمدہ و شیخ الاسلام ہروی مشہور از جملہ تلامذہ خود شاگردی رشید را انتخاب نمودہ برای تحقیق حال از ہری (صبتی ہرات) فرستاد و شبہ چند کردہ تا حل آن نمایند۔ اما ازان جملہ آنکہ ازین مذاہب اربعہ مشہور کدام مذہب دارید۔ دویم آنکہ شنیدہ شد کہ دعوی رویۃ اللہ در دار دنیا می کنید۔ سیوم می گویند کہ خود را مہدی می گوئید۔ و آن ہر دوکس در وقتی کہ میر، بیان این آیت کریم :

"یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الایہ[3]"

می فرمود بملازمت رسیدہ اند و چندین شبہات کہ ترتیب دادہ بودند در ضمن تفسیر این آیت مرتفع شدہ بمثابہ کہ بآن ہمہ تحیر قدرت بر سوال نہ داشتند۔ و ہیچ احتیاج باستفسار نہ ماند۔ و این معنی مداخل بر خارق می کردند و میر اشارت فرمود کہ بموجب :

"و ما علی الرسول الا البلاغ[4]"

آنچہ شیخ الاسلام پیغام دادہ است چرا نہ می گذارید؟ ایشان ادای

---

۱ اصل متن میں تزئیف ہے۔
۲ - فراہ، سیستان میں ایک قصبے کا نام ہے۔
۳ - سورۃ البقرہ ۲، آیت ۲۱ -
۴ - سورۃ النور ۲۴، آیت ۵۴ -

رسالت کردند - جواب از سوال اول چنین داد که من حیث الاطلاق مذہب خدای تعالیٰ و من حیث التقلید، مذہب رسول صلی اللہ علیہ وسلم داریم و چنانچہ پیغمبر علیہ السلام مبعوث برای نفی اصنام بود من مبعوث برای نفی اجسامم و رافع اختلافم - اگر اصحاب مذاہب درین زمان می بودند در حقایق الہی و معارف یقینی غیر از متابعت من نہ می کردند و از دوم اینکہ برویت قلبی کہ عبارت از مشاہدہ است ہمہ کس قایل اند و ہمچنین بامکان رویت بصر نیز مائلد ووقوع آن در دنیا - و نہ می بینند کہ پیغمبر علیہ السلام را خود رویت بصری واقع در ہمین دار ابتلا شدہ - اگر کسی را کہ ذات او در ذات رسول و صفات در صفات آن سرور علیہ السلام فانی شدہ باشد و محو مطلق گشتہ ، بطفیل متابعت آن سرور علیہ السلام ، ازان دولت بہرہ مند گردانند ، چہ عجب - فلان بزرگ در فلان کتاب آوردہ کہ" رایت ربی" و دیگری نیز در جاہای متعدد و چنین می گویند کہ رایت اللہ - عجب است کہ انبیا را مسلم می دارید و اگر نہ می آرید - غایتش تاویل این اقوال خواہید کرد و ما را تاویل چہ ضرور است - و در ظہور مودی این عبارات چہ قصور است تا صرف معنی از ظاہر نمودہ بتاویل قایل شویم - بلکہ چنین می گویم کہ ہر جا کہ در قرآن مجید عبارت "یا ایہا الذین امنوا" واقع شدہ قابل این خطاب ہم آن کس تواند بود کہ او را رویت اللہ [س : د د] ببصر یا ببصیرت یا در منام حاصل شدہ باشد - و اگر این جا ہیچ کدام صورت نہ بندد ، لا اقل در طلب رویت و رویا و مشاہدہ بی قرار گردد تا اطلاق لفظ مومن حقیقی بروی صادق آید - و ہر کہ ازین مراتب اربعہ ہیچ کدام نہ دارد نزد من مومن کامل نیست - اما از سیوم آنکہ اگر بہ اذن اللہ باشد چہ مانع و آن ہر دو آن روشن و طرح جذب و تصرف دیدہ گفت و گوی علمی را فراموش ساختہ داخل اصحاب شدند و بشیخ الاسلام گفتہ فرستادند کہ این مرد آیتی است از آیات خدا و علمی کہ ما سالہا خواندہ بودیم این جا ہیچ قدری و قیمتی نہ دارد - و شیخ الاسلام را ترغیب بملازمت کردند و در ہمین اثنا رحلت امیر ازین سرای بر غرور واقع شد و لفظ شیخ[1] تاریخ آن بزرگوار یافتند و یکی از کبرای این طایفہ کہ شیخ مبارک

۱ - 'شیخ' کے عدد ۹۱۰ ہوتے ہیں -

نا گوری[1] باشد تاریخ فوت او مهدی یافته و مزار متبرکش در فرات است که زیارت می کنند ـ و عجب آنکه هر چند شاه اسماعیل و شاه طهماسپ صفوی حسینی بآن اعتقاد که مهدی موعود در زعم ایشان حی و قایم و در سردابه سر "من رای" مخفی از ترس اعدا ست قصد تخریب آن روضه کردند ـ اہل فرات مانع آمدند و آن مدعا صورت نه بست و غریب تر آنکه یکی از امیر که شیخ محمد فرای نام داشت و نسب او و پدر او معلوم است بعد از فوت میر در طایفه بلوچان بر بعضی اقطاعات استیلا پیدا کرد و خود را عیسیٰ خواند ـ و آن را محمول بر تمثل می گردانید و آیة :

"ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل ادم ، خلقه من تراب[2]"

را تاویل نمود و تمسک خود می ساخت ، و از منکران خود تنزیه می گرفت و ہمچنین از بقهٔ ثقه ازین طایفه که شیخ عبدالله نیازی نام داشت و در سرہند مشہور بود شنیده شده که می گفت من سیزده کس را که مادر و پدر ایشان معلوم بودند شنیده ام به دعوی عیسیت نموده اند ، نعوذ بالله من الاباطل والتضلیل ـ و به حضور جماعه اوراق معنوی معتبر و معتمد را آورده که می گفت من در وقت رحلت امیر حاضر بودم و بی واسطه از زبان او شنیدم که می گفت من مهدی موعود نیستم و مهدی لغوی ام که بمعنی ہدایت یافته باشد والله اعلم بحقیقة الحال ـ

بہر حال قطع نظر ازین دعویٰ و ملاحظه احوال ارذال و جہال متعصب این طایفه که در برابر سخن میر که نه قال الله و قال الرسول را می شنودند ـ و ہمه آیات و احادیث و اقوال علما که نه موافق مدعا [ض : ۵۳] ایشان باشد تاویل می نمایند و ہمین می گویند که مصرع :

فان القول ما قالت حذام[3]

---

۱ ـ شیخ مبارک ناگوری یعنی فیضی اور ابوالفضل کے والد ـ

۲ ـ سورۂ آل عمران ۳ ، آیت ۵۹ ـ

۳ ـ مخطوطہ میں قالب خدام ہے ـ

در ولایت وجدان و بزرگی و کمال میر سخن نیست ـ و من [illegible] "خذ ما صفا و دع ما کدر" جمعی را ازین سلسله ملازمت کرده ام و اخلاق رضیه و اوصاف مرضیه ایشان را در فقر و غنا بمرتبه عالی دیده و بیرون قرآن و اشارات و دقایق حقایق و معارف لطایف بی کسب علوم رسمی شنیده ام که اگر خواهند مجملی ازانها در قید کتابت آرند ـ تذکرة الاولیای دیگر باید نوشت ـ

ازان جمله منصور وقت و با یزید عصر و عین القضات روزگار و شبلی زمانه شیخ علائی[1] ساکن بیانه بود که اسلام خان[2] افغان سور بسعی مخدوم الملک سلطان پوری در سنه نه صد و پنجاه و هفت او را تازیانهٔ چند فرموده جان پاک او بسر تازیانه از قالب خاکی بجانب عالم علوی در روضه رضوان ابدی خرامید ـ و سقهم ربهم شرابا[3] یک تاریخ و ذاکر الله تاریخ دیگر یافته شد و مجملی از احوال او در 'منتخب التاریخ[4] خلاصه 'تاریخ نظامی' تالیف میرزای مرحومی مغفوری نظام الدین احمد که باعث و مال جمع این اوراق بود ثبت یافته رحمه الله رحمة واسعة ـ و این قصه طویل الذیل است و فرصت اطناب نیست ـ

حکایت : کاتب این اوراق آشنایٔ داشت ، مصطفی بیگ رومی نام که از اعیان آن دیار و از سعادت مندان روزگار بود ـ روزی در مجلس ، از من که خالی ذهن بودم فرق میان بروز و تناسخ می شنید و بحسن اصغا متوجه بود ـ پس نقل کرد که در مصر خورد سال بودم و شیخ سیاس مصری نام عزیز صاحب کشف و کرامات مرا بنظر محبت و شفقت می دید و روز بروز از اثر صحبت او در خود برکتی عجب و فیضی تمام می یافتم

---

۱ ـ شیخ علائی کے حالات جیسا کہ مصنف نے لکھا ہے ، اس کی دوسری تصنیف 'منتخب التواریخ' میں موجود ہیں ۔

۲ ـ اسلام خان سور شیر شاہ کا بیٹا اور جانشین تھا ۔ ۱۵۵۴ء میں وفات پائی ۔

۳ ـ ان سے ۹۵۵ برآمد ہوتا ہے ـ

۴ ـ عام طور پر منتخب التواریخ لکھا جاتا ہے ۔

و روزگاری برین گذشت - و مرا سفر حلب اتفاق افتاد و آن عزیز نیز بنابر مهربانی که داشت مرافقت و موافقت اختیار نمود - و چندگاه دران شهر بودیم روزی ببازار رفتم چیزی چند از شبه و مرجان و گلوبند و امثال آن که عورات را بکار آیند خوش کرده مرا گفت که از برای من اینها را بخر - پرسیدم که چه می کنی؟ گفت برای خوردان خویش و تو بایشان خواهی رساند - چون بمنزل رسیدیم بمن گفت ساعتی خاطر باش که سفر من [ص: ۵۶] ازین عالم نزدیک است و یک دیگر را وداع می کنم - گفتم مگر رنجی و دردی در باطن داری؟ جواب داد، نی - اما مرا آگاهی بر رفتن خویش شده - ازین سخن مرا گریهٔ بسیار رویٔ داد چنانچه بهیچ نوع حفظ نه می توانستم کرد - آنگاه گفت چندین بی طاقتی برای چه می کنی؟ من بمیشه دید بان احوال تو خواهم بود - و نام درویشی را برد و گفت که از برای خاطر تو باز در دنیا آمده خود را بصورت او ظاہر خواہم ساخت - و سخنان نشانه دار که درمیان من و تو خواہد بود ازو خواہی شنید - آن زمان مرا وصیت بترتیب کرد که چون ترا پسری متولد شود نام من برو نہیو وصیت از بهر عیال و اطفال خود (کرد) و از جهان در گذشت - و ازان روز باز در دل من خار خار حیرت بود که آن عزیز بیشک از اہل الله و واصلان درگاه بود سخن تناسخ چون گوید؟ اما چون از تو این فرق شنیدیم آن شبه چند ساله مرتفع شد خشنود شدم و الحمد لله علی ذالک - نظم :

دو چشم فلسفی چون بود احول
ز واحد دیدن حق شد معطل
زنابینایٔ آمد رایٔ تشبیه
ز تنگ چشمی است ادراک تنزیه
تناسخ زان سبب شد کفر باطل
که آن از تنگ چشمی گشت حاصل

فصل : طایفه دیگر اند که در ظاہر بوجود صانع و وحدت او قایل و

معترف بشریعت و قرآن و دیگر احکام و ارکان اند ۔ و لیکن می گویند که قرآن را ظهری و بطنی است ہم چنانکہ اہل ظاہر را بر ظاہرش[1] عمل باید نمود ، اہل باطن را بر باطش عمل نمودن لازم است و ایشان را باطنیہ می گویند و اینہا نماز و روزہ و دیگر عبادات را از سر ہوا ، جدا جدا تاویل می نمایند و می گویند وضو کہ مثل شنید عبارت است از دوستی امام وقت کہ مرشد داعی وحی و قایم باشد ۔ و تیمم گرفتن علم و معرفت است از حجت یعنی آن کس کہ علم از امام می رساند ۔ و در وقتی کہ امام حاضر ، او خلف از امام باشد ۔ ہم چنانکہ تیمم خلف وضو است ۔ و نماز اشارت بر رسول است کہ سخن می رساند زیرا کہ :

''ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء و المنکر''[2]

واقع شدہ و نہی از کسی متصور بود کہ سخن گوید پس نماز رسول باشد ، و احتلام آنکہ ، زبان بی قصد چیزی را از اسرار فاش کند یا غیر جنس درمیان نہد ، و غسل تجدید عہد است بدین نوع کہ عہد بستہ را البتہ پیش بیگانہ فاش نہ کند و امثال این خرافات و ہذیانات و کفریات برسازند [ص:۵۵] و مردم بی تمیز بلکہ بعضی طالب علما را نیز از قواعد شریعت بگردانند و بالحاد و زندقہ و اباحت کشند و بدوزخ فرستند و خود نیز ہمراہ باشند[3] :

اذا کان الغراب دلیل قوم
سیھدیھم سبیل الھالکینا

و این مذہب صاحیان ، است کہ منصوب اند بحسن صباح[4] ، و حسن صباح در سنہ چار صد و ہشتاد و دو از ہجرت بمکر و حیلہ در قلعہ' الہ موت در آمد و آن را گرفت و لفظ الہ موت موافق تاریخ آن واقعہ است ، و تا صد و ہفتاد و چند سال مملکت در سلسلہ ایشان بود ، و صباحیان ، فدائیان را نامزد می ساخت ، تا ہر جا کہ پادشاہی نیک نہادی و عالی نژادی پاکیزہ

---

۱ ۔ مخطوطہ میں ''برباطنش'' زائد ہے جو یقیناً کتابت کی غلطی ہے ۔
۲ ۔ سورہ عنکبوت ۲۹ ، آیت ۴۵ ۔
۳ ۔ ترجمہ : اگر کوا کسی قوم کا رہنماء ہوگا ، تو وہ ان کی رہنمائی ہلاک ہونے والوں کے راستے کیطرف کرے گا ۔
۴ ۔ حسن صباح کا سن وفات ۱۱۲۴ء ہے ۔

اعتقادی و امیری و وزیری می یافت در اطراف بلاد او رفته اورا می کشتند و یا اسیر کرده در قلعه می بردند، و تالیفات و تصنیفات در مذاهب خویش می نمودند و در سنه شش صد و پنجاه و چار تا زمانی که ایلخان بسعی خواجه نصیر الدین طوسی[۱] که چند گاه در بند ملحدان در قهستان افتاده بود ہلاکو را نام زد فرمود تا دمار ، ازان خاندان دودمان بر آورد ، و خواجه شمس الدین صاحب دیوان بحکم خان بالای قلعه از کوه رفته تمامی کتب صباحیه را که تصنیف کرده بودند و انتخاب کرده بودند بسوخت ، بقا بقای خدای است و ملک ملک خدا ، عارفی گفته ـ قطعه :

ہر روز یکی ز در بر آید که منم
خود را بجہانیان نماید که منم
چون کار جہان بدو قراری گیرد
نا گاه اجل زدر درآید که منم

فصل : جمعی دیگر اند که ایشان را وجودیه و اباحیه می گویند و اعتقاد ایشان این است که وجود واحد است و آن حق تعالیٰ راست و بس ، و ہیچ چیز دیگر وجود ندارد ، وجود حق تعالیٰ در خارج یقینی نیست ، و وجود این موجودات که مشاہد ماست عین وجود حق است که با ایشان اضافه کرده و تعینات این موجودات تعینات علمی است نه تعینات عینی است و وجود حق تعالیٰ وجود مطلق است چنانکه معقولیان می گویند که کلی طبیعی در خارج وجود نه دارد ، و بعضی از ایشان این اطلاق را اطلاق معقولی نیز مطلق می دارند ، مخفی نه ماندکه این مطلبی است بس بلند و مقصدی است بغایت ارجمند ہر کسی بادراک آن نرسد ، غایتش حق تعالیٰ را کلی طبیعی گفتن که در خارج وجود ندارد سفسطه است ، مگر آنکه کلی طبیعی را معنی دیگر بگویند ورای آنچه معقولیان قرار داده اند و عبارت از مطلعی دارند که از اطلاق

---

۱ - نصیر الدین طوسی (ف ۶۷۲ھ ۱۲۷۴ء) مشہور شیعی فلسفی اور مصنف ہے - مراغه میں ایک رصدگاه قائم کی تھی - اخلاقیات پر اس کی تصنیف اخلاق ناصری دائمی شہرت حاصل کر چکی ہے -

نیز منزه باشد ، چنانکه گفته اند که او ذاک لا بشرط الشی [ص : ۶د]
تصور مطلق است و بشرط لاشی تصور ساذج[1] و بشرط شی[2] تصدیق است .
و لیکن چون عبارت قاصر است گاہی تعبیر[3] ازان بوجود مطلق می کنند و
گاہی بکلی طبیعی غیر مشهود ، در اصطلاح ایشان ہیچ مناقشه نیست .
قطعه :

با نشان از روی فعلی بی نشان از روی ذات
من چو در حبس خیالم بی نشان چون خوانمت
آنچه دل داند حدوث است و انچه لب گوید حروف
من ز دل چون دانمت یا از زبان چون دانمت (خوانمت؟)

و ہر چند این مقدمات در حد ذات لایق بکلمات اہل تحقیق و تدقیق
مطابق و موافق است و غایت توحید اصحاب کشف و عیان و نهایت مواجید
ارباب ذوق و عرفان است ، اما مقصود اباحیان ازین توحید اصلا قابلی و
معرفتی اسمی ، غیر ازین (نسبت) که خلیع العذار بوده رفع احکام سیاست و
ہتک حرمت شریعت نمایند ، تا کسی را بر حرف ایشان مجال اعتراض نه
باشد ، ازین جهت محققان موحد ازین تاویلات باطل و تسویلات فاسد که
چون سراب حقیقت شها (نما ؟) دور ، و از صحبت ایشان که سم قاتل و زہر
ہلاہل است نفور :

اما الخیام فانها کخیامهم
واری نساء الحی غیر نسائها[4]

و ارباب[5] شهود فرموده اند که کسانی که بفکر عقل در فہم

---

۱ - مخطوطے میں "ساوج" ہے -
۲ - مخطوطے میں "سی" ہے -
۳ - مخطوطه تغیر
۴ - ترجمه : جہاں تک ان کے خیموں کا تعلق ہے ، وہ ان کے خیموں کی
طرح سے ہیں مگر قبیلے کی عورتیں ان سے نہیں ملتی ہیں -
۵ - مخطوطه : و شهود

معارف توحید محققان خوض و بقنای ذات و اضمحلال کاینات و مشاہده مراتب تجلیات موید نہ گشتہ باشند می پندارند کہ مگر این طاعات مقلدان ہم از مقولہ مکاشفات محققان خواہد بود ، اما ازین تا آن غراب البین و بعد المشرقین است ۔

ز روی دوست دل دشمنان چہ در یابد
چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

فصل : عجب تر اینکہ بعضی ازین پریشان قرآن می خوانند و آنچہ کافران می گویند کہ :

''من یحی العظام و ہی رمیم [۱]''

(کیست کہ استخوانہای بوسیدہ را زندہ تواند کرد ؟) حق سبحانہ در جواب ایشان می فرماید کہ :

''قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ [۲]''

(بگوای محمد کہ زندہ می سازد آن استخوانہا را کسی کہ مرتبہ اول آنہا را از ہیچ آفریدہ بود ،) و معلوم است کہ پیدا کردن از مادہ آسان تراست از آفریدن بی مادہ :

ہر کہ آن ہست نیست گرداند
نیست را ہست ہم تواند کرد

و باین ہمہ صم بکم عمی شدہ اغماض می نمایند و سلامتی دین درین است کہ : [ص - ۵۷]

''سوآء علیہم ء أ انذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون [۳]''

باید خواند کہ انذار و عدم انذار[۴] در دنیا مساوی است و گفتگوی دینی

---

۱ - سورۃ یسین ۳۶ ، آیت ۷۸ -
۲ - سورۃ یسین ۳۶ ، آیت ۷۹ -
۳ - سورۃ البقرہ ۲ ، آیت ۶ -
۴ - مخطوطہ میں ''انداز'' کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے -

با ایشان از قبیل تحصیل حاصل و تطویل لا طائل است که هدایت وهبی است نه کسبی :

مکشوفان را کشف زکشاف نه بود
تکرار هدایه هم هدایت نه نمود

این قفل گران که بر در دل زده اند
هرگز نشنودم که بمفتاح کشود

باید که بر توفیق نعمت هدایت شکرانهٔ بی حد و غایت برای آفریدگار یگانه بجای آوری و کریمه :

"لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم "[۱]

(ضرر نخواهد داشت شما راکسیکه گمراه شده است اگر خود راه راست یافته اید) ورد زبان سازی :

زهی امکان که توفیق هدایت یافت خاقانی
کنون صد فلسفی ، فلسی نه ارزد پیش امکانش

و از حق سبحانه و تعالی دایم استقامت را که بالا تر است کرامت خواهان باشی که در آنحضرت هیچ تجلی نیست و با محققان و معاندان بنرمی و آهستگی :

"لکم دینکم ولی دین "[۲]

بخوانی ـ

ای آنکه بتقریر و بیان دم زنی از عشق
ما با تو نداریم سخن خیر و سلامت

---

۱ ـ سورة المائده ۵ ، آیت ۱۰۵ ـ
۲ ـ سورة الکافرون ۱۰۹ ، آیت ۶ ـ

و مشکل آن است که این ملحدان جدید نیز مثل ملحدان قدیم بکتاب کریم اقرار نه دارند و اگر دارند مثل باطنیه بتاویلات باطله قرآن را دور از قانون عربیت و شریعت تفسیر می کنند و تہمت بر علما می نہند :

''و یحرفون الکلم عن مواضعہ و نسوا حظاً مما ذکروا بہ''[1] ''اولئک فی ضلال مبین''[2]

(تحریف می کنند کلمات قرآنی را از محال خود فراموش ساختند حظی که از تذکر و تفکر مواعظ و نصایح حاصل بایستی شد که مقصود از تذکیر آن بود)و(ایشان اند درگمراہی آشکارا و این جماعہ اند(در) خیال مضل و مفسد مبطل) و این جا می گوید قطعہ :

مشتی اطفال نو تعلم را
لوح ادبار در بغل منہید
مرکبی را که زادۂ عرب است
داغ یونانش در کفل[3] منہید

فصل : شیخ الکاملین قدوۃ الواصلین زبدۃ المحققین اسوۃ العارفین شیخ زین الدین الخافی[4] قدس اللہ سرہ الوافی در کتاب 'منہج الرشاد' بیان منشاء اہل الحاد ایراد فرمودہ است ۔ آوردن آن عبارت تیمناً و تبرکاً بی تغیر و تبدیل درین جا مناسب دید ۔ می فرماید که اما منشاء مذہب ملحدان که بد ترین ہمہ مذاہب ہوائیان است چنانکہ علماء اصول در کتب ذکرکردہ اند از پیروی فتنہ مجوسیان و آتش پرستان بود [صفحہ ۵۸] و آن چنانکہ چون علم دولت اسلام بالای گرفتہ و سلطنت دین محمدی علیہ السلام بر ادیان دیگر غالب شد آتش حسد در جان مجوسیان و آتش پرستان افروختہ آمد

---

۱ - سورۃ المائدہ ۵ ، آیت ۱۳ -
۲ - سورۃ الزمر ۳۹ آیت ، ۲۲ -
۳ - مخطوطہ میں بغل ہے جو سہو کتابت ہے ۔
۴ - شیخ زین الدین الخافی - (ف ۹۳۳ھ) بابر بادشاہ کے عہد میں صدر مستقل منتخب التواریخ میں ان کا ذکر ہے ۔ اسی نام کے دوسرے بزرگ (ف ۸۳۵ھ) کا ذکر ''نفحات الانس'' صفحہ ۵۶۹ پر ہے -

و قصد آن کرده اند تا رخنه در حصار دین متین پیدا کنند و بوسیله آن رخنه درمیان دین داران[1] فتنه انگیزند و دین ایشان را بتاراج دهند ـ غلاة و رؤساء مجوسیان ، در اصل این اجتماع کرده بودند و یک دیگر گفته که ما با مسلمانان بشمشیر و سنان و تیر و کمان بس نخواهیم آمدن ـ چون غلبه ایشان را تدبیر می باید ساخت تا شریعت ایشان برهم زنیم ـ شاید که باز ملک بما منتقل شود و کامرانی توانیم کرد و مذهب اسلاف ما رواج پذیر شود ـ گفته اند که مصلحت آن است که از سخنان امامان و مقتدایان ایشان سخنها پسندیده و خوب بر گزینیم و بر چینیم و بآن سخنان چیزهای بر مثال آنکه زهر در شهد آمیخته کنند بامیزیم ـ بعد ازان در مردم خوانیم و ایشان را از شریعت بگردانیم و ملت و دین ایشان را خراب کنیم :

"یریدون ان یطفؤا نور الله بافواههم و یابی الله الا ان یتم نوره و لو کره الکفرون"[2]

گفته اند که امامان خاندان نبوت را رضوان الله علیهم اجمعین که فرزندان رسول صلی الله علیه وسلم ، ایشان اند و اعتقاد تمام بسخنهای ایشان هست ، اشارتهای بلند است در تحقیق آیتها و حدیثهای از علمای باطن که موافق علم ظاهر است ما بآن اشارتهای علم باطنی ایشان را از عبارتهای ظاهری و معنوی شرعی و لغوی بگردانیم و گوئیم که مراد آن امامان این ظاهرها نیست ـ بلکه مراد ایشان ، آن معانی باطنی است و بس و هر که عمل برین ظاهر می کند مذهب ایشان نه دارد و بعد ازان آنچه خواهیم از مواد فساد ، درین میانه در پردازیم و گفته اند که جد و جهد بر کار کرده و آن سخنهای ائمه اهل بیت رضوان الله علیهم اجمعین و اشارات ایشان بر چیده و خرافات و مهملات که نفی شرایع ازان لازم آید بآن سخنان آمیخته و طومارها و دفترها نوشته و شیطان مهتر ایشان بکوفه آمده شخصی را دید که کفش چرای می کرد و ازو دریافته که او را می

---

۱ ـ مخطوطه میں 'و پنداران' ہے ـ

۲ ـ سورۂ توبہ ۹ ، آیت ۳۲ ـ

توان فریفت و در وی می توان خورانید ـ و این شخص را حمدان[۱] نام بود از قریه قرمط که از توابع [ص : ۹۵] بلده واسط است و دربن حمدان کام یک دیگر می نهاد که کافران بقرمط فی مشیمه و باطنیه از آن جهت که مذکور شد ـ و چون دانسته که او را بازی می توان داد پیش او فرود آمد خود را بروزه داری و پارسائی پرداخته ـ چون شب در آمد حمدان از گوان شیر دوشده و نزدیک او آورد تا افطار کند ـ او را پرسیده که این گوان ملک تواند ؟ حمدان گفت که ''من راعی ام" ـ آن شخص گفته "بی اجازت خداوند این شیر خوردن روا نه باشد ـ حمدان گفت که "خداوندان مرا اجازت داده اند" ''گ ت ـ اگر خداوندان اجازت داده اند ، گوسالگان که گرسنه باشند کی اجازت خواهند داد؟" حمدان ازان حیران شده در احتیاط و و تقوی او که فکر گرسنگی گوسالگان می کند و خود گرسنه باشد ـ و چون شب در آمد همه شب نماز می‌گذارد و به زرق و شید آنچه می توانست خود را فرامی نمود و حمدان را صید می کرد ـ چون بامداد شد نزدیک خانگیان شده حکایت حال او کرده که خدای تعالی مرا چه مهمانی عزیز فرستده و آنچه شنیده و دیده حکایت کرده ـ متعلق ن حمدان نیز شیفته او شده اند و بآن اعتقاد ولایت کرده ـ و طعامهای خوش و حلال پیش او آورده اند ـ چون آن شخص یقین کرده که برو اعتقاد کردند و سخن او در ایشان اثر خواهد شد ـ چند وقت اقامت نمود و گه گهی آن دفترها و طومارها بیرون می اورد و در آن نظر می کرد ـ چون ازو می پرسیدند که این چه علمها ست که مطالعه می کنی ـ می گفته د (می گفت) که این علمهاست بغایت شریف و دقیق، و فهم هرکس بدین علمها نه رسد ، و این اشارتهاست از امامان خاندان نبوت ، حمدان شیفته آن سخنان چون از امامان نقل می کرد می شنود و التماس تعلیم می کرده ، آن شخص در جواب گفته که چون ترتیب (تربیت) یابی و اہل آن شوی ، با تو گفته آید ـ حمدان شیفته تر شده و آن شخص هیچ بیان نه می کرد ـ تا چون مدتی بتعلیمات آداب ضلالت حمدان را بترتیب جهالت رسانده گفت که اکنون اہل آن شدی

---

۱ ـ حمدان قرمط ابن الاشعث (ف ۸۹۰ء) کے حالات پروفیسر براؤن نے اپنی لٹریری ہسٹری میں تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں ـ

که با تو رمزی چند توان نهاد ، اول کلمات ائمه اہل بیت رضوان الله علیهم اجمعین را بسیاری ذکر می کرده ـ بعد ازان مقداری مقداری از آن اشارات با مهملات و خرافات و بزرقات می آمیخته بدو می آموخته [ص : ۶۰] تا خوش خوش او را از را فضی گری آموخته کشیده و دیده و آموخته که مردم راچگونه بدین مذہب کشند ـ و شرایط و آداب دعوت چنانکه ذکر کرده خواہد شد بیان کرده و او را باصفهان فرستاده تا مردم را دعوت کند ـ چون دانسته که اہل اصفهان مردم یک رنگ اند و یک جهت و ہر چه او بگوید نه خواہند کرد ، چون حمدان باصفهان آمد و آن جا ظهوری نه توانست شد دعوت او بقهستان سرایت کرده ـ و چون از امامان خاندان نبوت افترای حمدان منقول بوده و مردم ساده دل قهستان پنداشته اند که آن نقل راست است باور کرده اند و دران وقت دانش مندان ، این جا کم تر بودند و آن مذہب الحاد را اعتقاد کرده تا چون حسن صباح پیدا آمده و دعوی آن کرده که او حجت امام زمان است و ہر چه می گوید از امام معصوم تعلیم می کرد ، و مردم را در آن مذہب محکم کرده و منع کرده که کسی علم شریعت نه آموزد ، و بدانش مندان تردد نکند و از مطالعه کردن کتابهای متقدمان و مجتهدان ہر چه از قرأت و حدیث باشد بمبالغه منع کرده تا بر فضایح مذہب ملحدان کسی مطلع نه شود ـ چون آثار اسلام و انوار شریعت رسول صلی الله علیه وسلم بقهستان بیشتر از پیشتر ظهور یافته و علمای دین دار خلق را بر اضلال و اضرار آن شریر غدار آگاه کرده اند ـ نه توانسته که در قهستان باشد بقلعه الموت در خزیده ـ و جماعتی از شیاطین دعاة ملاعین با خود آن جا برده و برای فساد و اظهار الحاد بامصار و بلاد می فرستاده و مسلمانان را بمذہب ملحدی دعوی می کرده ـ و شرذمه نایبان و اعیان این شریر غدار که در اطراف قهستان مانده *اند* ہنوز با فساد عقاید ساده دلان را می فریبند و از راه بهشت براه دوزخ دلالت می کنند ، و آن مسکینان نه می دانند که این مذہب ملحدی از کجا پیدا شده ـ و حمدان کاو و جز آن از آتش پرستان چگونه آموخته ـ و چون به بهانه نقل از امامان خاندان فریفته شد و وکیل شیطان در اضلال مسلمانان شده و از رافضی

بمذہب ملاحدی نیز افتاده ، حالا چون شیر در قہستان دانش مندان پیدا آمده و مردمان را بدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و التزام مذہب سنت و جماعت دلالت می کند و حکام اسلام [ص : ۶۱] نیز مکنہم اللہ ترویج احکام الشریعت احکام بتہدید وعید بتفاخر می رسانند - امید آن است کہ اندک مردی کہ دران دام بر آویختہ اند اخلاص یابند و دینی و مذہبی کہ در دنیا و عقبیٰ ازان تمتع و برخورداری یابند از دست نہ دہند ، ان شاء اللہ تعالیٰ -

فصل : در بیان شرایط دعوت ملحدان چنانچہ در کتاب ''منہج الرشاد'' مذکور است ہشت است - اول زرق - دوم تانیس - سیم تشکیک - چہارم ربط - پنجم تدلیس - ششم تاسیس - ہفتم خلع (خلع) - ہشتم سلخ - اما زرق عبارت ازان است کہ خود را بپارسائی و زاہدی فرانمایند و ہر چند توانند مکر و تزویر بر انگیزند تا مسلمانی را در دام باندازند ، و بعد از اظہار شید و کید تفرس کنند کہ ہیچ دران شخص اثری کردہ و قابلیت قبول این مذہب دارد یا نی و ازین جہت نہی کردہ اند داعیان را از تخم انداختن در زمین شورہ یعنی خواندن کسی را کہ بزرگ باشد و زرق و کید درو اثر نکند ، ابلہی و احمقی می باید تا او توان فریفت و نیز نہی کردہ اند از دعوت کردن در آن خانہ کہ چراغی باشد یعنی فقیہی و عالمی آنجا حاضر باشد ، ظلمت آبادی می باید تا روشنائی بتابد و اما تانیس عبارت است از استمالت و میل دادن آن کس را کہ اورا دعوت می کنند ، بسخنہائی و کارہائی کہ اورا بدان میل خاطر و موافق طبع و ہواء او بود و بسبب بیان آن بدیشان شود و بتدریج سخنہائی ایشان را قبول کند ، اگر آن کس زاہد باشد سخن از زہد گویند و دنیا و اہل دنیا را مذمت[1] کنند و اگر بقلاشی و رندی مایل است با اوہم ازان مقولہ گویند تا او را دران وادی محکم سازند و چون موافق مزاج و طبع خود بشنوند ، تردد بیشتر نمایند و اعتقاد زیادت کنند علیٰ ہذہ القیاس ، یا ہر طایفہ ، سخن از مشرب ایشان گویند تا انس گیرند و محبت زیادہ شود و سخن بہتر مقبول افتد و اما

---

۱ - مخطوطے میں 'مزمت' ہے جو غلط ہے -

تشکیک عبارت از آن است که بعد ازانکه آن کس را در کشیدند و بخود ارام کردند ، در شک اندازند که عقل و فهم او بدان نه رسد ، مثل آنکه گویند حرفهای که در اول سورهای قرآن است چه معنی دارد و چرا زن حایض را چون قضای نماز نیست و قضای روزه هست چه معنی دارد که در حکم شریعت یکی را قضا نه باید کرد و دیگری را قضا باید کرد ، و وی را غسل [ص : ٦٢] واجب است از بیرون آمدن آب منی بشهوت و بر بیرون آمدن بول واجب نیست ، و چرا رکوع در نماز یکی است و سجود دو ، نماز بامداد چرا دو رکعت و نماز شام سه رکعت ، و چرا از انگور سرکه حلال است و خمر نه ، و علی هذا درکارهای که سر آن خدای تعالی می داند و بندگان را از طلب سر آن منع کردند و بقید گرفته تا ایشان بر اسرار اوامر و نواهی الهی خوض نه نمایند ، آن کس را در شک آرند و دل اورا بفهم و ادراک آن متعلق سازند تا آن ابله در فهم آن اسرار بدیشان رجوع کند ، انگاه بعد از عهد و پیمان القاء آن شیطان در بیان آرند ، و اما ربط عبارت است از آنکه بآن کس گویند که سنت الهی این است که اول از بندگان میثاق ستانیده و ایشان را بعهد باز بسته که هر چه انگاه احکام با ایشان بیان کرده اکنون این نسبت را رعایت باید کرد و خود بعهد باز بست که هر چه با تو به گویم بهیچ کس نه گوئی ، و این سر فاش نکنی ، چون آن نادان عهد و پیمان قبول کند انگاه اورا بسوگندهای غلیظ و شدید که در مذهب ایشان معتبر است سوگند دهند که آن سر فاش نه کند و آنچه از قواعد الحاد در فساد با او درمیان نهند با هیچ کس نه گوید مگر جماعتی که ایشان را مستثنی کنند بعد ازانکه عهد و سوگند خورد با او گویند که حل این مشکلات که شنیدی و حل آن مشکلهای دیگر امام زمان می تواند کرد و اوست که همه اسرار از حق تعالی فهم می کند و آن اسرار را او می داند یا کسی که قبل او باشد و چون امام عالی جناب است بدو نه می تواند رسید مگر بواسطه راه نمایان بارگاه او ، درجه بدرجه این افسون بر خوانند تا آن شخص سخن متوسطان و داعیان قبول کند و اعتقاد کند که همه مشکلهای بدین سبب حل خواهد شد و نه داند که در مشکل خواهد افتاد که وقت مرگ حل خواهد شد و

خواهد مشاهده کرد که شیطان بچه حیله ملحدان ایمان ازو ربوده است ، و اما تدلیس عبارت است از آنکه بر مهتری و بزرگی که این شخص اورا اعتقاد کرد و واسطه دانست هر سخنی که او گوید و هر اعتقادی که او مرا خواند او قبول اجابت دعوت او نماید ، اما تاسیس آن است که مقدمات و قواعدی که نسبت با عقل ناقص و فهم کاسد آن شخص مقبول نماید تمهید کنند وجهی که آن شخص قوی مشتاق شود بفهم دریافت آنچه باو خواهند گفت و اورا بدان خواهند خواند . و اما خلع آن است که خلیع العذار شود و لباس بندگی خدای تعالی [ص : ٦٣] از گردن و سر بر اندازد ، یعنی باو گویند که هیچ عمل بر بنده واجب نیست و خدای تعالی را بدین عملها هیچ حاجت نیست ، نماز گذاردن و روزه داشتن و سایر کارها که نفس را ازان راحت نباشد و طبیعت را ازان لذت نه گیرد مشقت کشیدن نیست و بدان حاجت نیست ، خوش می باید خورد و بر هوای نفس و طبع می باید عیش کرد و خود را خوش داشت که تشویشی نیست با عقل ، اما سلخ بیرون آمدن است از اعتقاد شریعت و ترک کردن اعتقاد ملت و در آمدن بمذهب الحاد و اباحت و برغلانیدن بر استیفای شهوت و لذت و بگردانیدن احکام شریعت بتاویلات الحاد و اباحت و ضلالت ، چنانکه بآن گمراه می گویند که وضو که شنیده عبارت است از دوستی امام و تیمم عبارت است از گرفتن علم معرفت از جحة یعنی آنکس که علم از امام می رساند ، یعنی چون امام حاضر نباشد او خلف امام باشد همچنانکه تیمم خلف وضو است ، علی هذه القیاس جمیع شرایع را تاویل نمایند ، این جا عاقل می باید تا از راه نه رود :

دور است سرآب درین بادیه هوش دار
تا غول بیابان نفریبد بسرابت

مناجات ، پاکا پروردگارا غیب دانا عیب بینا نه می دانم که من مهوس مشوش آوارهٔ نفس اماره را چه در سر افتاده است که نقاب حیا از بارگاه کبریای تو بر داشته مرکب چوبین قلم را عنان گسسته درین میدان که سرها بباد رفته و هزار جان بنیم جوی است سر داده ام و با آشنایان

روشناس بر بیم و ہراس تو چنان نموده ام که اگر مرا ہم ازین کشت زار گیاہی و ازین نمد کلاہی بوده باشد یا بجای٭ رسیده ام که تقلید را از تحقیق فرق می توانم کرد ، سبحان الله باین صورت سرور کم و باین وضع پریشان ناپسندیده مردم و باین دلبری با نا فرمود گیهای در ہنگام پیری من و این چه فضولی ' چه می ترسم که مبادا نام مرا نیز در جریدۂ این جماعت که بعیب اینها مشغولم نوشته باشی و بگوی٭ نظم :

ہای٭ تا فرق جمله عیبی و عار
می کنی عیب زید و عمر شمار

زشت باشد که عیب خود پوشی
اندر افشای٭ دیگران کوشی

بر زبان گفت و گفتگوی٭ کسان
خود ہمه غرب عیب جوی٭ کسان

چند باشی درین معامله گرم
شرم بادت ازین معامله شرم

و بر خلاف چشم داشت از تو که از عہد مہدی [ص : ۶۴] من ہمدم بودی - - - - - - - -[1] نیز بهمراه سر انجام کار مرا بصحرایی تمام ازین عالم بر حسرت و حیرت ببری - - - - - - -[2] و خاسر و نادم و خادر و حماری و سکاری لا مسلمین و لا نصاریٰ ، مرا زندان خانه خاک اندازی و فراموشم کنی ع :

ترسم که چوبیدار شوم روز شود

---

۱ - متن میں اس جگہ روشنائی پھیل جانے کی وجہ سے عبارت پڑھی نہیں جای -

۲ - یہاں بھی عبارت اسی سبب سے پڑھی نہیں جا سکی -

اما چون خود می دانی که با این همه بی حاصلی و نا قابلی و جاہلی و کاہلی وقتی از اوقات ازان تو بوده ام و دم از محبت آن مردان صادق الاقوال و راسخ الاحوال زده ام بنابران اعتماد درین صحیفه که چون نامۂ عمل من سیاه و مانند طومار عمر من تباه است سخنی چند مانند طومار ہر ز در ایان آشفته ازان مقبولان بتقلید گفته ام ، این فضولی را بر من نگری و این خطا از من در پذیری با آنکه این تخم کاشته تو این رقم نگاشته تست ـ

بحرص ار شربتی خوردم مگیر از من که بد کردم
بیابان بود و تابستان و آب سرد استسقا

شانزدہم : کلمۂ کفر گفتن قوله تعالیٰ :

''و لقد قالوا کلمة الکفر و کفروا بعد اسلامهم ـ''

گفتند ایشان کلمۂ کفر را و سبب آن کافر شدند بعد اسلام خود و کلمات کفر بر انواع است یعنی از انہاست مستوجب تعریض در ایمان بخداست و بعضی در پیغمبر و ہمچنین در ملایکه وکتب و حشر و نشر و دیگر بناہای اسلام ، و ہمه آنها راجع است باہانت و مذمت شریعت پیغمبر علیه السلام ، و جمیع اصول این اقسام مجملاً در فصول مذکور گشته ، و حکم آن کلمات این است که اگر العیاذ بالله عمداً بگوید حکم بارتداد وی کنند ، اگر بعد از رفع شبه توبه کند فبها و الا دفع و رفع وی واجب است ، و اگر سہواً بر زبان آورد ہمین استغفار لازم است ، و در عالم محسوس این بدان ماند که اگر کافری دارالحربی که ہرگز اسلام نه شنیده باشد اطاعت بادشاه اسلام بکند و آن بادشاه را آمده ببیند بوی ہیچ نه می گوید بلکه خلعت و انعام می دہد و اما اگر کسی بعد اطاعت بادشاه خروج ورزد و رو گردان شود ، آن بادشاه ازین چنین کسی بر نه می تابد و اورا بتوبه و ندامت نه می گذارد ، نعوذ بالله من الحور بعد الکور ، و قیاس حال این باغی ازان دارالحربی نه می تواند کرد که این بصد مرتبه بد تر ازوست و توبه آن باجابت نزدیک است [ص : ٦٥] بخلاف اینکه چون یک مرتبه نقض عهد کرد بدین اعتماد نه ماند ، احتمالی تواند بود که باز عهد بشکند ، ہم ازین جهت علما گفته اند که بمجرد گفتن کلمۂ کفر از ذمه اسلام بر نه می

آید و دران صورت اگر کسی تعرض نا کرده بکشد بر متعرض هیچ تعرضی نیست - اما ازاله و رفع شبه او مستحب است و در کتب عقاید مسطور است که اگر کسی کلمهٔ کفر را سبک داشته بگوید و اعتقاد بمعنی آن نداشته باشد حکم بفکر (کفر) وی می کنند ، زیرا که حکم ظاهر راست ، ظاهرا از حال او عدم تصدیق است و جهل در دار السلام عذر و حجت نیست -

آن جا نه خرند حیلهٔ تو
عقل تو شود عقیلهٔ تو

و امر چنین است که :

"فاسألوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون"[۱]

از اہل علم و دانش بپرسید اگر نه می دانسته باشد و از آموختن ننگ مدارید که ضرر جهل بیشتر از ننگ است - و اگر نا دانسته دانسته تصور کرده آید آن خود جهل مرکب است - چیزے که کسے نه می داند خالی ازین نیست که می داند که نه می داند یا نه می داند - اگر شق اول است آن جهل ساده است و صاحب آن جهل باصطلاح (اصلاح ؟) نزدیک است - و راه‌نمونه راه برائے مشفق صادق شاید که براه آید و اگر شق ثانی است و صاحب آن جهل ممکن نیست که پند پذیر شود -ز یرا که اول ابله است و راه مقصود نه می داند اما ره گم کرده است و ثانی احمق است و خلاف مقصود را مقصود خیال کرده و احمق بد تر از ابله است و ازین جاست آنکه گفت :

ترسم نه رسی به کعبه ای اعرابی
کین ره که تو می روی بترکستان است

نظم :

آن کس که بداند و بداند که بداند
اسپ طرب از گنبد گردون بجهاند

---

۱ - سورة النحل ۱۶ ، آیت ۴۳ -

و آن کس که نه داند و بداند که بداند
در جهل مرکب ابد الدهر بماند
و آن کس که نه داند و نه داند که نه داند
او مرده شمار است کسی زنده نه خواند

و گفته اند اگر کسی کلمهٔ شهادت بر سبیل رسم و عادت گوید ما دام از آنچه کفر است بتمام باز نه گردد مسلمان نه گردد و آن خود گویندهٔ کلمه را معلوم نیست و وجه خلاص ازین ورطه دشوار است - بنابراین می باید که مداومت بذکر لا اله الا الله محمد رسول الله لازم داند - و درود بر رسول علیه السلام بسیار فرستد که در آخر زمان هیچ عبادت فاضل تر از درود نیست :

سلموا یا قوم [ص : ٦٦] بل صلوا علیٰ صدر الامین
مصطفیٰ ماء الا رحمة للعالمین

و کلمه اللهم انی اعوذبک من اشرک بک شیئا تا آخر بسیار گوید و از صحبت جاہلان و عاطلان زمان دوری گزیند که شطحیات و تربات را حقیقت و معرفت و تصوف نامیده اند قطعه :

قومی نه ز ظاہر نه ز باطن آگاه
ونگه ز جہالت بتبالت گمراه
ور غرق بکفرند وحقیقت گویند
لا حول و لا قوة الا بالله

بفدہم : عزت داشتن کفار قوله تعالیٰ :

''و الذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا*''

---

* - سورة الفتح ۴۸ ، آیت ۲۹ .

آنانکه یگانگی با رسول دارند درشت خوی[۱] اند بر کافران ، نرم دل اند میان یک دیگر و گفته "والذین معه" اشارت بصدیق است رضی اللہ عنہ ، صفت معیت با رسول علیہ السلام در اسلام آن جا تمام است، و"اشداء علی الکفار" بہ عمر فاروق است رضی اللہ عنہ کہ صلابت عمری در غایت اشتہار است ، و "رحماء بینهم" نسبت بذی النورین است رضی اللہ عنہ ازین جہت کہ حلم از سایر صحابہ رضوان اللہ علیهم اجمعین ممتاز است ، و"تراهم رکعا سجدا" صفت امیر المومنین مرتضی است رضی اللہ عنہ کہ بکثرت صلوۃ مشہور است ، و امام زین العابدین[۱] رضی اللہ عنہ می فرماید کہ شبی آواز ہزار تحریمہ از حجرۂ حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ شنیدہ شدہ است :

یک جہان بوبکر و عثمان و علی بینم ولی
آن حیا و علم و صدق آن چار کو[۲]

یازدہم[۳] : نکاح با کافران بستن و رسوم ایشان بجا آوردن قولہ تعالی :

"و لا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن"[۴]

در نکاح میارید زنان مشرکہ را تا آنکہ ایمان آرند :

"و لا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا"[۴]

و زنان مومنہ را بنکاح کافران در میارید تا آنکہ ایمان آرند :

زشت باشد خویشتن بستن بہ دام و انگہی
نقش آدم را خلاف از نقش شیطان داشتن

---

۱ - امام زین العابدین کا سال وفات ۹۴ھ ہے -

۲ - دوسرے مصرعے میں ایک رکن کم معلوم ہوتا ہے -

۳ - یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر اور بعض شہزادوں نے ہندو شہزادیوں سے جو شادیاں کی تھیں ، ان کو مسلمان نہیں کیا تھا - غالباً بدایونی نے اس کی اہمیت اسی واقعے کے پیش نظر کی ہے -

۴ سورہ البقرہ ۲ ، آیت ۲۲۱ -

نوزدہم : کافران را رازدار ساختن قولہ تعالیٰ :

''یایہاالذین آمنوا لا تتخذو ابطانة من دونکم لا یالونکم خبالاً ''[1]

ای مومنان مگیرید آنان را کہ در دین شما اند ، رازدار ، چہ ایشان تقصیر نہ خواہند کرد در فتنہ و فساد با شما و از جہت عداوت دینی کہ دارند ، دوست دارندکہ شما ہمیشہ در رنج باشید و تدبیری کہ بشما خواہند نمود قابل اعتماد نیست .

حکایت : ابو موسی اشعری[3] کہ حاکم یمن بود ، بفاروق رضی اللہ عنہ نوشت کہ یکی از کفار این دیار بطمع این کہ گہی در امور ملکی اورا دخلی [ص : ٦٧] بدہیم ، مبلغی کلی پیشکش می دہد ، درین باب چہ فرمائید و اگر این زر را ازو گرفتہ صرف حوایج مسلمانان شود ، شاید چندانی ضرر نداشتہ باشد ، فاروق رضی اللہ عنہ در جواب نوشت کہ ازین خاطری کہ در دلت گذشت توبہ بکن ، و اگر من بعد ازین مقولہ چیزی خواہی گفت معزول خواہم ساخت و ہمین آیت راکہ گذشت در آن نامہ درج فرمود .[2]

---

۱ - سورۂ آل عمران ۳ ، آیت ۱۱۸ .

۲ - یہاں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے ، ترجمہ کے لحاظ سے بھی ''اند'' کی جگہ ''نیند'' یا ''نیستند'' ہونا چاہیے .

۳ - ابو موسیٰ اشعری (وفات کا سال ۴۲ تا ۵۲ ہے) ان اکابر صحابہ میں تھے جن کو سابقین اولیں میں ہونے کا فخر ہے ، بعض روایتوں کے مطابق یہ مہاجرین حبشہ میں شامل تھے ، قرآن اس خوبی سے پڑھتےتھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو مزامیر داؤد میں سے ایک عطا ہوا ہے ، جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی کی طرف سے ثالث تھے ، اپنے دور خلافت میں امیر معاویہ نے ان کو یہ پیش کش کی کہ اگر وہ ان شرائط پر بیعت کر لیں جن پر عمرو بن العاص نے کی ہے تو وہ ایک کو کوفہ اور دوسرے کو بصرہ کا حاکم بنا دیں گے لیکن ابو موسیٰ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میری کوئی ضرورت ایسی نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو اور میرے لیے کوئی دروازہ بند نہیں (دیکھو ''طبقات ابن سعد'' - جلد چہارم - صفحہ ۸۶ - ۷۸) و ''تہذیب التہذیب'' - جلد ۵ صفحہ ۳۶۲ - ۳۶۳) .

گر از دوزخ همی ترسم بمال کس مشو غره
که این جا صورتش نار است ، آنجا شکل اژدرہا

بستم : عادت کفار بجاآوردن و خود را با ایشان مشبه ساختن ، مثل آنکه عیدہای[۴] و موسمہای ایشان را برپا دارند و لباس و بازی و عبادت و دیگر شعارہای[۴] شریک ایشان شوند قوله تعالیٰ :

"و رہبانیة ابتدعوہا ما کتبنہا علیہم"[۱]

آنچه این نافرمان کردند رہبانیتی بود ، ایشان خود آن را در دین اسلام پیدا آوردند ، و ما بر ایشان شروع نه ساخته بودیم و رہبانیة روش و رسم دین نصاریٰ است و جای[۴] دیگر می فرماید قوله تعالیٰ :

"و قد دخلوا بالکفر و هم قد خرجوا به"[۲]

اول مرة بر آئند در آرند این منافقان و مرتدان در احکام کفر و تحقیق در آمدند و حال آنکه ایشان بر آمده بودند از رسوم کفار در اول بار ، قال علیه السلام من تشبه[۳] بقوم فهو منهم ہر که خود را بقومی مشابه سازد او ازان است ، شنیده باشی که مسخره فرعون موسیٰ علیه السلام را تقلید می کرد و روز غرق فرعون چون قبطیان در نیل فرو رفتند آن مسخره نجات یافت موسیٰ علیه السلام مناجات کرد که خداوندا ! از ہمه این مسخره مرا بیشتر بتقلید ایذا رسانیده بود چرا اورا نگرفتی ، فرمان آمد که "موسیٰ ! تو دوست مای[۴] او تقلید تو می نمود و کسی که تقلید دوست ما بکند اورا چون ہلاک کنم[۳] ۔"

بیست و یکم : مسجد ویران ساختن بی نیت تعمیر ، اما اگر مسجد کہنه را بقصد مرمت خراب سازند رواست بشرط آنکه تاخیر در تعمیرش

---

۱ سورۃ الحدید ۵۷ ، آیت ۲۷ ۔
۲ ۔ سورۃ المائدہ ۵ ، آیت ۶۱ ۔
۳ ۔ متن میں "تشبیه" ہے ۔
۴ ۔ نو روز کے جشن وغیرہ کی رسوم ، اکبر ہی کے عہد میں جاری ہوئیں ۔

می کنند و شاید مرمت مسجد کهنه ثواب بیشتر داشته باشد نسبت بتجدید عمارت ، قوله تعالیٰ :

"انما یعمر مساجد الله من امن بالله و الیوم الاخر[1] ۔"

جز این نیست که تعمیر مساجد نه خواهد کرد مگر همان کس که ایمان بخدا و روز جزا داشته خواهد بود و کسی که ایمان نه دارد او عمارت مسجد نه خواهد کرد ، بلکه در خرابی آن خواهد کوشید قوله تعالیٰ :

"و من اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه و سعیٰ فی خرابها[2] ۔"

کیست ظالم تر از آن کس که منع کند مردم از ذکر نام خدای تعالیٰ در مسجد و کوشش در خرابی می نماید [ص : ٦٨] و جزای ایشان رسوای و بدنامی است در دنیا و عذابی عظیم است در آخرت و قصه اصحاب فیل و طیرا ابابیل[3] دلیلی است روشن و نیز چون ضد بضد ظاهر می شود ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔[4] پس هر گاه که بنای بت خانه از علامات کفر باشد لازم می آید که تخریب مسجد هم از علامات کفر و خراب ساختن دیگر شعایر اسلام نیز مثل خانقاه و رباط و قبر و خیرات جاری هم ازین مقوله است ، چنانکه لفظی چند باین مضمون گفته آید ، لموءلفه :

ای ز تو مقصورهٔ و مسجد خراب
بتکده و میکده را فتح باب

---

۱ - سورهٔ توبه ۹ ، آیت ۱٦ ۔
۲ - سورهٔ البقره ۲ ، ۱۱۴ ۔
۳ - اشاره به سورهٔ فیل ۱۰۵ ۔ مختصراً قصه یه ہے کہ حبشہ کی طرف سے یمن کا حاکم ابرہہ تھا ، اس نے صنعاء میں ایک گرجا اس غرض سے بنایا تھا کہ عرب کے لوگ کعبہ کی بجائے وہاں حج کے لیے آئیں ، لیکن ایسا نہ ہوا ، اس عرصے میں اس نے کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے مکہ پر حملہ کیا ، مگر بعض چھوٹے چھوٹے رندوں نے انتی کنکریاں برسائیں کہ لشکر کا اکثر حصہ تباہ ہو گیا ، یہ واقعہ آنحضرت‌ؐ کی ولادت سے پچپن دن پہلے ہوا تھا ۔

خانه دیوت شده بیت الحرام
خانهٔ دین را زتو نی در نه بام

عمر گذشت از اجل اندیشه کن
عاقبت اندیشی را پیشه کن

گرچه همه جنگ خدا داشتی
آشتی کز همه به آشتی

قوله تعالی :

"و لو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مسجد[1]"

اگر نه آن بودی که حق تعالی بعضی بندگان اخیار را برای دفع اشرار می گماشت بر آینه صوامع و کنشتها و نمازها و مسجدها ویرانی می یافت و هر کس که غلبه می بود ، معابد دین مخالف خود را و ؟ خراب می ساخت و مراد ازین همه معابد که مذکور شد معابد اهل توریت و انجیل و قرآن است بطریق لف و نشر و هدم صوامع و کنالیس قبل از ظهور دین اسلام در دین دیگران جایز نه بود بخلاف بتخانها و آتش کدهٔ مجوس و هنود که اینها بواسطه آنکه در آن ادیان حقه هیچ گه داخل نه بودند معابد ایشان داخل معابد نیستند ، و بجهت صورت پرستی درین زمان کنالیس نصاری نیز حکم بتخانها دارد و حکم این است که در عرب هیچ بتخانه را نگذارند خواه نو باشد خواه کهنه باشد چنانچه از هیچ کافری در آن جا غیر از اسلام قبول نه کنند و اشارت باین معنی کرده :

چون بتکدهٔ کهنهٔ نزدیکی کعبه
گویا که خدا خواست که آباد نه باشد

---

۱ - سورة الحج ۲۲ ، آیت ۴۰ -

و در عرب اگر کفار خواهند که بتخانه بنا سازند مانع باید آمد و اگر پیش از زمان اسلام تعمیر یافته باشد در هدم آن اختلاف است ، و در مذهب حنفیه اظهر این است که گذاشتن آن جایز است و این حکم در بتخانهای شهرهاست ، اما در دیها وسعت است و الله اعلم :

و از غرایب حکایات که در تواریخ آورده اند این است که در زمان امیر طاهر بن حسین[1] [ص : ۹۶] مسلمانان شهر ری مسجد کهنه را که کنیسهٔ کهنه در جوار داشت خواستند که تعمیر مسجد کنند بتخانه را نیز ویران کردند ، یهودیان در عراق رفته نزد امیر طاهر داد خواه شدند که در عهد شما بر ما این چنین ستم می شود ، امیر طاهر فرمانی بحاکم خراسان نوشت که اگر بتخانه کهنه باشد ، نه گذارند که کسی آن را هدم نماید ۔ مسلمانان این خبر شنیده هجوم عام آوردند و مسجد را شباشب تعمیر نموده صحن بتخانه را داخل مسجد ساختند و بصباح سه هزار سر معمر مقبول الشهادت بیک اتفاق پیش حاکم گواهی دادند که این مسجد بهمین وضع و طرح و صفت که هست از قدیم الایام بود و بتخانه بنظر ما نیامده و حاکم بگواهی ایشان عمل نموده دیگر متعرض آن جماعه نه شد والله اعلم ۔

و هرگاه که حکم هدم مسجد معلوم شد خانه ساختن و جنب در آمدن در مسجد و چرکین کردن آن و سخن دنیا در آن گفتن ازین قیاس باید کرد ۔ تا بدیگر شعارها چه رسد و در حدیث آمده که هر که سخن دنیا در مسجد بگوید عبادت چهل سالهٔ او هبط می شود و بعضی همچنین تاویل می کنند که چون بندهٔ مومن بنیت عبادت در مسجد می آید ثواب طاعت چهل ساله بنام او می نویسند و چون سخن دنیا گوید همان ثواب بر طرف می شود و از برای این معنی گفته اند که هر وقتی که در مسجد برود نیت اعتکاف باید کرد و معتکف را جایز است که سخن دنیا در مسجد

---

۱ ۔ طاہر ابن حسین ، خراسان میں خلیفہ مامون کی طرف سے ۸۱۰ء میں حاکم ہو کر آیا تھا ، بعد میں نیم خود مختار حکومت قائم کر لی تھی ، طاہری خاندان اسی کے نام پر ہے ۔

نکند و بخورد و بیا شامد چنانچه صواب (**ثواب ؟**) طاعت باعتبار اوقات و امکنه و اشخاص متضاعف می شود ، همچنان عقوبت معصیت نیز باعتبار آن سه چیز بوده و ضعف می گیرد ، مثلاً فرق بسیار است میان عبارتی (عبادتی ؟) که سیدی یا عالمی در ماه رمضان بخانهٔ کعبه بکند تا عبادتی که غیر ایشان بجایٔ دیگر در وقتی دیگر بجایٔ آرد ، قیاس معصیت نیز بر همین است :

شراب از دست شاهد بین بمسجد
حرام اندر حرام اندر حرام است

دیگری گفته :

زنان با حایض اندر ماه رمضان
حرام اندر حرام اندر حرام است

بیست و دوم : تغیر قبله قوله تعالیٰ :

"**فول وجهک شطرالمسجد الحرام** ؕ و حیث ما کنتم **فولوا وجوهکم** شطره "[١]

رویٔ آرای **محمد** ! وقت نماز بجانب مسجد حرام که کعبهٔ معظم باشد و رویٔ آریدای مسلمانان ! هر جا که باشید بجانب آن مسجد و در حدیث آمده که هر که نماز باین رکوع و سجود که بست بگذارد چنانکه ما می گذاریم و رویٔ بقبله ما بیارد [ص : ٤٠] و ذبیح کرده ما بخورد او مسلمان است که در عهده خدایٔ تعالیٰ روا **نیست** ، برین تقدیر که درین سه چیز بما شریک باشد در احکام دنیای با ما متحد است ، **اگر** اسلام و از رویٔ اخلاص است در احکام آخرت **نیز** با ما شریک است و اگر از رویٔ **نفاق** است روا نیست که حکم بر کفر وی بکنم و اورا برنجانم و در آخرت معامله او با خدایٔ عز و **جل** است و جایٔ او در درکه اسفل :

---

١ - سورة البقره ٢ ، آیت ١٤٤ -

با دو قبله در ره توحید نه توان رفت راست
یا رضای دوست باشد یا ہوای خویشتن

و حضرت مقدسه مقتدی الانام شیخ الاسلام احمد جام[1] قدس الله روحه در کتاب "مفتاح النجات" که آن را سه بار در خواب بر حضرت محمد مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم عرض کرده و آنحضرت فرموده که ہذا مذہبی، آورده که اہل سنت و جماعت را مسایل بسیار است که دانستن آن فریضه است، اما اصل آن ہمه ده است، ازانجمله این است که ہرکه از اہل قبله بمیرد و نماز جنازه گذاشتن برو نه گذارند و یکی را از اہل توحید کافر بگویند و کاتب سطور انشاء الله العزیز این ده اصل را بتیمنا بجای خویش خواہد آورد:

حکایت: آورده اند که رسول علیه السلام اسامه[2] غیر مشہور و بقولی، مقداد[3] رضی الله عنہما را بجانب فدک سردار لشکری ساخته بر بعضی از قبایل عرب نامزد گردانید، او شبخون کرد و در وقت صباح غارت باموال و مواشی آن جماعه آورد، یکی از آن میان کلمه گویان و سلام کنان پیش آمد، اسامه حکم بکشتن او فرمود و شتر و غنم اورا غنیمت گرفت، و این مقتول خود مرداس نام داشت که شرف اسلام دریافته در آن قبیله

۱- شیخ الاسلام احمد جام، آنحضرت کے صحابی حضرت جریر ابن عبدالله البجلی کی اولاد میں سے تھے، ۴۴۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۳۶ھ میں وفات پائی۔ ابتدائے عمر میں شراب وغیرہ پیتے تھے۔ بائیس سال کی عمر میں توبہ کی اور چالیس سال کی عمر میں بحیثیت شیخ مشہور ہوئے۔ شیخ ابو سعید ابی الخیر کی وساطت سے حضرت صدیق اکبر کا خرقہ پہنچا جس کی تفصیل مولانا جامی نے "نفحات الانس" میں دی ہے۔ "نفحات الانس" صفحہ ۴۰۵ - ۴۱۷۔

۲- اسامہ بن زید ابن حارثہ (ف ۵۶۷ھ) نے جنگ حنین میں شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا، حضرت ابوبکر کے عہد میں جنگ موتہ کے لیے ان ہی کی سرکردگی میں لشکر بھیجا گیا تھا یہ تو مشہور ہیں، لیکن غیر معروف اسامہ، نام کے کئی اور صحابی بھی ہیں جن کا ذکر "الاصابہ" (صفحہ ۳۵ - ۵۷) میں موجود ہے۔

۳- حضرت مقداد ابن عمرو، مہاجرین حبشہ میں شامل تھے، غزوۂ بدر

(بقیہ نوٹ آئندہ صفحہ پر)

رفته بود پیش ازان که آن لشکر باز گردد این خبر بآن سرور عالم علیه السلام رسید - چون اسامه بملازمت آنحضرت رفت و سلام کرد روی مبارک ازو گردانید و جواب باز نه داد . بعد ازانکه الحاح بسیار نمود و گفت ''کدام تقصیر از من بوجود آمده که مستوجب این بهمه اعراض و اعتراض شده ام ؟'' حضرت فرمود ''من از برای این معنی مبعوث شده ام تا مجموع محنت مردم را از راه ضلالت بهدایت آرم و تو کسی را که ایمان عرض می کند می کشی - آن اعرابی را که کلمه گویان پیش تو آمده چرا کشتی ؟'' گفت ''او منافق بود وکلمه از [ص : ۱۰۷] جهت نگاه داشت جان و مال خود بر زبان می راند - اما دل او را ازان خبر نه بود -'' آن سرور علیه السلام فرمود ''مگر تو دل او را شگافته بودی'' و این آیت نازل گشت :

''لا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا - تبتغون عرض الحیوة الدنیا - فعند الله مغانم کثیرة''[۱]

و مگوئید کسی را که کلمهٔ دین اسلام یا لفظ ''السلام علیکم'' بر شما خواند که تو مومن نیستی - چه ازین بدگمانی شما متاع زندگی دنیا می خواهید و خدای تعالی از شما آخرت می خواهد و نزد او غنیمت ها بسیار است :

و مثل این قصه از صحابی دیگر که نام او محلم[۲] بر وزن معلم بن

(گذشته صفحه کا حاشیه)

میں شریک ہوئے ۔ وفات ۳۳ھ میں ہوئی - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی - مزید حالات کے لیے دیکھیے ''طبقات ابن سعد'' جلد سوم ، جزو اول صفحہ ۱۱۳ ، ۱۱۶ -

۱ - سورۃ النساء ۴ ، آیت ۹۴ -

۲ - محلم ابن جثامہ اللیثی کے متعلق ابن حجر نے ''الاصابہ'' (صفحہ ۳۷۷) میں لکھا ہے کہ اس میں شک ظاہر کیا گیا ہے کہ جس نے عامر ابن الاضبط کو قتل کیا وہ یہی محلم تھے یا اس نام کا کوئی اور شخص تھا - قاتل کی لاش قبر سے دو مرتبہ باہر نکل آئی تھی - لیکن محلم ابن جثامہ کے بارے میں ابن السکن کا قول ہے کہ محلم ابن جثامہ کا عبداللہ ابن زبیر کے زمانے میں حمص میں انتقال ہوا -

جثامه بر وزن علامه بود رضی الله عنه وقع شد و آن چنان بود که آن سرور علیه السلام اورا در سریه فرستاد تا بر قبیله تاخت و این خبر پیش از مراجعت سریه بحضرت خیرالبریه علیه الف صلوة و الف تحیه رسید ، چون محلم به ملازمت آمد سلام کرد فرمود ''لاغفر الله لک آن مومن را چرا کشتی ؟'' محلم گفت ''او منافق بود'' و بعضی گویند که محلم را با وی کینه دیرینه بود ، بعد ازان حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم اورا عتاب بغایت فرمود ، و محلم از نهایت غصه و غم و خجالت بعد از هفته ملول و محزون شد و بهانه بیماری از جهان گذشت و نظر بقول امام زاہدی رحمه الله این متوفی اسامه غیر متبنای است و بعد از دفنش دیدند که از بیرون افتاده است ، بار دیگر مدفون ساختند باز بر آمد - چون قضیه را جناب نبوت مآب معروض داشتند ، سید عالم صلی الله علیه وسلم خود بر سر قبر او تشریف بردند و خطاب با زمین فرمود که ''فرعون و شداد و ثمود و عاد را در خود جایٔ دادی ، محلم اگرچه خود با خدا و رسول خدا ایمان داشت اورا چرا جا نه می دہی ؟'' آنگاه زمین اورا قبول کرد و آن سرور برایٔ او آمرزش خواست و بصحابه رضی الله عنهم فرمود که ''خدایٔ تعالیٰ از برایٔ شرف کلمهٔ اسلام شما را تنبیه فرمود بردن تا بقتل کسی که ایمان ظاہر سازد ، دلیر نه باشید ، چه بر حق سبحانه و تعالیٰ ابقاء ہزار کافر بر کفر آسان تر است از کشتن یک کسی که کلمهٔ اسلام بر زبان آورده باشد ، شما را با نیت ہایٔ [ص : ۷۲] مردم ہیچ کاری نیست -''

و ہر گاه که حکم بغیر قبله معلوم شد حکم بول و غایط و پا سویٔ قبله دراز کردن و تف بجانب آن انداختن نیز بقیاس معلوم توان کرد که چه حال دارد -

حکایت : آورده آند که امام بخاری[۱] رحمه الله صاحب ''صحیح'' که بعد از کتاب الله ہیچ کتابی دیگر صحیح تر ازو و ''صحیح مسلم'' تصنیف نه شده است - ہر جا که می شنیدی که محدثی حدیثی از رسول علیه السلام یاد دارد و مسافت ہایٔ بعید بمحنت ہایٔ بسیار طی می کرده نزد او می

---

۱ - امام بخاری محمد الجعفی کا سن وفات ۸۷۰ء ہے - مجموعہ حدیث یعنی صحیح بخاری کے علاوہ ان کی تصانیف میں 'تاریخ الکبیر' بھی قابل ذکر ہے -

رفت و سند درست تا اورا نشان دادند که فلان دیار محدثی بسند عالی چند صد حدیث استحضار دارد ۔ امام بعد از سفر دو سه ماهه راه بشهر آن محدث رسید و از سیمای او دریافت که بغایت فر حشمت و عظمت دارد و او گفت مرحبا ترا که چندین احادیث صحیح الاسناد از مصطفی صلی الله علیه وسلم یاد داشتم و اهل آن می خواستم ، ناگاه در اثناء محاوره آن محدث اسپ بجانب ویله انداخت و امام فی الحال ''انا لله و انا الیه راجعون'' گفت و برخاست ۔ او هر چند مبالغه و الحاح نمود قبول نه کرد و جواب داد که ''حیف مشقت چندین ماهه من ضایع شد و اگر می دانستم که تو در دین پیغمبر علیه السلام این چنین دلیر و بی ادب بودهٔ برای چه آمدم ۔ حالا مرا بر اسناد تو اعتماد نه ماند ۔''

و نیز می گویند بعد ارتکاب سفر دور و دراز بخدمت محدثی رفت که او بسیار عالی شان بود ۔ بعد از ملاقات دید که بجهت گرفتن اسپ رمیدهٔ خویش دامن بدو دست گرفته چنان می نمود که مگر دران جا دانه خواهد بود ۔ امام بخاری بر خواست و باو گفت ''هرگاه که تو در حق بی زبان حیله و مکری اندیشیده باشی احتمال دارد که بر رسول علیه السلام و کلام صدق انجام وی نیز تلبیسی کنی'' و شیخ ابن حجر[۱] باقی مناقب اورا قریب بیک جزو در مقدمه ''شرح مشکوة'' نوشته ازان جا کمالات او می توان دانست ۔

بیست و سیم : حلال را حرام و حرام را حلال دانستن و مراد ازین حرام آن است که آن بنص قطعی ثابت شده باشد ، چون خوردن خمر و خوک و زنا و امثال آن که اجماع امت بر آن منعقد شده است ۔ اما اگر حرام مختلف فیه باشد مثل مثلث و سوسمار و متعه که اول نزد حنیفه و ثانی نزد شافعیه و ثالث نزد مالکیه رحمهم الله مباح است و در حرمت هر کدام آنها

---

۱ ۔ شیخ ابن حجر (۷۷۳ - ۸۵۲ھ) نام شہاب الدین ابو الفضل احمد ابن علی تھا ، حدیث و رجال کے مشہور اور عظیم ماہر تھے ۔ انھوں نے ''صحیح بخاری'' کی شرح ''فتح الباری'' لکھی ہے ۔ شاید مصنف کا اشارہ اسی طرف ہے ، فن رجال میں ''الاصابہ'' ، ''تہذیب'' ، اور ''طبقات المدلسین'' ان کی مشہور اور مستند تصنیفات ہیں ۔

اختلاف امت درین صورت عندالله بتحلیل حرامی و [ص : ۲۷] تحریم حلالی ظاہرا ماخوذ نه باشد ، چه قیاس شرعی را در این جا مباحی است و گفته اند که اگر از تمام مجتهدان این است یک کس بحت فعلی و دیگران بحرمت آن قایل شده باشند ، روز قیامت بر کسی که آن فعل را بکند عذاب نه خواہد بود و از ہم این جہت در حدیث آمده که "اختلاف امتی رحمة الله" یعنی از جہت شرفی که امت مرا است اختلاف ایشان ہم رحمت است و اتفاق خود بطریق اولی ، شیخ العطار۱ روح الله روحه می فرماید :

اختلاف امت آمد رحمتش

خود چه باشد اتفاق امتش

آری این قدر ہست که در بعضی احکام دنیوی بر مرتکب این گونه حرام شاید از جہت مصلحت تعزیری و گرفت و گیری باشد ۔ مثلاً در

---

۱ ۔ شیخ فرید الدین عطار نیشا پوری : (ف ۔ ۱۲۳۰ء) مشہور صوفی بزرگ اور شاعر تھے ، یہ بیان کیا گیا ہے کہ منگولوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے ، جس نے گرفتار کیا تھا وہ ان کو لیے جا رہا تھا کہ ایک شخص ملا بڑی رقم دے کر ان کو خریدنا چاہتا تھا ، یہ بولے کہ "یہ قیمت قبول نہ کرو ، میری قیمت اس سے زیادہ ہے" اس کے بعد دوسرے شخص نے گھاس کی گٹھری کے بدلے میں خریدنا چاہا ، خواجہ صاحب نے کہا ، "ضرور فروخت کر دو ، میری قیمت اس سے کم ہے ۔" منگول کو غصہ آیا اور ان کو قتل کر دیا ، مگر جب ان کی عظمت کا حال اس پر ظاہر ہوا تو توبہ کی اور ان کے مزار کا مجاور ہو گیا ۔ مولانا شبلی ("شعر العجم" ۔ جلد دوم صفحہ ۔ ۹ ۔ ۱۰) نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ خواجہ صاحب کا اشارہ قرآن کی ان دو آیتوں کی طرف تھا جن میں انسان کی بزرگی اور شرف اور اس کے تنزل کا ذکر ہے ۔ یعنی لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور دوسری ثم رددناہ اسفل سافلین ۔

خواجہ صاحب متعدد کتابوں کے مصنف ہیں ۔ نثر میں "تذکرۃ الاولیا" اور نظم میں "مثنوی منطق الطیر" بہت مشہور ہیں ۔

دیار حنفی بر مرتکب متعه اگر بامضای قاضی نه باشد اعتراض و تعزیر هست با آنکه بکفر نیست ، و هم چنین در دیار شافعیه بر مشارب مثلث ، علی هذا القیاس و این باقی است وسیع قوله تعالی :

"یاایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبت ما احل الله لکم و لا تعتدوا ـ ان الله لا یحب المعتدین"

(ای مومنان حرام مسازید بر خود چیزهای پاکیزه را که خدای تعالی آنها را بر شما حلال گردانیده است و لیکن از حد مگذرانید و هیچ چیزی را بافراط مرسانید که حق سبحانه و تعالی مفرطان را دوست نه می دارد) ـ

و نزول این آیت در شان جماعت از بزرگان صحابه است رضی الله عنهم که در خانهٔ [عثمان] ابن مظعون جمع آمده می گفتند که "قبل ازین دلهای ما نرم بود و هر زمانی که آیت قرآنی در ابتدای اسلام می شنودیم اشکهای از چشمهای ما روان می شد ، حالا آن لذت درد در خود نه می یابیم سبب این چه باشد ، بعضی گفتند 'از بس که هر روز گوشت می خوریم چربی آن در دلهای ما فرو رفته و سیاه ساخته' و دیگری گفت که 'از جهت کثرت جماع و محبت عیال و اطفال این شقاوت و قساوت مارا دریافته' و دیگری گفته که 'مگر این غفلت ما از بسیاری خواب است' و دیگری گفته که 'شب و روز گفتگوی دنیا جلادی است یاد خدا را از خاطرهای ما برده' هر کدام چیزها گفته اند ، آخر همه باتفاق سوگند خورده اند که بعد ازین گوشت نه خوریم و شبها در خواب نه رویم و با کسی سخن دنیا نه گوئیم تا نه باشد که بحالت اصلی باز آئیم" :

بمعشوق حقیقی در ازل چون بسته ام پیمان
بعشقی دیگران نه بود مناسب نقض پیمانش

---

۱ ـ سورة المائده ۵ ، آیت ۸۷ ـ

۲ ـ عثمان ابن مظعون : اکابر صحابہ میں تھے ، چودھویں نمبر پر اسلام لائے تھے ـ مہاجرین حبشہ میں شامل تھے ، جنگ بدر میں شریک تھے ، مدینہ میں مہاجرین میں سب سے پہلے وفات پائی ـ دیکھو "الاصابہ" صفحہ ـ ۱۱۰۷ ـ ۱۱۰۸

برین قرار و عهد متفرق شده اند و عثمان بن مظعون که صاحب خانه بود فی الحال بستر های خود را جدا ساخته [ص : ۴۷] و از زن و فرزند خویش دوری گزیده بایشان حرف اصلا نه می زد - آن عورت ازین حروف و حکایت ایشان مطلع شده و اطفال را برداشته نزد آن سرور صلی الله علیه وسلم آمده و گریان گریان معروض داشته که یا رسول الله شوہر من مرا خود ترک داده - اما حال این طفلان بی چاره چه خواہد شد و تربیت ایشان که خواہد کرد - قصه را به تمام باز نمود و زنان یاران دیگر ہم عہد نیز شکایت ازشوہران پیش آنحضرت علیه السلام برده و در خانها غلغله و فریاد برخواست تا آنکه پیغمبر علیه السلام ایشان را طلبیده و فرمود که شما از من بہتر در راه خدا نه خواہید بود و من گوشت قدید می خورم و سخن دنیا بقدر ضرورت می گویم - شما نیز ہم چنین باشید - غایتش از حد مگذرانید و یک روز روزه دارید و یک روز افطار بکنید و پارهٔ از شب بخواب روید و پاره بنماز تہجد مشغول باشید ، و این آیه را که گذشت بر ایشان خواند ، عارفی گفته :

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن میفزای بر مصطفیٰ

[کتب پیشینیان خواندن]

بیست چہارم : کتب پیشینیان خواندن قوله تعالیٰ[1] :

''یحرفون الکلم عن مواضعه''

(تحریف می کنند این اہل کتاب عبارتها از محال خود و احکام الٰہی را از پیش خود تغیر می دہند) و جای دیگر فرموده :

''و یقولون ہو من عند الله و ما ہو من عند الله -''[2]

(نوشته خود را می گویند که این از خدا است و حال آنکه از خدا نیست) و مراد ازین کتب آسمانی آن است که بر انبیا فرود آمده باشد نه آنکه

---

۱ - سورة النسا ۴ ، آیت ۴۶ - سورة المائده ۵ ، آیت ۱۳ -
۲ - سورة آل عمران ۳ ، آیت ۷۸ -

مجوسیان[1] و خطاییان[2] و هندوان و غیر ایشان دعوی کتاب می کنند ، چه ایشان بوحی قایل نیستند ، پس مزخرفات این طایفه از قبیل تعقیبات[3] (؟) شیطانی است نه تعلیمات ربانی و باعث نهی از خواندن کتب مقدمین دو چیز است ، یکی آنکه چون اکثر از احکام آن درین دین منسوخ است پس در خواندن آن اہتمال (احتمال ؟) فساد عقاید اہل اسلام است ، و کسی که ضعف یقین دارد شاید که در شک افتد و بگوید که چون این کلام خدا است و بر پیغمبران نازل شده و این فعلی مخصوص در زمان پیغمبر ، مباح بوده ، پس اگر کسی مرتکب آن باشد چرا بزه کار گردد و حکم سابق چرا نسخ یابد که بظاہر ثقه[4] است و این قیس او باطل است ، چه نسخ بیان انتهای[5] مدت حکمی است بحکمی دیگر از جہت رعایت مصلحتی نسبت بقومی نظر بوقتی ، چنانچه پادشاہی عادل مدبری [ص : ۷۶أ] مثلا وقتی از اوقات نظر بضعف حال رعیتی[5] حکمی نویسد که از خراج این قدر بایشان بخشیدم و این حکم چند گه ما تو (؟) گشت و نسبت بصورت حال بهان رعیت را بعد از چندگاه مثالی نویسد که این مقدار محصول بر ایشان زیاده ساختم ، درین ہر دو صورت ہیچ سفه لازم نه می آمد و عمل بفرمودهٔ او بهر دو صفت واجب است ، ہم چنانچه حق سبحانه و تعالیٰ بعلم قدیم ازلی خود دانسته بود که بعض احکام نسبت باقی لایق است و باقی دیگر نه ، بنابران بعضی ایشان را بر امم سابق حرام گردانید و بر

---

۱ - مجوسیان : زرتشت کے متبعین جو آگ کی پرستش کرتے ہیں ۔

۲ - خطابیان : ایک فرقہ تھا جس کا بانی ابو الخطاب الاجدع (۲۰۲ - ۲۶۵ء) اس کا خاص عقیدہ حلول کا تھا ، یعنی خدا کی روح انسان کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ میرے اندر بھی داخل ہو گئی ہے ، لوگ اس کے خلاف ہو گئے اور پکڑ کر جلا دیا ، اس کا سر بغداد بھیج دیا گیا ۔

۳ - متن میں ''تلفیفات'' ہے ۔

۴ - متن میں ''ثقہ'' ہے ۔

۵ - متن میں ''راعی'' ہے ۔

ما حلال و بعضی بر عکس آن ، چنانچه شراب مثلاً در زمان پیغبران دیگر علیهم السلام مباح بود و برین امت بعلو فطرت و کمال زیرکی ایشان حرام ساخت تا ایشان جوہر عقل شریف خود را که مشعله از نور الهی است باین آب پلید تیره نکشند ، و امتیان دیگر چون ساده لوح بودند و فراست ایشان باین مشابه نه بود پس خوردن و نا خوردن شراب را بر ایشان مساوی داشت و نه می توان گفت اگر خوردن شراب فعل حسن بود بر ما چرا حرام کرد و اگر قبیح بود چرا بر ایشان حلال ساخت ـ

دوم آنکه چون در آن کتب از جهت عدم اعجاز عبارت تحریف بسیار رفته است اعتماد بر آن نه مانده و در حدیث صحیح است که اہل کتاب توریت را بعربیه ترجمه می کردند ، تا اہل اسلام بشنوند ـ رسول علیه السلام فرمود که اہل کتاب را نه تصدیق نمایند نه تکذیب ، بلکه بگویند : "امنا بالله و ما انزل الینا" ، بخدای ایمان آوردیم و آنچه بما فرستاده است و نیز در صحاح آمده که روزی فاروق رضی الله عنه نسخه از توریت آورده با رسول علیه السلام گفت که این توریت است و آن را می خواند و در بشره مبارک رسول علیه السلام ہر زمان از غضب تغیری می رفت ، و صدیق رضی الله عنه برین معنی اطلاع یافت و دعای بد بر فاروق رضی الله عنه ، چنانچه عبادت (عادت ؟) عرب است ، کرد و گفت مادر تو بر تو بگریاد ! آیا بجانب روی پیغمبر نه می بینی که چه رنگ دارد ، فاروق ازان حالت مطلع شد و گفت پناه می گیرم از غضب خدا و غضب رسول خدا و راضی شدم بخدای خدا و نبوت پیغمبر و دین اسلام ، انگاه پیغمبر علیه السلام فرمود سوگند بخدای که جان من در قبضه قدرت اوست اگر موسیٰ درین زمان پیدا شود شما [ص : ۷۶] پیروی بکنید و مرا بگذارید ، البته گمراه می شوید و اگر او زنده می بود و نوبت نبوت مرا در می یافت البته غیر از متابعت من اورا چاره نه می بود :

نگار من که بمکتب نه رفت و خط نه نوشت
بغمزه مسئله آموز صد مدرس شد

[سب اہل بیت]

بیست و پنجم : سب اہل بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم و

ازواج او رضی الله عنهم ، خصوصاً قذف بی بی عایشه رضی الله عنها که آن بدلیل قطعی که نص کتاب باشد کفر است - چه حق سبحانه و تعالیٰ هفده آیت در بیان پاکی او فرستاده است ، قوله تعالی :

''ان الذین جآء وا بالافک عصبة منکم - لا تحسبوه شراً لکم - بل هو خیر لکم - لکل امریٔ منهم ما اکتسب من الاثم - و الذی تولیٰ کبره منهم له عذاب عظیم''[۱]

باتفاق مفسران این آیت و انتهایٔ دیگر که بعد ازو ست در شان عایشه رضی الله عنها در وقتی که عبدالله بن ابی سلول منافق و چهار کس دیگر برو افترا کردند نازل گشته و آن قصه افک مشهور است - می فرماید که بدرستی که آنانکه آوردند دروغ بزرگ را در شان عایشه رضی الله عنها گروهی اند از شما - مپندارید ای اہل بیت آن بهتان را از برایٔ خود بلکه بهتر است شما را از ہر چه توان گفت بجهت آنکه ثواب عظیم است تهمت یافتن و در براءت شما آیتها نازل شده که تا قام قیامت خواهند خواند و تعظیم کرامت شما بر همه ظاہر گشت و وعید و تهدید شدید درباره دروغ گویان وقوع یافت چه ہر یکی را ازین مفتریان جزایٔ آن چیز است که کسب کرده اند از گناه بقدر خوض او و آن کس که فرا گرفته معظم آن سخن را از آن جماعت یعنی ابن ابیٔ[۲] سلول منافق مراو راست عذابی بزرگ ہم در دنیا و ہم در آخرت تا آنکه حد قذف خورد و مردود الشهادت

---

۱ - سورۃ النور ۲۴ ، آیت ۱۱ -

(ترجمه : جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان ، تم ہی میں ایک جماعت ہیں - تم اس کو نہ سمجھو برا ، اپنے حق میں ، بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں - ہر آدمی کے لیے ان میں سے وہ ہے ، جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ ، اس کے واسطے بڑا عذاب ہے) -

۲ - عبداللہ ابن ابی ابن سلول ، منافقین مدینہ کا سردار تھا - غزوہ احدؓ سے اپنے ساتھیوں کو واپس لے گیا تھا -

گشت و لعنت ابدی یافت و از جمله آن جماعت حسان بن ثابت[1] شاعر است رضی الله عنه ـ اگرچه ازو آن فعل بی قصد واقع شده و تائب گردید اما در آخر عمر نابینا گشت و مسطح[2] ابن اثاثه پسر خاله صدیق رضی الله عنه که صدیق رضی الله عنه ازو رنجیده وظیفه هر روزه را ازو چند گاه باز داشت و او آخر آخرالامر به هر دو دست شل شده :

قوله تعالیٰ :

"قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ ـ"[3]

(بگو ای محمد نه می خواهم از شما بر رسانیدن [ص : ۷۷] این پیغام هیچ مزدی و هیچ پیغمبری نیز از برای[4] دعوت مزدی از امت نه خواسته و

۱ـ حسان ابن ثابت خزرجی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں شعر کہتے تھے ـ عرب کے مشہور شاعروں میں ہیں ، ان کی خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ نہایت بزدل تھے ، چنانچہ ایک غزوہ کے موقع پر ، عورتوں اور بچوں کے ساتھ تھے کہ وہاں ایک یہودی آگیا ، آنحضرت کی پھوپھی حضرت صفیہ نے کہا : "حسان ، اس کو قتل کر دو" انھوں نے جواب دیا : "اے صفیہ تم مجھ کو جانتی ہو !" حضرت صفیہ نے ایک لکڑی سے اس کا سر پھاڑ دیا اور ان سے کہا کہ اس کا مال لے لو اور اس کی لاش کو دشمنوں کی طرف پھینک آؤ ـ مگر انھوں نے اس سے بھی انکار کر دیا ـ چنانچہ حضرت صفیہ نے خود پھینک دی ـ سال وفات میں اختلاف ہے ـ ۴۰ھ سے ۶۰ھ تک بیان کیا گیا ہے ـ عمر کم سے کم ایک سو بیس اور زیادہ سے زیادہ ایک سو چون بیان کی گئی ہے ـ (دیکھو "الاصابہ" ـ صفحہ ۱۶۶۷ - ۱۷)

۲ ـ مسطح ابن اثاثہ : ان کا نام عوف تھا ، حضرت ابوبکر کی خالہ کے بیٹے تھے اور وہ ان کی مدد کرتے تھے ، جب وہ تہمت لگانے والوں میں شامل ہو گئے تو حضرت ابوبکر نے ان کی امداد بند کر دی ، مگر بعد میں جب قرآن کی آیت نازل ہوئی تو وہ امداد کا سلسلہ پھر شروع کر دیا ـ مسطح کی وفات ۳۴ھ اور ۳۷ھ بتلائی گئی ہے ـ (دیکھو "الاصابہ" ـ صفحہ ـ ۸۳۲ ۳۳) مخطوطہ میں اثاثہ کی جگہ اثاث کتابت کی غلطی ہے ـ

۳ ـ سورۃ الشوریٰ ۴۲ ، آیت ۲۳ ـ

نه می خواهیم از شما مگر دوستی بر حق خویشان خویش) و نزول آیت این است که چون حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم بمدینه تشریف آورده اکابر انصار بخدمت آن سید اخیار آمده گفت - تو پسر خواهرمای' و ما می بینیم که خرج تو بسیار و حاصل بسیار کم است - اگر فرمای' از اموال خواش بخوشی و رغبت تمام جمع کرده بیاریم - تا در حوایج خود صرف نمای' و خاطر عاطرت ازین ممر فارغ باشد - این آیت نازل شد - انگه صحابه گفتند که یا رسول الله ! خویشان تو که مارا مودت ایشان باید کدام اند - فرمود که علی و فاطمه و دو پسر ایشان که مراد ازان امیرالمومنین حسن و حسین است رضی الله عنهم اجمعین[۱] :

و در حدیث آمده که فاطمه گوشت پاره ایست از من هر که اورا رنجاند مرا رنجانیده باشد و جای' دیگر فرمود که حسن و حسین بهتران جوانان اند در بهشت و هر دو ریحان من اند و جگر گوشهای' من - هر که ایشان را آزاردبد مرا آزرده باشد و هر که مرا آزارد خدی' را در آزار داشته باشد و هر که خدای' را بیازارد جای' او در دوزخ است - سبحان الله نه می دانم که در مقابله این وعید و تهدید شدید خارجی بدبخت پلیدچه عذر آماده و چه بهانه نهاده باشد و چه خوش گفت آنکه گفت :

گر عشق حق خویش طلب خواهد کرد
پس مدعیان را که ادب خواهد کرد

[سب صحابه رسول الله ص]

بست و ششم : سب اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم خصوصاً خلفای' راشدین رضی الله عنهم اجمعین . قوله تعالیٰ :

---

۱ - اس آیت میں "قربیٰ" کی تفسیر پر اختلاف ہے ، اس کی تفسیر تین طرح کی گئی ہے یعنی قربیٰ سے مراد رسول اللہ کی قریش سے قرابت داری دوسرے معنی خدا سے قربت اور تیسرے اہل بیت رسول - ان میں سے پہلے قول کو جو حضرت ابن عباس پر مبنی ہے مفسرین نے ترجیح دی ہے مثلاً دیکھو "تفسیر ابن کثیر" جلد ہشتم - صفحہ ۲۷۰ - نیز حاشیہ بر ترجمہ مولوی محمود الحسن از مولانا شبیر احمد عثمانی

"و الذین جآء و من بعد هم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم"۱

آنانکه آمدند یا می آیند از پس مهاجران و انصار یعنی تابعان صحابه تا روز قیامت می گویند ای پروردگار ما بیا مرز مارا و برادران ما را در دین - آنانکه پیشین گذشته اند بر ما بایمان و مگردان دلهای کینه و حسدی و خیانتی برای کسانی که گردیده اند پیش از ما که صحابه پیغمبر صلی الله علیه وسلم باشند - ای پروردگار به درستی که تو مهربانی و دعای مارا مستجاب کن و بخشیده مارا برحمت خود در زمره سابقان [ص : ۸۷]

در حیل (داخل؟) سازی - بنابران گفته اند هر کرا کینه یکی از صحابه در دل باشد از اہل این آیت نیست و از ثواب این دعا محروم است - و در حدیث آ ده که دشنام مدهید اصحاب مرا زیرا که اگر شما مانند کوه احد در راه خدای تعالیٰ زر خالص خرچ کنید بمقدار نصف بلکه چار یک از صواب (ثواب ؟) ایشان هم نه می رسد :

فصل : آیات و اخبارات و آثار و مناقب و فضایل اصحاب و ازواج و اہل بیت خصوصاً عشره مبشره رضی الله عنهم چندان وارد شده که اگر کسی جمع کند دفترہا شود و در عمرہا دراز از عهده رازیک حق گذاری ایشان که در باب نصرت رسول الله علیه السلام و رواج دین اسلام بجای آورده اند بذل جان و مال و مفارقت اہل و عیال نموده اند - بیرون نه توان آمدن و حق این است که گردسم شتران و اسپانی که کمترین صحابه رضی الله عنهم بران سوار شده در صحبت رسول الله سلام الله ثواب غزایافته است ، ہزار ہزار مرتبه بهتر و نزد خدای تعالیٰ دوست تر از طاعات و عبادات اہل قرون دیگر است ، ہر که باشد - چه جای آنانکه قرآن مجید نجماً نجماً در باب ایشان نازل شده باشد - خصوصاً اہل بیعت بدر و اہل بیعت احد رضوان الله علیهم اجمعین ، که کریمه رضی الله عنهم و رضوا

---

۱ - سورة الحشر ۵۹ ، آیت ۱۰

عنه' در حق ایشان وارد شده زبان از خورد و بزرگ ایشان مطلق نگاه باید داشت که آن شیوه ارذال و جهال است ـ و سوانح و وانع را که میان ایشان گذشته و حال آنکه اکثر وقایع آنها که از قبیل احاد است بر تاویلات پسندیده حمل باید نمود و فضایل مناقب ایشان که بدلائل قطع ثابت گشته بشبهات شکوک هر مدعی مبتدعی و نقلهای' رکیک متروک هر مورخی مجهولی مفتری نفی نه توان گفت ـ چه ضعیف را هرگز قوت مقاومت با قوی نیست ـ مگر آنکه قرآنی دیگر یا صحیح بخاری و صحیح مسلم دگر در برابر آرند و این از محال عقلی هم آن طرف تر است ـ و عقیدت اہل حق این است که سب بعض از اصحاب کفر است و بعضی فسق بدعت ـ بهوش باش تا ایمان را که نعمتی است بی بدل بازی [ص : ۹٤] بازی بباد نه دہی ـ و ہر چند درین مبحث کتب و رسایل نوشته اند و کارزار مباحثه و مجادله و محاربه و مقاتله کشیده و لیکن تو باید که سیرت خلف و سلف نه گذاری و با نصاف بینی که کثرت و عدت و قوت حجت و قدرت کدام جانب و سواد اعظم که بتائید ید الله علی الجماعة موید است کجا است ـ وقتی پیش ازین گفته بودند :

خوشا ہندوستان و رونق دین
شریعت را ازو صد عز و تمکین

ز ہی خاک مسلمان خیز و دین جوی
که ماہی نیز سنی خیزد از جوی

نه رفضی کو برد از سیرت بد
جفاها بر وفا داران احمد

نه آن سگ خارجی کز کینه سازی
کند با شیر حق روباه بازی

فی الجمله نشان صحت ایمان است که خلفای' راشدین رضی الله عنهم اجمعین را بر حق دانی و گمان نه بری که اجماع صحابه که یکی از اصول

---

۱ - سورة المجادله ۵۸ ، آیت ۲۲ - سورة البینه ۹۸ ، آیت ۸ -

اربعہ دین است و بتواتر بما رسیدہ است بر باطل ما بودہ و تواتر اجماع را منکر نہ شوی کہ آن زمان حقیقت فراتر منکر شدہ باشی معاذ اللہ :

و بر تو آنچہ واجب است محبت بر چہار علی السویہ است بی آنکہ در تحقیق و تفتیش احوال ہر یک عمر صرف بکنی ۔ چہ ہر کدام ایشان بحالاتی و کمالاتی مخصوص اند کہ دیگری نہ دارد و این بعینہ مانند تفضیل ملئکہ است بر انسان و چنانچہ بعضی جا بکار آید و آئین بکار نہ می آید ۔ ہم چنان برعکس و کثرت ثواب و زیادتی درجات عنداللہ است و آن در روز قیامت پیدا خواہد شد ۔ تو فضول را تفضیل نام منہ و خوش گفت آنکہ گفت شعر :

گہر خر چہارند کو ہر چہار
فروشندہ را با فضولی چہ کار

و اگر در باطن تو محبت یکی جوش زند بر تو اظہار آن نیست ۔ چہ محبت بر دو نوع است شرعی و طبعی ۔ شرعی اختیاری است و آن تعظیم و تجبل ہر چہار است بی معصیت و در طبعی چون اختیار مسلوب است ، شاید کہ ماخوذ نہ باشی :

ای گرفتار تعصب ماندۂ
دائماً در بغض و در حب ماندۂ

گر تو لاف از عقل و از لب می زنی
پس چرا دم از تعصب می زنی

در خلافت میل نیست ای بی خبر
میل کے آید ز بوبکر و عمر

در تعصب این فضولی می کنی
از سر خود این رسولی می کنی

[تبرا کی مذمت]

فصل : جمعی بمجرد این غرور کہ تا محبت رسول و اہل بیت او

علیهم السلام داریم ، اقرار کند [ص : ۸۰] دین اسلام و طاعت بر آورد، بر پیشوایان این امت که اہل حل و عقد و اصل اصول شریعت اند طعن و لعن بی تحاشی می کنند و درین ضمن خریهای رکیک بحضرت امیر[۱] نیز بآن نسبت اسد اللهی منسوب می دارند و لازم می آید که عقلاً و نقلاً ذکر آن نا خوش است ۔ اگر آن طامات و طرحات و ساختگی و بر باختگی ایشان مذکور شود رساله از اختصار بر می آید ۔ کاشکی این قباحت نا فهمان این قدر بدانند که ہر گاه نمازہا از وقت فوت شود و در روزہای نیز ہم چنان حرمت شریعت بکلی ہتک یابد و فرائض خدای عز و جل تقصیرات رود و ملاحظه از آخرت نه باشد و از خوی مصطفیٰ و مرتضیٰ علیهما السلام و روش ائمہ دین رضوان الله علیهم اجمعین در ایشان رنگی و بوی نه بود :

شیر را بچه ہمی ماند باو
تو به پیغمبر چه مانی بگو

چه گوی آیا این تعصب خشک و دعوی خالی ایشان را فردا ہیچ سود نه کند و اہل بیت را که خاندان عصمت و دودمان طہارت اند باین جماعت نا مقید ہیچ نسبتی باشد ، و این بی ادبی ہا و بی باکیہا که ہمان شعار اجلاف است و با اخلاف زین گروه بی عاقبت با عاقبت بگزارند ۔ لا والله ازین جا می گوید که بر حق است :

چار یار مصطفیٰ را مقتدا دار و بدانک
ملک او را ہست نوبت پنج نوبت زن چہار
چار گوہر چار پایه عرش شرع مصطفیٰ
صدق و عدل و شرم و مردی کار ایشان یاد دار
پاس خود خود دار زیرا در بہاری تو ہوا
پاسبانت را تره کوک است میوه ، کوکنار

---

۱ . مراد حضرت علی کرم الله وجہہ سے ہے ۔

جز بدستوری قال الله ما قال الرسول
ره مبر ، فرمان مده ، حیلت مگو ، حجت میار

این همه‌ها راست ـ اما تا کسی را شغلی شاغل نه باشد و درد محبت خدا در دل نه گیرد و ازین وسوسها و تفرقه ها خلاص نه می یابد چه درین زمان می بینم که مدار صحبتها همه بر بحث شیعی و سنی است و مجادله و مشاغبه و منافقه رواج دارد و هیچ جا نه دیدیم که سخن از محبت خدای عز و جل یا رسول علیه السلام می گذشته باشد و کریمه :

''ان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعاً لست منهم فی شیء''[۱]

کسانی که دین خود را متفرق ساختند و گروه گروه شدند و در هیچ کاری [ص : ۸۱] داخل ایشان نیستی ، ازین حال خبر می دهد ـ

حکایت : یکی از جوحی[۱] پرسید که ابوبکر را بیشتر دوست می داری یا علی را ـ گفت مرا غم چاشت و اندوه شام چنان فرو گرفته است که از هیچ کدام یاد نه می آید و همچنین بابا فرج[۲] را گفتند که جمعی عالم را قدیم و طائفه حادث می گویند تو چه می گوی؟ گفت این سخن را از کسی پرس که عالم را ببیند :

یکی گفت این جهان حادث دگر گفته قدیم است آن
خوش آن کو هیچ دید و مطلقاً نه بود سخن رانش

---

۱ ـ سورة الانعام ۶ ، آیت ۱۵۹ ـ

۱ ـ جوحی ایک مسخرے کا نام ہے ـ جوح کے لغوی معنی راستہ سے بھٹک جانے کے ہیں ـ

۲ ـ غالباً الفرج ابن العبری (ف ۱۲۸۶ء) کی طرف اشارہ ہے ـ یہ آذربائیجان کا رہنے والا تھا اور فلسفہ لاہوت وغیرہ کا ماہر تھا ، مختصر تاریخ دول کا مصنف ہے ـ دیکھو ''معجم المطبوعات العربیہ و المعربہ'' ـ جلد اول ، کالم ۳۳۹ ـ

موحد جمله حق بیند ور از وحدت سخن گوید
درو فی الحال گردد آب در کف در غلطانش
سوارکهای آبی دیده جولان کن از هر سو
ازین جا کن قیاس انجم افلاک دورانش

[سب دهر]

بست و هفتم : سب دهر - و دهر بمعنی روزگار است و در بعضی ماثور از مشائخ مشهور است که یا دهر یا دیهار - و ازین جا معلوم که دهر بی تاویل یکی از نامهای رب جلیل است - جل و علیٰ - و آن سرور علیه السلام فرموده که لا تسبوا الدهر فان الدهور الله - دشنام دهر را مدهید که آفریدگار دهر است یا آنکه دهر خود خدا است - و در حدیث قدسی آمده که فرزندان آدم مرا آزاری رسانند که دهر را دشنام می دهند و نمی دانند دهر منم و شب و روز را من می گردانم :

دهر ترا دهر بنای ترا
- - - - - - - - - - - - - - - -[1]
دور زمان کار نه سازد بخود
چرخ فلک سر نه فرازد بخود
این همه فرمان ترا بنده اند
در ره امری تو شتابنده اند

[دشنام دادن ، ابرو باد و باران وغیره]

فصل بست و هشتم : دشنام دادن ابر و باد و باران و تپ و انچه بدان ماند - و اگرچه آن قسم داخل سب روزگار بوده اما چون بتخصیص نیز درین باب منع واقع شده است تصریح نموده اند قوله تعالیٰ :

''بل هو ما استعجلتم به رغ فیها عذاب الیم تدمر کل شی بامر ربها''[2]

---

۱ - متن میں دوسرا مصرع نہیں ہے ، بلکہ خالی جگہ ہے -
۲ - سورۃ الاحقاف ۴۶ ، آیت ۲۵ -

در شان قوم عاد و سمود[1] می فرماید که آن عذابی که شما بطریق تمسخر آن را بشتابی می طلبیدید تند بادی است که دران عذاب است دردناک برای شما و آن چنان بادی است که هر چیز را بحکم پروردگار خود ہلاک می سازد و از پا می اندازد ـ و رسول علیه السلام فرمود که باد را دشنام مدہید که من بباد صبا که باد مشرق است ، نصرت یافته ام و قوم عاد و ثمود بباد دبور که باد قبله است ہلاک شده ـ مصرع :

بر دوست [ص : ۸۲] مبارک است بر دشمن شوم

و دشنام آفتاب و ماه و انجم و افلاک ازین قبیل است ـ و در خبر آمده که ہزار کار که از کارگران عالم علوی و سفلی کار کرده اند تا یک لقمه را بنی آدم می خورد و آخرین ہمه آنها کسی است که طعام را می کشد و نیز اینها علامات صنع الہی اند و از استدلال بآنها ، معرفت صانع حاصل می شود ـ و دشنام دادن اینها تفریط است چنانچه پرستش افراط است ـ و افراط و تفریط ہر دو از جہل است ـ و در حدیث آمده که ہمراه ہر قطره که می بارد فرشته بر روی زمین می آید و حق سبحانه تعالیٰ را تا قیامت تسبیح می گوید ـ و ہم این جا می باشد ـ و حق جل و علیٰ می فرماید که:

''و یسبح الرعد بحمده والملئکة من خیفته[2]''

(رعد تسبیح حق سبحانه تعالیٰ می کند باحمد او و ہمچنین فرشتگان از ترس او تسبیح می گویند) ـ و نزد بعضی رعد آواز فرشته موکل برابر و باران است و ہرگاه که این آثار عالیه متضمن حکم و مصالح عام باشد از جہت ضروری که نسبت بخاص رسد نفی نه می توان کرد و اصل برد باری و تسلیم است و لہذا بعض علما در مفہوم ایمان رکن ثالث درج کرده اند[3] و

---

۱ - سمود : صحیح املا ''ثمود'' ہے ـ
عاد اور ثمود دو قدیم قومیں تھیں جن کا ذکر قران شریف میں ہے کہ نافرمانی کی وجہ سے تباہ و ہلاک ہوئے ـ

۲ - سورة الرعد ۱۳ ، آیت ۱۳ ـ

۳ - ایمان کے دو رکن بیان کیے گئے ہیں یعنی زبان سے اقرار کرنا اور دل میں سچ سمجھنا ، مولف کہتے ہیں کہ بعض نے 'تسلیم' کو تیسرا رکن قرار دیا ہے ـ

آن را تسلیم نام نهاده تا ہر چه پیش آید سمعاً و طاعة بآن راضی باید شد۔ ہر چند خلاف مرضی طبع باشد ۔ و گفته اند که بندگی منحصر در دو قسم ۔ مصرع :

ان تفعل ما یرضی او ترضی ما یفعل

یا آن کنی که او راضی باشد یا به انچه او کند راضی باشی ۔ و قسم دوم مشکل تر است از اول ۔

حکایت : یکی از بزرگان بر ساحلی دیدم که در ایام قحط باران بسیار بر دریا بارید در دل گذرانید که یا رب در عالم خشک سالی است اگر این باران بر زراعتها می بارید از ابر رحمت تو چه کم می شد ۔ فی الحال از ہاتفی آواز شنید که بجہت این اعتراض نام ترا از جمله دوستان خود محو کردم ۔ این دم که در کارہای ما دخلی کنی ۔ می گویند که آن بزرگ توبه و استغفار بسیار کرد تا باز بر سرکار خود رفت ۔ و قبول توبه او ببرکت حضرت غوث صمدانی قطب ربانی ساکن کشور لا مکانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی[1] قدس الله روحه و رضی الله عنه و ارضاه بود و این حکایت امام عبدالله یافعی[2] رحمه الله بتفصیل در روضة الریاحین آورده ۔

[ص : ۸۳] حکایت از افواه شنیده شد که شہری است در آفاق خدا

---

۱ ۔ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ۔ آپ کی ولادت ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں گیلان میں ہوئی ۔ وفات کی تاریخ ۵۶۱ھ ہے ۔ ۴۸۸ھ میں یعنی سترہ سال کی عمر میں بغداد آ گئے اور تکمیل علوم کی ۔ تینتیس سال تک تدریس و فتویٰ دینے میں مصروف رہے ، پھر چالیس سال تک رشد و ہدایت کے فرائض انجام دیے ۔ صوفیہ کا سلسلہ قادریہ آپ ہی کے نام سے منسوب ہے ۔

۲ ۔ عبداللہ یافعی (۱۳۰۰ - ۱۳۶۷ء) یمن میں پیدا ہوئے اور مکہ میں وفات پائی ۔ اکثر تصانیف تصوف پر ہیں ، جن میں ''روضة الریاحین فی حکایات الصالحین'' مشہور ہے ۔ اس میں پانچ سو مشائخ صوفیہ کے حالات درج ہیں ۔ یہ کتاب بولاق میں ۱۳۰۱ھ میں شایع ہو چکی ہے ۔

داند تا کجا باشد - می گویند که مردمش در و دربان نه دارند و ازبس که معاش بر وجه عدالت می کنند هیچ بادشاهی درمیان ایشان نیست - و دزدی نه می کنند و خیانت نه می ورزند و هر چه محصول می شود در صحرا می نهند تا هرکس آن قدر که مایحتاج الیه باشد از غله و زر و اجناس از بیت المال بر می دارد - و نام آن شهر مومنان باد است و از بسکه رضا بقضا دارند ساکنان نه برهیچ حادثه و واقعه غمناک و نه از هیچ نو ری‌و سروری خوش حال می شوند - و در همه گاه ورد زبان الحمد لله دارند و هر چه واقع می شود غیر از شکر و ثنا درگاه عزت بجا نیارند - مسلمانی پاک دین در آن جا جوانی را غریب یافت و او را به فرزندی برداشت و دختر خود او را بنکاح داد - و چند گاهی برین گذشت - روزی ابر و بادی تند برخاست و خالی ذهن بر زبان جوان دشنامی بر آن ابر و باد رفت دختر فی الحال برقعه پوشید و نزد پدر شکایت از شوهر برد و گفت مرا به بکافری دادی که از خدای عز و جل شکایت می کند و بقضای او راضی نه می شود - پدرش آمد و تعرض بد بسیار بد'ماد رسانید و ازان جا بر آورد و از محافظ بیت المال آن شهر که در صحرا افتاده بود قدری خرچی طلبیده باو داد تا بدیار خود رسید - والله اعلم بحقیقة الحال :

کرد در سر ره معاش و معاد

فعل قوه قرین کون و فساد

اوست بی رنگ و پایه پرکار

نعمت شکر و شکر بوی نگار

قدرتش کرده در جهان سخن

ذات فعلش بقوه آبستن

راه دین صنعت و عبادت نیست

جز خرابی در عمارت نیست

موضع کفر نیست غیر در رنج
مرجع شکر نیست جز در گنج

چون شدی بر قضای او صابر
خواند آن گه بر ترا شاکر

[بدعت]

بست و نهم : بدعت بدین پیدا کردن ـ قوله تعالیٰ :

"و رهبانیة ابتدعوها"[1]

منافقان روش کیشان و رهبان ترسا پیدا کرده اند ـ بدان که بدعت بر چند قسم است ـ یکی حسنه مانند اعراب و نقطه گذاشتن بر مصحف که در زمان رسول علیه السلام و یاران رضی الله عنهم نه بود و ترجمه قرآن و صنع علم نحو و صرف و امثال آن معانی و بیان [ص : ۸۰] بلکه این بدعت از جمله واجبات اسلام است ـ و قسمی دیگر مباح است ـ مثل تصرف در ماکولات و مشروبات و ملبوسات و دیگر مباحات است بطریقی که مخالف شرع نه باشد ـ و قسمی حرام است و بدعت سیئه مثل عید غدیر خم ـ و کلمه علی ولی الله که در تشهد و اذان مستدعان (مبتدعان) شیعه ، زیاده ساخته اند ـ و هر چند این کلمه در حد ذات راست و درست است ، اما جزو کلمهٔ شهادت گردانیدن و صحت ایمان و نماز بر آن موقوف داشتن و ولایت امیر علیه السلام منحصر ساختن و از دیگر اصحاب رضی الله عنهم سلب کردن ، عقلاً و شرعاً مذموم است و بغایت نا خوش ـ و این قسم را نظایر بسیار است ـ و اگر بتامل وافی و تدبر شافی نظر کنند بدانند که اکثر اقوال و مذاهب و تاویلات و عقاید هفتاد و دو ملت ازین قبیل است ـ قوله تعالیٰ :

"یاهل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی الله الا الحق"[2]

بگو ای محمد که ای اہل کتاب غلو مکنید و مگوئید برای خدا عز و جل

---

۱ ـ سوره الحدید ۵۷ ، آیت ۲۷ ـ
۲ ـ سورة النساء ۴ ، آیت ۱۷۱ ـ

جز سخن راست ۔ و اگرچہ این خطاب در ظاہر باہل کتاب است و لیکن این نیز در حکم داخل است ۔ چہ غلو در ہر دین و مذہبی کہ باشد نا پسندیدہ است و افترا بر خدای عز و جل در ہمہ حال بہ ہمہ کس بد است ۔ قال علیہ السلام ''من احدث فی امر نا ھذا ما لیس منہ فھو رد'' ہر کہ پیدا کند در دین ما چیزی را کہ ازان دین نیست پس آن امر مردود است ۔ و در حدیث دیگر آمدہ کہ بہترین دینہا دین محمد است علیہ السلام و بد ترین کارہا کارہای است کہ بہوای نفس خود بی دلیل شرعی نو پیدا کنند و ہرچہ نو پیدا شدہ است بدعت است ۔ و ہر بدعت گمراہی است ۔ ای عجب تر زہی عجب کہ کلام خدای عز و جل و رسول علیہ السلام ہمہ از اسباب ہدایت مالا مال و اہل ہوس گرفتار پندار شدہ ، در قیل و قال از تقلید گریختہ اند و بحقیقت خود رسیدن محال لا الی ھولاء ولا الی ھو لاء۱

کلاغی تگ کبک در گوش کرد
تگ خویشتن ہم فراموش کرد

ہرچہ می بینیذ ہمہ را خواندہ گذشتہ تصور می کنند و نا دیدہ را بظن و تخمین یک چیزی می تراشند :

آن جواہر کہ فاضلان سفتند
وان معارف کہ عارفان گفتند

کہنہ خوانند جملہ را و قدید
کی بود در قدید ذوق جدید

[ص : ۸۵] چند خائیدن قدید کسان
لب بنو بادۂ جدید رسان

من نہ دانم کہ آن جدید کجاست
ذوق نو بادۂ جدید کراست

---

۱ ۔ ترجمہ : نہ اس کی طرف نہ ان کی طرف ۔

مدعی جز جدید می لافد
تار و پود جدید می بافد
کهنه بگذاشت تا رسیده بنو
کهنه را ریخت نو نه کرده درو

ہا نا کہ سخن رسول علیه السلام که فرموده ہلاک مردم در سه چیز است ـ بخلی که زاد ہوای بیرون کرده باشد که بر عقل و دین غالب آید ـ ور غمی بودن و بردانش خود مغرور شدن ـ نقل است از علماء سیر رضی الله عنهم که چون این آیت نازل شد که :

''و ان هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله''[1]

بدرستی که این راہی که بیان کرده شده راه راست من و دیگران است ـ این راه روی بکنید و راہہای دیگر را بگذارید و اگر نه از راه خواہید افتاد و متفرق خواہید[2] شد ـ و آن سرور علیه السلام بطریق تمثیل از برای ایضاح این معنی خطی طولانی نوشت، بانگشت خود کشید خطہای دیگر خورد خورد از جانب راست و چپ کشید ـ آن خط نمود ، بدین صورت ، و فرمود که این خط دراز بہتر راه راست است ـ و این خطہای دیگر بمشابه راه کج است که برسر ہر راہی ، شیطانی نشسته و شما را بسوی گمراہی می خواند و نیز فرمود که اہل بدعت سکان اہل دوزخ اند سواد اعظم را لازم گیرید ، و آن عبارت است از طریقه که من و یاران من بر آینم ـ و نیز فرمود که زود باشد که امت من ہفتاد و سه گروه باشند و ہمه در دوزخ خواہند بود غیر از یک گروه که نجات خواہد یافت ـ

و حضرت شیخ رکن الدین علاءالدوله سمنانی قدس الله سره العزیز می فرماید که ہمه گویندگان کلمه لا اله الا الله محمد رسول الله بشفاعت

---

۱ ـ سورة انعام ۶ ، آیت ۱۵۳ ـ

۲ ـ متن میں ''خواہید'' کی تکرار ہے ـ

پیغمبر صلی الله علیه وسلم در بهشت خواهند رفت و مراد از یک فرقه ناجیه است که در حدیث وارد شده ، ناجیه بی شفاعت در بهشت رود و آن اہل سنت و الجاعت اند - و الحق ہمچنین باید :

شنیده ام که برین طارم زر اندود است
حظی که عاقبت کار جمله محمود است

عزیز من ، ہر گه که بعضی ارباب عرفان از جهت وسعت دایره رحمت رحیمی ، فرعون را از نعمت ایمان بی نصیب نه دانند تو در باب اہل قبله این ہمه مضائقه [ص : ۸۶] چرا می کنی چون این ہمه طالب حق اند و بشبہات از راه افتاده اند - انشاء الله تعالیٰ :

ہمه کس طالب اویند ، چه ہشیار و چه مست
ہمه جا خانه عشق است چه مسجد ، چه کنشت

انشاء الله تعالیٰ بنعیم اسلامی رسند و اختلاف ایشان در اصول مانند فروع برحمت کشد و این تغیر و تکفیر ہر یکی مر دیگری را در دار ابتلا ، جز برای سد باب نه باشد - می گویند که چون شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی قدس الله سره العزیز پرسیدند که سبب چیست که شما بعضی جا تکفیر شیخ ابن عربی[1] قدس الله روحه نموده و بعضی جا ایها الشیخ المحقق المدقق و امثال آن نوشته اید - گفت که آن بنظر ظاہر شریعت است و این نظر بعلو مرتبه و کمال اوست :

---

۱ - شیخ محی‌الدین ابن العربی : (ولادت بمقام مرسیه ۱۷ رمضان ۵۶۰ھ اور وفات ۲۲ ربیع الآخر - ۶۳۸ھ دمشق میں ہوئی) - علوم ظاہر و باطن میں کمال رکھتے تھے ، اور مولانا جامی کے بیان کے مطابق پانچ سو کتابوں کے مصنف تھے ، ان کی تصانیف ان کے بلند نظریات کی آئینہ‌دار ہیں - ان میں مسئلہ وحدت الوجود خاص طور پر قابل ذکر ہے - صوفیہ ، ان کو امام الموحدین کہتے ہیں - وہ شیخ اکبر کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں - ''فتوحات مکیہ'' اور ''فصوص‌الحکم'' ان کی مشہور ترین تصانیف ہیں -

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست
بر صراط مستقیم ای دل کسی گمراه نیست

[تعظیم اہل بدعت]

سی ام تعظیم اہل بدعت نمودن و با ایشان نشستن - قوله تعالیٰ :

"قل الله ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون ۝"[1]

بگو خدا کافی است پس بگذار این مارا تا در ہوای ٔ خویش بازی کنند :

شرح این نی ز دیو مردم پرس
از قل الله ثم ذرهم پرس

و این تفسیر بموجب قول اشارات است و این آیت جواب است - از آنچہ کافران گفتند کہ کتب پیشینیان و صحف را بر موسیٰ و بر دیگر انبیا کہ فرستاد ؟ جواب آمد کہ خدا - و رسول خدا فرمود و ہر کہ صاحب بدعتی را تعظیم نماید بتحقیق او بر ویرانی اسلام یاری داده باشد و ازین جہت تعلیم مبتدع ممنوع است :

علم دین در دست مشتی جاه جوی ٔ و مال جوی ٔ
چون بدست مست و دیوانہ است تیغ ذوالفقار

[ناسپاسی منعم]

سی و یکم : نا سپاسی منعم - قوله تعالیٰ :

"و من کفر فان الله غنی حمید ۝"[2]

ہر کہ کفر ورزد خدای ٔ تعالیٰ ازو بی نیاز است و ستوده صفات است - مخفی نہ ماند کہ اگر کفر بمعنی صفت ایمان است داخل شرک است و اگر کفران نعمت است آن دو نوع است - تا کفران نعمت منعم حقیقی است و آن معصیت است - چہ در حدیث آمده است کہ ہر کہ راضی بقضای ٔ من

---

۱ - سورة الانعام ۶ ، آیت ۹۱ -
۲ - سورة لقمٰن ۳۱ ، آیت ۱۲ -

نه شود و بر نعمت من شکر نه گوید و بر بلای من صبر نه کند بگو از زیر آسمان من بیرون رود و خدای را غیر از من بجوید ـ اگر ناسپاسی منعم مجازی است ہم بد است ـ چہ در حدیث پیغبر علیہ السلام آمدہ [ص : ۸۷] کہ فرمود ''من لم یشکر الناس لم یشکر الله ـ'' ہر کہ مردم را شکر نہ کند خدای را شکر نہ کند ـ

لمولفہ :

وفای عہد خود شرط است در اسلام و در قرآن

''و من اوفی بما عاهد علیه الله[۱] برخوانش''

[غور در مسئلہ قضا و قدر نمودن]

سی و دوم : غور در مسئلہ قضا و قدر نمودن و اعتراض کردن بر آن ـ بدان کہ قضا عبارت است از حکم کلی اجمالی و قدر عبارت است از تفصیل آن حکم باعتبار جزئیات و ظہور اسباب و شرائط و ازمنہ و امکنہ مثلاً حکم بموت ہر انسانی قضا است و بخصوص موت زندہ بیکی از اسباب در وقتی معین و مکانی معین قدر است و سر قضا و قدر بر بعضی انبیا نیز مستور ماندہ بود و عزیر علیہ السلام از حضرت حق تعالیٰ شانہ چون سوال از قضا کرد فرمان آمد کہ طریق مظلم فلا تسلکہ ـ راہی تاریک است آن را سلوک مکن ـ باز پرسید و جواب شنید کہ بحر عمیق فلا تلجہ دریائی عمیق است دران میفت ـ بار سیم استفسار نمود ـ حکم شد کہ سر غامض لا یعلمہ الا الله فلا تفتسہ (تفتشہ) سر غامض است کہ غیر از خدای آن را نہ می داند تفتیش آن منمای ـ قولہ تعالیٰ :

''و الله یحکم لا معقب لحکمہ ـ[۲]''

خدای تعالیٰ حکم می کند ہیچ کسی نیست کہ قضای اورا رد کند و حکم اورا باز گرداند ـ و کسی را نہ می رسد کہ دران چون و چرا بکند و بادراک کنہ و کیفیت آن مشغول شود کہ آن شیوۂ قدریہ است ـ و رسول

---

۱ - سورۃ الفتح ۴۸ ، آیت ۱۰ ـ

۲ - سورۃ الرعد ۱۳ ، آیت ۴۱ ـ

علیه السلام فرمود که قدریه مجوس این امت اند با ایشان منشینید و وصلت مکنید ۔ و نیز فرمود صلی الله که شش کس اند که خدای عز و جل و من و همه پیغمبران بر ایشان لعنت کرده اند ۔ اول کسی که در کتاب خدای تعالیٰ برای خود زیادتی کند و کار بر بندگان او دشوار سازد ۔ دوم آن که بقدر خدای تعالیٰ تکذیب کند سوم آن که بجبروت و تکبیر مسلط بر عباد الله شود تا کسی را خدای تعالیٰ خوار کرده باشد او عزت دهد و کسی را که عزاز کردهٔ خدای تعالیٰ باشد خوار گرداند ۔ چهارم آن که حرام کردهٔ خدای عز و جل را حلال سازد و خون در حرم ریزد ۔ پنجم آن که بر اہل بیت و فرزندان من چیزی روا دارد که خدای تعالیٰ اورا نه پسندیده و مباح نه گردانیده است ۔ ششم آن که دیده و دانسته بطریق عناد و طغیان سنت مرا تغیر دهد ۔ مخفی نه ماند که تغیر سنت بطریق استخفاف و استکبار [ص : ۸۸] مطلقاً بی ادبی و علامت انکار دین نبی است ۔ خواه سنت ہدیٰ باشد که آن را سنت موکده هم می گویند ، چون ختنه کردن و ریش گذاشتن ۔ خواه سنت راتبه که آن را سنت زائده هم می گویند ، چون سنت ہای نماز و ابتدا کارہا از جانب راست ۔ اما اگر ترک آن از جهت کاہلی یا مانع دیگر باشد امیدواری شفاعت است ۔ خصوصاً وقتی که مقرون بتوبه و ندامت و غرامت باشد ۔ سوال شاید که کسی را بخاطر رسد که ہر گاه که تقدیر خیر و شر همه از خدای عز و جل باشد پس مارا درین جا چه اختیار است و حکمت در فرستادن انبیا و کتب چیست و گرفت گیر ما برای چه باشد ۔ و ازین جاست که حکیم ناصر خسرو[1] فرماید :

---

۱ ۔ حکیم ناصر خسرو (۱۰۰۳ء ۔ ۱۰۶۰ء) گیارھویں صدی عیسوی کا مشہور سیاح ، شاعر اور مفکر ہے ، اس کی معلومات اور قابلیت کا اندازہ اس کے سفر نامے اور دیوان سے لگایا جا سکتا ہے ، ابتداء میں شراب وغیرہ کا عادی تھا ، لیکن چالیس سال کی عمر میں توبہ کر لی ، سفر کے دوران مصر بھی گیا ، چنانچہ فاطمئین کی بہت تعریف کی ہے ، یہیں اسماعیلی عقائد سے متاثر ہو کر ، ان کا داعی بن گیا ، اور بہت شہرت حاصل کی ۔ حالات کے لیے دیکھو ، ''براؤن'' ۔ جلد دوم ۔ صفحہ ۔ ۲۱۷ ۔ ۲۴۶ ۔

همه رنج من از بلغاریان است
که ما دایم همی باید کشیدن
گنه بلغاریان را نیز هم نیست
بگویم گر توبه توانی شنیدن

خدا یا این بلا و فتنه از تست
و لیکن کس نه می ارزد خجیدن

همی آرند ترکان را ز بلغار
ز بهر پردهٔ مردم دریدن

لب و دندان آن خوبا ن چون ماه
بدین خوبی چه بایست آفریدن

که از خوبی لب و دندان ایشان
بدندان لب همی باید گزیدن

جواب گویم که اگر بموجب کریمه :

"والله خلقکم و ما تعملون ـ۱"

ما و اعمال ما همه آفریدهٔ آفریدگار تعالیٰ ایم . اما تا نسبت شرع ، عائد بدرگاه ذوالجلال و الکمال عز شانه نه شود از جهت رعایت ادب ضرورت است که بگوئیم که افعال ، بخلق ما هم نیست بلکه قایلیم بطریق وسط میان هر دو مذهب که خیر الامور وسطها و این بدان ماند که یکی باری بقوت تمام بر می دارد و دیگر دست خود زیر او می نهد تا وقایه دست اول شود ، بی آنکه دخلی در بر داشتن بار داشته باشد ـ و این ادب از خلیل الله علیه السلام و سلامه علی نبینا باید آموخت که صفت را همه بحضرت حق سبحانه اسناد کرد و چون بصفت نقصان رسید بخود نمود و گفت :

---

۱ ـ سوره الصفت ۳۷ ، آیت ۹۶ ـ مخطوطه ہیں 'تعلمون' ـ سہو کتابت ہے ـ

''فانهم عدو لی الا رب العلمین - الذی خلقنی فهو یهدین - و الذی هو یطعمنی و یسقین - و اذا مرضت فهو یشفین [1]''

می گوید که همه معبودان دشمن من اند - و هیچ کدام را دوست نه می دارم غیر پروردگار جهانیان را [ص : ۱۰۹] آنکه او مرا آفریده است و راه نمود ، او مرا طعام و آب می دهد و چون من بیمار می شوم ، او مرا شفا می دهد - بیمار شوم گفت و نه گفت که چون مرا بیمار سازد شفا می دهد با آنکه سوق کلام ان می طلبد - و ازین جاست که آن سرور علیه السلام در مناجات فرمود ''الخیر کله بیدیک و لیس الشر یعود الیک -'' خداوندا نیکوی همه در دست ارادت قدرت تست و بدی بسوی تو عاید نیست :

بر چه هست از قامت ناساز بی اندام ماست
ورنه تشریف تو بر بالائی کس کوتاه نیست

و کریمه :

''ما اصابک من حسنة فمن الله و ما اصابک من سیئة فمن نفسک -[2]''

ازین معنی خبر می دهد یعنی نظر بشیوهٔ ادب - آنچه ترا از نیکوی می رسد صدور آن از تو می شود آن از خدا است ترا شکرانه آن بجا باید آورد و آنچه از ترا از بدی می رسد و از تو سر می زند آن از قبل نفس تست ترا عذر آن باید خواست - باز می فرماید :

''قل کل من عند الله -[2]''

یعنی چون بعالم اطلاق نظر می کنی بگو که همه از خداست و کسی دیگر را در خلق نیکی و بدی اصلا دخل نیست -

لیس فی الدار غیره دیار

لمولفه :

---

۱ - سورة الشعرا ۲۶ ، آیت ۷۷ تا ۸۰ -
۲ - سورة النسا ۴ ، آیت ۷۹ -

لا فعل فی الوجود واللہ

عینا و شهادة سوی اللہ[1]

و این آیت معنی دیگر ہم دارد و رجوع بتفاسیر باید نمود :

حکایت : چون عشق سلطان محمود با ایاز درمیان افواه افتاد و ہر کس می گفت کہ از حسن چندانی نہ دارد سلطان را چہ شدہ است کہ (با) این‌ہمہ اورا دوست می دارد ۔ سلطان این معنی بفراست دریافت و روزی در مجمع عظیم گوری گران بہا بدست وزرایٔ و امرایٔ داد کہ این را بشکنید ۔ ہیچ کدام حکم او بجا نیاوردند و ہمین گفتند کہ این گوہر بخراج عالمی ارزد شکستن این مصلحت نیست کہ روزی بکارمی آید تا آنکہ نوبت بایاز رسید فی‌الحال سنگ و سندان طلبید و آن را خورد خورد شکست ۔ چون سلطان باو گفت کہ ایاز چون است کہ کسانی کہ در مرتبہ برتر از تو بودند این را نہ شکستند ۔ تو چرا این ہمہ دلیری کردی ؟ در جواب گفت کہ بد کردم ۔ از من خطا واقع شد ۔ آن گاہ روی سلطان بآن جماعت کرد و گفت ، ای بی عقلان شما را ادب ازین غلام سیاہ باید آموخت کہ بحکم من کار کرد و تہمت بر خود نہاد و شرمندہ گشت بیت :

گناہ گرچہ نہ بود اختیار ما حافظ

تو در طریق ادب کوش ، گو گناہ من است

[ص : ۹۰] ازین جا ہیچ شرکت بندہ با خدایٔ تعالیٰ در ایجاد لازم نہ می آید ۔ معلوم ہمہ است کہ ایجاد فرع وجود است کہ الشیٔ سالم یوجد لم یوجد ۔ و قریب باین است کہ سالم یجب لم یوجد ۔ و ہر گاہ کہ ما در اصل وجود محتاج بدیگری و قایم بغیری باشیم ایجاد افعال از کجا این ہمہ استبداد و استقلال داشتہ باشیم ۔ بیت :

آن را کہ خود وجود نہ بود

ستیش نہادن از خرد نیست

---

۱ ۔ وجود میں کسی کا فعل سوا خدا کے نہیں ہے اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہے نہ اس کی گواہی موجود ہے ۔

و این جا می گوید که بیت :

الفم ز لوح هستی همه در هیچ نشانی
ببقای غیر قایم ز وجود خویش فانی
صفت الف نه دارم که الف کجی نه دارد
همه نقش من کج آید ز صحیفه امانی

پس معلوم شد که بظاهر مختاریم و در حقیقت عاجز و مضطریم و اسم اختیار بر ما رعایتی است و مجازی نه آنکه مانند جبریه و قدریه گاهی در افراط و گاهی در تفریط که موجب تضلیل و تخلیط است ، حیران و سرگردان شویم و بطریق تقلید و عمیا و خبط عشوا درتیه ضلالت و بطالت افتیم :

وردی آخر عمر از می و معشوق مکن
حیف عمری که سراسر به بطالت برود

و حدیث مناظره موسیٰ و آدم علیهما السلام مشهور است که آن سرور علیه السلام فرموده که آدم و موسیٰ نزد پروردگار خود با یک دگر حجت گرفتند - موسیٰ گفت که ای آدم تو آن پیغمبری که خدای ترا بدست قدرت آفرید و روح خالص خود در تو دمید و ترا مسجود ملائکه ساخت و در بهشت ساکن گردانید و با این همه عزت و کرامت خطا کردی همه مارا از بهشت بر زمین زدی - آدم گفت - ای موسیٰ تو آن پیغمبری که حق جل و علا ترا برسالت و بر کلام خود برگزید و صحیفهای که دران بیان هر چیزی است از احکام شریعت بتو عطا فرمود و ترا هم کلام و هم زبان خود ساخت - حالا بگو که پیش از آنکه خدای تعالیٰ مرا بیآفرید توریت را بچند سال در علم قدیم بود مقدور و مکتوب ساخته بود - موسیٰ گفت - پیش از آفرینش تو بچهل سال - انگاه آدم گفت آیا در آن جا مضمون این آیت نوشته بود :

''و عصی ادم ربه فغوی ۔۱''

عصیان ورزید آدم پروردگار خود را پس از راه صواب افتاد ۔ موسیٰ گفت آری ۔ پس آدم گفت ہرگاه که چنین است چرا ملامت می کنی مرا بر کاری که پیش از آفرینش من بچهل سال مقدور شده بود که من آن را بکنم ۔ انگاه رسول علیه السلام فرمود که سه بار آدم بر موسیٰ غالب آمد ۔ بیت :

جایٔ که برق عصیان بر آدم صفی زد
کس را چگونه زیبد دعوایٔ [ص : ۹۱] بی گناہی

برین تقدیر فرستادن پیغمبران علیهم السلام محض برایٔ اظهار سعادت مطیعان و شقاوت عاصیان است چه پیغمبران علیهم السلام تابع قضا و قدر اند ۔ ہر کسی را که در ازل ہدایت نصیبه شده است ایشان واسطه ہدایت او یند و سر :

''انما انت منذر و لکل قوم ہاد۲''

آشکارا می شود ۔ کسی را که ضلالت مقرر شده کوشش پیغمبران ہیچ فائده نه دارد :

''انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشا۳''

راست می آید ۔ بیت :

اگر خدایٔ نه باشد ببندۂ خوشنود
شفاعت ہمه پیغبران نه باشد سود

و حال نبی بعینه حال طبیب می ماند که آدم نبض بیمار است و قرآن و احکام و اوامر و نواہی بادویه اغذیه می ماند و خیال نه کنی که ہر کرا طبیب معالجه می کند البته شفا می یابد ۔ بلکه شفا ہمان مریض در می

---

۱ ۔ سورۂ طه ۲۰ ، آیت ۱۲۱ ۔
۲ ۔ سورۂ الرعد ۱۳ ، آیت ۷ ۔
۳ ۔ سورۂ القصص ۲۸ ، آیت ۵۶ ۔

یابد که نبض او علامت صحت و قابلیت تن درستی می باشد و باوجود پرہیز آنچه طبیب نہی فرموده است لازم گیرد و ادویه و اغذیه شفارا کار فرماید آن زمان امید است که شفا یابد - والشافی هو الله - و احتمال دارد که مرض بر بدن مریض استیلا یافته باشد و طبیب را اصلا مقاومت باو نه بود و باعث ہلاک او شود و این سخن مانند آن است که نه ہر که دوید گور گرفت ، بلکه گور ہمان گرفت که دوید :

از رنج کسی بگنج وصلت نه رسید
وین طرفه که بی رنج کسی گنج نه دید
ہر کس که دوید گور بگرفت بدست
لیکن نه گرفت گور جز آن که دوید

ازین جا معلوم شد که اختیار ما ہمی بیش نیست که نیک را از بد توانیم تمیز کرد و اوامر و نواہی را کار فرمود تا سلسله شریعت برہم نه خورد - چه بیقین می دانم که اگر مقید بفرایض و طاعات و محترز نواہی و تقصیرات شویم این حرکات و سکنات مرتعش با حرکت حس پیش باو نه می ماند تاہم مجبور باشیم و ثواب و عقاب بر آن مرتکب نه کرد - ہر چند به حقیقت درین اختیار مجبوریم - چه قدرت این تمیز نیک و بد ما را که داد و توفیق بر امتثال اوامر و احتراز نواہی که بخشید جز حق تعالٰی :

آرند یکی و دیگری بربایند
بر ہیچ کس این راز نه کشایند
ما راز قضا جز این قدر نه نمایند
پیمانه توی٭ باده بتو پیمایند

نقل است که یکی از سیدالطائفه جنید[1] قدس الله روحه را پرسیدند که

---

۱ - حضرت جنید بغدادی (ف - ۹۱۰ء) ابوالقاسم الجنید البغدادی ، ابتدائی دور کے مشہور صوفی تھے اور سید الطائفه اور طاوس العلماء کے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں - پیاده پا تیس حج ادا کیے -

اگر کسی بگوید که همه حرکات و سکنات من از حق است چنانچه حرکت آستین از دست یا حرکت برگ کاه [ص : ۹۲] از باد تو چه می گوی؟ فرمود اگر گوینده مقید باحکام شریعت است موحدی است پاک و اگر باین سخن حیله لپذت جوید ملحدی است بی باک ـ و یکی از طالبان حق در ابتدای حال از وی سوال کرد که می بینم که ما را هیچ اختیاری نیست و در همه کارها عاجزیم پس اسناد صفت اختیار بر ما تهمت است ـ گفتم چنانچه بینائی و شنوای و دیگر صفات کمال در حقیقت از خدا است عز و جل و در ما بطریق عاریت پرتو انداخته است اختیار نیز از جمله آنها ست و چون است که همه آنها را خود می دانید و اختیار را نے آری ـ اگر کسی هستی و لوازم خود را بتمام نظر انداخته در هستی حقیقی محو شده باشد و باین مقام رسد که هر چه بیند و شنود ازو بیند و شنود و از لذت و آرزوها گذشته بود و از خود یاد نیارد او را می رسد که بگوید که هرچه هست ازوست ـ و ما را اختیاری نیست ، و زبان حال او این همه گوید :

اوست مغز جهان ، جهان همه پوست
خود چه مغز و چه پوست چون همه اوست

ولی این معنی اختیار تنها از خود مسلوب ساختن دعوی بے معنی است :

گو کمال حیرتی تا مر ترا رخصت بود
صورت جان را نه کافر نه مسلمان داشتن
گو جمال طاعتی تا مر ترا فتوی دهند
از برای چشم بد را خال عصیان داشتن

[راضی شدن بکفر]

سی و سیوم : راضی شدن بکفر ـ هر چند این حکم در ضمن نیت کفر ، معلوم شده بود ، اما این جا تصریح بجهت تاکید است ـ قوله تعالی :

"ولا یرضی لعباده الکفر"[۱]

---

۱ - سورة الزمر ۳۹ ، آیت ۷ ـ

خدای تعالیٰ از بندگان خود بکفر رضا نه می دہد ۔ چنانچہ کفر نا مرضی حق است رضا بکفر نا مرضی اوست ۔ وہم ازین قیاس است رضای بمعصیت و فتویٰ برین است ۔ کہ اگر کسی بعد از عمری نیت ارتداد کند در حال کافر می شود ۔ ہمچنین کافری بگوید کہ من مسلمان خواہم شد او را در حال تکلیف ایمان باید کرد ۔ اگر مسلمان نہ شود ، سیاست نمایند مگر آنکہ قابل زن باشد کہ زن را کشتن نیامدہ ، بلکہ محبوس باید ساخت تا آنکہ کلمہ اسلام گوید ۔

نقل است کہ در اچہ حاکمی بود ہندو ۔ روزی بعیادت شیخ الاسلام مخدوم جہانیان بخاری[1] قدس اللہ سرہ العزیز رفت ۔ و مخدوم را سفر آخرت در پیش بود او گفت بقای مخدوم باد کہ امروز میان خلایق چون پیغمبرے است علیہ السلام در است ۔ مخدوم [ص:۹۳] دران نزع اشارت ببرادر خویش شیخ راجو[2] قتال فرمود شنیدید کہ این کافر چہ گفت ؟ ہمان زمان شیخ راجو قتال بعد از دعوت اسلام و انکار آن ہندو بجانب دہلی روان شد و سلطان فیروز شہ باستقبال آمدہ از سبب آمدن استفسار نمود و ہندو را طلب داشتہ مرافعہ شرعی کردند و پسر شیخ عبدالمقتدر[3] تہانیسری کہ ابو نواس و ابو فراس وقت بود بتقریب ندیمی بادشاہ حمایت ہندو نمود ۔ گفت مخدوم یک گواہ آوردہ اند دیگری کجاست ؟ ایشان بجانب او نیز دیدہ گفتند کہ ای جوان مرگ حمایت ہندو می کنی او ازان جا در حال شکم گرفتہ رفت و

---

۱ ۔ مخدوم جہانیان جہان گشت (۷۰۷ ۔ ۷۸۵ھ) ۔ سید جلال الدین بخاری ، عہد تغلق کے بہت مشہور اور بڑے بزرگ تھے ۔ کثرت سیاحت کی وجہ سے ”جہانیاں جہاں گشت“ کہلاتے ہیں ۔ پہلے اپنے والد اور پور چچا سے خرقہ حاصل کیا دوسرے بزرگوں سے بھی خلافت حاصل کی ۔

۲ ۔ شیخ راجو قتال سہروردیہ سلسلے کے بڑے بزرگ تھے ۔ اپنے والد شیخ احمد کبیر سے بیعت تھے ، بقول صاحب ”خزینتہ الاصفیا“ (جلد دوم ، صفحہ ۶۸) ۸۲۷ھ میں وفات پائی ۔ اس واقعہ کا ذکر بھی وہاں موجود ہے ۔

۳ ۔ یہ اس وقت قاضی تھے ۔

بخانه در سکرات افتاد ـ و شیخ عبدالمقتدر گفت که بزرگوار ہمین یک چشم داشتم فرمود آن چشم تو کور شد اما از پسران دیگر چشم تو روشن خواہد شد ـ آخر الامر سلطان را بر آن داشتند که خواہی نه خواہی آن ہندو شرف دین اسلام دریافت[۱] والحمد لله :

[استہزاء مسلمانان]

سی و چہارم : ہجو مسلمانان گفتن و استہزای ایشان ہمین حکم دارد ـ قوله تعالیٰ :

''والشعرآء یتبعهم الغاون ۝ الم تر انهم فی کل واد یهیمون ۝ و انهم یقولون مالا یفعلون ۝ الا الذین امنوا و عملوا الصلحت و ذکروا الله کثیراً''[۲]

تا آخر آیه ـ شاعران این حال دارند که گمراہان پیروی ایشان می کنند و چیزی می گویند ، ای (این ؟) شعرا که عمل نه می کنند مگر آنان که مومنان اند و اعمال صالحه بجا می آرند و خدای تعالیٰ را بستایش یاد می کنند و بعد از رسیدن ظلم در مقام انتقام آمده ہجو کفر مشغول می شوند ـ نزول آیت در شان حسان بن ثابت و امثال او رضی الله عنهم است که مداح رسول صلی الله علیه وسلم و یاران او بوده و رسول در باب او فرموده که الهم ایده بروح القدس ـ خدا وندا حسان را بروح القدس که جبریل است قوت ده ـ و از جمله مدایح او این بیت در نعت آن حضرت است شعر :

له همم لا منتهیٰ لکبارها
و همته الصغریٰ اجل من الدهر

یعنی ہمتہای بزرگ آن سرور را نہایت نیست و داعیه کمترین او از دنیا و ما فیها بزرگ تر و فراخ تر است ـ

نقل است که چندان از شعرای عرب ، مثل کعب بن اشرف و کعب

---

۱ ـ ''خزینته الاصفیاء'' کی روایت کے مطابق وہ مسلمان نہیں ہوا بلکه اس کو قتل کیا گیا ـ

۲ ـ سورة الشعرا ۲۶ ، آیت ۲۲۴ تا ۲۲۷ ـ

بن اخطب و کعب بن زہیر، مسلمانان را بھجو ایذا می کردند و مشرکان را بر جنگ یاران رضی اللہ عنہم ترغیب می نمودند خصوصاً [ص : ۹۴] کعب بن اشرف ۔ روزی آن سرور علیہ السلام قصہ ایذای او را با محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہ برادر رضاعی[1] کعب[2] بود ، درمیان نہاد ۔ او عرض کرد کہ یا رسول اللہ دل مبارک تو می خواہد کہ او را بقتل رسانند ۔ فرمود اگر توانی ، درین مہم تقصیر مکن ۔ پرسید کہ اگر برای مصلحتی دروغی چند بگویم تجویز می فرمای ۔ جواب داد ترا رخصت است ہر چہ دانی بگوی ۔ انگاہ محمد بن مسلمہ و ابو نایلہ و دو سہ صحابہ دیگر را ہمراہ گرفت و در حصار کعب کہ نزدیک بنی قریظہ بود رفت و با او در شکست دین اسلام سخنان از ہر جانب گفتہ او را در شب ماہتاب بہ بہانہ سیر بیرون آورد ۔ چون کعب در ہمان نزدیکی زنی جمیلہ از قبایل عرب خواستہ نو کتخدا شدہ بود ۔ آن عورت ہر چند کعب را از بیرون آمدن مانع می شد فائدہ نہ داد ۔ و ابو نایلہ بہانہ اینکہ بوی خوش از موی سر او می آید بگرفت و کشید و دیگران کار او تمام ساختہ و سر از تن جدا گردانیدہ پیش آن سرور علیہ السلام آوردند ۔

و آن حضرت خون کعب بن زہیر نیز مباح فرمودہ بود ۔ ہر چند در حرم ہم بودہ باشد ۔ و قاتل او را بہ بہشت بشارت دادند ۔ برادر کعب بن زہیر این کیفیت را باو نوشت کہ اگر آمدہ زود تر بشرف اسلام مشرف نہ می شوی خون تو ای کعب ہدر خواہد بود ۔کعب بعد ازان نقابی بر روی بستہ بر جمازہ سوار بملازمت پیغمبر علیہ السلام رفت و قصیدۂ مشہور را کہ مطلعش این است کہ مصرع :

---

۱ - متن میں ''رضائی'' ہے ۔

۲ - کعب کے قتل کے سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ شخص اسلام کا سخت دشمن تھا اور کفار مکہ کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے ابھارا کرتا تھا ۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلعم کو قتل کرانے کی بھی تدبیر کی تھی۔ یہ اسباب تھے رسول اللہ کی اس اجازت دینے کے جو صحابہ کو اس کے قتل کے متعلق دی گئی ۔ واقعات کی تفصیل سیرت النبی علامہ شبلی (جلد اول ، صفحہ ۲۹۶ - ۲۹۹) میں دیکھی جا سکتی ہے ۔

بانت سعاد و قلبی الیوم متبول

بآواز خوش خواند و چون باین دو بیت رسید که شعر :

ان الرسول لنور[1] بستضاء به
و صارم[2] من سیوف الهند مسلول

نبئت ان رسول الله اوعدنی
والعفو عند رسول الله ماسول

رسول خدا ہر آئینہ شمشیر ہندی است از شمشیر ہای خدا که از غلاف بیرونی کشیده شد و طلب روشنی از و داشته می شود ـ و آگاه ساختند مرا که رسول علیه السلام تہدید من وعید کرده است حالاکه متوقع از رسول خدا صلی الله علیه وسلم عفو است نه چشم (خشم) آن حضرت را رقعت بغایت دست داد و گفت از مگر کعب بن زہیری ـ کعب نقاب برداشت و در پای آن سرور علیه السلام افتاد ـ و ببانگ بلند کلمه شہادت بر زبان راند ـ آن حضرت اورا درکنار گرفت و گواہی داد که کعب بہشتی است و می گویند که چادری که [ص : ۹۵] از کتف مبارک او در وقت تواجد و نشاط افتاده بود بکعب بخشید و تا زمان حکومت شام نزد او بود و حاکم شام[3] بزر بسیار آن ردا را از فرزندان او خرید و در فرات مراتبه (؟) در آخر عہد ایشان از بیت المال رفت ـ و اگر این صورت واقع باشد ، صوفیه را تمسک قوی است در تواجد و بخشیدن قوال ـ والله اعلم بحقیقة الحال ـ و مدح و ذم شعرا و حسن و قبح اشعار ازین جا معلوم می شود نظم :

شعر با دی است کس کشد ابداع
از مفاعیل فاعلان و فاع

---

۱ ـ مخطوطے میں 'لسیف' ہے ـ

۲ ـ مخطوطے میں 'مهند من سیوف الله' ہے ـ مگر شاعر نے سیوف الهند لکھا تھا مگر آنحضرت صلعم نے اصلاح فرما کر سیوف الله کر دیا ـ

۳ ـ مراد امیر معاویه سے ہے ، کیوں که انھوں نے چالیس ہزار درہم کعب کے ورثاء کو دے کر چادر حاصل کر لی تھی ـ

کاملان چون در سخن سفتند
اعذب الشعر کذبه گفتند

وادی شعر کی شود ذی زرع
گر نہ آبش دہی ز منبع شرع

[سجدهٔ غیر اللہ]

سی و پنجم : سجدهٔ غیر کردن قوله تعالیٰ :

"فمن کان یرجوا لقآء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادة ربہ احداً "[1]

ہر کہ امید می دارد دیدار پروردگار خود را گو کہ کارنیک کند و در عبادت آفریدگار خویش ہیچ کس را شریک نہ سازد قطعہ :

بامداد ایاک نعبد گفتہ در فرض حق
چاشت گہ خود را مکن در خدمت دیو اسیر

انقیاد آر از مسلمانی بپیش حکم آنکہ
بر نہ گردد ز اضطرابِ سجده تقدیر قدیر

فصل : سجدهٔ غیر اگر بطریق عبادت است داخل شرک است ـ و اگر برسم تحیت و تواضع است مثل سجدهٔ ملائکہ آدم را علیہ السلام بعض فقہا باباحت آن قایل شده اند ، خصوصاً وقت ابتلاء عام و بعضی این حکم را مخصوص بآدم علیہ السلام می دارند کہ بامر حق تعالیٰ بوده و منسوخ شده ـ و رسول علیہ السلام فرموده کہ اگر کسی را بسجده امر می‌کردم ، ہر آئینہ می فرمودم تا زن برایٔ شوہر سجده می‌کرد ـ و اگر بر وجہ تحیت نہ کنند ، بزه کار شود واللہ اعلم ـ و بعضی صوفیہ مریدان را سجدهٔ تحیت می فرمایند و این در معنی زمین بوسی است ـ

---

۱ ـ سورة الکہف ۱۸ ، آیت ۱۱۰ ـ

حکایت : از ثقات اعیال (اعیان ؟) سماع دارم که چون در جونپور صحبت قطب المشایخ الکبار منهج الاسلام بدیع الحق و الملة والدین[1] شاه مدار قدس الله روحه بسلطان ابراهیم شرقی و ملک العلما قاضی شهاب الدین[2] راست نیامد بناچار در مکن پور از نواحی قنوج آمده قرار گرفت و غلغله بزرگ و عظیم افتاد ـ در هفته روزی معین در محاوطه وسیع ، صحبت می داشت و اصحاب حاجات مختف جمع می شد ـ و چون اکثر اوقات نقاب بر رخ می بست در آن روز می کشاد و همه بسجده می افتاد [ص : ۹۶] و در مجلس بی آنکه کسی معین را مخاطب سازد حکایتی بنیاد نهاد که از اول تا آخر یک سلسله مربوط بود و هر مقدمه که می رسید ارباب حاجات مدعای خود گرفت زمین بوس نموده بر می خاست ـ و شاه ، چون مجلس تمام می شد درون حجره می رفت و درین مدت هیچ کس نه مطبخ اورا دید و نه جامه اورا که بخانه گذری می برده باشند ـ می گویند که بر قاضی محمود قنوج ابن سخن دشوار آمد و باحتساب پیش آن عالی جناب رفت و وقت بار عام بموافقت دیگران بیر داشتن نقاب سر بسجده نهاد و بعد از فراغ مجلس گفت که از شما چند شبه دارم آن را جواب فرمائید ـ یکی آنکه سجده پیش شما می

---

۱ ـ شاہ مدار کی کرامات وغیرہ کا ذکر تذکروں میں ملتا ہے ، لیکن حالات بہت کم ہیں ـ ''خزینۃ الاصفیا'' میں ان کا سال وفات ۸۸۴ھ دیا ہے ـ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انھوں نے طویل عمر پائی ـ
''نزہۃ الخواطر'' (جلد سوم ـ صفحہ ـ ۳۹ ـ ۴۲) میں کچھ تفصیلی حالات لکھے گئے ہیں ـ یہاں سن وفات ۸۴۴ یا ۸۳۸ھ بھی بتلائی گئی ہے ، مداریہ فقیر جو ننگے رہتے ہیں ، وہ ان کا اتباع نہیں کرتے قاضی شہاب الدین دولت آبادی ، ان کے مریدوں میں تھے ـ

۲ ـ قاضی شہاب الدین (۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء) سلطان ابراہیم شرقی کے عہد میں جونپور میں درس دیتے تھے ، ملک العلماء کا خطاب تھا متعدد کتابوں کے مصنف ہیں ، جن میں ''تفسیر قران'' ، ''بحر مواج'' ، اور ''شرح بزدوی''اصول فقہ میں قابل ذکر ہیں ـ سلطان ابراہیم کے نام پر ''فتاوی ابراہیم شاہی'' مدون کی ـ

۳ ـ سلطان ابراہیم شاہ جونپوری : (ف ـ ۸۴۰) ایک عظیم اور عادل بادشاہ تھا جو علماء و فقرا ، وغیرہ کا بہت احترام کرتا تھا ـ

کنند ـ شاه فرمود ما کسی را نه می گوئیم و بشما هم که سجده کردید نه گفته بودم ـ قاضی محمود را تعجب در تعجب افزود و از مصاحبان خود پرسید که مگر از من این ادای سر بر زده است ـ گفتند آری همچنین است ـ دوم اینکه نماز جمعه از شعار اسلام است چرا نه می روید ـ گفت ما درین بلاد نیت اقامت نه کرده ایم :

در ملک هند عزم اقامت نه کرده ایم
ور کرده ایم تا بقیامت نه کرده ایم

قاضی گفت چند سال است که شما را درین جا می بینم هنوز هم مسافرید ـ گفت روایت فقهی را دیده باشید که اگر کسی بفرض هشتاد سال در شهری باشد بی نیت مقیم نه می شود و نیت کار دل است ـ سوم اینکه پیغمبران علیهم السلام همه خوردنی خورده اند شما چرا نه می خورید ؟ گفت از کجا معلوم شد که طعام نه می خوریم ؟ گفت بی غذا خود حیات کسی ممکن نیست ـ و قاضی طعام را که از بازار برده بود پیش شاه نهاد که برای تصدیق که فرمودید لقمه چند ازین غذا که آورده ام ، نیز بردارید ـ جواب داد که چه لازم است که طعام از بازار شما خورده شود ما نیز بازاری داریم که قوت هر روزهٔ ما ازان جا می آید ـ بزرگی گفته مصرع :

بازار چه قصب فروشان دگر است

بیت :

کسی کاندر صیام ما سوی الله روزهٔ دل بست
تهی چشم است گر بکشاید از عیشی نهد خوابش

[بسم الله بر حرام گفتن]

سی و ششم : بسم الله بر حرام گفتن ـ قوله تعالیٰ :

''و لا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیه و انه لفسق ـ''

از آنچه نام خدای تعالیٰ [ص : ۹۷] بر آن یاد کرده نه شده است مخورید که این فعل فسق است و معصیت ـ و چون عذاب (غذاء ؟) از جمله

---

۱ ـ سورة الانعام ۶ ، آیت ۱۲۱ ـ

نعمتهای بزرگ حق سبحانه تعالیٰ است نام خدای تعالیٰ بران بردن از جمله عبادتهاست بطریق قیاس صندیت لازم آید که بر بر چه حرام باطلاق باشد نام بزرگوار او بران بردن عصیان بلکه کفر باشد ۔ زیرا که مستوجب استخفاف است که علامت تکذیب مخبر است و روش مشرکان عرب این بود که جانور را بنام خدای تعالیٰ و نام بتان می کشتند ۔ آن را دو بخش ساخته یکی را حصه خدای تعالیٰ نامیده و دیگری را بهرهٔ بتان اعتبار نموده بر دو حصه را خود می خوردند و این گمان می بردند که چون خود خدای تعالیٰ از خوردنی منزه است حصه او بشریکان می رسد و بتان را شریک او می دانستند و می گفتند که آنچه بخش شریکان است بخدای تعالیٰ نه می رسد پس آن را ہم متصرف باشیم ۔ و حق تعالیٰ از زعم باطل آن طائفه جاہل خبر می دہد قوله تعالیٰ :

''و جعلوا مما ذرا من الحرث و الانعام نصیباً فقالوا هذا لله بزعمهم و هذا لشرکائنا الآیه ۔''[1]

قال علیه السلام لعن الله من لعن والده و ذبح حیوانات بغیر اسم الله ۔ لعنت کناد خدای تعالیٰ بر کسی که بر پدر خود لعنت فرستد و بنام غیر خدای تعالیٰ جانوری ذبح کند ۔ مخفی نه ماند که مراد ازین حرام آن است که حرمت آن متفق علیه باشد ، نه مختلف (فیه) ، چنانچه گذشت ۔ مثل گوشت سوسمار که آن را بر سفرهٔ آن سرور علیه السلام آوردند و می خواست که تناول فرماید ، دست ناگاه ازو باز کشید و فرمود که مرا این گوشت در دل کراہتی پدید آمدو بعض از ارباب نیز آورده اند که آن جانور بزبان حال بآن سرور علیه السلام بسخن در آمد و این از جمله

---

۱ ۔ سورة الانعام ۶ ، آیت ۱۳۶ ترجمہ : اور ٹھہراتے ہیں اللہ کا ، اس کی پیدا ہوئی کھیتی اور مواشی میں ایک حصہ ۔ پھر کہتے ہیں ، یہ حصہ اللہ کا ہے ، اپنے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے ، سو جو حصہ ان کے شریکوں کا ہے ، وہ تو نہیں پہنچتا اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کی طرف کیا ہی برا انصاف کرتے ہیں ۔

معجزات است - و بعد ازان بحضور آن سرور علیه السلام از ابای آن گوشت یاران حاضر جماعت ازان ما حضر خوردند و صاحب شرع انکار نیاورد بلکه مقرر داشت - تقریر امری از شارع دلیل اباحت اوست - و این قصه دلیل است بر شافعیه را اباحت سوسمار -

در روایت فقهی آمده که هر که عورتی تلقین کلمه کفر کند تا زآن سبب از شوهر جدا گردد ، یا در وقت [ص : ۹۸] خمر خوردن ، بسم الله گوید کافر گردد و این وقتی است که عمداً گوید و آن را نعمت شمرد علامت کفر است - اما اگر بطریق عادت و یا سهو گوید حکم بر کفر نه می توان کرد - و این بعینه مثل آن است که جنبی و حائض اگر بسم الله یا الحمد لله بنا بر عادت بطریق تبرک گوید لا باس گفته - اما اگر بنیت قرات خواند عاصی شود - و نیز فرق است از حرام تا مردار - اگرچه در حالت مخمصه کار باضطرار کشد و بر مردار تبرکاً و تیمناً تسمیه بگوید ، چندان نا خوش نه دارد - و بخلاف مال غصب که تسمیه برآن گفتن از موجبات کفر است - و این اختلاف در بسم الله است اما الحمد گفتن بر لقمه حرام بمذهب اہل سنت و جماعت جایز است ، و این بنابر آن است که بمذهب ایشان حرام ہمه رزق است و نزد معتزله حرام ہمه رزق نیست - پس شکر بر رزق حلال واجب است و بر حرام نیز ، ہم چنان است که وسیله سد رمق و بقای نعمت حیات شده بخلاف بسم الله بر حرام گفتن که آن ابتدای نعمت نیست بلکه ابتلای حق است و تسمیه بر نعمت است نه بر معصیت - و عقیده اہل حق این است که حرام رزق است - و ہر یکی از ما رزق خود را ما دام که حیات است بتمام می ستاند خواه حلال باشد خواه حرام - و ممکن نیست که جانداری رزق خود را نه خورد یا رزق دیگری را خورد - چه رزق عبارت است از غذا و غذا ہمان است که خورده شود و بدن بآن ترتیب یابد نه مانند گل و گیاه و سنگ و غیر آن - و این غذا در اول بنام ہر کسی که مقدر شده است تخلف ازان نه می کشد - و در آثار آمده که ہر دانه از غله نام خورنده آن مکتوب است - و این جا گفته اند که کوشش برای طلب رزق ، رنج بیهوده بردن است چه خالی ازان نیست که چیزی که طلب آن بکند برای او مقدر شده است یا نه -

اگر مقرر شده است ظاہر است کہ این کس ہنوز در کتم عدم بود کہ آن چیز برای او نام زد ساختہ اند و خواہی نہ خواہی می رسد چہ تخلف معلول از علت درست نیست ۔ و اگر مقرر نہ شدہ است طلب آن محال است ۔ و ازین جا می گویند کہ محنت خلق ہمہ ازین جہت است کہ از قسمت بیش و از وقت پیش :

و ازان دیگران از خویش می خواہند

[ص : ۹۹] بیت :

بشنو این نکتہ کہ خود را ز غم ازاد کنی

خون خوری گر طلب روزی ننہاد کنی

نقل است کہ شخصی نزد حاتم اصم[۱] قدس اللہ روحہ آمد و گفت عیال بسیار و کفاف اندک دارم ۔ گفت در خانہ برو و مردم خود را بشمار ۔ ازان جملہ را کہ روزی نہ بر خدای باشد بدرکن ۔ و دیگر نیز افلاس را بہانہ ازو رخصت طلبید ۔ گفت خدای آن جا را سلام برسانی ۔ سائل گفت مگر خدای آن جا دیگر است ؟ جواب داد کہ چون این را می دانی کہ خدای این جا و آن جا یکی است ہمان خدای مگر این جا نہ می تواند رسانید ۔ گفت از برای رزق در زمین تردد کنم ۔ گفت اگر رزق از آسمان نہ رسد ہمچنان از زمین بخواہ ۔ گفت حیلہ چیست ؟ گفت ترک حیلہ گفت شما عجب مردم اید کہ مردم را سخن می گیرید ۔ گفت آری ازانچہ از آسمان فرود آمدہ است ہمین سخن است و مادرت بر پدرت از سخن حلال شدہ نظم :

---

۱ ۔ حاتم اصم (ف ۔ ۲۳۷ھ) طبقۂ اولیا کے بزرگوں میں سے ہیں ۔ شیخ شفیق بلخی کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے نصیحت کرنے کو کہا ۔ انھوں نے جواب دیا ، اگر گناہ کرنا چاہتے ہو تو ایسا مقام تلاش کرو جہاں تم کو خدا نہ دیکھ سکے ! دیکھو ''نفحات الانس'' ۔ صفحہ ۷۱ ۔ ۷۲ ۔

سخن از آسمان فرود آمد
سخن از گنبد کبود آمد
گر بودی گوہری ورای سخن
او فرود آمدی بجای سخن

[لعنت بر مسلمانان کردن]

سی و ہفتم : لعنت بر مسلمانان کردن قوله تعالیٰ :

''فبما نقضهم میثاقهم لعنهم ـ[1]''

سبب نقض عهد ما لعنت کردیم کفار را ـ قال علیه السلام :

''یوم یلعن بعضهم بعضاً ـ[2]''

در روز قیامت بعضی کافران بعضی دیگر را لعنت خواہند کرد ـ پس معلوم شد که لعنت عبارت است از دوری حق و شایان آن کافران اند و بس نه مسلمانان ـ و خدای عز و جل می داند که عاقبت مسلم کدام است و کافر کدام است ـ و بر ما مبہم است ـ و ہم ازین جہت نزد بعضی مخصوص بنام برکافر ای ہمه او لعنت درست نیست ـ چه شاید که آخر حال بدولت اسلام مشرف شود ـ و کسی را لعن کرده باشم که مستحق آن نه باشد معاذ الله بما عود کند مگر آنکه مجملا گوئیم که بر کافران یا ظالمان لعنت باد و این سخن مطابق کریمه :

''الا لعنة الله علی الظلمین ۝[3]''

و لعنة الله علی الکافرین است ـ و قال علیه السلام لا ینبغی لصدیق ان یکون لعاناً ـ نه می سزد ہیچ آشکاری پاک کرداری را که لعنت بسیار می گفته باشد و نیز فرمود که لعنت کناد خدای تعالیٰ بر کسی که بی موجبی

---

۱ ـ سورة المائده ۵ ، آیت ۱۳ ـ
۲ ـ (مسلم) مشکلوة ج ۲ باب غیبت ـ
۳ ـ سورة هود ۱۱ ، آیت ۱۸ ـ

بر والد خود لعنت فرستد و بنام غیر خدای تعالی جاندار [ص : ۱۰۰] دبح کند ۔ و امام غزالی[۱] فرماید که فردای قیامت از نامهٔ اعمال من یک مرتبه کلمه لا اله الا الله محمد رسول الله بر آید بهتر است که هزار لعنت بر کافر و ظالم گفته شود ۔

شاید که ترا این جا دو شبه بخاطر رسد ۔ اول آنکه رسول خدا صلی الله علیه وسلم مستثنٰی است ۔ چنانچه اورا می رسد که بر شخصی بعینه نام برده لفظ صلٰوة فرستد مثل آنکه اللهم صل ابن ابی اوفیٰ ۔ همچنان می رسد که لعن نیز اطلاق کند که از خصائص اوست ۔ چه از عواقب امور آگه است ۔ و می دانست که ختم کار هر یکی بر چه چیز خواهد بود کفر یا ایمان ۔ و نیز آن سرور علیه السلام خود فرموده که من برحمت مبعوث شده ام ۔ پس اگر کسی را دعای یا لعنت کنم ، در معنی رحمت است و دعا است در حق او ۔ چه مقصود عداوت و نفسانیت نیست بلکه مهربانی و بدایت است ۔ و محرر سطور یادگار مشائخ کبار قدوة الاولیای روزگار مبین حقائق اسرار شیخ نظام الدین[۲] قدس الله روحه را دریافته دید که بر بعضی نفرین می کرد و می گفت که ان شاء الله این نفرین نتیجه آفرین دید و هو اعلم :

سوال دوم این که باوجود نهی از تکفیر و لعن اهل قبله لعنت بیزید چون باشد ۔ جواب هر چند این مبحث مشهور و مقرری است و درین باب رسایل بسیار به رد و نفی و اثبات نوشته اند ۔ اما فقیر می گوید که

---

۱ - امام غزالی (ف - ۵۰۹ھ) - پورا نام یہ ہے : ابو حامد حجة الاسلام محمد ابن محمد الغزنی الطوسی ، لقب زین الدین تھا ۔

۲ - شیخ نظام الدین امیٹھوی (۔ ۹۷۹ھ) - چشتی خاندان کے بزرگ تھے ، لیکن گانا نہیں سنتے تھے۔ احتیاط کی یہ کیفیت تھی کہ نماز جمعہ سے پہلے چار رکعت ظہر کی پڑھتے تھے ، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اکبری حکومت کو اسلامی حکومت تسلیم کرنے میں ان کو توقف تھا ۔ دیکھو "نزہتہ الخواطر" ۔ جلد چہارم ۔ صفحہ ۔ ۳۶۸ - ۸۰ -

یزید لا زاد الله ہیچ جای آشتی نہ گذاشتہ تا در حق او تردد باید کرد ۔ لمولفہ :

تیغ کین بر جنگ دین بر داشتی
ہیچ جای آشتی نہ گذاشتی

و بر حکم این آیت :

''فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم ۔ أولئک لعنهم الله فاصمهم و اعمیٰ ابصارهم [۱]''

آیا شما را می رسد این کہ اگر بتغلب والی مسلمان شوید فساد در روی زمین بکنید و صلہ رحم را قطع نمائید و کسانی کہ ہمچنین باشند خدای عز و جل ایشان را لعنت کردہ و چشمہای ایشان را کور ساختہ حق نہ بینند و نہ شنوند و نہ شناسند ۔ یزید ہم حاکم بزور شد و ہم فساد در بلاد کرد و ہم قطع رحم نمود ۔ پس از لعنت کہ نتیجہ این افعال است چون تواند گریخت و بموجب این کریمہ کہ :

''ان الذین یؤذون الله و رسولہ لعنهم الله فی الدنیا و الاخرة و اعد لهم عذاباً مهیناً [۲]''

تا آخر آیت ۔ کسانی کہ خدا را ایذای می کند لعنت خدای بر ایشان باد در دنیا و آخر [ص : ۱۰۱] او ملعون ازلی و ابدی است ۔ و این قصہ ہر عامی و جاہل می داند کہ ضرب غلام زید موجب اہانت زید است ۔ چہ می گوی کشتن اولاد پیغمبر علیہ السلام بآن خواری و رسوای باعث رنج و ایذای بلیغ علیہ السلام نہ باشد حاشا و کلا ۔ ایستادن درین باب غیر از مکابرہ و بی انصافی نیست ۔ پس برین تقدیر لعنت بر یزید از قبیل ترک جائز یا اجوز بود بلکہ عین واجب و طاعت باشد ۔ حکیم ثنای گفتہ بیت :

---

۱ - سورہ محمد ۴۷ ، آیت ۲۲ - ۲۳ ۔
۲ - سورة الاحزاب ۳۳ ، آیت ۵۷ ۔

لعنت کند چکاوک ہر صبح بر یزید
لعنت نہ می کنی تو نہ دانم چکاوکی

حکایت : می گویند کہ دو عالمی مشہور از ماوراء النہر درین باب بحث می کردند ۔ چون بطول انجامید یکی از ایشان گفت اینکہ من از جانب امام وکیل شدم ببینم کہ از طرف یزید کہ کفیل می شود ۔ و علامہ تفتازانی[1] می گوید :

''فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ فلعنۃ اللہ علیہ و علی اعوانہ ۔''

ما در شان یزید بلکہ در ایمان یزید توقف نہ داریم ۔ لعنت خدا بر او و بر یاران او باد ۔ قطعہ :

ابلیس رفت ، گفت بدوزخ کہ می خری
خروار ہای لعنت از بہر آن عنید
دوزخ جواب دادش و گفت ای گران فروش
لعنت گہی خرم کہ در افتد بمن یزید

اگرچہ صاحب[2] امالی گفتہ :

و لم یلعن یزیدا بعد موتہ
سوی المکثار فی الاغراء غال

لعنت نہ می کند بر یزید بعد از موت او ، مگر بی ہودہ گوی در تغصب غلو کنندہ :

---

۱ علامہ تفتازانی : (۱۳۲۲ - ۱۳۸۹ء) سعد الدین نام تھا ، تفتازان میں پیدا ہوئے ۔ سمرقند میں وفات پائی ۔ فقہ ، علم کلام ، بلاغت ، منطق وغیرہ میں مستند سمجھے جاتے ہیں ۔ مطول اور بعض دوسری کتابیں نصاب میں شامل ہیں ۔

۲ ۔ قصیدہ بدء الامال ۔ ساٹھہ اشعار ہیں جن میں عقائد اسلام کو نظم کیا گیا ہے ۔ شاعر کا نام اوشی فرغانی تھا ۔

اما در رسالہ مناقب السادات کہ بملک العلما قاضی شہاب الدین جونپوری رحمۃ اللہ علیہ منسوب است ، آوردہ کہ ظاہرا کاتبی درین بیت تصحیف کردہ وگرنہ صواب بجای' واو عاطفہ ہمزۂ استفہامیہ است کہ برای' اثبات و تقریر است ۔ چنانچہ مقرر است کہ نفی در نفی بمعنی اثبات می باشد ۔ پس چنین باید خواند :

الم یمعن یزیداً بعد مولد
یعنی بر یزید از غیر مکثار و غالی

لہذ مقرر است ۔ و شیخ واحدی[1] و شیرازی[2] در جزء خویش بجای' این بیت چنین نوشتہ است :

و لم یمنع من الملعون لعناً
سوی المخطی من التحقیق خال

کہ لعن را از ملعون باز نہ می دارد غیر از خطا کاری خالی از تحقیق ۔ و در ساعت تحریر فاضلی نادر العصری قدوۃ الاکابر نامداری نادر علی شیخ یعقوب کشمیری[3] نیز گفتہ کہ من حاشیہ [ص : ۱۰۲] قصیدہ امالی بخط المتقدمین قدوۃ المتبرعین مولانای' حسن الملت والدین طیبی کہ آثار ورع و اخبار تقوی او در دفاتر نہ می گنجد نوشتہ دیدہ ام :

---

۱ - شیخ واحدی غالباً ابوالحسن علی (ف - ۱۰۷۵ء) سے مراد ہے جو اپنے عہد میں نحو اور تفسیر کے امام شمار ہوتے تھے - ان کی تصانیف، 'اسباب نزول القرآن' ، اور 'الوجیز فی تفسیر القرآن' العزیز مشہور ہیں ۔

۲ - شیرازی ۔ غالباً ابو اسحاق شیرازی (ف - ۱۰۸۳ء) مراد ہیں ۔ مشہور فقیہ تھے ۔

۳ - شیخ یعقوب کشمیری ، اکبری دور کے مشہور عالم اور مصنف تھے ، ملا عبدالقادر بدایونی سے گہرے تعلقات تھے ۔ تفسیر ، حدیث ، فقہ اور تاریخ پر کتابیں لکھی ہیں ۔ ''مغازی النبوت'' ، قابل ذکر ہے ۔ سن وفات بقول بدایونی ۱۰۰۰ھ ہے ۔

و من یلعن یزیدا بعد موتہ
یجد باللعن انواع المثال

لعنت کنندۂ یزید بزرگی بسبب آن می یابد ۔ بالجملہ اگر ترا درین باب شکی باشد بر سخنان من اعتبار و اعتماد نہ کنی رسالہ ابن جوزی[1] را ببین کہ خروار خروار دلائل بر لعنت یزید پلید گذرانیدہ کدام کدام انکار خواہی کرد ۔ غایتش اہتمام درین است قدم ازین بالاتر نہ نہی کہ منہی است ۔ و نہ گوئی کہ پسری کہ بد می باشد بر پدر لعنت می آرد کہ این سخن پسندیدۂ ارباب علم نیست ۔ و پیغمبر زادہا نایئستہ(ناشایستہ؟) شدند ۔ ہیچ گناہ بر پیغمبران نیست :

''یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ۝[2]''

و شرف صحبت رسول علیہ السلام را در تعظیم دخل تمام و حق عظیم است ۔ و خدائ عز و جل در قرآن مجید قسم سم اسپان غازیان رضی اللہ عنہم و شیعۂ اسپان و سیلی ایشان سوگند خوردہ چنان می فرماید :

''و العدیت ضبحاً ۔ فالموریت قدحاً ۔ فالمغیرات صبحاً ۔
فآثرن بہ نقعاً ۝[3]''

و احتمال عتاب و عقاب در فعلی غیر ضروری کہ نہ واجب و نہ موتوف علیہ دین است بیشتر است ۔ و از ترک آن مثلاً اگر کسی تمام عمر بر کشندۂ ناقۂ صالح علیہ السلام لعنت بفرستد ماخوذ نہ خواہد بود ۔ اما

---

۱ - ابن جوزی ابوالفرج عبدالرحمن ابن الجوزی (ف ۔ ۱۲۰۰ء) مشہور مورخ اور فقیہ ہیں ۔ ان کی مشہور کتاب ''المنتظم فی تاریخ الامم'' ہے ۔ عمر ابن عبدالعزیز پر ان کی دو کتابیں ہیں : ''سیرت عمر ابن عبد العزیز'' اور ''مناقب عمر ابن عبدالعزیز'' ۔ ان کے علاوہ اور متعدد تصانیف بھی ہیں ۔

۲ - سورۃ الروم ۳۰ ، آیت ۱۹ ۔

۳ - سورۃ العدیت ۱۰۰ ، آیت ۱ - ۴

در لعن بعضی افراد که دلائل اثبات آن تمام نیست احتمال خطر دارد نظم :

آن خلافی که داشت با حیدر
در خلافت صحابهٔ دیگر

حق در آن جا بدست حیدر بود
جنگ او با خطای منکر بود

آن خلاف از مخالفان مپسند
لیکن از طعن و لعن لب در بند

گر کسی را خدای لعنت کرد
نیست لعن من و تواش در خورد

ور بالطاف حق شده ممتاز
لعن ما جز بما نه گردد باز

نقل است که در زمان تسلط بنی امیه تا عهد خلافت عمر بن عبدالعزیز[۱] که خلیفه خامس بود رضی الله عنه در ایام عید و جمعه برروس منابر زبان بدشنام و نا سزای که امیر المومنین علی رضی الله عنه[۲] می کشادند و در جمیع بلاد اسلام این امر شنیع شایع بود - مگر در شهری چند مثل استر آباد و سبز وار و کاشان و سیستان که اہالی این شهر ہا قبول این معنی نه کرده بطریق جزیه مالی معین می دادند - و چون نوبت حکومت و خلافت بعمر بن عبدالعزیز رسید در صدد آن شد که این امر شنیع را دفع سازد - [ص : ۱۰۳] اما چون احتراز بنی امیه و ارتکاب ایشان دران باب ظاہر دید و شدت و غلظت بلیغ مشاہده نمود - و از شورش

---

۱ - عمر بن عبدالعزیز (۶۸۲ - ۷۲۰ء) ۔

۲ - حضرت علی کی سن شہادت ۴۰ھ ہے ۔

فتنه و خروج ملاحظه نمود ، رایش بر آن قرار گرفت که یکی از اطباء یهود در مجلسی که اکابر و اعیان بنی امیه و معارف و مشاهیر شام حاضر بودند ، بتعلیم عمر بن عبدالعزیز دختر اورا خواست گری نموده ـ عمر گفت ای حکیم ! این مواصلت بهیچ وجه میسر نه می شود چرا که ما مسلمانیم و تو یهودی و در شرع اتحاد ملت در تزویج شرط است ـ طبیب در جواب گفت ! پس پیغمبر شما دختر خود را بعلی ابن ابی طالب چگونه داده ـ عمر گفت که علی یکی از عظمای ملت احمدی صلی الله علیه وسلم بوده رضی الله عنه ـ طبیب گفت ! پس چرا اورا لعنت می کنند ـ عمر روی بحاضران مجلس آورده گفت ! جواب این بگوئید ـ همه ساکت و ملزم شدند ـ پس آن جناب حکم کرد که دیگر هیچ کس زبان بناشایسته و سب بامیرالمومنین نه کشادند ـ و گفت آن خونها که بود خدای تعالی دست مارا از آن پاک داشت زبان خود را چرا آلوده سازیم ـ

و شارح دیوان امیرالمومنین علی رضی الله عنه می گوید که در اثنای تلاوت روزی بر من وارد گشت که آیت :

''و ما عندالله خیر و ابقی للذین امنوا و علی ربهم یتوکلون ○[۱]''

مناسب شان صدیق است رضی الله عنه

''والذین یجتنبون کبائر الاثم و الفواحش و اذا ما غضبوا هم یغفرون ○[۲]''

موافق حال فاروق رضی الله عنه

''و الذین استجابوا لربهم و اقاموالصلوٰة ـ و امرهم شوریٰ بینهم و مما رزقنهم ینفقون ○[۳]''

مطابق وضع ذی النورین است

---

۱ ـ سورة الشوری ۴۲ ، آیت ۳۶ ـ
۲ ـ سورة الشوریٰ ۴۲ ، آیت ۳۷ ـ
۳ ـ سورة الشوریٰ ۴۲ ، آیت ۳۸ ـ

''و الذین اذآ اصابهم البغی هم ینتصرون ۱''

لایق صفت مرتضی است رضی الله عنهم ۔ و قومی تواند گفت که آیات لا حق نیز بیان حال بعضی است چنانچه :

''و جزاؤ سیئة سیئة مثلها ۲''

در خور حکام شام است :

''فمن عفا و اصلح فاجره علی الله انه لا یحب الظلمین ۳''

ملایم نسبت امیر المومنین حسن

''و لمن انتصر بعد ظلمه فاولئک ما علیهم و من سبیل ۴''

نظر بشان امیر المومنین حسین رضی الله عنهما است :

''و انما السبیل علی الذین یظلمون الناس و یبغون فی الارض بغیرالحق ۔ أولئک لهم عذاب الیم ۵''

در حق یزید

''و لمن صبر و غفر ان ذالک لمن عزم الامور ۶''

اشارت بامام زین العابدین است :

[معنی قران بےعلم گفتن]

سی و هشتم : [ص : ۱۰۴] معنی قرآن بی علم گفتن :

''و ما یعلم تاویله الا الله ۔ و الراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا ۷''

تاویل متشابهات قرآن را نه می داند مگر خدای ۸ تعالی ۔ و بعضی علما وقف بر الا الله در وادی علم می گویند که ایمان آوردیم بمتشابه که همه آن

---

۱ ۔ سورة الشوری ۴۲ ، آیت ۳۹ ۔
۲ ۔ سورة الشوری ۴۲ ، آیت ۴۰ ۔
۳ ۔ سورة الشوری ۴۲ ، آیت ۴۱ ۔
۴ ۔ سورة الشوری ۴۲ ، آیت ۴۲ ۔
۵ ۔ سورة الشوری ۴۲ ، آیت ۴۳ ۔
۶۔ سورة آل عمران ۳ ، آیت ۶ ۔

نزد پروردگار ما است - چنانچه ایمان آوردیم بخدای تعالیٰ و بآنچه فرستاده شده است بر ما از آیات محکمات قرآنی که تفسیر آن از رسول علیه السلام شنیده شده - و علم متشابهات را بخدا و رسول خدا حواله می نمایند نه آن که چون گمراهان - و سست دینان متشابهات را برای خود معنی نامناسب می گفته باشند -

فصل : علما را در تاویل متشابهات قرآنی دو فرقه اند - جمعے برین اند که اصلا مشغول بتاویل آن نه باید شد - و علم آن را بخدا و رسول خدا باید گذاشت - و مقصود از فرستادن این آیات ابتلا است در دنیای برای خود دران تصرف نمایند و بمعنی آن در قیامت ظاهر خواهد شد مثل حروف مقطع در اوایل سوره - وید الله و وجه الله و الرحمٰن علی العرش استوی - و این روش سلف و خلف است - و بسلامت نزدیک تر است - و این جماعت وقف بر الا الله لازم می شمرند - تا علم آن مخصوص بذات پاک حق تعالیٰ و رسول علیه السلام باشد و بس - و مقوی این دعوی است قرأت ابن مسعود[1] رضی الله عنه که و ما تاویله الا من عند الله در مصحف خویش نوشته - و این صریح است که و الراسخون فی العلم معطوف بر لفظ الله نیست - و رسول علیه السلام فرموده که من فسر القران برایه فلیتبوء مقعده من النار - هر که معنی قرآن برای خود گوید پس گو که جای نشست خود را در آتش مهیا سازد -

و طائفه از متاخرین بتاویل متشابهات مشغول شده اند باین دلیل که از زمان رسول علیه السلام تا زمان قرن ما قرناً بعد قرن معنی و اشارات در متشابهات گفته اند و هیچ کس انکار نه نموده و نزد ایشان وقف بر

---

۱ - عبدالله ابن مسعود - (ف - ۳۰ھ) سابقین اولین میں سے تھے - اسلام لانے والوں میں آپ کا نمبر چھٹا تھا ، بدر سے لے کر جملہ غزوات میں شریک رہے - مہاجرین حبشہ میں بھی شامل تھے - حنفی فقہ کا مدار بڑی حد تک ان ہی کی روایات اور تفسیر پر ہے -

الا الله نیست ـ و کلمه الراسخون را بر کلمه الله معطوف می دارند ـ یعنی تاویل آن را نه می داند مگر خدای و آنانکه قدم راسخ در علم دارند ـ انگاه یقولون امنا به کلام جدا می شود و می توان گفت که بحث لفظی است و در حقیقت ہیچ نزاعی نیست ـ چه آنانکه مانع تاویل اند و وقف می کنند غرض ایشان این است که حقیقت متشابهات [ص : ۱۰۵] چنانچه مراد الله و رسول است ہیچ کس بواقعی نه می داند ـ و مقصود جماعت که تاویل می کنند این است که راسخان بحسب ظاہر فراخور فهم خود معنی آن را می دانند ـ تا در تحقیق مراد خدا و مراد رسول الله چه باشد ہر دو فریق حق گفته باشند :

ہر کسے بر حسب فہم گمانے دارد

و این نزاع وقتے است که تاویل موافق شرع باشد ـ اما اگر تاویلے بود موافق ہوا و بدعت که بالحاد کشد چنانچه مشبهه و مجسمه و وجودیه می گویند آن خود مقضی بکفر است :

و فرق میان تفسیر و تاویل این است که تفسیر معنی ظاہری و تاویل معنی باطنی است که عبارت از نکت ارباب حالات و اشارات اصحاب مقامات و اہل الله را بر حسب صفای فہم و تزکیه و تجلیه بر قلوب وارد شود ـ مثلاً آنچه مفسران در معنی این آیت :

"ان الله مبتلیکم بنهر"[1]

تا آخر آیت که در باب کشتن داؤد علیه السلام جالوت را واقع شده بیان کرده اند ـ معنی راست براست ظاہری است ـ

قصه آن بطریق اجمال این است که چون ملک طالوت بحکم داؤد علیه السلام بجنگ جالوت رفت آن جا دریای پیش آمد که ہر که از آن آب می خورد بیمار می شد ـ و پیغمبر داؤد علیه السلام بحکم خداوند سبحانه امت خود را از خوردن آن آب منع فرموده و گفته اند که خدای تعالیٰ شما را بدریای مبتلا خواہد ساخت که آب آن زہر آلود و بیمار ساز

---

۱ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۱۲۹ ـ

است و ہر کہ ازان بخورد از من نیست مگر آنکہ بکف دست بر داشتہ بخورد کہ آن قدر مغفور است ۔ و بحکم آنکہ آدمی بطبع ہر چہ ممنوع شدہ حریص می باشد کہ الانسان حریص علی ما منع ۔ ہمہ اہل آن لشکر ازان آب خوردند و بیمار شدند ۔ و از برایٔ جنگ نماندند ۔ بر سہ صد و سیزدہ کس و یا کم و بیش کہ از آب نہ خوردند وجالوت را کشتند و ظفر یافتند ۔

و اہل تاویل می گویند کہٗ این دریا اشارت است بدنیا کہ ہر کسی ازان بیشتر حظ گرفت از کار زار بانفس و ہوا کہ دشمنان اویند بدست باز ماند مگر آنکہ بحسب ضرورت بہرہ ازان بگیرد و بقدر سد رمق کہ زندگی بآن مربوط است و قوت عبادت بر آن موقوف کار فرماید و از فضولی در طعام و شراب و مسکن و لباس و نکاح پرہیز [ص : ۱۰۶] نماید اورا ہیچ ضرری نہ دارد و موافق این حال است ۔

شیخ عبداللہ تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ کہ در ''نفحات الانس'' مذکور است و مضمونش اینکہ حکایت شیخ می فرمایدکہ سالی بقصد حج بادہ نفر ا فقرا درکشتی نشستم و از تلاطم امواج کشتی در تزلزل و مردم در تذبذب افتادند ۔ و غریو از ہر طرف برخاست و ہر کدام بجہت خلاص ازان ورطہ نذر ہابستند و بمن گفتند کہ تراہم ناچار است کہ نذری بکن ۔ گفتم من فقیرم و ہیچ نہ دارم کہ در راہ خدای تعالیٰ توانم داد ۔ چون مبالغہ بسیار کردند ۔ گفتم کہ حق سبحانہ تعالیٰ اگر مرا ازین ورطہ نجات دہد در عمر خودگوشت فیل نہ خورم ۔ گفتند از برایٔ خدا این چہ نذر است ۔ مگر کسی گوشت فیل را می خورد ۔ گفتم کہ حالا بر زبان من گزشت آنچہ گزشتنی بود ، چہ توان کرد ۔ و کشتی تباہی شد و من و آن فقیران اتفاقاً در جزیرہ افتادیم و از جنس خوردنی ہیچ نہ یافتیم و کار ما باضطرار و مخمصہ کشید و سہ فاقہ گزشت ۔ ناگاہ فیل بچہ بازی کنان آن جا آمد و ہمراہان من اورا گرفتہ ذبح کردند و بنابر مخمصہ گوشت آن را پختہ خوردند ۔ و قدری نزد من ہم آوردند کہ بخور ۔ گفتم کہ من از عہد خود بر نہ می گردم ۔ و شب خواب کردیم ۔ بیک بار مادر فیل بچۂ مذکور

پیدا شد و ہر کدام را از ما بوئید و از ہر که بوی بچہ می شمید یگان یگان را در تنہ پای خود بمالید ـ و مرا نیز چند مرتبہ بوی کرد و بگزشت و بنشست و بخرطوم خود اشارت بسیاری کرد ـ من فہمیدم که مرا می خواند که تا بالای او نشستم و روان شد ـ و شباشب نزدیک شہری در ساحل برد و مرا فرود آورده باز گشت ـ صباح پگاه اہل آن شہر بر عادت معہود که انتظار مسافران دریا بار می بردند قدری از طعام و آب گرفتہ نزد من آوردند ـ بعد از تناول طعام خدای عز و جل را شکر کردم و ثنا گفتم ـ و ماجرا از من پرسیدند تقریر کردم و نشانہای آن جزیره بایشان نشان دادم ـ گفتند آن جزیره تا این جا سہ شبانہ روز راه است ـ تعجب کردند ـ

نظم :

گرچہ منزل بس خطرناک است و منزل بس بعید
ہیچ راہے نیست کانرا نیست پایان غم مخور

ہان مشو نومید چون واقف نہ از سر غیب
باشد اندر پرده بازیہای پنہان غم مخور

ای عزیز لذت دنیا را فیل بچہ خیال کن و روزگار را ماده فیل و دنیا پرستان را گوشت [ص : ۱۰۲] خواران تصور نمائی و باقی معلوم است ـ و این حال جماعت بود که گوشت را باضطرار خورده بودند و حال جماعت که فضولی اند و پای ایشان در حرام چون مگس بکاسہ شہد فرو رفتہ است چہ خواہد شد ـ عارفی فرموده بیت :

جانب دل تا نہ بگرفت بشد جان تان ملول
زین ہواہای عفن زین آبہای ناگوار

[فتوی بی علم گفتن]

سی و نہم : فتوی بی علم گفتن قولہ تعالی :

''فمن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذباً لیضل الناس بغیر علم ـ''[1]

کیست ظالم تر ازان کس که دروغی بر خدایٔ تعالیٰ افترا کند تا مردم را بآن سبب گمراه سازد بغیر دانش ـ

و چون احکام شرعی مسند بالله تعالیٰ است و امر و نهی رسول علیه‌السلام در حقیقت امر و نهی اوست پس فتویٰ بخلاف شرع دادن و حلال را حرام و حرام را حلال از پیش خود ساختن دروغ بستن است بر خدایٔ عز و جل ـ و رسول علیه السلام فرمود اجرأ کم علی الفتویٰ اجزأ (اجرا ؟) کم علی النار ـ دلیر ترین شما بدر آمدن دوزخ کسی است که در دادن فتویٰ دلیر تر است ـ و در روایت فقهی است که بر فتویٰ مفتی ماجن عمل نه باید کرد و ماجن آن است که مردم برو خنده کنند ـ و در حدیث دیگر آمده است که خدایٔ تعالیٰ در آخر الزمان علم از سینه مردمان بیک بار آن چنان نه خواهد برد که نقش علم از دل محو شود ، بلکه مردم بلهو و لعب مشغول شوند و در خواندن علوم ذهناً قاصر باشند و عالمان از دنیا رخت بر بندند و جاهلان بمانند و منصبها بر ایشان قرار یابد تا بهر مسئله که پرسیده شوند بی علم فتویٰ دهند و ضال و مضل گردند ـ و نزد ظهور این احوال قیامت قائم شود ـ و جایٔ دیگر فرموده که قیامت قایم نه خواهد شد مگر بر بدترین امت من ـ و بروایتی مگر بر بدترین مردم از کلمة الله خبردار نه باشند ـ و این حدیث موافق است بآن حدیث که گویندگان کلمه لا اله الا الله بسیار باشند و یکی درمیان آن مسلمان نه باشد و نماز گزاران و قرآن خوانان بسیار پیدا می شوند و حال آنکه قرآن از گلویٔ ایشان تجاوز نه کند و در دل موثر نه باشد که : ''رب تال القرآن و القرآن یلعنه'' پس آن کس که قرآن بخوانند و قرآن برو لعنت فرستد ـ بیت :

جمال حضرت قرآن انگاه بکشاید
ایمان را مجرد از ابد یابد

———

۱ ـ سورة الانعام ٦ ، آیت ١٤٥ ـ

و بیان لعنت فرستادن قرآن انشاء الله تعالیٰ بجائے [ص : ۱۰۸] خود مذکور خواهد شد ـ

و نیز حضرت ختمیت پناه صلوات الله فرموده که بر امت من زمانه رسد که عالمان ایشان علم برای حق نه خوانند و همت این جماعت شکم و دین شان درم و قبلهٔ شان زنان باشند ـ و این خود ظاہر است که آنحضرت بنور نبوت پیش از ہزار سال دریافته بود و بزرگی گفته که در زمان سابق بزرگان جهان سه چیز را از خود بزور دفع می کردند و حالا بزرو بزور بجانب خود می کشند قضا و فتویٰ و احتساب ـ شعر :

ذهب الذین یعاش فی اکنافهم
و لقیت فی خلق کجلا الاحرب[1]

معرفت را از آدمیان برده اند
آدمیان را از میان برده اند

و ازین قبیل ارشاد جمعے از شیخان جاہل و بدعتیان باطل که برای اخذ و جر فریب عوام می دہند و مرید می گیرند و در ضلالت عوام می افتند و تخلل اندازند و نه ترس از خالق و نه شرم از خلایق دارند ـ بیت :

مارا برندی بدنام کردند
پیران جاہل شیخان گمراه

نقل است که چون وقت نزع سلطان الطریقت و الحقیقة شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی[2] قدس الله سره رسید عرض داشتند که شما ہیچ خلیفه بجائے خود نصب نه فرمودید و سلسله ارشاد منقطع شود ـ آہی از روی حسرت کشید و فرمود که من ہنوز قابلیت مریدی پیدا نه کرده ام خلافت بکه دہم مصرع :

خفته را خفته کی کند بیدار

---

۱ - ترجمہ : وہ لوگ چلے گئے جن کے پہلو میں زندگی تھی اب میں ان لوگوں سے مل رہا ہوں جو مخلوق میں لڑنے والوں کی طرح سے ہیں ـ

۲ - شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی (ف - ۷۵۷ھ) حضرت شیخ

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

و این سخن بدان ماند که شخصی میر خلیل الله میدانی قدس سره را که از علمای دیار ماوراء النهر بود از حال جماعت سیدان پرسید - گفت - زهی بی شرمی چند که مارا باوجود این حالت شرم می آید که خود را از امت مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم بگیریم و ایشان خود را بدروغ فرزندان او می نامند :

دی پدر از اراذل قروی
پسر امروز سید علوی
مادرش لولی و پدر لالا
او زند دم ز حیدر و زہرا

وه چه خوش گفت آنکه گفت فرد :

آنکه بزور آل یاسین گردند
یاسین سیاست اره شو بر سرایشان

نظام الدین اولیا کے خلیفہ اور جانشین تھے - ریاضت و مجاہدہ کے لیے مشہور ہیں - شیخ عبدالحق دہلوی نے ایک روایت لکھی ہے کہ وہ چاہتے تھے کہ مخلوق سے علیحدہ ہو کر ، کہیں جنگل وغیرہ میں عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جائیں ، لیکن ان کے شیخ نے اس کی اجازت نہیں دی ، بلکہ ان کو وصیت کی کہ دنیا میں رہ کر کام کریں -
شیخ نصیر الدین کے تقوے کی یہ کیفیت تھی کہ سلطان محمد بن تغلق نے ان کو سونے کے برتنوں میں کھانا بھیجا ، اس خیال سے کہ اگر انھوں نے سونے کے برتن میں سے کھایا تو وہ شرعی اعتراض کرے گا اور نہیں کھایا تو سلطان کی توہین کا الزام لگائے گا ، لیکن شیخ نے کھانا اس طریقے پر کھایا کہ برتن سے نکال کر اپنے ہاتھ میں رکھ لیتے اور پھر اپنے ہاتھ میں سے لے کر کھاتے - سلطان محمد بن تغلق کی وفات پر جن علماء و مشائخ نے فیروز شاہ کو اس پر راضی کیا کہ وہ تخت پر بیٹھے ، ان میں شیخ نصیر الدین بھی تھے سلطان فیروز شاہ ان کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا ،
شیخ نصیر الدین کے ملفوظات ''خیر المجالس'' کے عنوان سے جمع کیے گئے ہیں اور اب وہ شایع بھی ہو چکے ہیں -

و هم ازین قبیل است طبابت بی تجربه ، چنانچه فتوی بی علم باعث خلل حیات معنوی است همچنان طبابت بی دانش سرمایه فساد در حیات صوری است ـ و کسی تا سالهای بسیار نزد اطبای نامدار کتب طبی نه خوانده [ص : ۱۰۹] و عمری دراز باستعمال نه گذرانیده و بر خواص اشیاء اطلاع هم نه یافته و رخصت معالجه از اساتذه نه گرفته باشد و خواهد که بزور طبع از روی چند علاج مردم بی تجربه کند و آن را وسیله تقرب ملوک و سلاطین گرداند نه طبیبی است ، استاد ماهر بلکه خون ریزی است جلاد قاهر ـ و بر حکام اسلام دفع و رفع این چنین فرقه گمنام واجب و لازم است ـ

و یکی از شرایط طبیب این است که بعلم ، طبیب حاذق و در اقوال و افعال صادق و باهمه خلایق مشفق باشد ـ و دوست و دشمن و آشنا و بیگانه نزد او یکسان بود ـ و فضولی و رضامنش و خود ستا و بی انصاف و بی پروا نه باشد ـ و چون بمعالجه مشغول شود از خدای عز و جل میمنت خود مسألت نماید ـ و بیماری که فقیر و محتاج باشد تکلیف مالا یطاق نه کند ـ و غرض درمیان نیارد و پرسش محتاجان بیشتر از ارباب دول نماید تا تواند ما یحتاج ادویه و اغذیه باهل نادار از خود دهد تا ماجور و مشکور گردد و تعلیم را از عباد الله دریغ نه دارد و بر قرابا دینات طبی که همه ظنی است اعتماد تمام نه کند ـ و مدار تمام بر دانستن خود تنها نه نهد ـ و اگر خود از معالجه زحمتی عاجز شود حاذق تری را از خود پرسد و از مبادی بخود ننگ نه دارد و اورا با خود شریک بسازد و در جدلی نه کوشد ـ و بعد از رد و بدل بر آنچه حق است یا تابع شود یا متبوع ـ و اگر مرضی باشد لا علاج مریض را نه ترساند و از حیات آیس نه گرداند ـ و اگرچه مرگ را مانعی نیست اما عهدهٔ طبیب آن است که بلطایف الحیل مردم را در پاستان اربعه مشهوره از سنی بسنی رساند ـ و بسیار مقید بمدح مردم و اسباب تجمل نه شود و در طلب جاه و جلال از مزاولت و ممارست اعمال نیک نه دارد ـ تا ممکن باشد بنفس نفیس خود ممارس بیمار شود و اگر فرصت نه باشد شاگردان و پیشکاران قایم مقام خود را بجد تمام و اهتمام بلیغ بر علیلان تعین فرماید ـ این وصایا از روی دیانت است و متحقق بودن اوباین اوصاف از واجبات است ـ اما وصیت بامووری چندکه لازم طبی است درکتب

حکمای الهی مذکور است و ذکر آن در عهدهٔ ارباب سلوک نیست ـ و هو الشافی المراضی [ص : ۱۱۰] و المنزه عن الاعراض ـ

[علم از اهل آن باز داشتن]

چهلم : علم از اہل آن باز داشتن قوله تعالیٰ :

''ان الذین یکتمون مآ انزلنا (الخ)ـ[۱]''

کسانی کہ می پوشند و دریغ می دارند از مردم چیزی را کہ ما فرستاده ایم برای مردم بیان کرده باشیم در کتاب قدیم یا در لوح محفوظ برین ، باز دارندگان علم لعنت می کند خدای عز و جل و دیگر لعنت کنند گان کہ ملائکہ و مقربین و انبیا و مرسلین و ارواح طیبین باشند ، مگر بر جماعت کہ ازین تہدید ترسیده توبہ کنند و در اصلاح حال خود کوشند و علم خدا و آیات خدا را بر اہل آن نشر سازند آن زمان من ہم توبہ ایشان قبول می کنم کہ من قبول کننده توبہ تائبان و مہربان بر ایشانم ـ

و چنانچہ علم از اہل آن باز داشتن بد است بموجب کریمہ :

''ان الله یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اهلها ـ[۲]''

تعلیم اہل بد اصل نیز بد تر ازآن است ، چنانچہ خواہد آمد ان شاء الله تعالیٰ ، قال علیہ السلام من علم علما ثم کتم الجم یوم القیامة بلجام من النار ـ ہر کہ علمی بیاموزد و از اہل آن نہان دارد روز قیامت لجامی از آتش در دہان او انداختہ شود ـ و جای دیگر فرموده بطریق تمثیل آنچہ حق تعالیٰ مرا بآن بعث کرد و از علم و ہدیٰ بباران بزرگ می ماند کہ بزمینی برسد[۳] ـ و این زمین بر چند قسم است اول آنکہ پاکیزه و قابل زراعت بود کہ آب باران قبول کرد و گیاہا و سبزہای گونا گون و میوہای رنگا رنگ است و باغ و گلشن شد ـ و دویم آنکہ زمینی بود آبگیر کہ آب دران جمع شد و اگرچہ

---

۱ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۱۵۹

۲ ـ سورة النساء ۴ ، آیت ۵۸ ـ

۳ ـ مخطوطہ میں ''نہ رسد'' ہے ـ

زمین ازان آب سبز و خورم نه شد و لیکن انسان را و حیوان را بسبب آن آب نفع بسیار رسانید تا خود ازان نوشیدند و دیگران را نیز سیراب ساختند و زراعت شاداب گشت ـ و قطعه دیگر شوره زاری هموار بود مانند کف دست که نه آب را نگاه داشت و نه سبزه رویانید ـ این است حال کسی که در دین خدا دانش ورزید که آن را فقیه خوانند و نفع رساند اورا آنچه خدای تعالیٰ مران بآن مبعوث گردانیده است تا آن هم خود آموخت و هم دیگران را تعلیم داد و بمقتضای علم خود عمل کرد ـ

فصل : علم بحسب تقسیم عقلی خالی ازین نیست که بصاحبش فائده می رساند یا نه و بهر تقدیر و بدیگری سرایت می کند یا نه ـ پس بضرورت علما چار قسم باشند اول آنکه علم خوانند [ص : ۱۱۱] و بمقتضای آن کار کنند و دیگران نیز تعلیم فرمایند و این وسیله حیات روحانی مانند آب که سبب حیات جسمانی است از مردم و اہل آن دریغ نه دارند و باعث نجات خود و دستگیر دیگران نیز شوند ـ و در تمام عالم شرقاً و غرباً اگر یک عالم ازین قبیل باشد برکت او همه را کافی است و او حجت خدای تعالیٰ است بر خلق و در عالم محسوس مثل زمینی صالح است که بمجرد رسیدن آب باران بر خلق خدا سبز و خرم گشت و هم اورا نفع رسید و هم دیگران راکه ازو فیض گرفتند ـ و اگر مصنفی قصد یا شاگردی رسید ازو یادگار ماند ثواب خواندگان و مستفیدان نیز بروزگار او عاید می گردد ـ و رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که چون فرزند آدم شربت مرگ می چشد ثواب جزای عمل خواه نیک خواه بد ازو منقطع می گردد مگر سه چیز که تا از انها اثری باق است او همه وقت از برکات فوائد آن بهره مند می باشد ـ اول صدقه جاری مثل مسجد و رباط و چاه و باغ که در راه خدائے تعالیٰ وقف کرده باشند ـ دوم علم[۱] نافع که خواند و بخلق خدای تعالیٰ رسانده باشند و تا آن زمانی که روشنی این چراغ دیر دیر ، دربان خانه علم خواهد بود ـ قبر تاریک آن صالح بعد از وفات بدر نوافل (؟) از پرتو نور جاودانی نورانی خواهد ماند ـ سیوم فرزند صالح که بعد از وفات پدر قوافل نوافل و

---

۱ ـ مخطوطه میں ''عمل'' ہے ـ

رواجل ادعیه و فوائح فواتح شنه و سایر وجوه خیرات و میراث ازین منزل آفات و مخافات می فرستاده باشند و دران خانهٔ وحشت آباد ممد و معاون او بود باعث انس و الفت شود تا موجب رضاه پروردگار هم بر خود هم بروے می گردد ـ وایٔ آن زمان که برعکس وی کار کنند و زمان زمان از اعمال ناشایسته خود پدر بیچاره مرحوم محروم را در گور هم برنجاند ـ قطعه :

وای دریغا که خردمند را
باشد فرزند خردمند نی

گرچه ادب دارد ، دانش پدر
حاصل میراث بفرزند نی

و این قسم اول است ، ازان فتن که در حدیث خیرالنبیین علیه الصلوٰة من رب العالمین سابقا بطریق تشبیه واقع شده ـ

دویم آنکه علم خوانند و تعلیم دیگران نیز نمایند و عامه آن علم وسیله هدایت باعث اعمال [ص : ۱۱۲] صالح باشد ـ اما خود مقید بعمل نه شوند و حاصل آن جزدودهٔ چراغ و گفتگویٔ بیهوده و مشرب تحصیل دولت و جاه و رفعت چیز دیگر نیست ـ مانند زمین حوض و چاه و جسم که آب را می گیرد تا مردم ازان خوردند و مواشی را آب دادند و زراعتے ازان سبز شد و لیکن حاصل آن زمین جز گل وحش نیست ، مگر آنکه حق سبحانه تعالیٰ آن عالم را بطفیل دیگران بخشد چه تاثیر علم این است که صاحب خود را آخر حال فی الجمله نصفی می رساند محروم نه می گذارد ـ

حکایت : شیخ ابو علی سیاح[۱] قدس الله سره را بعد از وفات در خواب دیدند ـ پرسیدند که حق سبحانهٔ و تعالیٰ با تو چه معامله کرد ـ گفت بعتاب خطاب فرمود که ای بوعلی ! مرا با تو کارها بود اما روزی در مجلس سخنے

---

۱ ـ مولانا جامی نے ''نفحات الانس'' (صفحه - ۳۲۸) میں ، ایک بزر شیخ ابو علی سیاه کا ذکر کیا جو ابو علی دقاق کی صحبت میں رہے
(بقیه حاشیه آئنده صفحه پر)

می گفتی و وقتی دوستے از دوستان نا خوش کردی ترا درکار او کردیم ۔
این قسم ثانی است کہ در حدیث بر زمین حوض تعبیر یافتہ کہ آن را حاضہ
می گویند بمعنی آبگیر ۔

سیوم : عالمی کہ بجہت بسیار علم بدست آوردہ و قدر آن نہ شناخت
و نہ خود بر آن عمل کرد و نہ دیگران را ۔ بموجب ، فردا قیامت حجت
حضرت رب العزت جل شانہ بران علم غیر نافع موکد تر و نسبت جاہلان
اعتراض بران عالم بیشتر است ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمود کہ ''ویل للجاهل مرة و للعالم سبعين مرة ۔'' وای بر جاہل یک
بار و بر عالم ہفتاد بار ۔ چہ آنچہ از علم مقصود او کرد آن نہ گشت و
آن را وسیلہ خلاف مقصود ساخت و در ضلالت راہبر دیگران گشت ۔ بیت :

علم کز بہر کاخ و باغ بود
ہم چو شب دزد را چراغ بود

و این قسم شورہ زار زمین است کہ رسول علیہ السلام آن را قیعان[1]
کہ جمع قاع است نامیدند ۔ قاع زمین ہمواری را می گویند کہ دران
چیزی نہ روید ۔

چہارم : جماعت کہ علم دین خواندہ اند و منقطع شدند و در گوشہ
بعبادت حق تعالیٰ مشغول گشتند و این معنی بیقین دانستند کہ بر عمر
چندانی اعتماد نیست و اقسام علوم از شمار افزون است ۔ بیت :

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ)

تھے ، نہایت متقی تھے ، تیس سال تک اس طرح روزے رکھے کہ
نہ گھر والوں کو ، نہ ساتھ کام کرنے والوں کو اس کی خبر ہوئی ۔
گھر سے کھانا لے جاتے مگر راستے میں درویشوں کو دے دیتے ، اور
ساتھیوں سے کہہ دیتے کہ گھر پر کھاؤں گا ۔ ان کی وفات ۲۲۴ھ
میں ہوئی ۔

۱ - مخطوطہ میں ''قیقان'' ہے ۔

علم کثیر آمد و عمرت قصیر
آنچه ضروری است بدان شغل گیر

و گفته اند که اگر کسی خواهد که تحصیل مال با علم کند او از طول امل ناچار است و تا عمر خود را تا اقل صد سال خیال نه کند درین وادی سر گرم نه باشد ـ اما ہر که خواہد که راه سلوک طی کند چنان داند که ہمین دم از حیات که دارد غنیمت است و تادم [ص : ۱۱۳] دیگر فرصت یابد یانی ـ و اوستادی مشهور را از اساتذهٔ بلاد ہند دیده ام وقت درس کتاب فقهی کتاب جنایز را بشاگردان تعلیم نه می داد و می گفت که زود تر ازین جا بگزرید که مرگ دل را پریشان می سازد ـ

حکایت : ملک العلما قاضی شهاب الدین جونپوری[۱] رحمة الله علیه بسلطان درویشان آن دیار بدیع الحق و الملة و الدین شاه مدار[۲] قدس الله سره العزیز مکتوبی نوشت و پرسید که بموجب این حدیث صحیح که العلماء ورثة الانبیاء[۳] مرا وارث انبیا می توان گفت ـ شاه فرمود ، نی ـ باین دلیل که میراث آن است که بوارث بی جد و جهد میسر گردد ـ و شما بدودهٔ چرغ و محنت بسیار این نقشی چند وہمی را بدست آورده اید ـ وارثان رسول علیه السلام طائفه فقرا اند که علم الہی را بی کسب بطریق موہبت یافته ـ و آن مکتوب و بسط موجود است ـ و این جماعت بموجب این مضمون که رباعی :

در قال یقول غیر حیرانی نیست
و ز صحبت چاق جز پریشانی نیست
دست از ہمه شستن و نشتن کنجی
این است که آخرش پریشانی نیست

چنان از خلق رمیده اند و در مقام فردوا الی الله[۴] گریختند که دیگر روی آبادانی نه دیدند ـ و از ایشان نام و نشان پیدا نه شد و خود از علم

---

۱ ـ قاضی متوفی ۸۴۸ھ ـ
۲ـ شاه مدار متوفی ۸۴۰ھ ـ
۳ ـ مخطوطه میں "وارث الانبیاء" ہے ـ
۴ ـ سورهٔ یونس ، آیت ۳۱ ـ

مخلوط شدند ـ اما دیگران را ہیچ نقصے نہ داد ـ و این بدان می ماند در بیابانی دور زمین صالح داشت ـ بارانی بارید نباتات و ریاحین رنگا رنگ ازان سر بر زد و آن اظہار (ازہار ؟) بطور خود در اشجار بشگفت و بعد از چند گاه بریخت و کس آن را بر نہ داشت و خشک گشت ـ و ہمچنانکہ پیدا شده بود برفت ـ و این قسم اگرچہ در حدیث حضرت رسالت پناہی علیہ الصلوٰة و سلامہ بتصریح مذکور نیست ، اما بموجب تقسیم لازم می آید ـ و چون عدد چہل خطا پا را در مکمل اشیا دخلی تمام است این فصل برین وجہ اختتام یافت واللہ الموفق ـ

فصل سیوم

این چہل جرنمہ کہ سمت گزارش یافت اگرچہ عمل را نیز در او دخل گونہ ہست لیکن جانب اعتقاد رجحان دارد ـ این زمان در ذکر گناہان کہ ار (از ؟) باب عمل است می رود تا آنکہ استحقاق (استخفاف؟) و انکار صریح و احتراز سرآن منضم نہ گردد ـ منفی یکدیست (؟) منجرنمی شود و ازانجملہ است ـ

اول ترک صلوٰة عمداً بدان کہ فرضیت نماز بدلیل قطعی ثبوت یافتہ قولہ تعالیٰ :

"و ما کان اللہ لیضیع ایمانکم ـ"[۱]

خدای تعالیٰ [ص : ۱۱۳] ضایع نہ می سازد ایمان شما را یعنی نماز شما را ـ بقرینہ سیاق و سباق کلام و از بسکہ کہ حق تعالیٰ اہتمام در شان نماز داشت آن را بنام ایمان خواند ـ و مفسران اتفاق دارند کہ مراد از ایمان درین آیت نماز است تا بدانند کہ بعد از ایمان ہیچ طاعتی و عملی فرض از نماز نیست ـ و دلیل برین مدعا آنکہ حق سبحانہ در کلام مجید ہزار و چار صد ذکر صلوٰة بتصریح و اشارت ذکر کرده است ـ و ہمین عبادت فارق میان کفر اسلام است ـ چہ درہمہ طاعات کفار با ما شریک اند غیر از نماز ـ و ہر

---

۱ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۱۴۳ ـ

طائفہ عبادتی بہیئت مخصوص می کند و اہل اسلام مخصوص اند باین عبادت ۔ و این ہیئت جامع است جمیع طاعات قولی و فعلی و اعتقادی را ۔ و چون حیوانات بعضی بر شکل رکوع اند چون چہار پایان از اسپ و گاؤ و شیر و مانند آن ۔ و بعضی بر ہیئت قیام اند چون آدمیان ۔ و بعض بر صفت قعود اند چون غوک و باخہ و مانند آن ۔ مادر نماز مامور شدہ ایم باین جمیع اشکال ۔ و این جا اسرار بی شہار است ۔ مصنفات و مجلدات بر شاہد و بقدر نیستی تو ہستی ظاہر می گردد و ہویدا ۔ عارفی می فرماید کہ نہ می بینی کہ در رکوع سبحان ربی العظیم می گویٔ و در سجود سبحان ربی الاعلیٰ ۔ و ازین جا است کہ رسول علیہ السلام فرمود من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر ۔ ہر کہ نماز را دیدۂ و دانستہ ترک می دہد کافر می شود ۔ و ازین جہت فقہا فتویٰ دادہ اند کہ اگر جماعت بفرضیت نماز و مشروعیت قایل نہ باشند بر امام واجب امت کہ بر ایشان قتال کند از جہت سیاست ۔ اما اگر ترک بجہت کاہلی و یا غفلت کہ لازمۂ بشریت است واقع شود نزد حنفیہ بغیر از تقریر چیزی دیگر واجب نیست توبہ و ندامت کافی است ۔ و لیکن شافعیہ درین باب شدت دارند و می گویند قتل تارک الصلوة عمداً از رویٔ سیاست جائز است ، ہر چند حکم بکفر وی نہ کنیم واللہ اعلم ۔

آوردہ اند کہ چون کافران را بدوزخ می برند زبانہ ایشان پرسند کہ باعث آمدن شما در دوزخ چہ شد ۔ جواب دہند کہ ما در دنیا نماز نہ می گزاردیم و بمسکینان و محتاجان طعام نہ می دادیم ۔ و مراد ازین ترک طعام باز داشتن زکواة و صدقۂ فطر امت یا عام تر ازین ہر دو ۔ و کریمہ :

"ما سلککم فی سقر ۔ قالوا لم نک من المصلین "[1]

تا آخر [ص : ۱۱۵] ازین معنی خبر می دہد ۔ عارف گوید ۔ بیت :

دامن وقت پاک بزین فرق بلا بفن
پیش کزین ندا رسد در سقرت کہ ما سلک

ہر گاہ کہ چنین باشد حال جماعت از بطالان کہ خود را حیدریہ و

---

۱ ۔ سورة المدثر ۷۴ ، آیت ۴۲ ۔

قلندریه بلکه سومانیه می نامند ازین جا قیاس باید کرد که بچیست و ایشان چه کاره اند ـ رباعی :

تا رفته ره صدق و صفا گامی چند
بدنام کنندهٔ نکو نامی چند
پوشیده مرقع اند این خامی (چند ؟)
بگرفته بطامات الف لامی چند

و یکی از بزرگان گفته که هر که با بدان این قوم صحبت دارد از نیکان ایشان بی اعتقاد شود و این معنی بتجربه معاینه شده است ـ

و چون حکم ترک صلوٰة معلوم شد حکم تاخیر نماز از وقت و کاہلی کردن در ادای آن و عمداً برداشتن سر از سجده پیش از امام و ترک جماعت و ترک تعدیل ارکان و غیر آن ازین جا قیاس بایدکرد و احتیاج بتعدید و تفصیل آنها نیست چه ترک ہر فرضی و واجبی و سنتی موکده و اتیان ہر حرامی و مکروہی در نماز و روزه و زکٰوة و مانند آن منہی است و معصیت ـ و در باب ہر کدام اما ؟ از شارع وعیدی و تہدیدی رفته است بتفاوت ـ قوله تعالیٰ :

''و اذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالیٰ یراؤن الناس ولا یذکرون الله الا قلیلاً مذبذبین بین ذلک لا الیٰ ھولاء ولا الیٰ ھولاء ـ[1]''

در صفت منافقان می فرماید که چون بر می خیزند برای نماز کاہل و گران بار می خیزند تا پیش مردمان ریا ظاہر کنند و یاد نه می کنند خدای را مگر اندکی ـ که به حسب ضرورت باشد ـ این جماعه نه جانب مسلمانان می روند و نه جانب کافران می دارند ـ و چون نیک نگه می کنم حال ما این است ـ و ازین جا است که آن شوریده گفت ـ رباعی :

یک دست بمصحفیم و یک دست بجام
گه نزد حلالیم و گہی نزد حرام

---

۱ ـ سورة النساء ۴ ، آیت ۱۴۲ ـ

مائیم درین گنبد فیروزه رخام
نی کافر مطلق نه مسلمان تمام

[زکواة نادادن]

دوم زکواة نادادن : قوله تعالیٰ :

"اقیموا الصلوٰة و اتوا الزکواة ـ[۱]"

بر پا دارید نماز را و زکواة مال بدهید ـ و هر جا که حق سبحانه و تعالیٰ در قرآن بذکر نماز تصریح کرده اکثر جا زکواة را نیز قرین آن ساخته ، بخلاف عبادات دیگر ـ چراکه جمله عبادات منحصره است در دو طریق یا بدنی یا مالی ـ و اصل همه عبادات بدنی نماز است که شکرانه نعمت خلقت تمام و صحت بدنی است ـ و اصل همه عبادات مالی زکواة است که شکرانه نعمت توانگری و عدم احتیاج بخلایق است ـ در وجه [ص : ۱۱۶] معاش ـ پس هر که نماز را ترک دهد ، کفران نعمت بدنی کرده باشد و هر که زکواة را ترک دهد ناسپاسی منعم حقیقی کرده باشد و هر دو از انصاف و مروت و فتوت دور است ـ افسوس ازان جمعی که هر دو نعمت بر وجه کمال داشته باشند و خلقی ایشان را اطاعت و باوجود این همه حشمت و دستگاه سر نیاز بدرگاه کارساز بی نیاز اصلا بر زمین نه نهند و چه خوش گفت آنکه گفت ـ بیت :

چو توبه آن کرم یک سجده نیاری
حق آن سجدها را چون گزاری

قوله تعالیٰ :

"فبشرهم بعذاب الیم ـ یوم یحمیٰ علیها فی نار جهنم فتکویٰ بها جباههم و جنوبهم و ظهورهم ـ هذا ما کنزتم لا نفسکم ـ[۲]"

---

۱ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۴۳ ـ ۱۱۰ ـ
۲ ـ سورة التوبه ۹ ، آیت ۳۵ ـ

بشارت ده ای محمد بخیلان مانع زکواة بعذابی درد ناک روزی که گرم تافته شود آتش دوزخ و داغ کرده شود بدان آتش پیشانیهائے ایشان و پہلوہای ایشان و پشتهائے ایشان و بایشان گفته آید که این سزای جمع مالی است که از برای غیر رضای خدائے تعالیٰ اندوخته بودید و آن را در راه او صرف نه کردید ۔ وحکمت در داغ کردن این سه عضو بخیلان بتخصیص از دیگرا اعضا این است که چون سائلی در دنیا نزد ایشان می آمد چین در پیشانی می انداختند و ہم پشت می دادند و ہم پہلو از وی گردانیدند ۔ لا جرم این سه جا بیشتر بسوختن سزا وار باشد ۔ و آن طوقهای طلا در گردن ایشان بصورت مار طوق دار انداخته آید ۔ و کریمه :

''سیطوقون ما بخلوا به یوم القیمة ۔''

ازان نشان و خبر می دہد ۔ قطعه :

تشنه جاه و زر مباش که ہست
جاه و زر آب پارکین و بخار
بزند از تو تشنگی و کنند
آن دہان خشک و این جگر افگار
گرچه از مال گندمی نه بوجه
ہم خزینه ات بر است و ہم انبار
پس تفاخر مکن که اندر ہست
گندمت کژدم است و مالت مار

سبحان الله تو که در دادن زکواة شریعت که از دویست درم پنج درم باید داد دریغ می کنی ۔ زکواة طریقت را که از دویست پنج باید نگاه داشت و باقی ہمه باید داد ۔ زکواة حقیقت را که پنج دیگر قرض باید

---

۱ ۔ مخطوطه میں 'آر دیگر' سہوکتابت معلوم ہوتا ہے ۔
۲ ۔ سورۂ ال عمران ، آیت ۱۸۰ ۔
ترجمه : ان کے گلوں میں طوق ڈالے جائیں گے قیامت کے دن اس مال کے جس کر خرچ کرنے میں انھوں نے بخل کیا ہے ۔

کشید و بخشید ـ چه دانی ان شاء الله همه را ازین مقام روزی شود تا از قال بحال رسیم و ما ذالک علی الله بعزیز بیت :

گر تنگ شکر خرید می نه توانم
باری مگس از تنگ شکر می نه رانم

[روزه ماه رمضان خوردن]

سیوم روزه ماه رمضان عمداً [ص : ۱۱۷] خوردن

معنی لغوی صوم باز ماندن است از طعام و آب و جماع ـ هر چند تا یک پاس هم باشد یاکمتر یا بیشتر ـ و در شرع عبارت است از باز ماندن ازان سه چیز از وقت طلوع صبح صادق تا غروب آفتاب بانیت ـ قوله تعالیٰ :

"فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ـ و من کان مریضاً او علیٰ سفر فعدة من ایام اُخر ـ"[1]

می فرماید که هر کس از شما حاضر شود ماه نو را از رمضان گوید روزه بگیرد و کسی که بیماری یا مسافر باشد عوض آن در روزهای دیگر قضا دارد ـ و اگر تندرست است بی عذر شرعی یک روزه را بخورد کفارت بدهد ـ و آن آزاد ساختن یک بنده است ـ اگر بنده نیابد طعام دادن شصت مسکین است ـ و اگر برین هم قدرت نه داشته باشد شصت روزه پیاپی گرفتن است ـ و هفت کس اند که روزه خوردن ایشان را مباح است بشرطیکه قضا کنند یا فدیه دهند ـ اول مریض ، دوم مسافر خواه عاجز خواه قادر ـ اما مسافری که قدرت بروزه دارد چنانکه اورا زیان نه کند نزد حنفیه داشتن او مستحب است ـ و نزد شافعیه خوردن ـ و نزد بعضی این است که مسافر را هم چو مریض روزه داشتن مطلقاً ممنوع است ـ باین دلیل که حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم فرموده که لیس من البر الصیام فی السفر ـ مطلقاً از شما نیکوئی نیست روزه داشتن در سفر ـ و نزد حنفیه این حدیث است مخصوص و محمول است بر حالتی که مسافران را روزه داشتن هلاک سازد ـ سیوم شیخ

---

۱ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۱۸۵ ـ

فانی یعنی پیر ضعیف فرتوت ـ چہارم زن حائض ـ پنجم زنی کہ نفاس داشتہ باشد ـ ششم زن حاملہ ـ ہفتم زنی کہ شیر بفرزند می دہد ـ

و در حدیث پیغمبر علیہ السلام آمدہ کہ بوی دہن روزہ دار از روی شرف و اعتبار نزد حق تعالیٰ خوشبو تر است از بوی مشک نزد شما ـ و ہم ازین جہت نزد شافعیہ بعد از زوال مسواک کردن روزہ دار را مطلقاً مکروہ است خواہ آن مسواک تر باشد یا خشک ـ و نزد مالکیہ چہ پیش از زوال چہ بعد از زوال ـ اگر مسواک از درخت تر است مکروہ و اگر خشک است نی ـ و نزد حنفیہ مطلقاً مستحب است خواہ پیش از زوال خواہ بعد از زوال و ہمچنین مسواک خواہ تر باشد خواہ خشک ـ بدلیل این حدیث کہ پیغبر علیہ السلام فرمود کہ بہترین خصلت ہای [ص : ۱۱۸] صائم مسواک است ـ و این عام است مخصوص بوقتی دون وقتی نیست ـ و نیز اصل در عبادت سر و اخفا است نہ اظہار کہ دران احتمال ریا است ـ و شافعیہ می گویند کہ خلوف[1] یعنی لعاب صائم حکم خون شہید دارد ـ ور شرف و منزلت عنداللہ ـ و چنانچہ ناشستن آن خون عبادت است می باید کہ دور نا کردن خلوف نیز ہمچنان باشد ـ و حنفیہ جواب می گویند کہ این جا قیاس مع الفارق است ـ و قیاس ہمچنین تقاضا می کرد کہ شہید را با کفن خون آلودہ بسپارند و نہ شویند ـ اما خون او چون اثر ظلم است پر آنہ عبادت، غسل آن جائز نیست تا در روز قیامت در عرصات بہ ہماں ہیئت مظلومی بر خیزد ـ بخلاف خلوف کہ اثر عبادت است نہ ظلم ـ پس آن جا اظہار مناسب و این جا اخفا است ـ بیت :

شہید خنجر عشقم بخون دیدہ آلودم
بخاکم ہمچنان پر خون سپارید و مشوئیدم

بیت :

شہید عشق کہ آلودہ شد بخون کفنش
در آفتاب قیامت ہنوز تر باشد

---

۱ ـ متن میں خلوق ہے ـ

فصل : در حدیث قدسی آمده که حضرت جل و علا می فرماید که هر عبادت را اجری معین و مقرر است بخلاف روزه - الصوم لی و انا اجزی به - روزه عبادت من است و جزای این عبادت خاصه منم - چه هر رنجی و محنتی که بر روزه دار می رسد پاداش آن دیدار من است - و جای دیگر می فرماید که :

''من قتلته فانادیته -''

هر کرا بتیغ مجاهده بکشند دیت او من باشم - بیت :

جفای یار پری چهره عاشقانه بکش

که یک کرشمه تلافی صد جفا بکند

سبحان الله فضیلت روزه بر عبادتهای دیگر ازینها ظاهر می شود که چه قدر است - و در خبر آمده که چون ماه رمضان در می آید دیوان که در بنی آدم بجای خون در رگ و پی می دوند تا و سوسه بکنند بسلاسل مقید می شوند و طوقها در گردن ایشان انداخته می شود - چنانچه بفریب لذات و شهوات آدمی را نه توانند فریفت - و هم ازین جهت اکثر مشائخ رضی الله عنهم از نماز بر فرض و سنت اقتصار می نمایند و بنوافل کم می شوند - اما دائم بصوم شریعت یا طریقت صائم می باشند که الدنیا یوم و لنا فیها صوم - دنیا همه یک روز است و مارا در آن روزه است - و طالبان را بدیگری طاعت بمواظبت و مداومت روزه بیشتر امر می فرمایند که نتیجه مجاهده مشاهده است - [ص : ۱۱۹] و پس در حدیث است که للصائم فرحتان فرحة عند الافطار و فرحة عندلقاء الجبار - روزه دار را دو فرحت است - فرحتی در وقت افطار و فرحتی در وقت دیدار پروردگار :

لب ببند و چشم بند و گوش بند

گر نه بینی رازها بر ما بخند

صوم طریقت آن است که چند گرسنه باشد بکسی ظاهر نه سازد و اگر کسی بی طلب او طعام بیارد بخورد و الا خاموش باشد تا آنکه مقدر است - هیهات هیهات ما بد نفسان تن پرور شکم دوست را که عبدالبطن و

عبدالدراہم و عبدالدینار و عبدالدنیا ایم شرمی نه می آید که سخن آن شاہبازان عالم قدس را بر زبان می رانیم چه توان کرد - مردمان را از برای جنگ آفریده اند و مردمان را برای نان و اشکنه - خلق الله للحرب رجلاً و رجلاً لقصعة و ثرید - و این ابیات حسب حال ما محرومان کار ناکرده است - نظم :

روز پی خور سگ دیوانهٔ
شب چو شود مرده بکاشانهٔ

روز چنین می گزرد شب چنین
کی شوی آمادهٔ روز پسین

درین محل سخنان خیلی پرتو انداخته بود که بایستی نوشت - باز حیا غالب آمد که نوشته را مکرر نوشتن و گفته را گفتن چندان لطافت نی - و ہر چند سر تا پای این کالای از دکان دیگران است - اگر خواہی ہمان جا ببین که میوه از درخت چیدن بهکه بر زمین - بیت :

آن کس که ز شہر آشنای است
داند که متاع ما کجای است

چہارم : بحج نه رفتن باوجود استطاعت قوله تعالیٰ :

"و لله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا -
و من كفر فان الله غنى عن العلمين [۱]"

خدای را حق است لازم بر مردم که طواف خانهٔ کعبه بکند اگر استطاعت زاد و راحله داشته باشد - و ہر که کفر ورزد پس خدای تعالیٰ از عالمیان بی نیاز است - و زمخشری[۲] نظر بسوق این کلام استدلال بر کفر تارک حج می کند و قدرت و قوت زاد[۳] و راحله شرط است تا تکلیف ما لا یطاق نه شود۔

---

۱ - سورهٔ آل عمران ۳ ، آیت ۹۷ -
۲ - زمخشری - جار الله ۴۶۷ھ میں ولادت اور ۵۳۸ھ میں وفات ہوئی - تفسیر کشاف مشہور تصنیف ہے -
۳ - ب میں را و راحله ہے -

و تکلیف ازین ملت شریف و دین حنیف کہ در نہایت روشنی و پاکیزگی و آسانی مرفوع است - باوجود این ہمہ شفقت کہ حق سبحانہ و تعالیٰ را برین امت است زہی انصاف آن فقیہ کہ حیلہ برای دفع زکواۃ می آرد و فتویٰ بر حرمت می نویسد -

حکایت : شیخ الاسلام[1] عہد خویش را علیہ ما علیہ یاد دارم کہ مال زکواۃ خود حساب می کرد و بعوض آن - [ص : ۱۲۰] مبلغہای کلی کہ بچندین ہزار دینار می رسید چند من غلہ می گرفت و بفقیری کہ در راہی وکوچہ افتادہ می بود و از زندگی رمقی بیش نہ داشت می گفت کہ این چند سیر جو یا گندم را مثلاً اگر بہہا چندین دینار قبول می کنی ترا می دہم و اگر نہ دیگری را بجای تو خواہم داد - آن بیچارہ خود برائے سد رمق برا حسب اضطرار اورا غنیمت می شمرد باشد ، رضا قبول می داشت و برای او دعای خیر ہم می گفت - و ہمان شیخ برای نا رفتن حج رسالہ نوشتہ کہ بہر راہی کہ بمکہ روند خواہ تری و خواہ خشکی ارتکاب نا مشروعات بسیار از اطاعت فرنگیان[2] و قزلیان[3] باید نمود و این کفر است و معصیت - و نتیجہ این داد کہ او را در آخر عمر کہ :

"و منکم من یرد الی ارذل العمر -[4]"

اشارت بآن :

"و من نعمرہ ننکسہ فی الخلق -[5]"

عبارت از آن است بمقتضای وقع فیہا ابیٰ خواہی نہ خواہی بسفر حجاز رفت وازان جا سفر آخرت پیش گرفت و این مثل راست آمد کہ احمد بمکتب

---

۱ - بدایونی کی مراد مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری سے ہے - اکبر کے ابتدائی دور میں ان کا اثر بہت زیادہ تھا لیکن بعد میں ان کو حجاز بھیج دیا گیا وہاں سے واپسی پر گجرات میں ۹۹۰ھ (۱۵۸۲ء) میں وفات پائی -

۲ - اکبر کے زمانے میں بحر ہند و بحر عرب پر پرتگیزوں کا غلبہ تھا -

۳ - قزلیان یعنی قزلباش ایرانی فوج کے سپاہیوں کو قزلباش کہا جاتا تھا -

۴ - سورۃ الحج ۲۲ ، آیت ۵ -

۵ - سورۃ یٰسین ۳۶ ، آیت ۶۸ -

نه می رفت برندش تا معامله او بآخرت چسان گذشته باشد :

''ان فی ذالک لعبرة لا ولی الابصار ۔''[1]

بیت :

آلوده شد بحرص درم جان عالمی
این خواری از گداف بدیشان نه می رسد

قطعه :

حق همی گوید بده تاده مکافاتت دهم
آن بحق نه دهی و بس آسانش باشی در نثار
این نه شرط مومنی باشد که در ایمان تو
حق همی خاین نماید خاک و سر بن استوار

ایاک ایها الفقیه نیکو رفتی و پنج بنای اسلام که ازو جز نامی نه مانده بود خراب کردی و بسر آوردی و ازان سه هم دو را خوردی و بر یکی قرار دادی اینها ۔ مصرع :

همه کنی و از تو آید اینها

و باین همه می گوی که منم وارث المرسلین و تابع خیر النبیین و دین اسلام بمن قایم و نظام عالم بوجود من وابسته است ۔ و بهر قدمی که می نهم فرشتگان بال و پر خود را فراش راه من سازند ۔ قطعه :

ای هنرها نهاده بر کف دست
عیبها را گرفته زیر بغل
تاچه خواهی خریدن ای مغرور
روز در ماندگی بسیم دغل

---

۱ ۔ سورة آل عمران ۳ ، آیت ۱۳ ۔

فصل : بعضی سفیهان ابله و خبیثان گمره می گویند که چون خدا از جا منزه است پس کعبه و دیگر مسجد را خانهٔ خدا گفتن چه معنی دارد ـ و برین سخن مغرور ند و طعن در دین می کنند و عوام سست اعتقاد را در خلل می اندازند و بر مسلمانان و مسلمانی استهزا می نمایند ـ و ہرگاه که این شوخ چشمان بحدیث [ص : ۱۲۱] و قرآن که اصل ایمان است عقیده نه دارند ـ جواب این ناکسان بهتر از خموشی نیست چنانکه گفته اند ـ مصرع :

جواب ناکسان گفتن خموشی

اما حق طلبی صاحب انصافی سلیم القلبی بدین آشنایٔ را این شبه باطل در دل افتد ـ می توان خاطر نشان او کرد و گفت که ہر چند خدایٔ عز و جل از مکان و زمان مقدس و منزه است لیکن بعضی جاہا از آن قبیل که بجهت ظهور معنی حقیقت و کثرت عبادت و طاعت و اجتماع انبیا و اصفیا و توجه بدلهایٔ اولیایٔ و صلحایٔ آن جا را نسبت خاص است بدرگاه کبریا و بجهت تشریف و تکریم اضافت بآن حضرت می باید ـ و این اضافت را علماء عربیت اضافت اختصاص می نامند تا موجب تعظیم مضاف باشد ـ و گاه گاہی این اضافت برایٔ تعظیم مضاف الیه نیز می آید ـ چنانچه گویند خلیفة الله و خلیفهٔ ما ـ و بیت الله ـ از مقوله اولیٰ است با آنکه ہمه خانہا و جایہا باعتبار آفرینش و ملکیت از خدا است ـ نه آنکه خدایٔ تعالیٰ در آن خانه فرود آمده و جا گرفته باشد ـ بیت :

منزه ذاتش از چونی و چندی
منزه تر ز پستی و بلندی

و ازین جهت است که دار فسق و فساد را خانهٔ خدا گفتن بی ادبی است با آنکه آن ہم آفریدهٔ خدا است ـ چه از برایٔ اطلاق این اسم معنی حقیقی خود لا محاله در آن محل باید تا خانهٔ خدا گفتن راست آید ـ و این بعنیه ناقة الله و بقیه است ـ چه معلوم عاقلان است که ناقهٔ صالح پیغمبر علیه السلام بتقریب اینکه معجزهٔ آن این است ـ و وسیلهٔ ہدایت و نجات

اہل سعادت و سبب ضلالت و ہلاکت ارباب شقاوت شدہ بود مخصوص بشرف ناقۂ اللہی گشت ۔ و در عرف نہ می بینی کہ شیر خدا و مردم خدا می گویند ۔ و این را نظایر بسیار است ۔ اگر بیچارہ از محاورۂ اہل زبان خواہ عربی خواہ فارسی وقوف نہ دارد و این معنی را فہم نہ کند معذور است :

نکتۂ و رمز ثنای پیش نادان چنانک
پیش کر بربط سرای پیش کور آئینہ دار

و نیز در عالم محسوس می بینیم کہ خدای تعالیٰ در زمینے تاثیری خاص نہادہ است کہ آن خاصیت بجای دیگر نیست ۔ چہ آب و ہوای بعضی قطعات زمین مقتضی صحت و راحت و صاحب ملاحت است ۔ و در بعضی جای دیگر علم و فضل و شجاعت و سعادت می خرد ۔ وہم بعضی جا برعکس ہم می باشد ۔ پس می شاید [ص : ۱۲۲] بود کہ زمین حرم محترم را بالذات این تاثیر باشد کہ در آنجا خدای تعالیٰ نسبت بمکانہای دیگر بیشتر بیاد آید و سعادت و عبرت افزون تر از ہمہ جا حاصل شود ۔ چنانچہ دل را کہ لطیفۂ ربانی است تعلق خاص است باین گوشت پارۂ صنوبری ۔ ہمچنان حق تعالیٰ را نیز بآن مکان شریف رابطۂ خاص باشد کہ دریافتن آن ازا حوصلۂ ما بیرون است ۔ و چون مجمع عظیم است احتمال دارد کہ در ین ج صحبت کسی کہ مصاحب خدا است عز و جل میسر گردد و یک نظر فیض اثرش فتوحات روی نماید ۔ و اگر ہیچ نہ باشد در ضمن آن سفر مشقتی و محنتی و تعبی ببدن این کس می رسد ۔ و تعلقات مایوف کہ درمیان سالک و مقصد اصلی حجابہا تو بر تو است فی الجملہ قطع می یابد و بمبدأ فیاض آشنائی می بخشد ۔ و تجربہ گونا گون روی می دہد ۔ و این ہیئت اجاعی را دخل تمام ست و تکمیل این نہایت ۔ و ازین جا گفتہ ۔ بیت :

یکی و پنج و سی از بیست نیمی
اگر دست دہد فرصت گلی چند

ازین پس دست ما و دامن دوست
گناہ از بندہ عفو از خداوند

برین تقدیر آن مسجد را که محصل یاد خدا است بیت الله گوئیم چه ناخوشی دارد و بعد ازانکه مقرر شده باشد که آفریدگار زمان و مکان از زمان و مکان منزه است ـ شعر :

علی لخت القوافی من معادتها

و ما علی اذ الم ابفهم البقر

الحمد لله که یکی از جمله ان نا پاکان که رساله لعنت نامه در قدح دین اسلام و مذمت شریعت مظهره و بدم ابنیه جمه نوشته علانیه مکابره به فحول می کرد و هیچ کس به انکار او بر نه می توانست آمد ـ و حق نه می توانست گفت ـ درین ایام باقبح وجوه با زبانیه هم زبان شد و جهان از شر او پاک گشت ـ آری خس کم جهان پاک مثلی است ـ ان شاء الله نوبت بدیگر اشقیا نیز رسد ـ و اثر از اینها نه ماند بحق الله و اہله ـ

فصل : بعضی حکمای الٰہی گفته اند که ہر عبادتی که شارع آن را وضع کرده است از نماز ـ روزه ـ حج و زکواة چون بنظر نیک تامل می کنم می دانیم که در ہر کدام مصلحتی است خاص و نفعی عام ـ مثلاً در نماز نظر ازان ثواب که شارع فرموده است فوائد دیگر خیلی است ـ زیرا که بموجب :

''و اسبغ علیکم نعمه ظاهرة و باطنة [۱]''

حق تعالیٰ تمام ساخت [ص : ۱۲۳] بر شما نعمتهای ظاہری و باطنی را ـ شکرانۀ منعم حقیقی خود بر بنده واجب است و پرستش او بنحو عبادتی ضروری ـ تا حق شکرانه کجا از نعم او بجا آورده باشد ـ و جمیع ارکان نماز بظاہر افعال پسندیده است و انواع طہارت و لطافت را جامع ـ و اطوار خشوع و خضوع را مشتمل ـ و احیاناً این نیاز و شکستگی و حضور دل مودی شود ـ اگر این نیت دوام یابد زہی سعادت ـ مصرع :

این کار دولت است ببین تا کرا رسد

---

۱ سورۀ لقمان ۳۱ ، آیت ۲۰ ـ

وگفته اند که حضوری مبتدی را در ذکر است و متوسط را در تلاوت و منتهی را در نماز دست می دہد ـ اگر ہیچ نہ باشد سیای٘ صلاح وصفای٘ ظاہری خود از بشرہ مصلی ہیچ جای٘ نہ رفتہ ـ چنانکہ گفتہ اند :

''من کثر صلوتہ فی اللیل حسن وجہہ فی النہار ـ''

ہر کہ شب نماز بسیار گذارد روی٘ او در روز روشن ـ بیت :

شب تا بسحر خاک کف پای٘ تو سودم
اینک اثر سجدہ بپیشانی من بین

ہمچنین مشقت روزہ کہ نفس از رعونت و استیفای٘ لذت و شہوت کہ میان بندہ و خدا حائلی است قوی و مانعی است عظیم باز می ماند و قدرت بر گناہ نہ می یابد ـ و روزہ ریاضتی است کہ احاطہ فاسدہ را می گذارد و اشتہای٘ صادق کہ علامت صحت اعمال است می بخشد ـ و چون فاسد را کہ از آبہای٘ ناگوار جمع می شود دور می سازد ـ

و ہمچنین است زکواۃ ـ زیرا کہ ہر گاہ کہ دانیم کہ حق تعالیٰ مارا بی سابقہ خدمتی و فاضلہ طاعتی بدرجہ٘ رعنا رسانید و طوق احتیاج را کہ باعث خواری و رسوائی است ازگردن ما برداشت ـ و جمعی اکثر را از خود می بینم کہ بفقر و فاقہ مبتلا ام مرورت (مروت ؟) نہ می گذارد کہ باین فراغت‌باشیم و ایشان بآن شدت و محنت ـ و حکم عقل لازم است‌کہ چیزی از اموال خود بمحتاجان و بی نوایان ایثار باید کرد ـ و در مصالح و حوایج فقرا امداد نمودہ و گر نہ یقین است کہ این اغراض فانی عاریتی خواہی نہ خواہی از دست خواہد رفت ـ و نکال و خسران ابدی در نامہ٘ اعمال خواہد ماند ـ بیت :

دادۂ خویش چرخ بستاند
نفس اللہ جاودان ماند

پس چرا باختیار خود دل بر خدای٘ او نہ باید نہاد کہ ہم موجب ثواب جاودانی و ہم سرمایہ٘ نیک نامی این جہانے باشد ـ قطعہ :

هر مدتی نظر بیکی می کند سپهر
هر فرصتی زمین بیکی می دهد زمان

چون کام جاودان متصور [ص : ۱۲۴] نه می شود
خورم کسی که ماند از و نام جاودان

وهم برین قیاس است حج - زیرا که آدمی مدنی بالطبع است و محتاج بجمعیت - چنانچه می بینم که هر صاحب حرفت بصاحب حرفت دیگر محتاج و نیاز مند است - و کار یکی بر شرکت و معونت دیگری موقوف است - چه آهن گر مثلاً درودگر را می خواهد و آلات درودگری بی آهن گر معطل است - همچنین حایک و قصار و خیاط و صباغ تا حجام و کیاس و دباغ - و حکمت بالغه الهی عز شانه از برای انتظام عالم اسم تودد و تالف در بنی آدم نهاد که هیئت اجماعی را فضلی است کافی و ترجیحاتی است وافی بر هیئت افرادی - چنانچه قوتی در رسن تافته مویهای بسیار یافته می شود در یک موئی تصور نه توان کرد - وهم جهت ازین کسی که ازین انتظام بر آید و درکوهی و در بیابانی ساکن شود ازین بحث خارج است - و حکم وحوش صحرائی دارد - پس از برای حفظ سیاست که لازم اجماع است قانونی درمیان نهاد که نام آن شریعت است - و با شریعت میزان عدل را که عبارت از کتاب قدیم است فرستاد - تا معامله بر طبق آن براستی بکنند و واضع شریعت را واسطه میان خود و بندگان ساخت - تا از یک روی فیض از فیاض اقدس بگیرد و از روی دیگر بما رسد - و احکامی که ما بقوت عقلی آن را نه می توانستیم شناخت تبلیغ نماید - و از بس اهتمام که در باب این التیام و انتظام داشت - آن واضع حکم فرمود که هر روزی اهل محله پنج مرتبه بیک جا شده نماز بجماعت گذارند تا در رنج و راحت بیماری و صحت از حال یک دیگر با خبر باشند - و از هر هفته اهل شهری در مسجد جامع فراهم آیند و نماز جمعه بگذارند - و هر سالے دوبار شهری و روستای در صحرای فراخ یک دیگر را ببینند و نماز عیدین بگذارند - و تمام عمر در مکه معظم که مجمع اعظم است یک بار بروند و حج ادا کنند - و بالا تر ازان اجماعی نیست مگر در محشر - و از جهت این معنی کعبه مبارک را

خانه خود نامید - و آن را فضیلت بر جمیع امکنه داد و مساجد دیگر را بر همین قیاس باید کرد - نظم :

بر آن نقشی که در دنیا نهادیم
تو زیبا بین که ما زیبا نهادیم
فرستادیم آدم را بصحرا
جمال خویش بر صحرا نهادیم

حکایت : سلطان ارباب قلوب و شهود ، قدوهٔ قائلین بوحدت وجود ، ختم ولایت نبی ، [ص : ۱۲۵] شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس الله روحه و افاض الینا فیضه الخفی و الجلی ، در بعضی رسائل خود نوشته که من چندگاه نشئه انسانی را بر کعبهٔ معظم تفضیل می دادم تا شبی وقت خلوت در طواف تنها بودم ناگاه دیدم که آن خانه بمهابت و صلابت عجب تجلی نمود و هجوم آورد - خیال کردم که مگر بر من خواهد افتاد و بزبان با من گفت که چون است که درین زمان استخوانهای ترا بشکنم و ترا در جای خود هلاک سازم تو نشئه انسانی را که بر من ترجیح می دهی و نه می دانی که روح اعظم منم و عقل کل در من است مگر معنی عرش عظیم و حقیقت استوی که در کریمه الرحمن علی العرش استوی[۱] واقع شده است نه شناخته - و شیخ می فرماید که بعد ازین واقعه در ساعت از آن اعتقادی که داشتم پشیمان شدم و سر تسلیم و انقیاد نهادم - انگاه بمن بلطف و مهربانی فرمود که همچنین بجانب من آئی تو درین وقت از هر پسر که مرا طواف می کند بهتری - و ازین قبل (قبیل ؟) - اسرار و آثار آن شیخ کبار بسیار آمده است - رباعی :

کو دل که بداند نفسی اسرارش
کو گوش که بشنود دمی گفتارش

---

۱ - سورهٔ طه ۲۰ ، آیت ۵ -

معشوق جمال نماید شب و روز
کو دیده که نظاره کند دیدارش

پنجم : نام خدای تعالیٰ در وقت ذبح نه بردن ـ قال علیه السلام لعن الله من ذبح بغیر اسم الله و لعن الله من لعن[1] والده ـ لعنت کناد خدای تعالیٰ کسی را که ذبح بغیر نام خدای تعالیٰ کند و بر پدر خود لعنت فرستد ـ

بدان که ترک نام خدای تعالیٰ در وقت ذبح بر سه نوع است ـ اول آنکه بجای بسم (الله ؟) نام دیگری از بتان و غیر آن بر زبان راند ـ و این چنین مذبوح خوردن باتفاق حرام است خواه آن نام دیگری باستیصال باشد خواه بشرکت نام پاک خدای عز و جل ـ چنانچه بعضی از عوام جاہل می گویند که این حیوان بنام فلان پیغمبر و بزرگوار می کشیم ـ و این صورت بر قول اصح و ارجح کفر است ـ دوم آنکه عمداً نام خدای تعالیٰ ترک کرده ذبح کند و این مذبوح نزد شافعیه مباح است زیرا که در ترک نام خدای البته بخاطر ذابح خطورکرده باشد و این خطور قایم مقام ذکر است ـ و نزد حنفیه حرام ـ [ص : ۱۲۶] زیرا که در ترک عمداً اشتباه تهاون و استخفاف است بتسمیه ـ سیوم ترک تسمیه است سهو او حقیقة آن را مباح می دارند و می گویند که چون حضرت پیغمبر علیه السلام را از متروک التسمیه سهواً پرسیدند ـ فرمود که آن را بخورید زیرا که نام خدای تعالیٰ در دل ہر مومنی است ـ و شافعیه در اباحت این ظاہرا اختلاف دارند ـ این آیت را دلیل بر حرمت می گویند والله اعلم ـ

و ازین قبیل خوردن محرمات است گوشت جانوری که پیش از ذبح از بدن صید جدا می کند و عوام جہال آن را حلال می دانند ـ و ذبح کردۂ یہود و نصاریٰ مباح است بخلاف کشتہ ہندوان ـ و ازین قبیل است خوردن جانوری که سگ و یوز تعلیم نا کرده آن را کشته باشد بخلاف سگ معلم که بسم الله گفته سر داده باشند ہر چند دہن ہم اندازد و قوله تعالیٰ :

---

[1] مخطوطہ میں سہوکتابت سے 'لعن' رہ گیا ہے ـ

"و لا تاکلوا مما لم یذکراسم الله علیه و انه لفسق ـ"[1]

مخورید از آن مذبوحی که نام خدای تعالی بر آن مذکور نه شده باشد که آن فسق است ـ و اگرچه این حکم در باب ذبح واقع شده است اما نزد عامه علماء کراہت ترک تسمیه مطلقاً تناول ماکولات را شامل است ـ و آن سرور علیه السلام فرموده بر ہر طعامی که نام خدا نه برند شیطان در آن شریک می شود ـ و اگر بسم الله در ابتدا فراموش شود و در وسط و در نہایت ہرگاه که یاد آید بخوانند که فراموشی را تلافی کند ـ و یاد خدا مخصوص حالت اکل نیست بلکه آب خوردن نیز نزد عارفان بی یاد او حرام است ـ و ازین جا گفته ـ بیت :

من آن نیم که حلال از حرام نه شناسم
شراب با تو حلال است آب بی تو حرام

ششم : خون و خوک و دیگر مردار خوردن اگر باضطرار نه رسد ـ و اگر سه روز از فاقه گذشته باشد و چیزی نه یابد مردار خوردن مباح است ـ اما ہمان قدر که سد جوع شود ـ و اگر سیر خورد حرام باشد ـ و اگر بجہل نه خورد و بمیرد عاصی مرده باشد ـ و گفته اند الضرورات تبیح المحظورات ـ ضرورتہا حرامہا را حلال می سازد ـ قوله تعالی :

"حرمت علیکم المیتة و الدم و لحم الخنزیر و مآ أهل لغیر الله به ـ"[2]

حرام گردانیده شد بر شما ہر مرداری که باشد و ہر خون و گوشت خوک [ص : ۱۲۷] و آنچه نام غیر خدا کشته باشند ـ چنانچه در وقت جاہلیت رسمی بود که بنام لات و عزی بر سر عمارتی و حوضی و چاہی و غیر آن می کشتند و حالا ہم درمیان کفار رسم است ـ و تفصیل غیر ماکولات در کتب فقہی مسطور است و این باب طویل الذیل است ـ

ہفتم : قمار بازی ـ قوله تعالی :

---

۱ - سورة الانعام ۶ ، آیت ۱۲۲ -
۲ - سورة المائده ۵ ، آیت ۳ - مخطوطه میں 'به' ره گیا ہے -

"یسئلونک عن الخمر و المیسر ـ قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس
و اثمھما اکبر من نفعھما ـ"[1]

ای محمد از تو پرسند کہ خمر و قمار چون است کہ درین ہر دو بزہ است و بحسب ظاہر نفع دنیوی است اما بزہ اینہا بزرگ تر از نفع است ـ و در ہر مذہب کہ باشد گواہی قمارباز ممنوع است ـ

حکایت : شنیدہ ام کہ شطرنج بازے را وقت نزع رسید و ہر چند تلقین می کردند و می گفتند کہ بگو لا الہ الا اللہ ـ او بجای کلمہ شہادت ہمین گفت کہ شہ ـ تا ہمان حالت جان داد ـ و بمذہب شافعی در شطرنج بازی بی قمار رخصت گونہ است بخلاف نزد غیر آن کہ باتفاق حرام است بقمار و بی قمار ـ و این مسئلہ بجای خود مذکور خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ ـ

نقل است کہ قمار بازے در حالت نزع وصیت کردہ بود کہ اسباب قمار باوی دفع کنند ـ ہمچنان کردند ـ بر یکی از اہل کشف چنان ظاہر شد کہ چون منکر و نکیر ازو سوال کردند کہ من ربک قمار باز گفت ـ بنشین تا باتو بازیم ـ چون فرشتگان با گرز گران سر اورا کوفتند ـ گفت کہ امر نا باختہ ترے می کنی ـ و این نشان است کہ در حالی کہ بمیری کہ ہمان بر انگیختہ می شوی ـ و راست است آن خبری کہ آن خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون چنانچہ زندگانی می کند بر ہمان حالت خواہد مرد و ہمچنان میرید ہم بر آن ہیئت حشر بشما خواہد بود ـ چہ مرگ برادر خواب است و در خواب اکثر ہمان می بینید کہ در بیداری خیال داشتید ـ نہ می بینی کہ خورد سالان چون سبق خواندہ ماندہ می شوند در خواب ہمان لفظ کہ در بیداری می خوانند تکرار می کنند ـ بیت :

نہ می بینی کہ آن دانا چہ خوش گفت
کہ خواب خوش ببیند ہر کہ خوش خفت

---

۱ ـ سورۃ البقرہ ۲ : ۲ آیت ۲۱۹ ـ

۲ ـ ترجمہ کے لحاظ سے 'کنید' اور 'خوابید' زیادہ صحیح ہے ـ

ہشتم : راہ زنی قولہ تعالیٰ :

"انما جزآؤ الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوآ او یصلبوآ او تقطع (ص : ۱۲۸) ایدیہم و ارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ۔"[۱]

جز این نیست کہ جزای آن کسان کہ جنگ می کنند با خدا و رسول او یعنی با عباد خدا و امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و در روی زمین سعی بفساد می کنند و بلاد اللہ خراب می سازند این است کہ ایشان پارہ پارہ کردہ شوند اگر تنہا جنگ می کنند یا بر دار کشیدہ شوند اگر با اہل حرب غازت (غارت ؟) ہم می نمودہ باشند یا دست و پاہای ایشان از راستا و چپا برند اگر باوجود قطع طریق دزدی ہم بکنند یا جلای وطن ساختہ شوند اگر حالات حرب با ایشان یافتہ شود بی حرب و دزدی و غارت ۔ و این حکم وقتی است کہ پیش ازان کہ توبہ کنند گرفتار آیند و از پیش از دستگیر شدن خود آمدہ توبہ کنند ۔ توبہ ایشان مقبول است ۔ تعرض بحال ایشان جائز نسیت ۔ و این آیت در شان جماعت قبیلہ عکل[۲] از وادی عرینہ[۳] نازل شدہ است ۔ کہ در مدینہ معظمہ نزد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چندگاہ آمدہ اسلام ظاہر ساختند و آب و ہوای آن جا موافق مزاج ایشان نیفتاد و علت استسقا پیدا کردند ۔ و آنحضرت فرسود تا ایشان را بجای کہ کہ شتران زکواۃ بود سبر(سحر؟)و بول آنہا می خوردہ باشند و بعد از چندگاہ صحت یافتند ۔ و شبی ساربان را غافل یافتہ شتران را راندہ بقصد قبیلہ خویش روان شدند ۔ و بعد ازین خبر حضرت جمعی را از مدینہ[۳] معاقب آن جماعت فرستاد تا قریب بلاد عرینہ بایشان رسیدند و بعضی را کہ دست

---

۱ ۔ سورۃ المائدہ ۵ ، آیت ۳۳ ۔

۲ ۔ عکل قبیلہ کا مورث اعلیٰ عوف ابن عبدمناۃ تھا اس کی دایہ عکل تھی اسی کے نام سے یہ قبیلہ مشہورر ہوا ۔

۳ ۔ مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے ۔

۴ ۔ تفصیل کے لیے دیکھو ابن سعد کتاب الطبقات الکبیر جلد دوم حصہ اول صفحہ ٦٧ ۔

بجنگ بر داشته بودند بقتل رسانیدند و چندین را دستگیر کرده بملازمت آن سرور علیه السلام بردند ـ و آن سرور منتظر وحی بود تا این حکم فرود آمد ـ و همچنین آیت دلیل است و بر کشتن باغیان و دیگر مفسدان ـ تا آنکه امام صفا رحمه الله را از کشتن چغلان و ظالمان موذی را پرسیدند ـ فتوئ بقتل ایشان داد و چون ازو دلیل خواستند همچنین آیت را خواند و گفت که اینها ساعی بفساد اند ـ بیت :

بد اندیش هم در سر شر رود
چو کژدم که در خانه کمتر رود

نهم : بر بادشاه باغی شدن ـ قوله تعالیٰ :

''و ان طآئفتن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما ـ فان بغت احدهما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفیٔ الی امر الله ـ''[1]

اکثر گروهی اند از مومنان با یک دیگر جنگ کنند میان ایشان صلح دهند و اگر یکے بغی ورزد بر دیگری طغیان نماید پس بآن متغلب کزار بکنند [ص: ۱۲۹] تا آنکه سوئے خدائے تعالیٰ بازگردند ـ آنکه تا عجیب کسی است که از اطاعت امام خارج شود ـ باغی اگر بنابر شبه که اورا روی نموده است خروج می ورزد بر بادشاه لازم است که خاطر نشان او بکند ـ اگر برفع شبهه باز گشت بجانب امام کرد فبها والا نه در دفع و رفع او بکوشد ـ و پیش از پشت دادن امام او بر کشتن او رخصت نیست ـ و رسول علیه‌السلام کافران را اول دعوت می فرمود بعد ازان که قبول نه کردند امر بقتال ایشان می کرد ـ و مسلمان خود بدعوت اولیٰ اند ـ و اگر هیچ شبهه نه دارد بلکه می خواهد که به ناحق بر ولایت مسلط شوذ ـ حکم او حکم قطاع الطریق است ـ و رسول علیه‌السلام فرموده که الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها ـ فتنه در خواب است و هر کس که او را بیدار می کند لعنت خدا برو باد ـ بنا برین بر همه‌کس واجب و لازم است که از جانب بادشاه بآن باغی جنگ به کند تا فتنه فرو نشیند و مال و خروج بندگان خدائے تعالیٰ محفوظ ماند ـ چه امن و امان در سایهٔ عدل

۱- سورة الحجرات ۴۹ ، آیت ۹ ـ

پادشاهان است ـ و در حدیث آمده که اگر پادشاه در جهان نه باشد بعضے مردم گوشت بعضے مردم را می خوردند ـ و حسن بصری رضی الله عنه می گوید که اگر به دانم که در ہمه عمر یک دعا از من مستجاب می شد آن را صرف روزگار پادشاه می کنم و در حق خود ہیچ نه طلبم ـ بیت :

که ہر خاطر پادشاہان غمی
پریشان کند خاطر عالمے

و سخن حضرات امیر المومنین علی علیه السلام است که لا ظفر مع البغی بالبغی ـ ظفر جمع نه می شود با باغی به بغی ـ و این معنی کرات مرات تجربه شده است ـ بیت

با ولی نعمت ار برون آئی
گر سپہری که سرنگون آئی

حکایت : در احوال سلطان محمد بن تغلق[1] عادل خطاب داشته آورده اند او چهار مفتی را درون محل خویش جاداده بود تا گاه بگاه در مسئله خون خود رفته از ایشان تحقیق می نمود ورد و بدل بسیار می کرد ـ اگر مطابق مدعای[*] خود جواب می شنید فی الحال اگرچه نیم شب ہم می بود حکم بکشتن بندی می کرد و اگر ملزم می شد بحث را بر وقت دیگر موقوف می داشت ـ و بسیار ہمچنان شد که از عین خواب برجسته و سخنی که او را روی[*] نموده بود در ہمان حالت آمده به علما گذرانیده و بار دیگر اگر از خواب عاجز می شد در ہمان (ص : ۱۳۰) ساعت بندی خلاص می کرد تا آنکه روزی پای[*] برہنه در محکمه قاضی کمال الدین[2] حسین آمده گفت که شیخ زادهٔ جامی[3] مرا ظالم گفته است . او را طلبیده باید پرسید اگر ظلم بر

---

۱ ـ محمد ابن تغلق خاندان تغلق کا دوسرا بادشاه تھا اس نے ۱۳۲۵ء سے ۱۳۵۱ء تک حکومت کی ـ

۲ ـ ان کا ذکر ابن بطوطه نے کیا ہے دیکھو "رحلة ابن بطوطه" مطبوعه بیروت ۱۹۶۰ء صفحه ۵۱۳

۳ ـ مزید حالات کے لیے دیکھو "عجائب الاسفار" ترجمه سفر نامه ابن بطوطه مطبوعه رحمانی پریس دہلی صفحه ۱۴۸

من ثابت کند مرا تعزیر باید کرد و الا نہ ہرچہ دانم جزا خواہم فرمود ۔ چون شیخ زادہ حاضر آمد جواب داد کہ تو چندین خون کہ می کنی حق یا ناحق در عہدۂ تست اما آنکہ زن و بچہ مقتول مرا بہ جلاد او می دہی تا بہ فروشند و رسوا سازند در کدام دین و در کدام مذہب آمدہ است ۔ پادشاہ ازین جہت خشمگین شدہ شیخ زادہ را در قفس آہن کرد ۔ ہرجا کہ می رفت ہمراہ می گردانید تا آنکہ بدولتا آباد برد و چون بہ دہلی باز گشتہ آمد روزے بمحکمہ رسید فرمود تا شیخ زادہ را بر در محکمہ بہ قصاص رسانیدند ۔ بیت :

زبان سرخ سرسبز می دہد برباد
بہ ہوش باش کہ سر در سر زبان نہ کنی

و حکم این است کہ باغی را غسل باید کرد و نماز برو گزارد و اہل و عیال و اموال او را دستگیر و تاراج نہ باید نمود ۔

نقل است کہ درستی کہ لشکریان امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بر لشکر حاکم شام غالب آمدند و آن را لیلۃ الھریرا می گویند لشکریان بر مخالفان لعن و طعن می کردند ۔ امیر فرمود رضی اللہ عنہ کہ شما بر ایشان نماز بگذارید و دفن می سازید و لعن نہ فرستید چرا کہ برادران ما اند کہ بر ما بغی ورزیدہ اند ۔ و حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ در آیتی کہ بالا مذکور شدہ بر باغیان نام مومنین اطلاق کردہ ۔

دہم : بادشاہ را بد گفتن قولہ تعالیٰ :

''اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ۔[۲]''

اطاعت پادشاہ را لازم گیرید ۔ حق سبحانہ فرمان برداری پادشاہ را با فرمان

---

۱ ۔ جنگ صفین میں ایک موقع پر دونوں لشکر رات بھر لڑتے رہے اس سے اس کو لیلۃ الھریر کہتے ہیں تفصیل کے لیے دیکھو ''تاریخ طبری'' جلد ۴ صفحہ ۳۳ ، ''ابن اثیر'' جلد دوم صفحہ ۱۵۹ ۔

۲ ۔ سورۃ النسا ۴ ، آیت ۵۹ ۔

خود و رسول خود دریک سلک کشیده و تعظیم اورا با تعظیم خویش قرین ساخت - پادشاه در ظهور آثار قدرت خلافت از حق سبحانه دارند و باین معنی ایشان را سایهٔ الله می گویند - چنانچه گفته اند - بیت :

پادشه سایهٔ خدا باشد
سایه با ذات آشنا باشد

اگر عادل اند خود بعبادت خلایق شریک اند - و عدل یک ساعت ایشان طاعتی است - و مقابل جن و انس و بدایت مستحق دعا و ثنا اند و بموجب حدیث پیغمبر علیه السلام مرغان در هوا و ماهیان در آب [ص : ۱۳۱] و وحوش در صحرای برای پادشاهان عادل دعاکنند -

و اگر ظالم باشند هم بد ایشان را نه باید گفت بلکه دعای خیر در حق ایشان باید کرد - اگرچه نسبت بجماعت اندک ظلمی از ایشان سر بر می زده باشند - و لیکن سبب امنیت و رفاهیت و فراغت عالمی اند - وجود پادشاهان را بوجود آتش تشبیه کرده اند که نفع او بیشتر است از ضرر - و بهر حال اسباب احتیاج بایشان قوی تر است از اسباب احتراز - برین تقدیر اگر از ایشان احسان و رعایتی ببیند خدا را شکر باید گفت و ایشان را ثنا - و اگر خلاف آن مشاهده کنند بدی بر خود گرفته خود را مستحق بلا باید دانست و روی بخدا باید آورد - و ایشان را روابط بیش تصور نه توان کرد - و در حدیث آمده که عمالکم کما اعمالکم کما تکونوا یولی علیکم عاملان شما مانند اعمال شما اند - چنانچه شما می باشید ایشان نیز بر شما آن چنان مسلط می شوند - بنابر این بدی ایشان را نه باید اندیشید و نه باید گفت - و با بد گویان ایشان نه باید نشست - و آنچه من از اہل عصر خود دیده ام که نسبت بپادشاه و ولی نعمت خود بی ادبیها از ایشان بظهور رسیده و عاقبة الامر مال ایشان کجا قرار یافته - اگر یگان یگان بیان کنم عمر دراز می باید و دفاتر بسیار - بیت :

حکایتهای آن ناشستهٔ ننگ
بزن بر سینهٔ بر شیشه زن سنگ

یاز دہم : دروغ گفتن بدان کہ دروغ گناہی است کہ در ہمہ ادیان بد است قولہ تعالیٰ :

''و من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او قال اوحی الی و لم یوح الیہ شئی و من قال سانزل مثل مآ انزل اللہ ۔''

کیست ظالم تر از آن کہ افترا بدروغ کند بر خدای تعالیٰ و نفی صفات کمال او نماید یا آنکہ بگوید کہ بر من وحی می آید و حال آنکہ ہیچ چیز برو وحی نیامدہ است ۔ و کیست ظالم تر از آن کہ بگوید کہ فرو خواہم گذاشت فرستاد مثل چیزی کہ خدا فرمودہ است از نعمت و عذاب و وحی و غیر آن ۔ نفی وحی اشارت است بحال مسلمہ کذاب و جماعہ کہ قریب بعہد پیغمبر علیہ السلام دعویٰ نبوت کردہ بودند ۔ و صدیق رضی اللہ عنہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ را در ولایت فرستادہ تا شر ایشان را کفایت کرد ۔ و نفی انزال اشارت است بر حال جماعت کہ دعویٰ الوہیت [ص : ۱۳۲] کردہ اند یا خواہند کرد مثل فرعون و شداد و دجال و دیگر وجودیان زمانہ ۔

مخفی نہ ماند کہ دروغ اگر در امور دینی است ۔ چنانچہ نظیرے چند از آن گذشت باتفاق کفر است ۔ و اگر در غیر آن امور است مثل معاملات دنیوی است بآن گواہی دروغ و سوگند دروغ فسق است و معصیت ۔ چنانچہ در ذکر کبیرہ گذشت ۔ و اگر بطریق عادت است کہ در آن نہ نفع است نہ زیان لغو است ۔

نقل است کہ اعرابی نزد امیر المومنین علی علیہ السلام آمد و گفت کہ من کاہل مزاجم عبادت بسیار نہ می توانم کرد بیک چیز مرا امر فرمایند تا ہمان را لازم گیرم و ببہشت روم ۔ امیر بعد از تامل فرمود کہ

---

۱ - سورۃ الانعام ۶ ، آیت ۹۳ ۔

۱ - قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار تھا جس نے یمامہ میں نبوت کا دعوی کیا ۶۳۲ء میں مارا گیا ۔

تخلف ازین عہد نہ خواہی کرد و فرمود کہ ہرگز دروغ نہ گوئی و دیگر ہر چہ خواہی بکن ۔ اعرابی خوش حال گردید و دانست کہ بر من کار آسان شد ۔ چہ غیر دروغ ہر چہ خواہم خواست خواہم کرد ۔ بعد ازان یکی ازو پرسید کہ امروز نماز گذاردۂ ۔ گفت نی ۔ و اعرابی شرمندہ شد ۔ و ازان روز باز از جہت ہمین کہ دروغ نہ باید گفت ہمہ عبادات را بتدریج لازم گرفت و از گناہان دست باز داشت و این کلمہ جامعہ اورا چندان فائدہ کرد ۔

و حق سبحانہ و تعالیٰ بر دروغ گویان لعنت فرستادہ است ۔ چنانچہ می فرماید فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین[1] حنفی است کہ کسی بی ضرورت بدروغ گفتن مستحق لعنت شود و این است در شان علماء نصاریٰ کہ بآن سرور علیہ السلام مباہلہ خواستند و می گفتند کہ دین (عیسیٰ؟) علیہ السلام بر حق است و ازان نولی نازل شدہ وروز دیگر آن حضرت صباح پگاہ دست فاطمہ و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم برای دعائے ہلاک نصاریٰ بنی نجران گرفتہ متوجہ صحرای مدینہ شد و نصرانیان از دروغ گفتن پشیمان شدہ باز ماندند ۔ و این قصہ در سیر[2] بشرح و بسط مذکور است آن جا ببینند ۔ نظم :

ای کہ کنی نیزہ ز لالی چنین
شرم نہ داری ز وبا لی چنین

چند ز پاس درم افتی برنج
پاس سخن دار کہ آن است گنج

لفظ مزور کہ عبارت نمود
بر درم قلب حظ خویش سود

---

۱ - سورۂ آل عمران ۳ ، آیت ۶۱ ۔

۲ - عربی کتب سیر کے علاوہ مستشرقین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے مثال کے طور پر دیکھو ولیم میور صفحہ ۲۵۹ ۔

لعل کہ آن راست کند از دروغ
قدر نہ دارد کہ نہ دارد فروغ

دوازدہم : رنجانیدن مسلمانان و رنجانیدن ایشان عام تر است ازین کہ بدست باشد یا بزبان [ص : ۱۳۳] یا بدل یا بدیگر جوارح - چنانچہ آزردن و بستن و کشتن و بند کردن مسلمانان بناحق معصیت است ہمچنان حق ایشان گرفتن و بد اندیش و بد خواہ ایشان بودن نیز گناہ است - و بمقتضای شفقت اسلام این است کہ آنچہ بر خود پسندند بر دیگری نیز پسندند - و بزرگتر را از خود تعظیم نمایند و خرد تر را بنظر مہربانی و شفقت بنگرند و با ہم سال خود برادرانہ سلوک کنند - و دایم از خدای تعالیٰ صلاح حال پادشاہ و رعیت خواہند و این ورد زبان سازند کہ اللہم اصلح الامیر و الرعیة اللہم اصلح امة محمد اللہم اغفر امة محمد اللہم ارحم امة محمد اللہم اہل امت محمد اللہم انصر من نصر دین امة[۱] محمد و اخذل من خذل دین محمد علیہ الصلٰوة و السلام - و در نفع و زیان دنیاوی کافران مطیع الاسلام نیز با ما شریک اند زیرا کہ ایشان اگرچہ امت اجابت نیستند اما امت دعوت اند - و دعوت آن سرور علیہ السلام از مشرق تا مغرب عامہ آدمیان بلکہ جنیان را نیز شامل است - قولہ تعالیٰ :

"والذین یؤذون المؤمنین و المؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً و اثماً مبیناً ○[۲]"

آن کہ ایذا کنند مردمان مومن را چو صفوان[۳] سہمي و زبان گرویدہ را

۱- مخطوطہ میں 'امة' سہو کتابت ہے -
۲ - سورة الاحزاب ۳۳ ، آیت ۵۷ -
۳ - غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گر گیا تھا ، وہ اس کو تلاش کرنے گئیں اس اثنا میں لشکر روانہ ہو گیا ، یہ لشکر گاہ میں واپس آ گئیں جہاں سے صفوان سہمی جو اتفاقاً ادھر سے گزر رہا تھا ان کو اپنے اونٹ پر بٹھا کر لے آیا اور وہ خود اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے تھا اس پر بعض لوگوں نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی جس کی برأت بذریعہ آیت کلام پاک ہوئی - دیکھو سورہ ۱۸ اس واقعہ کو کتب سیر میں افک کہا گیا ہے -

چون عایشه رضی الله عنها بغیر آنچه خیانتی کرده باشند بر آنکه بر می دارند این موذیان دروغی بزرگ وگناهی هویدا تا سر او از عقوبت پنهان و مستحق عذاب گناه می شوند ـ نزول این آیت بقولی در شان فاروق رضی الله عنه که منافقان در حق ایشان سخنان بی ادبانه می گفتند ـ و بقولی در حق عفایف اہل اسلام که بوندی چند شبهادر کوچهای مدینه نشستند و سر راه ایشان گرفتند و سخنان نا سزا بر ایشان می گفتند ، نازل گشته ـ

و در حدیث آمده که مسلمان کسی است که مسلمانان از دست و زبان او سلامت باشند ـ و نیز کمال نه می یابد ایمان بندهٔ مومن تا آنکه برای برادر خود مثل آنچه برای خویش می خواهد نه خواهد ـ افسوس وآه از مسلمانان و فریاد از مسلمانی که آنها در گور رفته و اینها در کتاب مانده ـ ازین غصه خاک بر سر کنم رواست ـ و اگر ہای ہای روزگار خویش بنالم سزاست ـ و گویا نظری بحال ما داشته آن عزیز که پیش ازین بقصد سال گفته که [ص : ۱۳۴] نظم :

وای یک بار بصد بار وای
زین همه گبران مسلمان نمای

جهد وبال این چه پریشانی است
ترک خدا این چه مسلمانی است

ہیچ کس از بند خود آزاد نیست
ہیچ دلی را ز خدا یاد نیست

فی الجمله این رقم چندان فروغ دارد که ہر خیانتی که بعد ازان مذکور می شود کم است که ازین باب نه باشد الا ماشاء الله ـ حسن بصری رضی الله عنه پرسیده شد که یاران رسول علیه السلام را بما تعریف کن ـ گفت اگر شما ایشان را دیدید می گفتید که همه دیوانه اند ـ و اگر ایشان شما را می دیدند می گفتند همه شیاطین اند ـ و نیز پرسیدند که مسلمان کیست و مسلمانی چیست ـ گفت مسلمان درگور و مسلمانی در کتاب مانده ـ بیت :

ز دانائی بود این نکته مشهور
که دانش در کتب داناست در گور

سیزدہم : غصب مال مردم قوله تعالیٰ :

''لهم فی الدنیا خزی و لهم فی الاخرة عذاب عظیم ۔ سمعون للکذب اکلون للسحت ۔[1]''

این کافران و منافقان را در دنیا رسوائی است و ایشان را در آخرت عذابی بزرگ است ۔ و صفت ایشان این است که بسیار سخنهای دروغ می شنوانند و اورا حیف می گویند و بسیار حرام می خورند ۔ و سحت مالی است که به ناحق گیرند خواه به غصب خواه بمکر خواه بربا خواه برشوت خواه بدزدی خواه بنوعی دیگر ۔و این اقسام بی شمار دارد و همه آنها مذموم و مرتکب آن شوم است ۔ خسرو شاعران می فرماید ۔ بیت :

بهر این مردار چندین گه زاری گه زور
چون غلیوازی که شش مه ماده و شش مه نر است

چهاردہم : حکم به ناحق کردن و حکم بناحق اعم است که از بادشاه یا قاضی یا مفتی یا عالم یا دیگری باشد و همه ظلم است ۔ و موجب ایذای مسلمین و فساد در دین ۔ قوله تعالیٰ :

''و من لم یحکم بمآ انزل الله فاولئک هم الظلمون ۝[2]''

کسی که حکم نه کند بآنچه خدا فرستاده است آن جماعت ظالم اند ۔ قوله تعالیٰ :

''یاداؤد انا جعلنک خلیفة فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الهویٰ فیضلک عن سبیل الله ۔[3]''

---

۱ ۔ سورة المائده ۵ ، آیت ۴۱ ۔ ۴۲ ۔
۲ ۔ سورة المائده ۵ ، آیت ۴۵ ۔
۳ ۔ سوره ص ۳۸ ، آیت ۲۶ ۔

ای داؤد ما ترا خلیفه در روی زمین گردانیدیم پس این نعمت را عظیم شمرده بذات خود حکم درمیان مردم بحق بکن و پیرو هوا مشو آن زمان هوا ترا از راه [ص : ۱۳۵] خدا گمراه خواهد ساخت - و حکومت از بسکه خطر عظیم احتمال میل هوا و مداهنت و ریا داشته اکثری بزرگان دین از قضا و فتوی گریخته اند - و رسول الله صلی الله علیه وسلم فرموده که یکی قاضی در بهشت است و دو در دوزخ اند یکی آن که حق نه داند و بغیر حق حکم کند و دویم آن که حق داند و بمیل نفس حکم کند - و صاحب مرصاد العباد[۱] رحمه الله می گوید که درین مدت عمر من تجربه کرده ام در حرفه و کسی جاعتی یافتم که بمقتضای الطریق الی الله بعدد انفاس الخلایق عمل نموده راه ازان بر شیوه بمقصد دقیقی که کعبه است برده اند - بخلاف قضاة که درین طائفه اهل نجات کم یافتم - و اگر احیاناً یکی از ایشان بر سبیل ندرت بذات خود خوب بود اما حواشی و خدم و گماشتهای او سلوک بدی کرده - و ازین قضاة دنیا کسی را نه دیدم که چنانچه باید سلوک کرده قابل دخول بهشت شده باشد - و آن قاضی که پیغمبر علیه السلام فرمود که قاضیان فی النار و قاض فی الجنة - مگر قاضی باشد که آن روز در بهشت خواهد بود - و آن علام الغیوب است عز و جل - و حکایت امام اعظم[۲] رحمة الله علیه مشهور است که چون ابو جعفر منصور[۳]

---

۱ - مرصاد العباد من المبدأ الی المعاد مصنفه شیخ نجم الدین ابوبکر ابن عبدالله ابن محمد الاسدی الرازی متوفی ۶۵۰ھ (۱۲۵۶ء) نے سیواس میں ۶۲۰ھ (۱۲۲۳ء) میں تصنیف کی - اس کتاب میں معاشرہ اور تصوف کے مختلف مسائل بیان کیے ہیں -

۲ - امام ابو حنیفہ النعمان ابن الثابت (۶۹۹ء تا ۷۶۷ء) فقہ حنفی کے بانی ہیں - امام اعظم کے نام سے مشہور ہیں -

۳ - ابو جعفر المنصور العباسی دوسرا عباسی خلیفہ تھا جو ۷۵۴ء میں خلافت پر فائز ہوا اور ۷۷۵ء میں وفات ہوئی - اس کے زمانہ میں بغداد کی بنیاد رکھی گئی -

خلیفه اورا سفیان[1] ثوری و مشعر[2] کرام و شریح قاضی را رحمهم الله برای تکلیف قضای بغداد طلب نمود ـ و این چهار فحول علما بودند ـ درمیان راه امام اعظم رحمه الله گفت که در باب هر یکی ازین چهار سخن از روی فراست می گویم ـ گفتند صواب آید ـ گفت من بحیلتی این قضا را از خود دفع کنم و مشعر خود را دیوانه سازد و سفیان بگریزد و شریح قاضی شود ـ عاقبت چنان که گفته بود واقع شد ـ سفیان بکشتی گریخته پنهان شد و بملاح یک دینار داد و گفت مرا جای پنهان کن که می خواهند سر مرا ببرند ـ آن خبر را که از رسول علیه السلام شنیده بود که من جعل قاضیاً ذبح بغیر سکین ـ هر کرا قاضی ساختند اورا بی کارد ذبح کردند ـ نقل کرد و مشعر پیش خلیفه رفت و گفت تو چگونه و فرزندان و اسپان تو چند است ـ خلیفه گفت این دیوانه است بدر کشید ـ و با ابو حنیفه رحمه الله گفت ترا قضا باید کرد ـ گفت ایها الامیر من شخصی ام نه از عرب نه به منک از موالی ایشان و سادات عرب بحکم من راضی نه خواهند شد ـ خلیفه گفت این کار را به نیت تعلق نیست ـ [ص : ۱۳۶] که این را علم باید و تو مقدم زمانه ای ـ من این سخن راست گفتم برای قضا نه می شاید و اگر دروغ گویم تو که خلیفه خدای چون روا می داری که دروغ گوئی را خلیفه خود سازی بر مسلمانان و در اموال و فروج و دمار بندگان خدا بر وی اعتماد کنی ـ این بگفت و خلاص یافت ـ آن گه شریح معین برای قضا شد ـ و او عذر می آورد که من مردی سودای ام و دماغم خفیف است ـ منصور گفت خود را بعصر های موافق و سندهای مثلث معالجت کنی تا عقل تو کامل شود ـ شریح قاضی شد ـ و امام اعظم رحمه الله آن گاه باز هرگز باوی سخن نه گفت ـ ببین که سلف و خلف قضا را از خود چگونه دفع می کردند ـ و حالا مردم زمانه ما چگونه بحرص تمام می گیرند و اکثری خود چگونه رشوتها می دهند و نه می یابند و باین شعر سزاوار اند ـ شعر :

---

۱ - سفیان ثوری (۷۱۵ء تا ۷۷۸ء) کا شمار بلند مرتبہ محدثین اور صوفیا میں ہوتا ہے ـ

۲ - صحیح نام مشعر ابن کدام العامری الکوفی ہے غالباً مراد قاضی شریک (م - ۷۹۳ء) سے ہے ـ

تقلدت القضاء بغیر حق
و قاض الظلم فی الاسلام فیضاً

فذبحت بغیر سکین انا
ارجو الذبح بالسکین ایضا[1]

حکایت : نزد قاضی ابو مطیع بلخی رحمه الله دو شخصے بدعوی آمدند و طلب حکم نمودند ـ قاضی گفت شما هر دو و درین دعوی تحمل بکنید ـ و غرض وی این بود که شاید صلح نمایند ـ و اورا فکر شد که حکم غیر دانسته میان دو کس نه باید کرد ـ و چون مبالغه بسیار کردند ـ گفت تا زمانی که دو رکعت نماز نه گذارد توقف کنید ـ و آب طهارت طلبید و دو رکعت نماز گذارد و سر بسجده نهاد و در مناجات گفت ـ خداوندا درین مدت سی سال که بقضا گرفتار بودم هرگز همچنان اتفاق نیفتاد که مرا بحکم میان فریقین بایستی مضطر و محتاج شد و تو پردهٔ من پوش ـ و حالا این خصمان تکلیف حکم از من می کنند ـ مرا ازین عالم زود بردار ـ دعاش مستجاب شد و در همان حالت سجده جان بحق تسلیم کرد ـ نظم :

بمیر ای حکیم از چنین زندگانی
کزین زندگانی چو ما نی نما نی

بدرگاه مرگ آئی زین عمر زیرا
که این جا امان است آنجا امانی

نه بر مرگ خود هیچ راحت نه دارد
نه بازت رهاند همه جاودانی

اگر خوش خوی ٔ از کران قلتبانان
و گر بد خوی ٔ از کران قلتبانی

---

۱ ـ میں بغیر حق کے عہد قضا پر فائز ہوا اور ظلم بہت بڑھ گیا میں بغیر چھری کے ذبح کیا گیا اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ چھری سے بھی ذبح کیا جاؤں گا ـ

پانزدهم : عذر کردن و عهد شکستن که این دو فعل در عبارت متغایر[1] اند اما در حقیقت یکی اند ـ چه هر دو ازلی حقیقی و بی وفای آمیخته اند [ص : ۱۳۷] ـ قوله تعالیٰ :

"یآیها الذین امنوا اوفوا بالعقود ـ[2]"

ای آن کسانی که ایمان آورده اید وفا بکنید بعهد های خویش ـ حذیفه یمانی رضی الله عنه که رازدار رسول علیه السلام است می گوید که پیغمبر علیه السلام پیشانی های منافقان را بمن خاطر نشان ساخته بود که بانها ایشان را می شناختم و آن نشانه چار است ـ یکی آنکه چون سخن گویند دروغ گویند ـ وعده خلاف نمایند ـ و امانت را خیانت کنند ـ و چون مخاصمت کنند دشنام دهند ـ و در حدیث دیگر آمده که سه چیز اول است ـ و پس هرکدام ازین صفت از برای نفاق علامتی است جدا جدا چه جای آن که هر چهار در یک جمع شود ـ

نقل است که یکی از اولیای ابلیس رادید و پرسید که چه کار کنم که مثل تو شوم ـ گفت سه کار خلاف در وعده و خیانت در امانت و بخل در مال ـ

حکایت : یکی از اولیاء الله گفت به غزای رفتم و با یهودی بجنگ مقابل شدم و رد و بدل بسیار نمودم ـ نزدیک بود که او بر من غالب آید ـ درین اثنا وقت نماز آمد ـ من دست از کارزار باز داشتم ـ گفتم که وقت عبادت من رسیده است ـ بگذارم ـ رفت و دور ایستاد ـ بعد از فراغ نماز بجنگ در پیوستم ـ چون آفتاب غروب شد جهود از من مهلت طلبید که وقت عبادت منم رسیده است دست از من باز دار ـ دست باز داشتم ـ او بگوشه رفت و سلاحها را از خود جدا کرد و بعبادت خویش مشغول گشت ـ بخاطر رسانیدم که فرصتی ازین به نه خواهم یافت ـ رفته اورا باید کشت ـ ناگاه در سر من آواز دادند که ای بی انصاف که او با وجود این بیگانگی عهد ترا نه

---

۱ ـ متن میں متغایز سہو کتابت ہے ـ
۲ ـ سورۃ المائدہ ۵ ، آیت ۱ ـ

شکست ـ و تا این ہمہ آشنای٘ می خواہی کہ با او غدر کنی ـ ازین معاملت لرزہ در من افتاد و بگریہ ہر داختم ـ جہود ہرسید چہ واقع شد ـ گفتم این ماجرا بمن روی٘ نمود ـ او از دین خود بر گشت و بدست من مسلمان شد ـ الحمدللہ ـ قطعہ :

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ

ترا کی میسر شود این مقام
کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

شانزدہم : خلاف وعدہ ـ بدان کہ فرق است میان وعدہ و وعید کہ اول در رجا ثانی را در خوف اطلاق می کنند ـ و باعتبار لغت ہر دو از یک قبیل اند و تخلف در ہر دو مذموم است کہ از قبیل دروغ است ـ در اخبار قولہ تعالیٰ :

"ما یبدل القول لدی ـ[1]"

تبدیل کردہ نہ می شود ہیچ قولی نزد من ـ و قول این جا چون سیاق نفی شدہ است عام است ـ

قولہ تعالیٰ :

"ان اللہ لا یخلف المیعاد ○[2]"

بدرستی کہ خدای٘ تعالیٰ خلاف نہ می کند میعاد را ـ میعاد عام است از ہر دو ـ این در حق خدا است عز و جل بخلاف بندہ ـ کہ تخلف در وعید از حق تعالیٰ نیز از جملہ کمالات ذاتی شمردہ اند بلکہ واجب دانستہ ـ و چیزی چند ہر آن مرتب داشتہ کہ خلاف مقرر جمہور علما است ـ ازان جملہ است رفع خلود عذاب در جہنم و این بحث بجای٘ خویش حوالہ کردہ خواہد شد کہ این جا مقصود نیست ـ

---

۱ ـ سورہ ق ۵۰ ، آیت ۲۹ ـ
۲ ـ سورۃ الرعد ۱۳ ، آیت ۳۱ ـ

نقل است که یکی به سماعیل پیغمبر علیه السلام گفت تا آمدن من درین جا انتظار خواهی برد ۔ گفت بلی ۔ و آن شخص درپی[1] کاری رفت و وعده را فراموش کرد ۔ و اسماعیل علیه السلام تا سه روز در همان جا در انتظار او نشسته ماند تا او پیدا شد و عذر خواهی کرد ۔ و حق سبحانه در قرآن مجید خبر ازین صدق او می دہد که 'انه کان صادق الوعد'[1] و می گویند ہم ہمان فعل است[2] ۔

مومن بر آن پیغمبر گشت و از حضرت غوث الثقلین اعظم ربانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی الله تعالیٰ عنه نیز مشهور است که بر امید وعدهٔ خضر علیه السلام تا سه روز انتظا ربجای[2] برده و چیزی نه خورده و نیا شامیده ۔ و این معنی را نیز در سرگذشت خود نوشته است و درست و راست است که حدیث ما من نبی الا وله نظیر فی هاذه الامة ہیچ پغیمبری نیست که اورا نظیری نیست درین امت ۔ بیت :

ازو تا انبیا یک کاف تعظیم
بدان صورت کز احمد تا احد میم

ونهم : خیانت در امانت ، و خیانت عام است خواه در اعمال خواه در اقوال خواه در احوال ۔ تا آنکه نظر کردن در مکتوب دیگرے بی اذن او ۔ ہمچنین نگریستن در خانه یکی بنظر نیز حرام است ۔ قوله تعالیٰ :

''لا تخونوا الله و الرسول ولا تخونوا اماناتکم[3] ۔''

خیانت مکنید در احکام خدا و رسول و در امانتهای[4] یک دیگر ۔ قوله تعالیٰ :

''و من یغلل یات بماغل یوم القیامة[4] ۔''

---

۱ ۔ سورهٔ مریم ۱۹ ، آیت ۵۴ ۔
۲ ۔ مخطوطه میں کچھ جگه خالی ہے ۔
۳ سورهٔ الانفال ۸ ، آیت ۲۷ ۔
۴ ۔ سورهٔ آل عمران ۳ ، آیت ۱۶۱ ۔

هر که خیانت ورزد در چیزی و مالی که آن چیز را که خیانت در آن نموده است بگردن او بندند - و رسول علیه السلام فرموده که ایمان نیست کسی را که عهد نیست - و خیانت هر کسی فراخور حالت اوست - خیانت مشایخ این است که حالی که نه دارند بزور بر خود بندند و ریا ورزند - و خیانت علما این که حق پوشند و علم را که [ص : ۱۳۹] امانت حق است خوار سازند و در بدر گردانند - و چند تا مشروع دیگر از ایشان سر برزند - خیانت قضات و حکام این که قیل بناحق نمایند و رشوت گیرند - و خیانت ملوک این که در معامله وداد و ستد تهاون شریعت بکنند و کارها از حد گذرانند و در ناحق کردن و خیانت تجار در خرید و فروخت غبن فاحش بکار برند - علی هذه القیاس از خواص کاری تا عوام الناس اگر در حرفه و هر کاری که باشند - و بدان قانونی که قرار داده اند سلوک نمایند خیانت است اما محال است که خیانت نه باشد - نظم :

روز و شب کار این و پیشه چنین
آه گر بگذرد همیشه چنین

راه نا ایمن است منزل دور
مرکبت لنگ همرهانت عور

یزدهم : سرود گفتن و رقص کردن - و این مسئله خلافی است و دایم درمیان فقها و صوفیه بر سر این نزاع است - و افراط و تفریط بمرتبه ایست که ازین خطبه و تقریر کار بتکفیر رسانده و در دلایل رسائل نوشته اند -

بحث : صوفی می گوید که السماع مباح لاهله و مستحب لاهل الحقایق سرود مباح است مر اہل آن را - و مستحب است مر اہل حقیقت را - و فقها گویند السماع حرام فی الادیان کلها - سرود در ہمه دینها حرام است - سبحان الله در یک دین محمدی صلوات الله علیه و سلامه درین باب چندان اختلاف است که آن را خدای عز و جل داند - پس بس در جمیع ادیان چگونه حرام باشد - و این چه توان گفت - و فقیر را ہر چند مشخص شده است که ہمه

اصحاب ملل باطل چه فرنگی چه یهود و چه چه ہنود و خطاییان و چه غیر ایشان سرود را بی انکار می شنوند بلکه آن را عبادت می شمرند ۔ مگر آنکه مراد فقہا از ادیان مذاہب باشد ۔ و ہنوز ہم جای مناقشه است ۔ چه ہر مذہبی جمعی کثیر اباحت ایشان قایل اند ۔

حکایت : روزی شیخ الاسلام خواجه مودود چشتی[۱] قدس الله سره العزیز را در مجلس سماع با شمس الائمه سرخسی[۲] رحمه الله که از فقہاء بدرجه اجتہاد رسیده بود اتفاق صحبت افتاد ۔ شمس الائمه از شیخ الاسلام پرسید که ایہا الشیخ با شما از روایت فقہیه نه می گویم بلکه از اصول شما می پرسم چه می گوئید ۔ شخصی وضو سازد و در خلوت بخضوع و خشوع دو رکعت نماز بحضور دل بگذارد و وقت صرف بدعا و تلاوت و ذکر نماید با خدای تعالیٰ مناجاتی کند [ص : ۱۳۰] آیا نزد حق سبحانه و تعالیٰ این اطاعت مقبول باشد یا آنکه سرود گوید و بشنود و رقص کند ہر چند بصدق بود و ریا را در آن دخلی نه باشد ۔

شیخ الاسلام گفت ۔ از اصطلاح صوفیا می پرسید ۔ گفت بلی ۔ فرمود ۔ یکی از اصول مشائخ ما این است که اگر کسی نماز نفل بشرایطی که مذکور است که بگذارد و دیگر انواع عبادات و وظایف اوقات بجا آرد ہنوز در مشیت حق است ان شاء قبل و ان شاء رد ۔ اگرچه خواہد قبول کند و اگر خواہد رد کند ۔ ان الله لغنی عن العلمین[۳] اما بموجب جذبة من جذبات الرحمن توازی عمل الثقلین ۔ کششی از کششہای[۴] رحمن مقابل طاعت آدمیان و پریان است صورت نه دارد که سماع مقبول نه باشد ورد را اصلا در آن مجال نیست ۔

حکایت : آورده اند روزی در مجلس زنگی اتا رحمه الله که از علم

---

۱ ۔ خواجه مودود چشتی متوفیٰ ۵۲۷ھ (۱۱۳۳ء) چشتی سلسلے کے مشہور بزرگ ہیں تفصیلی حالات کے لیے دیکھو "نفحات الانس" صفحه ۳۲۱ ۔

۲ ۔ شمس الائمه سرخسی متوفی ۱۰۹۰ء ترکستان کے بہت مشہور فقیه تھے ۔ ان کی کتاب 'مبسوط' مشہور ہے ۔

۳ ۔ سورة العنکبوت ۲۹ ، آیت ۶ ۔

۴ ۔ مخطوطه میں کشہاے از کشتی رحمن ہے ۔

ظاہر ہیچ نہ خوانده بود صوفی را در سماع حالی پدید آمد و وجد کرد و چون وقت نماز در آمد بہمان وضوی کہ داشت نماز گذارد ۔ یکی از فقہا بحال او اعتراض یافت و زنگی اتا پرسید کہ حال این صوفی خالی ازین نیست کہ از سر صدق و اخلاص است یا از روی ریا ۔ اگر از اول است نماز گذاردن او بی طہارت باشد و این کفر شریعت است زیرا کہ بی ہوشی ناقص وضوئے است ۔ و اگر از ثانی است پس حال او از سر شعور است و این کفر طریقت است ۔ زنگی اتا باوجود این امیت جواب داد کہ در حالہ عالیہ چند وجد بر دل صوفی عقل معاش کہ ظاہری است مغلوب می شود و عقل معاد کہ کلی است غالب می آید و نور عقل ناقص در پرتو آن مستور می گردد و نہ مساوب تا تجدید طہارت برو فرض باشد ۔ و در معنی عقل ناقص می رود و عقل کامل بجای آن می آید ۔ و اصل درین باب آن است کہ گفتہ اند :

سماع ای برادر بگویم کہ چیست
اگر مستمع را بدانم کہ کیست

و تفصیل این مجلدات بر می نہ تابد ۔

و شیخ شہاب الدین[1] سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز پسر خود را وصیت فرمود کہ یا بنی لا تحضر مجلس السماع فانہ تنبت النفاق و لا تنکر بہ فان لہ اھلاً ۔ ای پسر در مجلس سماع حاضر مشو کہ در دل نفاق می رویاند و آن را منکر [ص : ۱۰۱] ہم مباش کہ اہل آن بسیار اند ۔ اگر فی الواقع تو ازان حال خالی باشی لازم نیست کہ دیگری نیز نہ داشتہ کشد ۔ خود را بمیزان خلق باید سنجید نہ خلق را بمیزان خود ۔ و حق آن ابہ درین ایام اگر شعلہ ما فرونشستہ است یا از جہت پیری یا از تقریب بطالت و علت یا از مر صحبت ہای فاسد بزعم خود اکثری را از اصحاب

---

۱ - شیخ شہاب الدین سہروردی متوفی ۶۳۲ھ ۱۲۳۴ء سہروردی سلسلہ انہی سے منسوب ہے ۔ ان کی کتاب "عوارف المعارف" تصوف کی امہات الکتب میں شمار کی جاتی ہے ۔

سماع خالی از تکلیفی و تضییعی نہ می بینم ۔ اگرچہ پیش ازین بجہت اندک دردی و حالتی کہ داشتم ہر کس را از ارباب وجد و حال کہ می دیدم بحسن ظن اورا صاحب نعمت خیال می کردم و ذہن بجانب عیب ہرگز انتقال نہ می نمود :

ای خوش آن روز کہ بی باد سرایامی چند
بر در میکدہ بودیم ببدنامی چند

باقی باطن ہر یکی را خدای عالم السر و الخفی نیکو می داند ۔

حکایت : مشہور است کہ بادشاہی عظیم‌الشان در بلدہ جونپور در مجلس یکی از مشائخ حاضر بود ۔ صوفی را وجد در برگرفت ۔ چون بادشاہ و حاضران بتعظیم او بر خاستند او چرخ زنان خود را بباشادہ رسانید و در عین حالت فرمان مدد معاش از بغل کشید و بدست بادشاہ داد تا بمہر ازک مزین سازد ۔ ازو پرسید کہ برای امضا بہتر ازین وقت نہ می یافتی ۔ گفت از ترس یساولان کجا می توانستم با ایشان رسید ۔ رباعی :

اسرار ازل بین کہ بغول افتاد است
و ان سکہ خسروی ببول افتاد است
آن دست بر افشاندن مردان زد وکون
اکنون بترا نہ و چکوک[1] افتاد است

و امثال این در زمان خود بسیار دیدہ شد ۔ و سخن ہمان است کہ ہر کہ باید این طائفہ صحبت دارد از نیکان ایشان بد گمان شود ۔ نظم :

دہن چنگ را کفیدی تو
از چہ برجستی و بدیدی تو
عشق را چنگ و نای و دف چہ شود
شتری مست را علف چہ شود

---

۱ ۔ قافیہ غلط ہے مگر متن میں یہی لفظ ہے ۔

لا یزال است حالت ایشان
بی معانی مقالت ایشان

و بعد از امعان نظر بباطن بر فردی ظاہر تعلق باہل شریعت دارد و از قاضی و محتسب و امثال ایشان ہمین منع سماع مناسب است زیرا که اہل شرع را کار تحقیق اوضاع و حالات مردم نیست تا بدانم که زید صاحب باطن است ـ و مدح و ذم و قبول و رد [ص : ۲۰۰] نزد او یکسان است و بشرائط سماع متصف است و عمر و بخلاف این است ـ و ہرگاه که صاحب شریعت حکم به منع او می کرد بی تقید شرطی اجتناب ازان امر لازم است ـ چنانچه شارب (شرب ؟) خمر را مطلقاً حرام ساخته بعلت این که اکثر اوقات باعث شر و فساد است ـ اگرچه می تواند بود که از بعضی مردم در حالت شرب فتنه و نزاعی و ترک صلواتی واقع نه شود و بر حد آشکار نه کنند برین تقدیر کسی را نه می رسد تا بگوید که من بشرب خمر مست نه می شوم پس خمر بر من حرام نه باشد و امثال این ہذیانات نه گوید مصرع :

بر ہم زه حرام گردد بر ما که کرد

چه اقتضای حکمت بالغه الٰہی که شامل افراد انسانی است مخصوص ببعضی دون بعضی نیست که تحقیق این معنی محیزبه تمیز حرج (؟) نه می شود ـ و ضابطه این است که عبرت عموم الفاظ را است نه خصوص سلب را ـ و ہمچنین است مسئله خواب تکیه کردن که آن را مطلقاً ناقض وضو داشته اند که در اغلب حالات سبب فرض وضو است ـ اگرچه ممکن است که کسی ہمان زمان وضوی ساخته در خواب رود و حدثی از و ظاہر نه شود و این را نظایر بسیار است ـ از برای استشہاد ہمین قدر کافی است ـ

و اگر بطریق قدرت شخصی از اہل سماع باشد که بر خود اعتماد نه دارد و حرکات و سکنات از روی تکلف و تصلف شود و معامله او با حق سبحانه و تعالیٰ بصدق و صفا باشد ـ این حالت ازو باختیار سر بر نه می زند برو اظہار ہم نه باید کرد ـ و اصل درین باب نیت است ـ ما فی الضمیر او چیست ـ و فارق درمیان عادت و عبادت ہمین نیت است و بس ـ

نوز دہم : ترک امر معروف و نہی منکر[1] - قوله تعالیٰ :

"کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنهون عن المنکر -"[2]

شما بہترین است اید کہ برون آوردہ شدہ و بر سر آمدہ اید از دیگر امم بآن سبب کہ امر معروف و نہی منکر می کنید - قال علیہ السلام :

"من رأی منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ و ان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان -"

ہر کہ از شما امر نا خوش را ببیند باید کہ بدست خود آن را تغیر دہند - اگر نہ تواند بزبان - و اگر نہ تواند بدل و این ضعیف ترین ایمان است - زیرا کہ ایمان بالجوارح یا بزبان [ص : ۱۴۳] تعلق دارد - کہ الایمان اقرار باللسان و تصدیق بالجنان و عمل با لارکان - پس اگر تغیر بجوارح کند مرتبہ اعلیٰ است و اگر بدین قدرت نہ دارد بزبان نصیحت فرماید و این درجہ اوسط است و اکر نہ تواند بدل نا خوش دارد و این پایہ ادنیٰ است - و اگر ہیچ کدام ازینہا قدرت نہ دارد بموجب این حدیث در اصل ایمان او خلل است - و گفتہ اند کہ اول در عہدہ قاضی و محتسب و حکام است و ثانی لازم علما و ثالث شیوۂ فقرا - و اگر معاذ اللہ راضی بمعصیت باشد آن خود شریک معصیت است - چنانچہ رضا بکفر کفر است -

حکایت : روزی عکرمہ مفسر نزد ابن عباس[3] رضی اللہ عنہما آمد و

---

۱ - امر و معروف کے درمیان اور نہی و منکر کے درمیان مخطوطہ میں 'واو' کا اضافہ غلط ہے -

۲ - سورۂ آل عمران ۳ ، آیت ۱۱۰

۳ - عبداللہ ابن عباس : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے - آنحضرت ص کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ یا پندرہ سال تھی - تبحر علمی کی وجہ سے آپ کو حبر امت کہا جاتا تھا - قرآن شریف کی اولین تفسیر آپ ہی کی ہے وفات ۶۹ھ میں ہوئی - عکرمہ حضرت ابن عباس کے مولا اور شاگرد تھے - وہ بربری النسل غلام تھے جن کو ان کے مالک نے بطور تحفہ کے حضرت ابن عباس کو نذر کیا -

اورا دید که می گرید ـ سبب گریه ازو پرسید ـ گفت درین آیت تامل می کردم که حق سبحانه جل شانه در شان اصحاب سبت فرماید ـ قوله تعالی :

''و اذ قالت أمة منهم تا آخره ـ[1]''

و مضمون بلا مشحون آن این است که یاد کن ای محمد! یا هر مخاطب که باشد! آن وقت را گروهی از اصحاب سبت که روز شنبه شکار ماهی می کردند ـ گفتند برادران خودرا چرا پند نه می دهید که حق جل و علا هلاک کننده و عذاب دهنده ایشان است عذابی سخت ـ پس طائفه ناصحان جواب دادند که آن همه نصیحت برای آن است تا نزد پروردگار شما مارا جای عذر نه ماند و این عاصیان نیز شاید پرهیز از معصیت نمایند ـ و درین اختلاف است که مانعان از وعظ و امر معروف آیا مومنان بودند یا کافران و هر دو وجه جائز است ـ اگر مومنان اند مقصود ایشان از منع تضییع اوقات بود ـ چون بیقین می دانستند که مخالفان هر گز پند نه خواهند شنید ـ شعر :

اعاذل العشاق دع فیه

اضله الله کیف ترشد[2]

و اگر کافران باشند غرض ایشان استهزا و تمسخر بود یعنی چون می دانید که ما بزعم شما دوزخی ایم و سخن شما را اصلا قبول نه خواهیم کرد ـ در پند گفتن ما بشما چه سود ـ بیت :

محل قابل و انگه نصیحت قابل

چو گوش هوش نه باشد چه سود از گفتار

و حضرت ذوالجلال و الافضال از مآل ناصحان و مانعان چنین می فرماید ـ قوله تعالی :

---

۱ ـ سورة الاعراف ۷ ، آیت ۱۶۴ ـ

۲ ـ اے عاشقوں کو ملامت کرنے والے ان کو اسی حالت میں چھوڑ دے ـ اللہ نے ان کو گمراہ کیا ہے تو کیونکر ہدایت کرے گا ـ

"فلما نسوا ما ذکروا به الی آخره ۔[1]"

چون فراموش کردند اصحاب سبت پندی را که بایشان داده شده بود و احتراز بر گرفتن ماہی در روز شنبه که ممنوع بود نمودند نجات دادیم آنها را که نہی منکر می کردند و بعذاب سخت گرفتار ساختیم عاصیان و ظالمان را [ص : ۱۴۴] و ایشان را بوز نه و گی مسخ کردیم که تا سه روز زنده می بودند بعد ازان می مردند ۔ درین آیت چون ذکر جماعت که ساکت از حق بودند منطوی است ۔ ابن عباس رضی الله عنه با عکرمه فرمود که مطیعان بامر معروف ناجیان اند و عاصیان معذب اند و من متحیرم تا حال ساکتان چه بوده باشد که نه آن خود مرتکب عصیان شدند و نه دیگران را نہی کردند ۔ عکرمه گفت خاطر جمع دار که این طائفه از جمله نجات یافتگان اند بدلیل آنکه امر معروف و نہی منکر فرض کفایت است و جماعت از عہده آن بر آمده بودند ۔ و نیز بترک امر معروف و نہی منکر کسی مستحق مسخ نه می شود ۔ ابن عباس رضی الله عنہما شاد شد و اورا خلعت و صله داد ۔ و در بعضی تفاسیر این نقل را از عمر ابن عبدالعزیز[2] رضی الله عنه ایراد نموده اند والله اعلم ۔

بستم : دعا ترک دادن ۔ قوله تعالی :

"ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین[3] ۔"

آنان که ننگ می دارند از عبادت من سرانجام است که در دوزخ خواهند در آمد در حالتی که خوار باشند ۔ و مراد ازین عبادت بقول اکثر مفسرین دعا است بقرینه سیاق و سباق کلام ۔ و جای دیگر می فرماید قوله تعالی :

"فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان تا آخر آیة[4] ۔"

من اجابت می فرمایم دعای دعا کننده را غرض که مرا بصدق خواند

---

۱ - سورة الأعراف ۷ ، آیت ۱۶۵ ۔
۲- خاندان بنوامیه کے خلیفه ہیں جو اپنے تقوی و طہارت اور دین داری کے لیے مشہور ہیں ۔ ۷۲۰ء میں وفات ہوئی ۔
۳ - سوره المومن ۴۰ ، آیت ۶۰ ۔
۴ - سورة البقره ۲ ، آیت ۱۸۶ ۔

پس باید که از من طلب حاجات نمایند و بمن بگروند که مجیب الدعوات و قاضی الحاجات منم ـ رباعی :

رو گرد جهان بگرد پا آبله کن
گر هم چومنی یا بے ما رایله کن

یک صبح باخلاص بیا بر در من
گر کار تو بر نیاید انگه گله کن

فصل : این جا سوالی است مشهور و آن این است که ما بسیار دعا می کنم و هیچ بدرجه قبول نه می رسد ـ و حق تعالیٰ می فرماید که ادعونی استجب لکم[1] مرا بخوانید تا اجابت کنم شما را ـ و رسول علیه السلام بشارت می دهد که لا یرد القضاء الا الدعاء و لا یزید فی العمر الا البر تیر قضا را رد نه می کند مگر سپر دعا و خزانهٔ عمر را نه می افزاید مگر سرمایه نیکوئی که عبارت است از صلهٔ رحم ـ و نیز می فرماید و من لم یدع الله غضب علیه هر که از خدای چیزی نه خواهد برو غضب می کند ـ و شیوهٔ اکرم الاکرمین همین است ـ و امثال این ترتیبات [ص : ۱۴۵] در احادیث صحیح بیرون از حد حصر و احصاء است ـ و این سوال را بچند وجه جواب داده اند ـ بتوفیق الله تعالیٰ ـ

اول این که حکم کلی نیست بلکه جزیٔ است و لهذا در آیت کریمه لفظ الداع بی ادات سور مثل کل واقع شده پس عام نه باشد ـ یا علاوه آنکه نظر بقاعده اصول هیچ عامی نیست که مخصوص البعض[2] نه باشد ـ و بر تقدیر تسلیم استجابت دعا مشروط است بشروط ـ و بفوت شرط مشروط فوت می شود ـ بیت :

حسن دعایٔ تو گر مستجاب نیست مرنج
ترا زبان دگر و دل دگر دعا چه کند

---

۱ ـ سورة المومن ۴۰ ، آیت ۶۰ ـ
۲ ـ مخطوطہ میں 'بعض' ہے جو غلط ہے ـ

دویم : آنکه از جانب مبدای فیاض ہیچ بخلی نیست و ہر کس بزبان حال و استعداد ہر چہ از حضرت او می طلبد می یابد :

ارباب حاجتیم زبان سوال نیست
در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

غایتش بعضی دعا ازین قبیل است کہ بندہ بصلاح و فساد آن نہ می رسد و حکمت و مصلحت در عدم استجابت آن یا در تاخیر آن است ۔ چنانچہ شیخ سعدی می فرماید :

آن کس کہ توانگرت نہ می گرداند
او مصلحت تو از تو بہتر داند

و در حدیث آمدہ کہ ہیچ مومنی در دنیا رنج نہ می کشد مگر آن کہ خدای تعالی آرزوی اورا یا در دنیا بر آرد یا در آخرت برای او ذخیرہ می سازد ۔

سیوم : آنکہ دعا را بدو معنی اطلاق می کنند ۔ خواندن کسی را بنام و این راندا نیز می گویند ۔ و خواستن چیزی را از کسی و آن عبارت از رسول (سوال ؟) است ۔ و شک نیست اگر کسی خدای تعالی را بنام می خواند مثل یاالله ۔ یا رحمٰن ۔ یا رحیم حق سبحانہ از روی لطف و کرم بی شبہ اجابت می کند بموجب آن حدیث قدسی کہ من تقرب الی شبراً فقربت الیہ ذراعاً ۔ ہر کہ یک وجب بجانب من بہ توجہ بیاید من یک گز بجانب او استقبال فرمایم ۔ تخلف ازان جایز نیست ہر چند داعی و منادی کافر ہم باشد ۔ و این جا است استجابت دعای ابلیس کہ التجائے بقای خود برای اغوای بنی آدم نمود ۔ اما استجابت دعا بمعنی دوم لازم نیست ۔ چہ بعضی دعاہا باشد کہ در اجابت آن ضرر داعی است ۔ یا آنکہ فی حد ذاتہ خیال محال است ۔ و بخاطر این دعا گوئی چنان می رسد کہ اگر اغراض دینی است مثل طلب بہشت و دیدار و استقامت بر دین اسلام و حسن عاقبت بر ذمہ کرم خداوندی اجابت آن واجب است ۔ و اگر دنیوی است گاہی باجابت می

رسد گا ہے نہ

[ص : ۱۰۶] حکایت آورده اند که شبی سلطان العارفین شیخ ابا یزید بسطامی[1] قدس الله سره در خلوت خانهٔ :

"لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل۔"

بدرجه شهود اختصاص یافته بود و ہر لحظه بسمع او ازان حضرت خطاب لبیک عبدی می رسید ۔ شیخ را مگر بخاطر رسیده باشد یا رب کدام بندهٔ خاص خواہد بود که باین دولت مشرف شده است مرا آرزویٔ دیدار اوست ۔ فرمان رسید ۔ برو گرد جہان سیر کن و اورا دریاب ۔ شیخ می گوید که اول در مساجد و معابد گذشتم ہیچ جا این چنین کس را نشان نه یافتم ۔ باز در بتکدہا رفتم دیدم که زنار داری ہفتاد ساله نی در پیش دارد و باصنم یا صنم می خواند وگاه گاہی بغلط بر زبان بجایٔ یا صنم یا صمد می رود آن گاه معلوم شد که این خواب ندایٔ او بود ۔ باز گفتم یا رب این گبر باطل را می پرستد و نام ترا بغلط می خواند و تو جواب او باین لطف می دہی ۔ فرمان آمد که یا بایزید! ترا باینہا چه کار ۔ اگرچه او نه دانسته می خواند من دانا ام دیدهٔ و دانسته چرا جواب او نه دہم ۔ مصرع :

ہر کسی آن کند که در خور اوست

شیخ این ماجرا بآن گبر گفت ۔ او فی الحال زنار برید و بشرف اسلام مشرف شد و یکی از واصلان گشت ۔

ازین جا خیال باید کرد که سر رشته کجا است و کار چند در چند است ۔ خداوندا حیرتی دارم حال ما گرفتاران بی دولت چه باشد ۔ از بست کرسی خود را مسلمان و مسلمان زاده می گیریم و دعویٔ توحید و ایمان بر می کنیم و عمرہاست که ترا باسمہایٔ حسنیٰ می خوانیم و بگرد آن نه می رسیم ۔ آه ازین مسلمانی و دریغ ازین پریشانی ۔ بیت :

ز جیب خرقهٔ حافظ چه طرف بتوان بست
که ما صمد طلبیدیم او صنم دارد

---

۱ ۔ متن میں اس کا املا ابا زید بسلطامی ہے جو صحیح نہیں ہے ہم نے صحیح نام لکھ دیا ہے ۔ مشہور صوفی بزرگ ہیں ان کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی ۔

فصل : جو فی مطلق ترک دعا را ترجیح می دہد و بعضی دیگر می گویند که دعا فائده نه دارد - برین دعوی دلیل نقلی و عقلی دارند - نقلی این که حق تعالیٰ در حدیث قدسی می فرماید باین مضمون که من نزد و گمان بندهٔ خودم و موافق اعتقاد او معامله می کنم اگر مرا در ذات خود یاد آورد من نیز او را ذات خود به یاد آورم و اگر مرا در مجلسی می خواند اورا در ملاء اعلیٰ می خوانم - و کسی را که یاد ما از خواہش باز دارد و خوشتر ازان چه می خواہد [ص : ۱۰۲] اورا عطا می فرمایم - و نیز در ظاہر می بینم که اگر کسی پادشاہی را بی غرض بستاند و گاه بگاه در خدمت او حاضر باشد و ازو ہیچ نه خواہد - نسبت او بپادشاہی قوی تر است و نسبت بآن که ہر زمان ازو چیزی خواسته باشد و الحاح می کند - و ظاہر عنوان باطن است و دنیا نمونهٔ آخرت است - و نیز چون نفس عادت بخواہش ہا گرفت سنت الله جاری است - ہر آن که آرزوہا در کنار او نہند و این معنی شاید رفته رفته به نومیدی کشد و موجب بدگمانی بر حق سبحانه عز شانه - چنانچه یہود تنگ دست می گفتند که یدالله مغلولة[1] دست خدا غل کرده شده است - مصرع :

خاک اندر دہان ایشان باد

پس علوہمت مقتضی این است باشق آرزو بگذرد - و بی غرضانه با معشوق حقیقی بازد و خود را با تسلیم و رضا قرار داده ازو ہیچ نه خواہد مگر آن که چیزی بی خواہش و کوشش باو بدہند - بیت :

دولت است که بی خون دل آید بکنار
ورنه با سعی و عمل باغ جنان این ہمه نیست

الحق کسی که غوطه در بحر فنا خورد و از خود در گذرد دیگر آرزوی نفس بخاطرش کجا می رسد - و اورا کجا سر و برگ طلب چیزی می ماند ہر چند ذات خدای تعالیٰ ہم باشد - بیت :

چو رسی بطور ہمت ارنی بگوی و بگذر
که نیرزد این تمنا بجواب لن ترانی

---

۱ - سورة المائده ۵ ، آیت ۶۴ -

و ازین جا گفته اند که الفقیر من لا یحتاج الی الخلق و لا الی الله ۔ اگرچه حالتی دیگر هم است در فقر که همه چیز محتاج و همه کس نیاز مند باشد که الفقر احتیاج ذاتی ۔ و نظر باین معنی گفته شد ۔ لمولفه :

زهی محبت ذاتی که با خیال تو ام
چنان سری است که مستغنی از وصال تو ام

اما دلیل عقلی این که هر چند بنده می خواهد خالی نیست ازین که علم ازلی و ارادت قدیم بوجود آن متعلق شده است ۔ یا نه اگر آن امر در علم الهی مقرر و مقدر شده است بی دعا هم بوجود می آید که تخلف معلول از علت جایز نیست و گرنه دعا هیچ فائده نه دارد ۔ قوله تعالیٰ :

"ما یبدل القول لدی ۔"[1]

هر حکمی که در مشیت من رفته است تغیر و تبدل نه می یابد ۔ پس ترک وسائل دعا از همه خوشتر ۔ بیت :

دست و دل پیش حکم مبدع (کل ؟)
پنجه سرو و ساز و غنچهٔ گل

و این که می گویند که قضا از دعا باز می گردد و عمر از صلهٔ رحم می افزاید ۔ ظاهرا از برای دفع اعتراض [ص : ۱۰۸] ظاهری است تا بعد از وقوع حادثه و عذری و بهانهٔ اسباب نه باشد ۔ نه آنکه قضا تغیر می یابد یا آنکه قضا در حقیقت دو می باشند تا یکی را مبرم و دیگری را معلق گوئیم و این بدان ماند که بیماری هلاک شود و گویند که اگر بفلان معالجه مشغول می شد چند روزی دیگر هم زیست ۔ چون تداوی نه کرد زود اجلش رسید ۔ و مثال این چنین است مثلاً که می گویند که اگر این چراغ از باد محفوظ بودی زود تر فرو نه نشستی ۔ و ازین سخن بجهت ظاهر راست است و عقل آن را قبول می کند زیرا که چون از باد محفوظ ماند و

۱- سوره ق ۵۰ ، آیت ۲۹ ۔

روغن او بیشتر بود نسبت بچراغ های دیگر دیر تر ایستد و مارا سبب بقای آن ظاهر شود - بخلاف عکس آن - وگرنه قضا در حقیقت یکی است - و سخن از افلاطون است که عالم کره و زمین مرکز و آدمی هدف حوادث تیر و افلاک کمان و تیرانداز خداوند جل و علا پس گریز گاه کجا است - می گویند که چون امیر المومنین علی رضی الله عنه این شنید - فرمود - ففروا الی الله :

خسرو از تو پناه می جوید
این پناه من و پناه همه

و از حدیث لا یزید فی العمر الا البر می توان جواب داد باین که صدقه و صله رحم در تن درستی می افزاید که افزونی صحت باعث افزونی عمر است - والله اعلم -

و دیگر طائفه محاکمه کرده اند و می گویند که از برای غرض خود دعاکردن بهتر و از جهت فائدهٔ عامه مثل استسقا و غیر آن دعاکردن اولی است - چنانچه روش اولیا و اصفیا است که از برای خود هیچ نه خواستند مگر از جهت تعلیم عباد باصلاح امت و ادعیه قرآنی و حدیث ماثور همه ازین قبیل است - و در غیر این حال رضا و تسلیم خوشتر که در آن ترقیات است - نظم :

تو بحکم خدای راضی شو
ورنه بخروش پیش قاضی شو

تا ترا از قصاص برهاند
ابله آن کس که این چنین داند

بیست و یکم : دعای بد کردن قوله تعالیٰ :

"لا تدعوا علیٰ انفسکم و علیٰ اولادکم و علیٰ اموالکم -"[1]

---

۱ - یہ قرآن شریف کی آیت نہیں ہے -

بر خود و اولاد و اموال خود دعای بد نه کنید - چه دعا تفاؤل است و تفاؤل نیک باید نه بد - آورده اند که جمعی از فرشتگان در دنیا سیر می کنند و بر تفاؤل که از کس می شنوند آمین می گویند - و این بسیار بتجربه معلوم شده [ص : ۱۳۹] که بر چه بر زبان آن کس رفته بهان وقوع شده :

درین پر صدا گنبد معنوی
سخن بر چه گوئی بهمه بشنوی

پس دعای بد بر ہیچ کس نه باید کرد خصوصاً بر فرزندان و کسانی که مرحوم و مغفور باشند -

و گفته اند که یکی از علامات ولایت آن است که بر ہیچ فردی دعای بد نه کند بلکه خیریت ہمه کس بخواہد و اگر ظامی از کسی می بیند اورا در قبضه تقدیر مغلوب داند :

چه جای شکر و شکایت ز نفس نیک و بد است
چو بر جریدهٔ ہستی رقم نه خواہد ماند

نقل است که یکی عزیزی را گفت که از فلان دشمن می ترسم دعای ہلاک او بکن - گفت مترس - زیرا که دل او بدست کسی است که تو ازو امید می داری - و چه نیکو می گوید - قطعه :

اگر دشمن نه سازد با تو ای دوست
ترا باید که با دشمن بسازی
وگرنه یک دو روزی صبر فرمانی
نه او ماند نه تو نی فخر رازی

بیست و دویم : افسانه و افسون خواند (ن ؟) - قال علیه السلام لا یقص الا آمر او مامور او مختال - قصه نه می خواند مگر کسی که حاکم باشد تا ساعتی از مشغله دنیاوی اورا رفع ملالی و دفع کلالی حاصل شود یا

ماموری که حاکم اورا امر فرماید یا شخصی قوت متخیله او پریشان باشد ۔

فصل : افسانه خوانی علی العموم نا خوش و مذموم نیست ۔ چه علم تاریخ علمی است مفید و سبب عبرت است جهانیان را ۔ و قرآن که سبع مثانی[1] است مشتمل است بر ہفت قسم ۔ یکی ازان قصه پیشینیان است و باعث ہدایت جهانیان ۔ و محدثان و ارباب سیر را از علم باحوال رجال و انساب ایشان چاره نیست و از ضروریات دینی است ۔ و مشائخ عظام و علمای کرام قصص انبیا و تذکره اولیا نوشته اند ۔

حکایت : از شیخ جنید قدس الله سره پرسیدند که مارا از خواندن احوال گذشته ہیچ فائده ہست ۔ گفت بلی ۔ اینها جنود پروردگار عز شانه اند که دل را تقویت می بخشد و کاہلان را در شوق و رغبت می آرد ۔ و در مطلب می افزاید ۔ گفتند دلیلی برین دارید ۔ گفت بلی ۔ قوله تعالیٰ :

"و کلا نقص علیک من انبآء الرسل ما نثبت به فوادک ۔[2]"

و ہمه گاه قصه می خوانیم بر تو ای محمد از اخبار پیغمبران گذشته تا دل ترا بآن سبب بر شداید دنیا و محن کفار بر قرار داریم و بدانی که بر ایشان چه بلاہا و فتنہا رسیده و چه گونه صبر و ثبات ورزیده و عاقبت ظفر یافته اند ۔

و امام بخاری[3] و [ص : ۱۵۰] قاضی بیضاوی[4] که از علامه ہای

---

۱ ۔ سبع مثانی سوره فاتحہ کو کہتے ہیں جس میں سات آیتیں ہیں اور بار بار پڑھی جاتی ہے ۔

۲ ۔ سورۂ ہود ۱۱ ، آیت ۱۲۰ ۔

۳ ۔ امام بخاری کا نام محمد الجعفی ہے ۸۷۰ء میں وفات پائی ان کی کتاب ''جامع صحیح بخاری'' بہت مشہور ہے اور احادیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ مستند سمجھی جاتی ہے ۔

۴ ۔ قاضی بیضاوی کا نام عبداللہ ابن عمر ہے ۔ مشہور مفسر قرآن ہیں ان کی تفسیر کا نام انوار التنزیل و اسرار التاویل ہے ۔ ان کی وفات تبریز میں ۱۲۸۲ء کے قریب ہوئی ۔

اعیان و در تفسیر و حدیث صاحب ملت اند ـ تاریخهای مشهور دارند ـ

اما آنچه مذموم است صرف عمر در رسمهای نفسانی از ریحان و مثل آن است ـ و غلو در آن که اکثری دروغ است و ساختگی و بافتگی و مدار عقیدهٔ خود بر آن نهادن است ـ چنانچه بعضی (اهل ؟) بدعت احوال محاربات صحابه و تابعین رضی الله عنهم اجمعین بتفصیل شنیده از تامل و تاویلات بتغافل ماندند و قیاس بر حال خود نموده ایشان را مایل و طالب دنیا دانسته اند تا خللها در عقاید پیدا شد و رفته رفته اصل اصول کشید ـ نعوذ بالله من شرور انفسنا ـ شعر :

و لحارب من بدننا
و قنا من شرور انفسنا

و در زمان رسول علیه السلام در اوراق افسانهائے عجم را بقیمت تمام می خریدند و مشرکان در هنگامها می شنیدند و این آیت فرود آمد :

''و من الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله ـ[۱]''

بعضی از مردم کسی است که سخن لهو و لغو را می خرد تا مردم را بآن سبب در گمراهی اندازد ـ و بیک قول مراد از لهو الحدیث سرود و فحش است چنانچه گذشت ـ پس معلوم شدکه علم تاریخ از جمله فضایل انسانی است و عنایات ربانی است ـ لمولفه :

ز احوال شهان گیتی بود شهنامهٔ کهنه
شب و روز از سر عبرت درو می بین و می خوانش
ولی بیدار هم می سازد آن کس را که از هستی
بخواب غفلت افتاده و بازی داده شیطانش
فسون این فسانه خواب خود می آورد آن را
که سرسای است و از سودا دماغ آمد پریشانش

۱ـ سورة لقمٰن ۳۱ ، آیت ۵ ـ

بیست و سیم : چاپلوسی در غیر طلب علم - قوله تعالیٰ :

''من کان یرید العزة فلله العزة جمیعاً -''[1]

ہر کہ عزت می خواہد پس عزت مر خدایٔ راست - ہر کس را کہ ازان درگاہ عزت دہند او عزیز دو جہانی است - بیت :

عزیزی و خواری تو بخشی و بس
عزیز تو خواری نہ بیند ز کس

قال علیہ السلام ''لیس للمومن ان یذل نفسہ'' مومن را نہ باید کہ بخوشامد آبرویٔ خود را بریزد و خود را خوار دارد -

بدان کہ چاپلوسی دو نوع است یکی در طلب علم مثل تواضع و تذلل مریدان پیش پیران و طالب علمان پیش استادان و این محمود است - دویم در طلب دنیا و جاہ [ص: ۱۵۱] و این ذمیم است - و عاقبت آن دخیم - و سخن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ است کہ ''کثرة التواضع من النفاق'' بسیاری تواضع از نفاق است - و اہل علم در نگاہ داشت عزت خود سہ طبقہ اند - اول شریف و غرض ایشان ہمہ حفظ عرض است نہ اسباب دنیوی و ایشان اند کہ قوت از گیاہ و بیخ و میوہہا ساختہ اند و دل از ہوا و ہوس پرداختہ - لا جرم عزیز الکونین و شریف الدارین اند و این طائفہ در غایت عزت و قدرت اند - دویم خسیس - و مقصود کلی و مطلوب ذاتی ایشان ہمہ جمع مال و اسباب تجمل است و از خواری و رسوایٔ و شدت و عقوبت روزگار ایشان را ہیچ باکی نیست - و اینہا بدترین طوایف و در استیفایٔ لذات و شہوات بابہایم ملایم اند و باین خطاب لایق اُولئک کالانعام بل ہم اضل[2] شعر :

شتر مرغ آمد آزت آشکار کاخر آہن
بہ معدہ خاید و باکی نہ از خاسک و سندانش

---

۱ - سورۂ فاطر ۳۵ ، آیت ۱۰ -
۲ - سورۂ اعراف ۷ ، آیت ۱۷۹ -

سیوم : متوسطه و این طبقه ہم عزت و حرمت می خواہند و ہم فراغت ووسعت ـ حالا تو خود منصف باش :

"فمنهم ظالم لنفسه ـ و منهم مقتصد ـ و منهم سابق بالخیرات باذن الله ـ"

و امیر المومنین علی رضی الله عنه می فرماید که قیمة المرء ہمته ـ مصرع :

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

بست و چہارم : غیبت مسلمانی کردن قوله تعالیٰ :

"و لا یغتب بعضکم بعضاً ـ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتاً فکرهتموه ـ"

باید که غیبت نه کند بعضی از شما بعضی را آیا دوست می دارد یکی از شما که گوشت برادر مردهٔ خود را می خورده باشد و این معنی را مکروه می دارید ـ بدان که حق تعالیٰ غیبت را با خوردن گوشت مردار تشبیه داد از جهت کمال نا خوشی ہر دو صفت ـ و نزول این آیت در شان دو اصحاب رضی الله عنهما است که سلمان فارسی رضی الله عنه را در ظهر الغیب گفتند که او شوم قدم است ـ مخفی نه ماند که غیبت یاد کردن مسلمانی است بخصوص گرفتن نام وی پس پشت بعیبی که درو باشد نه بر وجه دل سوزی و اہتمام در دین ـ و اگر به خصوص نام بر وجه اہتمام نه باشد غیبت نیست ـ و بعضی می گویند که غیبت ذکر عیبی است که در دیگری نه بود چه اگر بعیبی که درو ہست، ذکر کنند بیان واقع است نه غیبت [ص : ۱۵۲] و این سخن پسندیده است زیرا که این صورت که اسناد عیب نا بوده کنند بهتان و تهمت است ـ و فرق است از بهتان تا غیبت ـ و در حدیث علیه السلام آمده که غیبت سخت تر از زنا است زیرا که توبه از زنا ہر وقت که کند مقبول است بخلاف غیبت که تا آنکه مغتاب عفو نه کند توبه و استغفار ہیچ فائده نه کند ـ و این دلیل

---

۱ ـ سورهٔ فاطر ۳۵ ، آیت ۳۲ ـ

۲ ـ سورهٔ الحجرات ۴۹ ، آیت ۱۳ ـ

را حضرت ختمیت پناه علیه الف صلوٰة الله خود فرموده۔ دیگر آنکه از زنان پرهیز ممکن است که گاه گاهی میسر شود و بعد از وقوع پشیمانی از وی می دهد بخلاف غیبت که دواعی و بواعث این بسیار است که کار مردم مجلس همین است ۔ و حرمت این فعل چندان در خاطر گران نه می نماید ۔ و کم است که ازان پشیمان شوند ۔ و در خبر آمده است که چون کسی غیبت می کند نیکی های غیبت گو را بآن شخص که غیبت اورا کرده است می دهند و بدی های این را در نامهٔ اعمال او می نویسند ۔ و واعظی در سمرقند که درویش محمد نام داشت و معاصر زبدهٔ احرار[1] و قدوهٔ اخیار :

خواجه بندگان کار آگاه
قبلهٔ مقبلان عبدالله

قدس الله روحه بود ۔ چون می خواست که مردم را از غیبت منع کند ۔ فرمود که ای مردمان چون ذکر شی مستلزم تصور آن شی است چرا غیبت می کنند ۔ مردکی ریش داری برزه کاری بدهیأتی را که هم از تصور صورت زشت او عیش بر شما منغص شود ۔ با این همه حسنات شما را رائگان برد ۔ باری اگر غیبت می کنید جوانی صاحب حسنی را غیبت کنید که بالفعل از یاد جمالش محظوظ شوید ۔ و اگر نیکی های شما را ببرد هم گرای آن بکند ۔ نه تیره بی شره است ۔ مصرع :

دل اگر باز کشد باز بکاری باری

و هر گاه غیبت سائر الناس چندین نا خوش دارد ۔ خیال بکن که غیبت مشائخ و علما و انکار کرامات و کمالات ایشان که در حقیقت بمنزله انکار از نبی و از اصول دین و قواعد عقائد است چه حال داشته باشد ۔ خصوصاً وقتی که ایشان بعالم باقی رفته باشند ۔ چه بموجب حدیث پیغمبر علیه السلام گوشت و خون علما زهر آلوده است ۔ هر که آن را بوئید بیمار شد ۔ و هر که خورد مرد ۔ و فقیر نوشته دید که عالمی در صحت این حدیث متردد بود ۔

---

۱ ۔ خواجه عبیدالله احرار ۔

روزی ماری اورا گزید و باو هیچ تاثیر زهر مار نه کرد و مار در حال بیار شد و افتاد - و صدق [ص : ۱۵۳] حدیث اورا روی[1] نمود - بزرگی می فرماید - بیت :

من اگر نیکم وربد توبه رو خود را باش
هر کسی آن درود عاقبت کار که کشت

فصل : مومنی را چهار جوہر است - جوہر اول ایمان است - دویم عقل - سویم حیا - چهارم عمل صالح - و ہر یکی را ازین چهار دزدی است - دزد ایمان حسد است - دزد عقل غضب - و دزد حیا طمع - دزد عمل صالح غیبت است - و این چهار چیز از چهار چیز خیزد - حسد از حرص - و غضب از پر خوردن - و طمع از دوستی دنیا - و غیبت از ہم نشستن بد - و استاد ہمه پر خوردن است -

بست و پنجم : تقلید مسلمانی و تمسخر باوکردن و استهزای[2] مسلمانان - اگر جهت مسلمانی است و بآن نا خوش است علامت کفر است - قوله تعالیٰ :

"یآیها الذین امنو لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منهم و لا نسآء من نسآء عسیٰ ان یکن خیراً منهن -"[1]

ای مومنان باید که تمسخر نه کند قومی از شما قومی دیگر را چه شاید که نزدیک خدای[2] تعالیٰ ایشان بهتر از آنان باشند که استهزا بنمایند و ہمچنین باید که زنان ہم یک دیگر تقلید[2] بهان سبب که مذکور شد نه نمایند - بیت :

کس نه داند اندرین بحر عمیق
سنگ ریزه قدر دارد یا عقیق

---

۱ - سورة الحجرات ۴۹ ، آیت ۱۱ -
۲ - اس کے بعد کا لفظ نسخہ میں آب زدہ ہے -

(نقل) - آورده اند از مبرد[1] نحوی که گفت روزی در بارستان گذشتیم و دیوانهٔ را دیدم - من در مقابل او زبان ازدہان بر آورده جنبانیدن گرفتم - او گفت - سبحان الله از که گرفته و بر که کشاده اند - من شرمنده شدم -

بیست و ششم : مسلمانان را بلقب بدخواندن و عیب ایشان کردن - قوله تعالیٰ :

''ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب - بئس الاسم الفسوق بعد الایمان - و من لم یتب فاولئک هم الظلمون ۝''[2]

عیب مکنید نفسهایٔ خود را یعنی اہل دین را چه موسنان بمثابه **نفس واحد** اند پس ہر که دیگری را عیب کند خود را کرده باشد و مخوانید یک دیگر را به لقب ہایٔ ناخوش چنانچه یکی را کافر یا جهود یا ترسا لقب نهید یا مومنی را فاسق و منافق خوانید چه بدنامی است کسی را بفسق یاد کردن بعد از در آمدن او در ایمان و ہر که توبه ازین منہیات نه کند پس آن گروه ستمگاران اند بر نفس خود که شایان عتاب و عقاب و عذاب آخرت اند -

و نزول آیت در شان چند کسی است از اصحاب و ازواج رضی الله عنهم و غیر ایشان و اول [ص : ۱۵۴] این آیت درباب جمعی بنی تمیم است که بدرویشان صحابه چون عمار و خباب و بلال و سلمان و صہیب رضی الله عنهم استہزا می کردند و بعضی از حرم محترم آن سرور علیه السلام ام سلمه رضی الله عنها را می گفتند که کوتاه قامت است - و صفیه رضی الله عنها را عیب می کردند که یهودیه است - و پارهٔ دیگر در حق ابو مالک انصاری است که ابی عبدالله ابی حداد را رضی الله عنه گفت ای

---

۱ - ابوالعباس المبرد نحوی (۸۲۶ - ۸۹۸ء) دور عباسیہ میں عربی کا مشہور ادیب تھا - اس کی تصنیف 'الکامل' عربی کی اہم ترین کتابوں میں شمار کی جاتی ہے -

۲ - سورة الحجرات ۴۹ ، آیت ۱۱ -

نصرانی ـ و از یاایها الذین امنوا تا آخر آیت در باب ایشان نهی و تهدید است :

چون ردو قبول همه در پردهٔ غیب است
زنهار کسی را نه کنی عیب که عیب است

بست و هفتم ـ بد گمانی و تجسس عیب مسلمانی قوله تعالیٰ :

"یاایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً "[1]

تا آخر آیت ـ ای مومنان پرهیزید و بگذارید بسیاری را از گمانها زیرا که بعضی گمانها بزه است و تجسس عیبهایٔ مردم نه کنید و عیب یک دیگر را باید که ترک دهید ـ

مخفی نه ماند که بعضی گمانها خوب است و عبادت مثل گمان نیک بر خدایٔ تعالیٰ و رسول او بمومنان ـ و در خبر است که حسن ظن از ایمان است ـ و در حدیث قدسی است که حق سبحانه می فرماید که من نزدیک گمان بنده ام اگر بر من گمان نیک دارد فراخور آن باو معامله میکنم و اگر بد گمان است همان طور نتیجهٔ خود می یابد ـ و از همین جهت گفته اند که بنده را باید که همه وقت جانب رجا غالب دارد بر خوف ـ خصوصاً وقتی که مشرف بر موت شود ـ زیرا که درهم طبیعیت آدمی اقبال بر منعم خود نه می کند بخلاف امید ـ و در عالم مجازی که محسوس است این معنی بقین ما شده است که هر کس در خدمت بادشاه مجازی امیدواری بیشتر دارد و دل او در اطاعت او قوی تراست و در خدمت او مجدتر ـ و هر که ترس کار است از خدمت او دم بدم کاره و گریزان است ـ و مرگ حالتی است که دران خواهی نه خواهی بدرگاه الهی باید رفت ـ و اگر جانب بیم غالب شد جان می خواهد که باز پس بسویٔ دنیا آید و از کرده هایٔ خود می ترسد و اقبال بجانب آخرت نه می کشد ـ و باین شومی در غیر غره می افتد مگر آن که لطف خدا وند تعالیٰ دست گیری کند ـ و در حدیث

---

۱ ـ سوره الحجرات ۴۹ ، آیت ۱۲ ـ

آمده است که هر کس لقای خدای تعالیٰ را یعنی مرگ را دوست دارد خدای تعالیٰ نیز لقای اورا دوست دارد [ص : ۱۵۵] و هر که لقای خدای تعالیٰ را مکروه می دارد خدای تعالیٰ نیز لقای اورا مکروه می دارد - چنانکه گفته - بیت :

تا مرا می خواستی می خواستم از جان ترا
تو نه خواهی من نه خواهم ای پری رو جنگ نیست

و بعضی گمانها بد است و بزه است چون گمان بد بخدا و برسول و بمومنان - و بعضی مستحب است چون تحری درکار قبله و امثال آن - و بعضی مباح است مثل آن که در امور دنیاوی نهایت احتیاج بکار برند و بد گمان بر بعضی مردم باشند تا نظام مهمات خلل نیابد - و در حدیث است که الحزم سوء الظن :

بد نفس مباش بد گمان باش
وزفتنهٔ و مکر در امان باش

و تجسس احوال نیز هم برین قیاس است چه بعضی جاسوسها ضروری است -چنانچه پادشاهان را بایدکه از احوال لشکر رعیت خویش با خبر باشند تا ظالمی بر مظلومی ستم نه کند - و هر کس که اوقات گذارد و تنگ باشد در انعام و اوراد او افزاید - و شر ظالم را از مظلوم کفایت کند - و این بابی است فراخ - و از خلفای راشدین و از پادشاهان سابق جمعی بوده اند که بصورت فقرا و مساکین تنها بر آمده شبها کوچه بکوچه و خانه بخانه می گشتند و از احوال مردم باخبر می شدند و روز از تلافی آن شکستهای خلایق می نمودند - اما اگر تجسس برای اظهار عیب و اعتراض بندگان باشد مذموم است - و داخل افشای راز است - و افشای عیوب منهی است - فی الواقع کسی که خود عیبی داشته باشد دیگران را به آن سرزنش کند بی انصاف است و بی شرم است - و در حدیث آمده که برادر مسلمان خود را بعیبی سرزنش کند نه میرد تا بدان بلا مبتلا نه شود - این مجربه معلوم شده است - بیت :

بی دلان را عیب کردم لا جرم بی دل شدم
آن گنه را این عقوبت آن قدر بسیار نیست

بست و ہشتم : سخن چینی و بہتان بر کسی بستن ۔ بدان کہ بہتان آن است کہ گناہی در کس نہ بود اسناد کنند ۔ و این گناہ است خواہ بروی آن کس بگویند خواہ پس پشت او ۔ و غیبت مخصوص بانچہ در روی یکی نہ توان گفت ۔ و این است فرق میان غیبت و تہمت اما اگر فاسقے و ظالمے و مبتدعے را بہ خصلتے کہ درست یا کنند نہ غیبت باشد نہ تہمت قولہ تعالیٰ :

''لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم ۔''

دوست نہ می دارد خدای تعالیٰ آشکارا ساختن بدی کسی را بقول از ہیچ کسی کہ ظلمی بدو رسیدہ باشد ۔ آن زمان مظلوم را می رسد کہ غیبت ظالم آشکارا سازد [ص : ۱۵٦] و چنانچہ آن سرور علیہ السلام فرمودہ کہ رجل یصلی و یصوم و یضر الناس فغیبتہ واجب ۔ مردی است کہ نماز می گذارد و روزہ می دارد و مردم را زیان می رساند پس غیبت کردن اورا واجب است ۔ قولہ تعالیٰ :

''ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ۔''

وای بر ہر سخن چینی عیب کنندہ را یا ہر کسی طعنہ زنندہ بود و بدست و چشم اشارت کنندہ ۔ چہ ہر کہ سخن چینی را و تہمت را پیشہ خود ساختہ باشد ۔ آشنای را نہ می شاید چہ جای یاری و محرمیت است کہ اعتماد برو نہ ماند ۔ سعدی ۔ شعر :

ہر کہ عیب گران پیش تو آورد و شمرد
بی گمان عیب تو پیش دگران خواہد برد

و ازین جہت است کہ پاکان و پاک نہادان از صحبت منافقان :

پیش من از نور موافق تر اند
در عقب از سایہ منافق تر اند

---

۱ - سورۃ النساء ۴ ، آیت ۱۴۸ -
۲ - سورۃ الھمزہ ۱۰۴ ، آیت ۱

صفت ایشان است دوری جسته در غارهای و کوههای و سوراخهای خانه خزیده و بنان جوین و گیاه درخت و پلاس درشت قانع شده بی نام و نشان می زیند و پشت بلذات داده از دنیا و از اهل دنیا فارغ می باشند ـ قطعه :

آن خور و آن پوش چون شیر و پلنگ
کت بهمه سال در آید بچنگ

نی چو عروسان درخت از لباس
گاه قصب پوشی و گاه پلاس

و در حدیث است که زمانی بر امت من خواهد آمد که مجرد در آن زمان بهتر از متاهل و گوشه نشین بهتر از صحبت گزین خواهد بود ـ و ایمان همه کس سلامت خواهد برد که از کوہے بکوہے و بیابانی ببیابانی و از وادی بوادی بگریزد ـ و از مردمان چنان رمد که رو به از دیدن صیاد بسوراخے می خزد :

خلوت گزین و صحبت دیو اختیار کن
کان بار انس در گهر آدمی نه ماند

قال علیه السلام سیاتی زمان علیٰ امتی لیس له مومن یفر ساهق من ساهق او واد الیٰ واد ـ

بست و نهم : رشوت گرفتن و دادن و مناسب چنین بود که این جریمه بنابر آنکه مناسب امری مرعی است در ذیل حکم قاضی نوشته می شد ـ چون درین جریده ترتیب منظور نیست بر طوری که اتفاق افتاد تسوید نموده آمد ـ قوله تعالیٰ :

"بئسما اشتروا به انفسهم ان یکفروا بمآ انزل الله ـ"[1]

بد چیزی است آن که فروختند این اهل کتاب به آن چیز نفسهای خود را

---

۱ - سورة البقره ۲ ، آیت ۹۰ ـ

بدین سبب کافر شدند بد آنچه خدای تعالیٰ عز و جل فرستاد [ص : ۱۵۷]
از پیغمبر و قرآن و اندک بها گرفتند و خود را بآتش ابدی فروختند ۔ اگر عقلی می داشتند باین سودا راضی نه می شدند و ببانگ بلند می گفتند که بیت :

ما یوسف خود نه می فروشیم

تو سیم سیاه خود نگه دار

و سبب نزول این آیت این است که دانشمندان نصاریٰ پیش از زمان بعث آن حضرت صلی الله علیه وسلم بیان حلیه و شکل و شمائل او را بخلق می کردند ۔ چون آن سرور علیه السلام مبعوث شد و دعوت آشکارا کرد بعضی از کفار مقداری اندک از متاع دنیاوی نزد ایشان می بردند و اہل کتاب بآن سبب اوصاف مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم که صفت او در انجیل است ہنوز آمدنی است و حق جل و علیٰ از نشان خبر می دہد که :

''فویل للذین یکتبون الکتب بایدیهم ثم یقولون هذا من عندالله''[1]

وای بر آن کسانی که کتاب را بدستہای خود نویسند و بگویند که این از نزد خدای تعالیٰ است ۔ و رسول علیه السلام فرمود که لعن الله الراشی و المرتشی[2] لعنت خدای بر رشوت دہنده و گیرنده ۔ چه ظلمی است بر خود کسی که زر مے بہ دہد و لعنت ابدی برای بگیرد ۔ و ازین جا قدر آن جماعت دانسته می شود و با ہیچ کاری و باری نه دارند و دادی وستدی نه می کشند و راه آمدورفت باہل دنیا نه می دانند و از زیاده طلبی آسوده بنان پارۂ خشک ژندۂ کہنه ساخته اند و بفراغت می گذارند :

بنان خشک قناعت کنیم و جامۂ دلق

که بار محنت خود به زبار منت خلق

---

۱ ۔ سورۃ البقره ۲ ، آیت ۷۹ ۔

۲ ۔ مشکٰوۃ جلد دوم صفحه ۲۴۱ به حواله ابو داؤد و ابن ماجه ۔

سی ام : افشایٔ اسرار - قوله تعالیٰ :

''ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا و الاخرة -[1]''

بتحقیق آنان که دوست می دارند آن که فاش گردد زشت نامی بعضی یعنی بسبب فاحش در شان آنان که ایمان آورده اند و خواهند که مردسان را در زبان گیرند ایشان را است عذابی درد ناک در دنیا بحد قذف و بد نامی و در آن سرایٔ بآتش -

بدان که حفظ اسرار چه در حقیقت چه در معاملت ضروری است و در افشایٔ آن خطرهایٔ متصور بلکه متحقق و بزرگان گفته اند که اسرار حقیقت نه می توان گفت - و آن دو احتمالی دارد یکی آنکه بظاهر شریعت راست نه می آید - برین تقدیر کفر درین عبارت مشهور که افشایٔ سر ربوبیت کفر در مقابل اسلام است [ص: ۱۵۸] دوم آنکه عبارتی نه می توان یافت که سرِ حقیقت بآن ظاهر شود بلکه بیانی که برایٔ اظهار آن می آرند سبب خفا می شود و کفر برین تقدیر در مقابل اظهار است - رباعی :

آن قوم که راه بین فتادند شدند
کس را بیقین نشان نه دادند شدند
آن بند که هیچ کس نه دانست کشود
یک بند برو دگر نهادند شدند

و کافران را که کافر می گویند برائے آنکه حق را می پوشند و دہقان را کافر به سبب پوشیدن را نه می گویند -

حکایت : شبلی[2] رحمه الله می گوید که چون منصور حسین حلاج[3] را آن واقعه دست داد - مرا در آن شب خواب نه برد و مناجات کردم که

---

۱ - سورة النور ۲۴ ، آیت ۱۹ -
۲ شبلی متوفی ۹۴۵ء بغداد کے مشہور صوفی تھے -
۳ - ابو المغیث الحسین ابن منصور الحلاج متوفی ۹۲۲ء ان کو انا الحق کہنے کے باعث دار پر کھینچا گیا - اس کی کتاب ''الطواسین'' شائع ہو گئی ہے -

خداوندا منصور دوستی از دوستان تو بود اورا باین خواری چون روا داشتی - آوازی شنیدم که اورا بر سر یکی از اسرار خود مطلع ساختم نه توانست آن را نگاه داشت سزای خود یافت - شعر :

اذا دخلت الملوک فالبس
مستوق اعزطیس
فاذا تدخل ادخل اعمیٰ
و اذا تخرج اخرج اخرس

ما حصل اینکه چون در مجلس ملوک در آی نابینا در آی و چون آیری گنگ برآی - و گفته اند که در مجلس علما نگاه داشت زبان باید کرد ، و در حضور بادشاه ملاحظهٔ چشم، و در صحبت اولیاء الله دل را نگه دار بعد ازان هر چه خواهی بدست آر -

می و یکم : استماع اخبار در کوچه و بازار - قوله تعالیٰ :

''لئن لم ینته المنفقون و الذین فی قلوبهم مرض و المرجفون فی المدینة لنغرینک بهم ثم لا یجاورونک فیها الا قلیلا ملعونین -'[1]

اگر باز نیایند منافقان از نفاق و آنان که در دلهای ایشان بیماری است و قصد فواحش دارند و آنان که چیزهای بد می افگنند در مدینه از لشکرهای اسلام و عیوب مردم هر آئینه ترا می گمارم ای محمد بر ایشان و امر می کنم بقتل ایشان تا همسائگی با تو در مدینه نه کنند مگر اندک زمانی و اینها در آن حال راندگان و در ماندگان باشند - قوله تعالیٰ :

''سمعون للکذب اکلون للسحت -''[2]

صفت منافقان است - اینکه بسیار می شنوند چیزهای دروغ را و بسیار می خورند مال حرام را - ایاکم و الجلوس فی الطوافات - دور باشید از نشستن بر سر راهها چه این شیوه واقعه طلبان است که از هر جای می خواهند

---

۱ - سورة الاحزاب ۳۳ ، آیت ۶۰ -
۲ - سورة المائدة ۵ ، ایت ۴۲ -

[ص:۵۹ ا] که خبر فتنه بگوش ایشان رسد و از آن مجلسها سازند و دل خود را بآن خوش کنند - و می تواند بود که نهی از نشستن برسر راهها برای این بوده باشد که این کار لوندان و سر هنگان است - تا نظر بر نا محرمان اندازند و سخن بازنان بیگانه کنند - و بهر حال اہل عزت و تمکن را ازین فعل قبیح احتراز واجب است - و فقیر در مدت عمر خود خصوصاً در زمان ملازمت خلیفهٔ زمان چه گویم که بر مردم واقعه طلب که روزگار با ایشان مساعدت نه کرد چه بلاہا بر آمد و چه سرہا که بباد نه رفت - و چه عبرتها که دیگران را نه شد - و تاریخ نویسان روایاتی حمول شاہد درین باب مجلدات نوشته باشند - آن را بایشان حواله نمودم :

چند گوئی ز چرخ و مکر و فنش
بخدا کرکری کند سخنش

سی و دوم : بیع احرار - قوله تعالیٰ :

''لترکبن طبقاً عن طبق ○''[1]

بتحقیق شما مرتکب خواہید شد مثل طبقات گناہان را یکی بعد از دیگری - مفسران گفته اند که ہر گناہی که از امت دیگر سر بر می زد ہمه آنها را این امت بکنند با زیادتی سه گناه که خاصه ایشان است - و ازان جمله بیع احرار است دویم قتل اولاد نبی باجود ایمان بآن نبی - سیوم سقری یعنی زن بازن جمع شدن - و در ہندوستان بیشتر بیع احرار شایع بود - چنانچه شاعری درین باب گفته - رباعی :

در کشور ہند شادی و غم معلوم
در عالم غم خاطر خرم معلوم
جایٔ که بیک روبیه آدم بخرند
آدم معلوم قدر آدم معلوم

---

۱ - سورة الانشقاق ۸۴ ، آیت ۱۹ -

اما الحمد لله که درین ایام این فعل اندکی بر طرف شده ـ

فصل : سلطان محمود[1] شرق در باب قتل و نهب و استرقاق بعضی متمردان کفار شرق روبه ہند که ادای خراج کماحقه نه می کنند و در ہنگام فتنه و انقلاب زمان بر بلاد اہل اسلام می تازند و واقعه طلب می باشند و طعن جلی در دین اسلام می کنند ـ از علماء آن دیار استفتا کرده و قریب بصد و بیست کس از اہل اسلام در آن محضر شده اند و بیک جانب سماء الدین الوزیر الملقب بقتلغ خان که شارح کافیه بود منع می نمود و از طرف دیگر قاضی اعظم لکھنوتی که در مکه معظمه امام اعظم ثانی خطاب یافته بود فتوی بجواز می داد ـ و بعد از مرور ایام و مباحثات بسیار قاضی اعظم غالب شد و رساله اعظمیه نوشته و دلائل بتفصیل گذراند ـ و بعد ازان شیخ الله داد[2] شارح ہدایه فقه رحمه الله در کتاب 'جزیه و خراج جرح' آن رساله کرده و جوابها نوشته ـ و نزد فقیر محرر سطور که مطلع بر اوضاع این قریات شده اعظمیه ترجیح دارد ـ والله اعلم بالصواب ـ

سی و سیوم : قطع صله رحم ـ قوله تعالی :

''و یقطعون ما امر الله به ان یوصل و یفسدون فی الارض[3]''

قطع می کنند این منافقان اہل کتاب چیزی را که مامور اند بصله آن و آن صله رحم است و فساد می کنند در روی زمین ـ و رسول علیه السلام فرموده که لا یدخل الجنة قاطع الرحم ہرگز در نه می آید در بہشت قاطع رحم ـ و رحم مشتق است از رحمة و یکی از نامہای خدای تعالی رحمان است و رحیم ـ و نیز فرموده که رحمان خطاب برحم فرمود که ہر که از ترا پیوندد

---

۱ - سلطان محمود شرق (۱۴۴۰ء تا ۱۴۵۷ء) تغلق سلطنت کے زوال کے بعد جو خود مختار ریاستیں وجود میں آئیں ان میں ایک ریاست جونپور تھی جس کو تاریخ میں سلطنت شرق کہا گیا ہے ـ

۲ ـ مولنا اله داد جونپوری بہت بڑے عالم تھے ـ ان کی تصنیفات میں شرح ہدایه بہت مشہور ہے ـ ۹۳۲ھ مطابق ۱۵۲۶ء وفات ہوئی ـ

۳ ـ سورۃ الرعد ۱۳ ، آیت ۲۵ ـ

من باو پیوندم و ہر کہ از تو بہ برد من ازو ببرم - و نیز فرموده کہ قضا را باز نہ می گرداند مگر دعا و عمر را زیاده نہ می کند مگر صلہ' رحم - مخفی نہ ماند کہ دعا و صلہ' رحم وسیلہ' اظہار حکم ازلی است کہ بر ما پنہان مانده - و آن حکم باین سبب ظاہر میشود چنانچہ گویند کہ این مریض فلان دارد میخور دنمی مرد چون بخورد زود مرد درین معنی تعبیر بقضای' مبرم و معلق می کنند و شمہ' ازین مقولہ بالا گذشت - انوری[1] :

اگر محول حال جہانیان قضا است
چرا مجاری احوال بر خلاف رضا است

ہزار نقش بر آرد زمانہ و نہ بود
یکی چنان کہ در آئینہ' تصور ما است

بلی قضا است بہر نیک و بد عنانش خلق
بدان دلیل کہ تدبیر جملہ جملہ خطا است

سی و چہارم : خود را خود کشتن - و این بہر نوعی کہ باشد خواه بزخم بسلاح ، خواه از بلا انداختن ، خواه بزہر خوردن ، خواه خفہ کردن حرام است - و موجب در آتش و خلود دروی قولہ تعالیٰ :

''و لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ[2] -''

میندازید خود را بدستہای' خود در چیزی کہ سبب ہلاک او باشد - فرار مکنید و این کنایت است ازکسب ہلاک - و در حدیث آمده کہ آن سرور صلی اللہ علیہ

---

۱ - انوری فارسی کا مشہور شاعر تھا جو سلطان سنجر متوفی ۱۱۵۷ء کے دربار سے وابستہ تھا اس کا قصیده اشک خراسان بہت درد ناک اور مشہور ہے اس کی شہرت کا اندازه ان اشعار سے لگایا جا سکتا ہے :

در شعر سہ تن پیمبرانند
قولے است کہ جملگی بر آنند
فردوسی و انوری و سعدی
ہر چند کہ لانبی بعدی

۲ - سورة البقره ۲ ، آیت ۱۹۵ -

وسلم فرمود که هر که خود را از کوهی افگند در دوزخ سر نگون می رود و در آتش [ص : ۱۶۰] خالد و مخلد خواهد بود و همچنین هر که زهر خورده بمیرد بهان حالت در آتش دوزخ می در آید و جاودان در آن می ماند و هر که خود را بسلاحی بکشند سلاح در داشته در آتش دوزخ در می در آید و از آن جا یک برنیاید ۔

نقل است که چون در جنگ جمل فتح از جانب حضرت امیرالمومنین حضرت علی رضی الله عنه روی نمود و توابع و لواحق ام المومنین عایشه رضی الله عنها هر طرف متفرق شدند ۔ از آن جمله زبیر ابن العوام[1] رضی الله عنه که از جمله عشره مبشره است در کناره چشمه فرود آمد تیغ خود را بجای گذاشته بنماز مشغول بود ۔ ناگاه ابن جرموز نام یکی از شیعه امیر او را غافل یافت و به همان تیغ سر او را جدا ساخته نزد امیر آورد و گفت ۔ بشارت می دهم ترا بقتل زبیر بن العوام ۔ امیر فرمود که بشارت می دهم ترا باآتش دوزخ ۔ اصحاب آن حضرت بربن معنی سوال کردند که این چون باشد ؟ جواب داد که از زبان مبارک رسول علیه السلام بی واسطه شنیده ام که آن حضرت می فرمود ''بشارت دهید قاتل ابن صفیه را بآتش'' و این صفت کنیت زبیر رضی الله عنه است که مادرش صفیه نام داشت ۔ ابن جرموز گفت ۔ سبحان الله طرفه حالی است که ما اگر بجانب شما جنگ می کنم در دوزخ می باشم و اگر با شما جنگ کنیم هم در دوزخ باشیم ۔ و بهان شمشیر گلوی خود را برید و بمرد ۔ فرمود صدق رسول الله علیه الف صلوت الله که سابقه ازلی ظاهر شد ۔ بیت :

ترسم ز گنه برغبت که او غفار است

از سابقه روز ازل می ترسم

سی و پنجم : دبوسی (دیوثی ؟) و این فعل اقبح قبایح است عقلاً و نقلاً قوله تعالیٰ :

---

۱ ۔ رسول الله صلی الله علیه وسلم کے پھوپھیرے بھائی اجلہ صحابہ میں تھے اور حضرت عائشہ رضی الله عنها کی ہمشیر کلان اسماء بنت ابی بکر کے شوہر تھے ۔

"ولا تکرهوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصناً"[1].

اکراه مکنید داهان جوان خود را بر زنا اگر ایشان پرہیزگاری خواہند۔ و این شرط اتفاقی است [ص : ۱۶۲] چه باز داشتن ایشان از زنا موقوف بر ارادت ایشان۔ و کسی را بخاطر نه رسد که این کلام در قوت آن است که اکرهوا افتیتکم علی البغاء ان لم یردن التحصن یعنی از عبارت نص این لازم می آید که ایشان را اگر پارسائی نه خواہند اکراه بزنا توان کرد۔ چرا که وقتی که خواہان زنا باشند امر بزناء ایشان نه می باشد و امر بزناء ایشان را مکروه نه می خواہند که اکراه مخصوص بعدم طوع است۔ که جای که زنی خود راغب بزنا باشد اورا چه احتیاج اکراه است ۔ پس تقیید کلام به شرط عدم ارادت تحصن جاری بر مجری عادت شد۔

و نزول آیت در شان ابی ابن سلول منافق[2] است که شش کنیزک جوان را شبها روز از خانه بیرون می کرد و اجرے معین که وجه حرام حاصل می باشد صرف حوایج خود می ساخت۔ و ازین شش کنیزک دوتن که یکی فتیله دوم غریبه نام داشت نزد رسول علیه السلام آمده شکایت از خواجه خود کردند و این آیت نازل گشت۔

و این رسم در ہندوان ہند تا این زمان در بعضی جا باقی مانده است۔ و رسول علیه السلام فرمود که سه کس اندکه حق سبحانه بہشت را بر ایشان حرام ساخت شراب خوار بردوام و رنجانیدن مادر و پدر و دیوثی که فساد را در اہل خود مقرر دارد۔ در خبر است که سعد بن عباد رضی الله عنه آمده گفت یا رسول الله اگر یک کس بیگانه با اہل خود ببینم آیا بی آن که چار گواه بیارم بوی ہیچ نه گویم۔ فرمرد آری ہمین طور است۔ او گفت سوگند بخدای که ترا براستی فرستاده است که من از حاضر ساختن گواہان عاجزم علاج اورا بشمشیر می کنم۔ رسول علیه السلام بحاضران فرمود ببینید که سردار شما چه می گوید او غیرت ناک است و من ازو غیور ترم

۱۔ سورة النور ۲۴، آیت ۳۳۔
۲۔ ابی ابن سلول کا ذکر سیرت کی کتابوں میں عام طور سے ملتا ہے۔

و خدای تعالیٰ از من غیور تر است - و از غیرتهای اوست [ص : ۱۶۳] که حرامها از خلق باز داشته است :

روزان و شبان نشسته ام در کارت
بابر که به سازی شکنم بازارت

سی و ششم : گوش و بینی بریدن خواه از آدمی خواه از چهار پایان حق سجانه (قوله ؟) تعالیٰ :

''و لامرنهم فلیبتکن اذان الانعام و لامرنهم فلیغیرن خلق الله -''[1]

حق سبحانه حکایت از حال ابلیس علیه اللعنة می فرماید که او چون از رحمت ابدی نومید شد سوگند خورد که بعزت تو من فرزندان آدم را از جهت انتقامی که دارم ایشان را بد راہے خواہم داد - خطاب آمد که چگونه اغوا می کنی - گفت امر خواہم کرد ایشان را بوسوسه و فریب تا از روی خشم و کینه گوش و بینی مردم برند و خلق خدا را تغییر دہند و گوش و بینی جانوران نیز شگافند و دم آنها را قطع کنند - جواب فرمود که ان عبادی لیس لک علیهم سلطن[2] اما مگر بندگان خاص من اند و بشرف اختصاص اضافت من مشرف اند ترا ہرگز بر ایشان دست رسی نه خواہد شد - بلکه آنها بیدرق راه خواہند گرفت - یعنی مثل تو مثل دزدی است که در بیابانی باشد اگر ضعیفی را یافت اورا تاراج می کند و اگر پر زوری و قوی حالی باشد دزد را سخرهٔ خود می سازد و باری بر سر او می نهد و پیش می اندازد تا راه را سرکند -

بدان که اتفاق جمیع سالکان است که موانع راه خدا چهار است دنیا و خلق و نفس و شیطان - و کسی که تا ازینها نه گذرد درپیش گاه قرب راه نیابد و لیکن این نظر بحال ضعیفان است - و اگر نه کاملان را ہیچ کدام ازینها مانع نه می تواند شد چه دنیا ازین قبیل است که یا دنیا اخدمی

---

۱ - سورة النساء ۴، آیت ۱۱۹ -
۲ - سورة الحجر ۱۵، آیت ۴۲ -

من خدمنی - ای دنیا خدمت کن کسی را که خدمت من می کند - و خلق چگونه سد راه طالب شود که الصوفی هو الکاین البائن صفت اوست - [ص : ۱۶۲] :

از درون شو آشنا و از برون بیگانه شو[1]
این چنین زیبا روش خود کم بود اندر جهان

و نفس حکم سگی دارد تا آنکه کسی بخداوند خانه آشنا نه شده است بانگ و فریاد می کند و بعد ازان پیش مهمان صد گونه چاپلوسی می نماید و بیک استخوان قانع است - و شیطان خود حریف شناس است با قوی ضعیف و با ضعیف قوی است چنانکه گفته شد - پس هیچ حجاب عارف نه توا گشت -

حکایت : مشهور است که وقتی در صبح صادق خواب بر امام بصری[2] رضی الله عنه غالب شد و شیطان پای اورا افشرده گفت که وقت نماز می رود چه خفته، امام گفت ای بدبخت ترا باین محصلی چه کار که این غفلت عین مطلوب تست - جواب داد که صبحے در خواب نماز بامداد تو فوت بود چندان گریستی که بتقریب گریه و ندامت تو گناهان چندین هزار کس ازین امت را بخشیدند - امروز هم ترسیدم که مبادا همان قضیه دست دهد - بهر حال آمرزش تو تنها بهتر است از آمرزش چندین هزار خلق الله - یا آن زمان بود یا این زمان که چندین دیو مردم بوکالت از جانب شیطان هزاران هزار حسن را گمراه بسازند -

نقل است که یکی از اولیا الله روزی شیطان را دید و گفت چرا از کار خود بیگانه می نمای - گفت چندان علماء بد روزگار پیدا شده اند که مرا هیچ کاری نه مانده - و من آلوده (آسوده ؟) گشتم - نظم :

شده سرخیل اهل خذلان را
گشته نایب مناب شیطان را

---

۱ - مخطوطہ میں مصرع کے آخر 'دش' زیادہ لکھا ہوا ہے -
۲ - امام بصری سے اشارہ حضرت حسن بصری کی طرف ہے -

بلکه بگذشته کارش از شیطان
ماند شیطان بکار او حیران

سی و پنجم : خصی ساختن آدمی یا جانور مگر بضرورت **قوله تعالیٰ:**

''و لامرنهم فلیغیرن خلق الله ـ''[۱]

و در خصی ساختن تغییر آفرینش خدای تعالیٰ است ـ و قال علیه السلام من خصی عبدا خصیناه [ص : ۱۶۵] و من جدعه جدعناه هر کس که غلام خود را خصی سازد ما اورا خصی سازیم و هرکه گوش و بینی غلام خود را ببرد ماگوش و بینی اورا بریم ـ و قید غلام بنابر کثرت وقوع است ـ و حکم در غیر این ارباب اولیٰ است ـ و نیز فرموده است لاخصاء فی الاسلام درون اسلام خواجه سرا ساختن نیست ـ و در خبر است که ابو هریره رضی الله عنه آمده با رسول گفت یا رسول الله ! من جوانم و زر نه دارم که نکاح کنم و اعتماد بر پارسای خود نه دارم می ترسم که مبادا در معصیتی افتم ـ و غرض او ازین سخن غالباً طلب رخصت از برای خصی ساختن خود بوده ـ آن سرور علیه السلام سه بار این سخن ازو شنید و خاموش ماند ـ بعد ازان گفت که قلم تقدیر بر آنچه بر تو مقدر شد خشک گشته است تو خواه ازان پرهیز کن خواه نی ـ اما خصی شدن در دین روا نیست و اگر نه توانی بگیر ـ و نیز در خصی شدن ضایع ساختن نسل است و ضایع ساختن حرام است که باعث خلل در نظام عالم است ـ قوله تعالیٰ :

''و اذا تولیٰ سعیٰ فی الارض لیفسد فیها و یهلک الحرث و النسل ـ والله لا یحب الفساد[۲] ـ''

چون باز پس می گردد آن منافق سعی در زمین برای این می کند تا خراب سازد زراعت را و نسل را و خدای عز و جل دوست نه می دارد فساد را ـ

---

۱ ـ سورة النساء ۴ ، آیت ۱۱۹ ـ

۲ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۲۰۵ ـ

نقل است که روزی سلیمان علیہ السلام کنجشکی را دید که با مادهٔ خود می گفت بمن نزدیک شو تا باشد که از نزدیکی ما یک دگر فرزندی پیدا شود که خدای تعالیٰ را به یگانگی یاد کند و باعث آمرزش ما و تو گردد ۔ ازین سخن سلیمان علیہ لسلام متعجب شد و با خود گفت که من بنکاح ازین کنجشک سزاوار ترم و چند ہزار حریہ نگاہ داشت ۔

و ہم ازین جہت آن سرور علیہ السلام [ص : ۱٦٦] فرمود تزوجوا فانی اباھی بکم الامم ۔ انکاح بیشتر کنید که من فردای قیامت ببسیاری نکاح امت خود بر امتان دیگر فخر خواہم کرد ۔ و ہم ازین جہت فرمودہ که انکاح از سنت من است و ہر که از سنت من بگریزد او از من نیست ۔ و مشہور است[1] که آن سرور علیہ السلام در بعضی از شبہا بر ہر نه حجرہ طواف کردی و باہر یکی از حرم محترم نه نه مرتبه جمع شدی و در ہر مرتبه غسل فرمودی چنانکه عادت او بود او این معنی موجب دو معجزہ است۔ آنکه از قبیل بسط زمان است و اگر نه دیگری را در عادت ممکن نیست که در یک شب ازو چندین کار می شود و گنجایش این ہمه نشست و خاست و ملایمت و انبساط و نشاط بود ۔ و از عبادت و وظیفه و درود و تلاوت و قیام شب باز نماید ۔ دوم آنکه در کتب طبی مقرر است که چہل قطرہ خون تحلیل می یابد یک قطرہ منی که بدل ما یتحلل است حاصل ازان می شود و لہذا چون منی در اوعیه نه می ماند وقت مباشرت بجای آن خون بر می آید ۔ پس ہر گاہ که باین ہمه حرکت قوت بحال خود ماند و ضعف و فتور در بدن نه رود معلوم شد که غیر از خارق چیزی دیگر نیست[1] ۔ و زمانی که عبادت (عادت ؟) او این فضیلت داشته باشد عبادت اورا تصور باید کرد که در چه مرتبه خواہد بود ۔ صلی اللہ علیہ وسلم کما یحب و یرضیٰ ۔

---

۱ ۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ قرون وسطیٰ کے بعض مصنفین نے اس قسم کی بیہودہ روایتیں کتابوں میں درج کر دی ہیں ۔ بدایونی نے اگرچہ اس کے لیے یہی لکھا ہے کہ مشہور بات یہ ہے پھر بھی اس کو نہیں چاہیے تھا کہ اس کا ذکر کرتا ۔

سی و هشتم : مخنثان را در حرم محرم ساختن - قال علیه السلام لعن الله المخنثین من الرجال اخرجو هم من بیوتکم - لعنت خدای باد بر مخنثان که از مردان اند برون کنید ایشان را از خانهای خود - نهی از برای این باشد که اینها خانه بخانه می روند و غیب عورات را بمردان بیگانه می گویند که افشای اسرار می شود -

نقل است که زنے در مدینه سکینه بحسن و جمال شهرهٔ شهر بود و مخن بتقریبی در مجلس پیغمبر مذکور شد - ناگاه مخنثی که او را دیده بود بعد از پرسش گفت تقبل باربع و تدبر بثمان - یعنی آن زن چهار خطها در شکم آن پیش به جا آید و چون پشت می دهد هشت خط [ص : ۱۶۷] ظاهر می شود - رسول علیه السلام بصحابه رضی الله عنهم حکم فرمود تا هیچ مخنثی بخانهای شما در نیاید -

نقل است که طوس نامی مخنثی بود در مدینه روزی که آن حضرت رحلت فرمود متولد شد و روز وفات صدیق رضی الله عنه فطام وی بود و روز شهادت فاروق رضی الله عنه ختنه وی بود و روز شهادت ذی‌النورین رضی الله عنه نکاح وی شد و روز شهادت مرتضی رضی الله عنه فرزندی آورد[1] و می گفت چون من کیست - و ازان روز عرب مثل شد که اشأم من طوس -

و این چون بموجب آنکه الخنثی لا ذکر و لا انثی دیدن ایشان مکروه بالطبع است و دور داشتن ایشان از زنان لازم است تا حرکات قبیح ایشان را نه بینند -

نه در شمار زن آمد نه در طویلهٔ مرد
اگرچه هر دو صفت حاصل است خنثی را

سی و نهم : ظالم را یاری دادن قوله تعالی :
''و تعاونوا علی البر و التقوی و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان[2] -''

---

۱ - اس کے متعلق مشهور ہے کہ بعد میں مخنث ہوگیا تھا - اس نے اپنا نام بدل کر طولیس رکھ لیا تھا -
۲- سوره المائده ۵ ، آیت ۲ -

یاری دہید یک دیگر بر نیکوئی و پرہیز گاری و یاری مدہید بر بزہ کاری و سرکشی ۔

می گویند درزی نزد امام اعظم رضی اللہ عنہ آمد و پرسید کہ من جامۂ ظالمان را دوزم آیا درین تہدید داخل باشم ۔ بفرمود معاون ظالمان سوزن گر است کہ بدست تو سوزن داده است و تو خود عین ظالمی و صحبت داشتن با عاصیان وظالمان موجب شرکت است در ظلم و عصیان با ایشان ۔ و تا کسی جنسیت تمام با قومی نہ دارد صحبت بآن طائفہ نہ تواند داشت ۔

نقل است کہ حکیمی طوطی و زاغی را بر سر درختی دید کہ کمال خصوصیتی کہ میان ہم جنسان می باشد دارند ۔ حیران ماند و گفت کہ میان این ہر دو مرغ بیگانگی تمام است این ہمہ الفت را باعث چہ بوده باشد ۔ ازین جا نہ باید رفت تا سر این معنی ظاہر شود ۔ بعد از زمانی ہر دو مرغ برای خوردن آب فرود آمدند ۔ معلوم شدکہ ہر دو لنگ بودند ۔ و بعلت پاشکستگی بہ یک دیگر بضرورت انس گرفتہ [ص : ۱۶۸] بودند ۔ حکیم خدایٔ عز و جل را شکر و ثنا گفت کہ ضابطہ کلیہ حکمت تخلف نہ کرد ۔ و ہر گاہ کہ بموجب کریمہ :

"الا لعنة الله على الظلمين ۔"[1]

ظالم را شایستۂ لعنت مد و معاون او نیز داخل درین وعید خواہد بود مگر آنکہ حق سبحانہ معاملہ بلطف و کرم فرماید ۔

حکایت : سرفتنہ این است کہ یک دو کسے دیگر شاید مثل او در ظلم باشد یا نہ یعنی حجاج[2] ظالم را وقت نزع رسید ۔ مادرش بر سر بالین

---

۱ سورۃ الاعراف ۷ ، آیت ۴۴ ۔

۲ ۔ حجاج ثقفی (متوفی ۹۵ھ) اموی خلفا عبدالملک اور ولید کے عہد میں عراق کا والی تھا ۔ یہ اپنے ظلم و ستم اور ساتھ ہی اپنی قابلیت کے لیے مشہور ہے ۔ مکہ مکرمہ پر سنگباری کی وجہ سے بدنام ہے ۔ محمد ابن قاسم فاتح سندھ کا خسر تھا اور اسی کے حکم سے وہ یہاں آیا تھا ۔

آمد و قطرات اشک بر رخش می ریخت ـ حجاج چشم کشاد و گفت ـ کیست که می گرید ـ گفتند ـ ما در تو ـ گفت چرا می گرید چون می دانی که فذالک حیات مرگ است :

جهان نکوست و لیکن زوال مالک اوست
بقا خوش است و لیکن فنا فذالک اوست

مادرش جواب داد که نه از جهت مفارقت می گریم بلکه ازان جهت که چندین هزار خون ناحق کردهٔ عاقبت تو چه خواهد شد ـ حجاج گفت بلده اگر باین همه گناهگاری و آلودگی کسی مرا در آتش سوزد تو روا می داری ـ گفت ـ نی ـ گفت ـ خاطر جمع دار که خدای تعالیٰ بر بندهٔ خود از تو مهربان تر است ـ

نقل است که بزرگی حجاج را در خواب دید و پرسید که حق تعالیٰ بتو چه معامله کرد ـ گفت ـ بخشید ـ گفت ـ بکدام عمل ـ گفت ـ بهمین یک سخن که گفتم ـ خداوندا بس کاری نه باشد حسن بصری را و ابو الحسن نوری[1] را بخشیدن ـ آمرزش آن است که بمچو من بد بختی را بیا مرزی بهمین گفتار از من در گذشت ـ

چهلم : مردگان را دشنام دادن ـ قوله تعالیٰ :

''فما بال القرون الاولیٰ ـ قال علمها عند ربی فی کتاب ـ لا یضل ربی ولا ینسیٰ[2] ''

فرعون با موسیٰ علیه السلام گفت که حال قرنهای گذشته چیست و ایشان کجا اند ـ جواب داد که علم باحوال آن مردم نزد پروردگار من است در

---

۱ ـ ''نفحات الانس'' (صفحه ۸۷) میں مولانا جامی نے ان کا نام ابوالحسین نوری لکھا ہے یہ صوفیہ کے طبقہ ثانیہ میں تھے حضرت جنید بغدادی اور سری سقطی کے ہم عصر تھے ـ ۲۹۵ھ میں وفات ہوئی ـ ''تاریخ یافعی'' میں ۲۸۶ھ درج ہے ـ
۲ ـ سورهٔ طٰه ۲۰ ، آیت ۵۱ ـ ۵۲ ـ

لوح محفوظ که نه فرو [ص : ۱۶۹] گذاشت می کند چیزی را و نه نسیان می کند چیزی را پروردگار من -

و رسول علیه السلام فرمود که آذکروا اسواتکم بالخیر و در خبر است هر چه از نیکی و بدی میت یاد می کنند فرشتگان خبر باو می رسانند و شعور او بمرتبه ایست که اگر کنجشک بر سر قبر او نشیند می داند که نراست یا ماده - و از زیارت دوستان شاد می بود و همچنین از رفتن دشمنان ایذا می کشد چنانچه در حالت حیات بود - و ازین جاست که بزرگ می گوید :

مرا زنده پندار چون خویشتن

من آیم به جان گر تو آیٔ بتن

حکایت : در آثار مشهور است که یکی از اهل الله راکه مرتبه کشف قبور اولیا حاصل شده بود در گورستان گذشت - دید که اهل قبور ازدحام دارند و تلاش از برای چیزی می کنند و جایٔ پایٔ نهادن بر زمین نه می یابند یکی را از ایشان پرسید که این همه شتابی برایٔ چیست - او جواب داد که پیش ازین یک هفته طالب علمی درین مقبره گذشته بیک مرتبه فاتحه و سه مرتبه اخلاص خوانده و ثواب آن بما بخشیده بود - فرشتگان عوض آن طبقها پر نور رحمت بر ما نثار می کنند و ازان روز برای قسمت آن ثواب جدل داریم -

کشف قبور عبارت همین است که بعد ازان که کسی متوجه قبر میت شد و توجه تمام بصدق و اخلاص بجانب او گماشت و مطلقا خود را از خود خالی ساخت در آن زمان هر چه در خاطر او از احوال میت خطور کند و بر دل نشیند کشف است و نزدیک باین معنی آنچه می گویند که هاتفی از غیب آواز داد - و این همه موقوف بر تزکیه قلب و تجلیه روح و تصفیه سر است - لا اقل قدری ریاضت خود می باید :

گرت ز نور ریاضت خبر شود حافظ

چو شمع خنده زنان ترک سر توانی کرد

ولے تو طالب معشوق و جام می خواہی
طمع مدار کہ کار دگر توانی کرد

حکایت : می گویند [ص : ۱۷۰] کہ چون لیلای اخیلی در حسن و جمال بہتر از لیلای اول بود - بعد از وفات بشر نام عاشق - اعرابی را شوہر کرد - و روزی اعرابی و لیالی ہر دو در بادیہ بر قبر بشر گذشتند - اعرابی با لیلای گفت کہ بشر در بیان عشق خود با تو دو بیتی گفتہ است بغایت بلند و در آن جا مبالغہ بسیار نمودہ - می پندارم کہ غیر از لاف و گذاف چیزی دیگر نیست - باری امتحان باید - و ابیات این است :

و لو ان لیلی الاخیلیة سلمت
علی و دونی تربة و صفائح
سلمت تسلیم البشاشة او صدت علیها
صدی من جانب القبر صادح

معنی آن کہ لیلی اخیلی کہ بقبیلہ اخیل منسوب است بر من سلام کند و حال آنکہ من زیر خاک و تختہای سنگ باشیم ہر آئینہ از نہایت اشتیاق بعد از مرگ ہم جواب سلام او بخندان روی و تازگی باز دہم با آنکہ بومے از ویرانہ قبر من فریاد کنان بجانب او پرواز کند :

ہرگز نہ رود ای بت بگزیدۂ من
دردت ز دل و خیالت از دیدۂ من
گر از پس مرگ من بجوی پای
مہر تو در استخوان پوشیدۂ من

آن گاہ شوہر لیلای گفت کہ برو و بر سر قبر سلام بکن تا ببینم کہ بتو جواب می دہد - لیلای جمازہ خود را بجانب قبر راند و بناز و کرشمہ کہ معہود بود سلام بر بشر کرد - و بومے فریاد کنان از گوشۂ قبر بر آمد و از صدای آن جمازہ بہ رمید - و لیلای افتاد و جان بجانان داد و اعرابی شوہر او از گفتن خود پشیمان شد و لیلای را ہمان جا سپرد و آن ہر دو گور حالا مشہور اند و رون ہر را ہر عرب می نامند :

چیست ازین خوبه تر در همه آفاق کار
دوست رسد نزد دوست یاری بنزد یار

مناجات : الهی بجمال انسک و بجلال قدسک و بنظرک الی اولیاءک و بقربک الی اصفیائک و بمحبتک لطالبیک و بشوقک الی مشتاقک اسئلک بنور قلبی ـ بنورک تجلعنی من اهل حضورک و تقبلنی فی سبیل محبتک یا الله یاالله یا الله :

یا رب این آرزوی من چه خوش است
تو بدین آرزو مرا برسان

فصل چهارم : [ص : ۱۷۱] بعد ازین ذکر گناهان چند است که تعلق بحق الله دارد و ضرر آن بعباد چندان عاید نیست ـ و حق این است که در ایراد این فصول هیچ ضابطه نیست که جهت وحدت داشته باشد ـ و کیفیت ما اتفق برای تسهیل فهم طالبان در سیاق واحد منظوم گشته و آن نیز تقریباً چهل عدد است ـ

اول ترک جمعه و جماعت است ـ قوله تعالیٰ :

''یآیها الذین امنوآ اذا نودی للصلٰوة من یوم الجمعة فاسعوا الیٰ ذکر الله و ذروا البیع ـ''[۱]

ای مومنان وقتی که اذان برای نماز جمعه گفته شود در آن حال سعی بکنید و خرید و فروخت را بگذارید تا رستگار شوید ـ

و شرایط نماز جمعه درکتب فقهی مسطور است ـ و رسول صلعم فرمود که بهترین روزی که آفتاب بدان تابد روز جمعه است که در آن روز آدم علیه السلام پیدا شد ـ و هم در آن روز ببهشت در آمد و بر آمد و توبهٔ او قبول افتاد ـ و قیامت هم در آن روز قائم خواهد شد ـ و آن سرور علیه السلام فرمود که در آن روز ساعتی است که هر بندهٔ مومن آن

---

۱ ـ سورة الجمعه ۶۲ ، آیت ۹ ـ

ساعت را در یابد و بصیام و نماز مشغول باشد و دعا بکند بی شک باجابت رسد - و در حدیث دیگر آمده که آن ساعت بعد از نماز عصر تا فرو رفتن آفتاب باشد -

و اکثر مشایخ رحمهم الله در آن وقت خاموشی از سخن دنیا کرده اند یا الله یا رحمن یا رحیم می خوانند - و نیز آن حضرت علیه السلام فرموده که این روز را خدای تعالیٰ خاصه برای تشریف امت من عطا فرموده . پس درین روز بر من درود بسیار فرستید که فرشتگان آن تحفهٔ شما را بر من در هر جمعه عرض می کنند و خواهند کرد . بعضے یاران پرسیدند که یا رسول الله تو خود در آن زمان در خاک خواهی بود و این چگونه باشد - فرمود - خدای عز و جل بر زمین ابدان پیغمبران را حرام ساخته است تا آن را نه خورد -

و کاتب مسطور عفی الله عنه و عن ابائه چندین از صالحان دیده است که بعد از مدتی قبر ایشان را بر آورده اند و جثه ایشان همان طور سلامت مانده مگر آن که موی محاسن و سر بعضی جا ها [ص : ۲۰۱] ریخته بود -

و رسول علیه السلام فرموده که هیچ مومنی روز جمعه یا شب جمعه نه می میرد .مگر آن که خدای تعالیٰ اورا از فتنهٔ قبر نگاه می دارد - و فرموده هر که نماز سه جمعه پیا پی از روی کاهلی ترک دهد خدای عز و جل بر دل او مهر غفلت می نهد و هر که نماز جمعه را بی ضرورت ترک می کند منافق نوشته شود مگر آن بیمار یا مسافر یا زن یا کودک یا بندهٔ کسی باشد - ولی این عذرها اگر ببازی یا بسود گری مشغول باشد خدای عز و جل ازوے بی نیاز است -

و در باب فضایل این روز و روزهٔ آن اخبار و آثار بی شمار است و همچنین در باب فضیلت جماعت نیز فرمود. و فقها فتویٰ داده اند که چون نماز جمعه از شعار های اسلام است اگر قومی بر ترک آن اصرار نمایند امام را جهاد بایشان فرض است - و نیز آن سرور علیه السلام فرمود که هر پنج نماز تا نماز دیگر و جمعه تا جمعه دیگر و رمضان تا رمضان دیگر

کفایت گناہان گذشتہ می شود بشرطیکہ از گناہان کبیرہ اجتناب نمایند ـ بعد ازان بطریق تمثیل فرمود کہ این پنج نماز مانند جوی آب است کہ بر در خانۂ شما رفتہ باشد ـ پس ہر کہ روزی پنج بار در آب در آید ہیچ چرکی برتن نہ می ماند ـ ہمچنین این نماز ہا است ـ آن زمان این آیت فرود آمد کہ ان الحسنٰت یذھبن السیات[1] بدرستی کہ نیکیہا بدی را می برد ـ

دویم : جنب بودن بیشتر از مقدار وقت یک نماز ـ چہ اگر وقت نماز بگذرد آن خود ترک صلوٰۃ عمداً می شود ـ قولہ تعالیٰ :

"و ان کنتم جنبا فاطھروا ـ"[2]

و اگر جنب باشید مبالغہ در طہارت بکنید و مراد از تطہیر غسل است باتفاق ـ چنانچہ حدث بر دو نوع است صغریٰ و کبریٰ ـ طہارت نیز بر دو نوع است صغریٰ و وضو است ـ و کبریٰ غسل و تطہیر وضو است از برایٔ مبالغہ ـ و متقدمین ہمین جہت گفتہ اند کہ اگر آب در دہن و بینی نہ کند جنابت ہنوز باقی است ـ و وجہ [ص : ۱۷۳] این ست کہ این عضو از وجہی باطن بدن اند و از وجہی دیگر ظاہر ـ و فرق ظاہر است ـ پس اینہا را در وضو فرض نیست ـ و در غسل حکم ظاہر دادیم زیرا کہ در موضع فاغسلوا واقع است ـ و در غسل فاطھروا ـ و این امر زیادہ مبالغہ دارد نسبت بامر سابق ـ و نیز غسل گاہ گاہی واقع می شود و وضو دائم ـ پس قضیہ برعکس نہ شد تا کار بر مردم دشوار نہ گردد ـ و درون چشم چون ہمہ گاہ حکم باطن دارد وشستن آن خالی از خطری نیست ـ رسانیدن آب در آن ساقط باشد چہ در غسل و چہ در وضو ـ رسول علیہ السلام فرمودہ کہ اول مرتبہ بر امت من پنجاہ نماز فرض شدہ بود و غسل از جنابت ہفت بار ـ و من شب معراج چندان التماس کردم و الحاح نمودم کہ حق سبحانہ و تعالیٰ از پنجاہ پنج و از ہفت بیکی آوردہ ـ و موسیٰ علیہ السلام ہنوز ہم بان سرور علیہ السلام می گفت کہ کاہلی امتیان ترا من

۱- سورۂ ہود ۱۱ ، آیت ۱۰۶ -
۲- سورۃ المائدہ ۵ ، آیت ٦ ـ

می دانم و ترا چندانی کار بایشان نیفتاده است باز بدرگاه جل و علی رو ازین هم تخفیف بده - رسول علیه السلام فرمود که من از پروردگار خود بسیار خواستم - حالا ما را باز عرض نمودن در باب نماز ازو شرم می آید که ازین هم کم سازد - بیت :

بهر تو پنجاه بپنج آمده
طبع تو زین پنج یکم آمده

و عادت آن حضرت این بود که هر مرتبه که مباشرت می فرمود در حال غسل می کرد و مبالغه بسیار در مالیدن بدن می نمود و می گفت که زیر هر موی جنابتی است - و اگر غسل میسر نه می شد وضوء تمام بمثل وضوء نماز می ساخت باز مباشرت می کرد و باز نه خسپیدی - وضوی تنها می ساخت تا فرصت غسل می شد و گاه گاهی بحسب ضرورت برای خوردن وضو می ساخت و می خورد - و در حالت جنابت ذکور تسبیح و تسمیه می گفت اما بمسجد نه می رفت و قرآن نه می خواند - هیچ بی یکی ازین اقسام طهارت نه بودی خواه وضو خواه تیمم - وگاهی بر جمیع ازواج طاهرات طرب می کرد و یک غسل می کرد و گاه گاهی از یک طرف آب بشرکت بعضی ازواج غسل می کرد - از افتادن قطرها باکی نه می دانست -

و حائض و جنب را از در آمدن در مسجد و خواندن وگرفتن مصحف منع می کرد و می فرمود که در خانهٔ که صورت یا سگ یا جنب باشد فرشته در نه می آید و برکت ازان می رود - و این جاست آنکه گفته اند - قطعه :

دلبر من ز صورت چین است
از خیال بتان یغمای

چه عجب ای فرشتهٔ رحمت
گر تو این جا فرو نه می آی

سیوم : در حالت حیض و طی کردن - قوله تعالی :

"و یسألونک عن المحیض ـ قل هو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض و لا تقربوهن حتّی یطهرن فاذا تطهرن فأتوهن من حیث امرکم الله ـ"[1]

می پرسند ای محمد ترا از حال زنان حایض و نزدیکی با ایشان در حالت حیض۔ بگو که آن حالت پلید است و نا خوش جانبین است ـ پس گرد زنان حایض مگردید تا زمانی که پاک شوند که وقتی که پاکیزه گشتندآن زمان از جایٔ که خدایٔ تعالیٰ امر فرموده گرد ایشان بگردید ـ

چون قبل از ظهور اسلام کفار عرب و اہل‌کتاب زنان حایض را از خانهٔ خود بدر می کردند و بحالے (بجائے؟) دیگر نشستن می فرمودند ـ حق تعالیٰ درین آیت چند حکم فرمود ـ اول آنکه زنان حایض از خانه نه باید اخراج کرد ـ که موجب نومیدی و دلگیری و خواری ایشان است ـ دوم آنکه در آن حالت با ایشان نزدیکی نه باید کرد یعنی پایان تراز ازار تصرف نه باید نمود و بالا ترا زان مباح است ـ سیوم آنکه مباشرت موقوف است بر طهارت و مراد از طهارت با غسل است ـ اگر بقرأت یطهرن با شد بصیغه یفعلن و آن زمانے است که کمتر از ده روز پاک شده باشد و با گذشتن یک وقت نماز است ـ اگر بقرأت یطهرن باشد بصیغه ثلاثی مجرد ـ مراد از طهارت باز ماندن خون است که بجائے پاکی است و بس ـ و درین صورت از برائے مباشرت غسل شرط نیست اما برائے جواز نماز ضروری است و شرط است ـ چهارم آنکه فرمود که نزدیکی در زمان و مکانے بکنید که خدا تعالیٰ امر فرموده باشد و نتیجهٔ قرب آن که حصول فرزند است روئے نماید نه آن که [ص : ۱۷۵] مقصود همچنین راندن شهوت و گرفتن لذت بوده باشد و بس ـ تا بر وقتی که خواهند خواه پیش از زمان حیض خواه در حالت حیض جماع کنید و با بهایم شریک باشید ـ یا آنکه از راه غیر معهود که پلیدی محض است و هیچ دخلی در انتظام امور عالم نه دارد و نتیجهٔ نه

---

۱ ـ سورة البقر ۲ ، آیت ۲۲۲ ـ

می دہد در آیند - و نطفہ را ضایع سازند - و امام شمس الائمہ سرخسی[۱] رحمہ اللہ می گوید ہر کہ وطی عورت حایض خود را حلال داند کافر می شود و در نوادر امام محمد[۲] آوردہ کہ کافر نہ می شود و اگر لواطت با عورت خود حلال داند نیز نزد بعضی کافر می گردد واللہ اعلم -

نقل است از ولید بن عبدالملک مروانی[۳] کہ می گفت اگر حق سبحانہ عزشانہ درکلام مجید خود خبر از حال قوم لوط ع م نہ می داد ہرگز گمان نہ بودی کہ در عالم کسی را چنین فعل کردہ باشد - و بعضی دیگر گفتہ اند کہ لواطت خبطی وہمی است نہ لذت . و الحق این فعل مشابہ است بفعل حیوانات و مستلزم حرکات متعبہ بخلاف مباشرت کہ لذت واقعی است - سیر مصالح و منہج دنیوی و اخروی -

چہارم وطی عورت از دبر - و این حکم اگرچہ در فصل اول مذکور شدہ است اما بعضی مبتدعان جاہل چون فرق درمیان لواطت مرد و زن می کنند و شبہات فاسدہ می آرند تصریح بذکر آن نمودہ -

قولہ تعالیٰ :

''نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم''[۴]

---

۱ - شمس الائمہ ابوبکر محمد سرخسی (متوفی ۱۰۹۰ء) ترکستان کے مشہور حنفی فقیہ تھے۔ ان کی مشہور تصنیف 'المبسوط' ہے - حکومت وقت نے ان کو قید کر دیا تھا اور دس سال تک وہ قید خانے میں رہے اس زمانے میں ان کے شاگرد قید خانے کے دروازہ پر جمع ہو جاتے تھے وہ ان کو اپنی کتابیں پڑھایا کرتے تھے -

۲ - امام محمد ابن الحسن الشیبانی (متوفی ۸۰۴ء) واسط میں پیدا ہوئے امام ابوحنیفہ سے فقہ حاصل کی - ان کی تصنیفات میں ''موطا'' اور ''الجامع الصغیر'' مشہور ہیں - امام شافعی کے ساتھ ہارون الرشید کے دربار میں مجلس مذاکرہ میں حصہ لیتے تھے -

۳ - ولید ابن عبدالملک (متوفی ۷۱۵ء) خلیفہ دمشق جس کے زمانہ میں خلافت کے حدود اپنی انتہائے وسعت کو پہنچ گئے -

۴ - سورۃ البقرہ ۲ - آیت ۲۲۲

زنان شما مزرعه شما اند پس بیالید در مزرعهائے خود به هر شکلی که خواهید تکیه زده خواه نشسته خواه به رنگے دیگر ـ بعد ازان که محل زراعت مقرر باشد که یکے است چه دبر محل زراعت بعینه مانند وطی در حالت حیض است که پلیدی است بلکه ازان هم پلید تر است ـ چنانچه بر ارباب ذکا مخفی نیست ـ و اگر این فعل بفرض و تقدیر در شرع مباح می بود اهل طهارت و نزاهت که طبع سلیم دارند اقدام بر آن نه می نمودند چه جائی آنکه قرآن و احادیث و روایات فقهی از نهی [ص : ۱۷۶] آن نیز باشد ـ و رسول علیه السلام فرمود که ملعون است آن که جماع بازن در دبر کند ـ و نیز فرموده که هر که جرأت بزن حایض یا با نے در دبر جماع کند یا نزد کاهن رود پس به تحقیق بدانچه بر محمد علیه السلام فرود آمده است کافر باشد ـ

و بعضی مبتدعان سفیه لفظ انیٰ را که در آیه فاتوا حرثکم انیٰ شئتم واقع شده است نظر باشتراک لغت بمعنی هر جا می دارند و می گویند که انیٰ شئتم هم بمعنی 'کیف' آمده است ـ و هم بمعنی 'من این'ـ و بر تقدیر آخر معنی این است که نزدیک زنان خویش بروید از هر جا که خواهید ـ اما حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم صریح است درین که معنی آخر اصلاً مراد نیست ـ چه اگر رفتن از هر طرف مشروع می بود صاحب شرع حکم بتکفیر فاعل لوطی نه می کرد ـ و قاعدهٔ احوال چنین است که هر گاه که صاحب شرع یک معنی صیغه مشترک را بیان کرد و قاعده قطع بر آن نمود معنی دیگر متروک است ـ و آن صیغه قطعاً از اشتراک بر آمد و حکم محکم و مفسر پیدا کرد پس تاویل مدعی باطل باشد ـ

و عجب تر این است که کافران بلکه حیوانات با آنکه درین صفت به همین بر ایشان غالب اند اگر سالها سال بگذرد در غیر محل مخصوص که موضع از برای توالد و تناسل است نه می روند و طبیعت اینها اصلاً مایل بآن جانب نه می شود ـ و بخلاف این بهایم طبع که درین فعل زشت لذتی وهمی تصور کرده اند و بر اقدام آن که مخالف شرع و طبع است جرات می نمایند چه توان کرد ـ طبایع مختلف است و در حدیث که اگر کسی را یابید که عمل قوم لوط می کند فاعل و مفعول هر دو را بکشید ـ

پنجم : وطی بهایم قال علیه السلام من اتی بهیمة فاقتلوها معه کسی را که بهیمه را وطی کند بآن بهیمه بکشید ۔

ششم : جماع کنیزک پیشتر از استبرا ۔ استبرا پاک کردن رحم است از نطفه دیگری و حکم این است که اگر کنیزکی را بخرند هر چند از کودکی یا عورتی هم خریده باشند خواه بکر باشد خواه کامله تا آنکه یک حیض نه بیند یا یک ماه از وقت بیع او نه گذرد نزد او رفتن حرام است ۔ [ص : ۱۷۷] مگر آنکه حیله شرعی از برای اسقاط استبرا نمایند و آن مشهور است ۔ و این حیله موجب اسقاط حق عبد نیست ۔ مثلاً حیله اسقاط زکواة یا غیره که دفع حق فقرا است ۔ بلکه از برای دفع فرضیت حکمی است از احکام ۔ و این بسیار آمده است و فقها مثل خصاف[1] وغیره کتابها در حیل نوشته اند ۔ و لیکن بی حیله شرعی وطی جاریه نو خریده حرام است ۔ قال علیه السلام لا توطا حاملا حتی تضع و لا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضة باید که وطی کرده نه شود زنان حامله تا آنکه حمل نه نهند و نه غیر حامل تا آنکه یک حیض نه بیند ۔ و این حدیث در شان زنانی که در جنگ اوطاس[2] بدست اهل اسلام . . . . افتاده بودند واقع شده است ۔

هفتم : وطی صغیرة حامله ۔ قوله تعالیٰ وطی[3] نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن توطاء الحبالی حتیٰ یضعن ما فی بطونهن ۔ و مضمون این حدیث که نهی از وطی زنان بارور بوده باشد سابقاً گذشته است ۔ و وطی صغیره نیز از منهیات است ۔ و فقها گواهی کسی که بر صغیره فرود می آید مسموع نه می دارند که منافی مردی است ۔ و این هر دو فعل اگرچه از جمله مناهی است اما حرمت اینها بآن مشابه نیست که لواطت یا جماع

---

۱ ۔ امام احمد ابن عمر الخصاف (متوفی ۲۸۷ھ) فقہ حنفی کے ماہر تھے خلیفہ مہتدی کے لیے ''کتاب الخراج'' تصنیف کی ۔ ''کتاب الاوقاف'' اور ''کتاب الحیل'' بہت مشہور ہیں ۔

۲ ۔ اوطاس مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے جہاں قبیلہ ہوازن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تھی ۔

۳۔ قولہ تعالی کتابت کی غلطی ہے کیونکہ یہ قرآن شریف کی آیت نہیں ہے ۔

حایض بوده باشد ـ چه مقصود از وطی چنانچه پیدا کردن فرزند است اصالتاً همچنان لذت گرفتن است ـ

هشتم : که از جمله مباحات است ـ پس فرق میان جماع حایض و حامل این است که اگرچه نطفه در هر دو صورت ضایع می شود و این معنی خلاف مقتضای حکمت بالغه است ـ اما در صورت اول تحصیل فرزند است و نه حصول لذت که آن محل بالذات مکروه طبعی است و در شق ثانی اگرچه تحصیل حاصل است اما نحو لذتی در آن هست ـ و حق سبحانه تعالی را بر بندگان توسعی است در احکام ـ زیرا که چنانکه تکلیف ایشان مطلوب است همچنان آلوده داشتن است ایشان را نیز از برای استعداد عبادت مقصود است ـ پس میان هر دو صورت قیاس مع الفارق یافته شد ـ و بعضی فقها وطی حامله را اصلاً مکروه نه می دارند از جهت شرع اما کراهیت طبعی [ص : ۱۷۸] یا حکمی که شاید آن زن را آزاری رسد بحال خود باقی است ـ و همچنین است فرق از وطی در دبر تا در وطی صغیره را در آن حالت خطری نه باشد چندانی بزه نه خواهد بود ـ و نزد ارباب سیر بتحقیق رسیده که آن سرور علیه السلام با حضرت بی بی عایشه رضی الله عنها در شش سالگی عقد فرمود و در نه سالگی زفاف کرد و تصرف نمود ـ پس معلوم شد که حرمت وطی صغیره مبنی بر ایذا و خطر اوست ـ و اگر صغیره قوی البدن باشد این نهی مرفوع است اگرچه خلاف مروت است ـ اما چون وسیلهٔ حصول مقصود از نکاح است بنابر آن حرج در وی کم از دیگران است بخلاف لواطت و وطی بهایم و وطی حایض که منافی حکمت من کل الوجوه است والله اعلم ـ

نهم : برهنه بحمام در آمدن ـ وهم عورت دیگران دیدن و عورت خود نمودن ـ قال علیه السلام ان الله حی مستر یحب الحیاء فاذا اغتسل احدکم فلیستر ـ بدرستی که خدای تعالی شرمناک پرده پوش است چون یکی از شما غسل کند باید که ستر عورت بکند ـ و نیز نهی فرموده باید که مرد نظر بر عورت مرد نه کند و زن بر عورت زن نه کند و مرد مرد را در یک جامه و زن زن را در یک جامه در بغل نه گیرد که از شهوت ایمن نیستند و در حدیث دیگر آمده است که مردی ـ که زن جمیله را بنگرد و اورا خوش آید ـ

باید که زود بسوی اہل بیت خود رود و باوی صحبت کند زیرا که در زن خویش پہان است که در زن بیگانه است و ہیچ جائے دیگر آمده که مردی با زن بیگانه شب یک جا نه کند مگر آن که ناکح او یا محرم او بوده باشد -

یاز دہم[1] : درمیان راه بول و غایط کردن - قال علیه السلام اتقوا الملاعنین - قیل وما الملاعنان یا رسول الله - قال الذی یتخلی فی الناس او فی ظلهم - فرمود که پرہیز بکنید از دو ملعون - گفتند یا رسول الله آن دو ملعون کدام است - گفت آنان که در راه عامه یا زیر درخت سایه دار بول و غایط کنند -

دواز دہم : درمیان آب بول و غایط کردن - قال علیه السلام لا یبولن احدکم فی الماء الدائم - بول نه کند یکی از شما در آب بسته - و ایستاده کردن بول نیز منہی است -

سیز دہم : در زیر درخت قضای حاجت [ص : ۱۷۹] کردن - و مراد ازین درخت سایه دار میوه دار است - قال علیه السلام اتقوا الملاعن الثلث البراز فی الموارد و قارعة الطریق و الظل - اجتناب بکنید از سه چیز که جای لعنت است اول غایط کردن در آب دویم در سر راه سیوم زیر درخت سایه دار -

چهار دہم : در سوراخ بول کردن - قال علیه السلام لا یبولن احدکم فی جحر - باید که بول نه کند یکی از شما در سوراخ - و وجه منع آن باشد شاید که در آن سوراخ ماری و کژدمی یا جنی بوده باشد و ضرری بول کننده را رساند - مشہور است که در زمان حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم مردی بول در سوراخی کرده بود و چن (؟) ظاہر شده و آسیبی ا او رسانید - و آن سرور علیه السلام این حدیث فرمود که بالا گذشت -

پانز دہم : در وقت خلا سخن گفتن - قال علیه السلام لا یخرج الرجلان یضرجان الغایط کاشفین عورتهما یتحدثان فان الله یمقت علی ذلک - بیرون نیایند دو کس که در یک محل غایط کنند و عورت خود ظاہر سازند و سخن بگویند که خدای تعالی برین فعل غضب می کند -

---

۱ - مخطوطه میں 'دہم' کی نشان دہی نہیں کی گئی ہے -

شانزدہم : در وقت بول احتیاط نہ کردن ۔ قال علیہ السلام اما احدھما فکان لا یتنزہ من البول و اما الاخر فکان یمشی بالنمۃ ۔ و شان ورود این حدیث آن است کہ پیغمبر علیہ السلام بر سر دو قبر بگذشت و شاخ سبز و تازہ و تر را دو پارہ کرد و بر سر ہر دو قبر نشاند ۔ چون ازان سوال کردند ۔ فرمود کہ این ہر دو مردہ بسبب گناہان کبیرہ در عذاب بودند ۔ یکی از ایشان بعد از بول استنجا نہ می کرد و دیگری سخن چینی[1] می نمود و ہر چہ در مجلسی می شنید بجای[ٔ] دیگر نقل می کرد ۔ من شاخ سبز بر سر قبر ایشان نہادم تا تسبیح خدا گوید و ایشان ببرکت آن تسبیح از عذاب خلاص یابند ۔ زیرا کہ بہر چیزی زندہ انس می کرد مردہ نیز ازان انس می یابد ۔

ہفدہم : در مجلس بادرہا کرون و بر آن خندیدن ۔ قولہ تعالی :

''و تاتون فی نادیکم المنکر ۔[2]''

در آرید در مجلس خود افعال نا خوش را ۔ این خطاب بقوم لوط علیہ السلام است کہ در مجلس بادرہا می کردند و در [ص : ۱۸۰] متعد یک دیگر انگشت می انداختند چنانچہ کار مسخرہا است ۔ و حق سبحانہ و تعالی بواسطہ آن اعمال زشت ایشان را زیر و زبر کرد و فرمود فجعلنا عالیھا سافلھا[3] و در حدیث آمدہ کہ آن سرور علیہ السلام (فرمود ملعون است آن کہ نزد زن خود براہ دیگر در آید ۔ و بعد ازان مردم را منع کرد کہ از رہا کردن باد نخندند[4]) و فرمود لا یضحک احدکم عما یفعل ۔ باید کہ نہ خندد یکی از شما بر آنچہ از کسی سرزند ۔ و بسیاری دیدہ شد کہ در حالت قبض شکم یکی بجان رسیدہ و ہر چند معالجہ برای خلاص او کردہ اند صورت نہ یافتہ ۔ و عزیزی وارستہ را تشویش قبض روی نمود و بی طاقتی می کرد و می گفت تماشای[ٔ] دارد کہ از برای بادی این ہمہ جانی باید کند و میسر نیست ۔ نظم :

---

۱ ۔ مخطوطہ میں چینی ۔
۲ ۔ سورۃ العنکبوت ۲۹ ، آیت ۲۹ ۔
۳ ۔ سورۃ الحجر ۱۵ ، آیت ۷۴ ۔
۴ ۔ مخطوطہ میں مابین القوسین عبارت مکرر تحریر ہے ۔

غلام همت آنم که دل بر و نه نهاد
جهان سر نهاد است و زندگی برباد

هژدهم : سوی قبله بول کردن و غایط - قال علیه السلام اذا اتیتم الغایط فلا تستقبلوا القبلة و لا تستدبروا - چون بقضای حاجت روید روی و پشت بقبله مکنید بلکه آن را بدست راست دهید - اما این نهی در صحرا است و در عمارت هیچ باکی نیست -

و رسول علیه السلام شخصے را دید که در وقت امامت تف بسوی قبله انداخت فرمود او خدای را و رسول خدا را آزردے -

نوزدهم : درخت سایه دار بریدن

بستم : کشتن جانور کسب ساختن

بست و یکم : آدمی فروختن -

قال علیه السلام لعن الله ذابح البقر و قاطع الشجر و بایع البشر - لعنت کند خدای تعالی بر ذبح کنندهٔ گؤ و برندهٔ شجر و فروشندهٔ بشر -

مخفی نه ماند که در صحت این حدیث هر چند که در بعضی کتب اخلاق مذکور است سخن است - و بر تقدیر صحت آن هر کدام ازین سه فعل وقتی مذموم بوده باشد که آن را وسیله کسب روزی خود ساخته باشد - وگرنه وقت احتیاج کشتن گؤ وهم بریدن درخت سایه دار و هم فروختن آدمی روا است - در شرع مباح - و اعتقاد عوام الناس حالا این است که اگر گوشت گؤ نه خورند ایمان درست نیست - [ص: ۱۸۱] و اینکه ارباب ریاضت و مجاهدت ترک حیوانات کرده عموماً بخوردن گیاه و بیخ درختان ساخته اند نزد ایشان اعتباری نه دارد - سبحان الله تماشا باید کرد که کار اسلام بکجا قرار یافته است -

بست و دوم : بندهٔ بی گناه زدن -

بست و سوم بدست قضای شهوت کردن -

بست و چهارم - وظیفه از مستحق باز داشتن -

قال علیه السلام :

''اشر الناس من اکل وحده و ضرب عبده و لکح بیده و منع رفده ۔''

بدترین مردم کسی است کہ طعام تنہا خورد و بندۂ خود را بزند و بدست خود نکاح کند و انعام خود را باز دارد ۔

قال اللہ تعالیٰ[1] :

''و لا یاتل اولوا الفضل منکم و السعة ان یؤتوا اولی القربی و المساکین و المہاجرین فی سبیل اللہ[2] ۔''

باید کہ سوگند نہ خورند خداوندان فضل در دین از شما و خداوندان دستگاہ بر آنکہ نفقہ نہ دہند خویشان را و درویشان و مہاجران را در راہ خدا ۔

چون امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ در قصہ افک بر مسطح بن اثابہ[3] رضی اللہ عنہ کہ ہم خویش و ہم مسکین و ہم مہاجر بودہ انعام حرام کرد و برین معنی سوگند خورد این آیت نازل گشت ۔

بدان کہ تنہا خوردن وقتی ممنوع باشد کہ طعام در مجلس بیاید و کسی را شریک نہ سازد کہ شیوۂ جہود است و منشاء آن بخل است ۔ اما اگر کسی از جہت شرع یا نزاہت طبع با کسی طعام نہ خورد بعد ازان کہ تقسیم نمودہ باشند بزہ‌کار نیست ۔

نقل است کہ عزیزی را شخصی استدعا کرد ۔ او گفت بسہ شرط اجابت می کنم ۔ دشمنی را بمن شریک نہ سازی و مرا زہر نہ خورانی و بعد از خوردن طعام در بند نہ کنی ۔ صاحب میزبان قبول کرد ۔ و چون طعام آوردندکودکی را در طبق او شریک گردانید و بعد از سیری از طعام

---

۱ ۔ مخطوطہ میں قال علیہ السلام کتابت کی غلطی ہے یہ قرآن شریف کی آیت ہے ۔

۲ ۔ سورۃ النور ۲۴ ، آیت ۲۲ ۔

۳ ۔ مسطح حضرت ابوبکر کے رشتہدار اور صحابی تھے ام المومنین حضرت عائشہ پر تہمت لگانے والوں میں شامل تھے ۔ اس لیے حضرت ابوبکر نے وہ امداد دینا بند کر دی جو دیتے رہتے تھے ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ مخطوطہ میں اثابہ ہے مگر صحیح نام اثاثہ ہے ۔

گفت که دو سه لقمه دیگر برای خاطر من بخور - و وقت بر خاستن گفت زمانی دیگر باش - مهمان گفت - تو هر سه عهد را با من شکستی -

و همین طور زدن بنده مذموم است اگر به ستم باشد اما اگر بنیت تادیب باشد بزه کار نیست - پس آنچه معتبر است نیت است که فارق میان عادت و عبادت است - و الحق چون این کس نیز بنده است از بندگان خدا و سر نامهٔ تقصیرات دارد و خدای عز و جل می بخشد باید که قیاس حال بندهٔ خود برخود کند [ص:۱۸۲] تا شایسته رحمت ایزدی گردد - که ارحم ترحم آر تا بر تو رحمت کنند -

و همین طور نکاح بدست آن زمان مذموم است که از غلبهٔ شهوت خود را باز تواند داشت - اما اگر کسی را بیم افتادن در حرام باشد آن زمان نکاح دست باکی نه دارد - وقتی از اوقات این روایت بجایٔ در نظر آمده است اما بخصوص یاد نیست - والله اعلم -

بست و پنجم : صورت گری - قوله تعالیٰ :

''ماهذه التماثیل التی انتم لها عاکفون ۱''

حکایت ابراهیم است که قوم خود را پرسید چیست این صورتها که شما آن را لازم گرفته اید -

قال علیه السلام - اشد الناس عذاباً یوم القیمه المصورون - سخت ترین مردم از روی عذاب در روز قیامت صورت گران اند - و ایشان را فردای قیامت خطاب خواهند کرد که چون در کار من شرکت کرده اید حالا جان درین صورت اندازید - و این بزه کاری در صورتی است که تصویر حیوانی بکشد - اما در صورتی که جان نه دارد مانند آفتاب و ماه و دریا و درخت و غیر آن مباح است - هم ازین جهت این صورت اگر مقابل باشد در نماز مکروه نیست بخلاف اول -

نقل است که روزی امیر المومنین علی رضی الله عنه بر جماعهٔ که شطرنج می باختند گذشت و همین آیت را بر ایشان خواند که :

---

۱ - سورة الانبیا ۲۱ ، آیت ۵۲ -

"ماهذه التماثیل التی انتم لها عاکفون ۔"[۱]

بست و ششم : تاخیر در ادای قرض ۔ قوله تعالیٰ :

"من ذالذی یقرض الله قرضاً حسناً ۔"[۲]

کیست آن که قرض دهد خدای را قرض حسنه ۔ و قرض حسنه آن است که سود نه گیرند و در مطالبه شدت نه نمایند و بقولی اصلا طلب نه کنند بلکه اگر مدیون بدهد فبها و الا در وجه انعام و خیرات شمارند ۔ و همچنانکه قرض ده را شدت در مطالبه ممنوع است همچنان قرض ستان را تاخیر در ادای قرض بعد از دستگاه حرام است ۔ و بعضی گفته اند که اگر قرض دارد و در طعام خود نمک اندازد فضولی است ۔ و باید که تا قرض ادا نه شود دست از فضولی باز دارد و از برای فضولی عیش و در پے کشیدن قرض نه شود ۔ شعر :

و دقت ثم رقت فاسترقت
فضول العیش اعناق الرجال

کوفته و باریک کرده و بنده ساخته است فضول عیش گردنهای مردان را :

قال علیه السلام مطل الغنی ظلم تاخیر توانگر در ادای قرض ظلم است ۔ و هم در حدیث آمده که هر گوشتی که از [ص : ۱۸۳] سحت یعنی از حرام روید در بهشت نه رود و یکی از انواع سحت مال قرض است ۔ فی الجمله اگر تو قرض بکسی بدهی و باوجود قدرت در ادای آن تاخیر نماید تا کجاها که با او همراه نه باشی حال دیگر نیز بر حال خود قیاس باید کرد که مومن آئینه مومن است ۔

بهت و ششم[۳] :

ببری مال مسلمان ، چو مالت ببرند
بانگ و فریاد بر آری که مسلمانی نیست

---

۱ ۔ سورة الانبیا ۲۱ ، آیت ۵۲ ۔
۲ ۔ سورة البقره ۲ ، آیت ۲۴۵ ۔
۳ ۔ بست و ششم متن میں کتابت کی غلطی ہے یہاں لفظ بیت ہونا چاہیے ۔

بست و ہفتم[1] : ازو با و طاعون گریختن ۔ و با عام است تا ہر مرضی باشد و طاعون خاص است و بعضی مرادف داشته اند گریختن ۔ قوله تعالیٰ :

''این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة ۔[2]''

ہر جا که باشید شما را موت در می یابد اگرچه در قصرہای گچ کرده استوار باشد ۔

قال علیه السلام ۔ الفار عن الطاعون کالفار من الزحف ۔ گریزنده از طاعون ہم چو کسی است که در صف قتال گریزنده باشد ۔

و نیز فرموده ۔ الطاعون شهادة کل مسلم ۔ طاعون شہادت ہر مسلمانی است ۔ و کسی در آن حالت تسلیم و صبر پیشه بکند اجر شہید خالص مخلص در یابد ۔

در حدیث دیگر آمده که طاعون بلای است بر طائفه بنی اسرائیل فرستاده شده بود ۔ چون در زمینی بشنوید که طاعون است آن جا مروید ۔ و اگر در زمینی که شما باشید واقع شود از آن جا مگریزید که در معنی از قضا گریختن است ۔ و علاج واقعه پیش از وقوع باید و بعد از وقوع غیر از تسلیم و رضا چاره نیست ۔ و در تسلیم آسودگی از ہمه بلا است :

چون مرغ نیم بسمل از غصه می تپیدم
تسلیم تا نه گشتم آسودگی نه دیدم

بست و ہشتم : از بیمار پیک (؟) داشتن ۔ قال علیه السلام لا طیرة فی الاسلام ۔ در اسلام ملاحظه سرایت بیماری و شگون نیست ۔ و امام شافعی[3]

---

۱ ۔ مخطوطه میں بست ہفتم کی جگه قوله تعالی کتابت کی غلطی ہے ۔
۲ ۔ سورة النسا ۴ ، آیت ۷۸ ۔ متن میں قال علیه السلام غلط ہے ۔
۳ ۔ امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) کا نام محمد ابن ادریس تھا غزہ میں ولادت ہوئی اور مصر میں وفات ہوئی ۔ جبل المقطم کے قریب قبر ہے ۔ چار سنی مذاہب فقہ میں سے ایک کے بانی و امام تھے اور ان کے پیرو ان کے نام پر شافعیہ کہلاتے ہیں ان کی تصنیفات میں ''کتاب الام'' اہم ہے ۔

رحمه‌الله در رساله جمع میان احادیث مختلف آورده ـ ظاهر این حدیث‌باحدیث فر من الجذوم (المجذوم؟) کما تفر من الاسد ـ مخالف می نماید و توفیق چنان داده که هیچ زحمتی بطبع خود قابلیت سرایت در دیگری نه دارد ـ غایتش خدای تعالیٰ اگر خواهد درو قدرت سرایت هم می نهد ـ تا از جای بجای دیگر نماید ـ ازین ره گزر هم حدیث لا عدوی و هم حدیث فرار مستقیم می دهد ـ اما اگر خدای تعالیٰ نه خواهد مرض را آن قوت نیست که بخودی خود تجاوز از حد بکند ـ چنانچه [ص : ۱۸۳] اهل جاهلیت بلزوم تعدی آن قایل بودند چون این خبر بآن سرور علیه السلام رسید ازین اعتقاد منع فرمود ـ چون ازو پرسیدند که یا رسول الله یک شتر گرگین شتر دیگری را نیز گرگین سازد ـ جواب داد برین تقدیر شتر اول که گرگین ساخت ـ و این دلیل صریح است بر اینکه ابتدای مرض و بقای آن لزوم و تعدی آن همه را از آفرید کار است تعالیٰ شانه ـ

بست و نهم : شگون گرفتن ـ بدان که فرق است از فال نیک گرفتن تا شگون ـ فال آن است که از زبان بگیرند و شگون آن که از جانوری باشد ـ چنانچه در وقت سفر عکه یا جانوری دیگر آوازکند و از سفر باز ماند ـ

قوله تعالیٰ :

"و ان تصبهم سیئة یطیروا بموسیٰ و من معه ـ الا انما طئر هم عندالله ـ"

چون بنی اسرائیل را بلای ازوبا و طاعون می رسید شگون بد موسیٰ علیه السلام و کسی که با اوست می گیرند ـ دانا و آگاه باش ! که جزای طائر ایشان که عبارت شگون است نزد خدای تعالیٰ است ـ و هر بدی که بر ایشان مقدر شده است در لوح محفوظ است ـ

و رسول علیه السلام در وقت توجه بکاری فال بسیار گرفته و از شگون منع کرده ـ و مشهور است در کتب سیر که چون آن سرور نزدیک بقلعه خیبر رسید جاسوسی زبان دان را در شبی که سیر می فرمود نزد او گرفته آوردند ـ و او راه های مختلف را نام می برد و آن سرور تفاول خوب

---

۱ ـ سورة الاعراف ۷ ، آیت ۱۳۱ ـ

در آن اسامی نه می یافت ـ بعد ازان پرسید که غیر ازین طرق که مذکور ساختی طریقی دیگر هم برای قلعه مانده ـ او گفت ـ آری ـ راه موضعی است که مرحب نام دارد ـ فرمود مرحباً بنا مرحباً بنا ـ و از همان راه در آمد و خیبر را فتح ساخت ـ

و فال مصحف کشادن نیز ازین قبیل است ـ نه چندانکه کلام خدای تعالیٰ را بهر مهمی وکاری دست آویز سازند ـ چنانچه اکثر جهال نگاه می دارند و با تلاوت شان هیچ کاری نیست ـ

و بسیاری را از مبتدعان دیده ام که بر حکم فالهای اختراع ساخته اند و هر کدام آنها را منسوب بائمه اهل بیت دانسته خون بی گناهان ریخته اند ـ و می گفتند که حکم بر کشتن [ص : ۱۸۵] این شده ـ بیت :

جز از پیٔ سوگندی یا از پیٔ فالی
در خانه شان مصحف و طومار نیابی

و بعضی اهل اشارت در تفسیر این آیت :

"و کاین من اية فی السموات و الارض یمرون علیها و هم عنها معرضون ۱"

بسیاری از آیات الٰهی است در آسمان و زمین که شب و روز بر آن گذرند و از آن غافل اند و اعراض می نمایند ـ

بعضی می گویند که این آیات سخنان غیبی است که مایهٔ عبرت است ـ و هم ازین جهت فال بد از برایٔ خود زدن ممنوع است ـ

و رسول علیه السلام فرموده که لا طیرة من دین و خیر بالفال وهی الکلمة الصالحة ـ شگون از دین نیست ـ و بهترین شگون ها فال زبان است و آن سخن خیرش است ـ بیت :

---

۱ ـ سورة یوسف ۱۲ ، آیت ۱۰۵ ـ

بسا فالی که از بازیچه برخاست
چو اختر در گذشت آن فال شد راست

سی ام : مرگ خود خواستن و این دو نوع است ـ یکی آنکه بهواؤ ہوس دنیا آلوده باشد و ہزار آرزو در دل دارد و می شکند و تاب محنت روزگار نه می آورد و نظر او بر قضا و قدر نه باشد و صبر نه ورزد و بداد؛ ازلی راضی نه شود و می خواہد که خود را بکشد و خود را از غم و غصه خلاص یابد و این در شرع حرام است ـ قوله تعالیٰ :

''من کان یظن ان لن ینصره الله فی الدنیا و الاخرة فلیمدد بسبب الی السمآء ثم لیقطع فلینظر ھل یذھبن کیده ما یغیظ ''

ہر که این گمان از روی نومیدی می برد که خدای تعالیٰ عز و جل ہرگز یاری نه خواہد داد اورا در دنیا و آخرت ـ گو پشیمانی دراز بکشد بسوی آسمان ـ پس گو قطع نمای آن را ـ و گو ببیند که این مکر و حیله او با موجبات خشم اورا خواہد برد و این افتادن از آسمان سودی می دارد ـ و چون این نه چنین است خود را چرا رنجه باید داشت ـ و دل را و وسوسهای گونا گون نهادن ـ برین تقدیر مراد از من موصوله و ہمزه لن ینصر الله حریص دنیا و جاه باشد ـ و احتمال دارد که ضمیر منصوب لن ینصره عاید سوی رسول علیه السلام باشد ـ و مراد از موصول حاسد و دشمن آن سرور علیه السلام است که ارتفاع علم دولت اسلام نه تواند دید ـ خاک در چشمش باد ـ آن ہنگام مطابق اصل مدعا نه خواہد بود ـ که آن سرور [ص:۱۸۶] علیه السلام فرموده که باید که ہیچ کس از شما تمنی موت نه کند ـ اگر نیکوکار است ازین حیثیت شاید که ثواب او بیشتر شود ـ و اگر بد کار است شاید که توفیق توبه یابد ـ و در حدیث دیگر آمده که کسی آرزوی مرگ باید که نه برد اگر بمصیبتهای معصیتهائے گرفتار است و غیر از مرگ چاره نیست باید که این دعا خواند که اللهم احیینی ماکانت الحیواة خیراً لی و توفنی اذا کانت

---

۱ ـ سورة الحج ۲۲ ، آیت ۱۵ ـ

الوفاة خیرآلی ـ خداوندا زنده دار ما را مادا می که حیات بهتر باشد مرا ـ و از جهان بمیران مرا اگر وفات بهتر باشد مرا ـ

نوع دویم : آنکه اگر کسی را توفیق ازلی گریبان گیر شده از کشاکش فکر های جهان وارهاند و اورا با دنیا و ما فیها هیچ تعلقی نه ماند و بر فطرتی اصلی که فطرة الله التی فطر الناس علیها[1] مانده کام جان را از شهد لهد لذات عالم فانی و مزخرفات آن نیا لاید و شوق جمال ازلی و یاد عهد قدیم لم یزلی که بی واسطه بدن در مقام قرب و حضور بسر می برد و مشاهدهٔ معشوق حقیقی که هزاران هزار جان فدای یک شمه او باد ـ یاد می نمود بموجب کریمه و ذکر هم بایام الله[2] آتش در نهاد او اندازد و مرغ روحش که درین قفس تنگ گرفتار و از مرغزار اقدس جدا افتاده دم بدم خواهد که پرواز کند و ازین زمزمه آغاز نهد ـ شعر :

و کانت بالعواق لنالیال
شرفنا هن من ابد الزمان
جعلنا هن تارخ اللیال
و عنوان المروءة و الامان[3]

چون درمیان ما و محبوب هیچ حایلی غیر از حیات عاری جسمانی و هیچ مانعی بجز علاقهٔ بدنی نه بیند چنانکه گفته اند :

حجاب چهره جان می شود غبار تنم
خوشا زمان که ازین چهره پرده برفکنم

---

۱ ـ سورة الروم ۳۰ ، آیت ۳۰ ـ
۲ ـ سورة ابراهیم ۱۴ ، آیت ۵ ـ
۳ ـ ہماری راتیں جانوروں کی پیٹھ پر گزر رہی تھیں اور ہم نے ان کو زمانہ میں عزت بخشی ـ
ہم نے ان کی راتوں کو یادگار بنا دیا اور مروت اور امان کا عنوان مقرر کر دیا ـ

بضرورت نه بیک زبان بلکه بصد ہزار زبان مرگ را از خدا خواہد که الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ۔ و زبان حال او ہمین ترا نه سراید ۔ قطعه :

گر اجل مردست گو بر دامن آی
تا در آغوشش بگیرم تنگ تنگ

من ازو عمری بیابم جاودان
او ز من دلقی ستاند رنگ رنگ

نقل است که محرم اسرار خاص پروردگار شیخ فرید عطار[۱] قدس الله سره العزیز در اوائل [ص : ۱۸۷] حال در نیشا پور دکان عطاری داشت ۔ روزی سائلی آمد و ازو چیزی خواست ۔ شیخ اورا ہیچ نه داد ۔ باز سوال کرد ۔ شیخ ہمچنان تغافل نمود ۔ او گفت ۔ خواجه شما جان را چگونه خواہید داد ۔ گفت چنانچه تو ۔ آن فقیر گفت ۔ اگر صادق درین صادق تماشا کن ۔ فی الحال کجکولی که داشت زیر سر نهاد و روی بجانب قبله کرد والله گفت و جان داد :

خوب رویان چو پرده بر گیرند
عاشقان پیش شان چنین میرند

شیخ حیران ماند و دکان را برہم زد و بغارت داد و راه پیش گرفت و سبب توبهٔ او این بود ۔

و حق سبحانه و تعالیٰ تمنی موت را علامت صدق داشته آن جا که می فرماید فتمنوا الموت ان کنتم صدقین[۲] آرزوی مرگ برید اگر صادقید ۔

---

۱ ۔ شیخ عطار کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے ۔ ۵۸۹ھ ، ۵۹۷ھ ، ۶۰۲ھ ، ۶۱۹ھ ، ۶۲۷ھ ، ۶۳۲ھ ۔ مگر بیشتر لوگوں کا اتفاق ۶۲۷ھ پر ہے ۔ ان کا شمار بڑے صوفیا میں ہوتا ہے نیشا پور میں قیام تھا ۔ تصوف کی اعلیٰ تصنیفات ان سے یادگار ہیں ۔

۲ ۔ سورۃ الجمعه ۶۲ ، آیت ۶ ۔

چه کسی تا صادق نه باشد در محنت از سر جان چگونه می خیزد - از عین القضاة[1] ہمدانی رحمه الله علیه باید شنید که چه می گوید - رباعی :

ما مرگ شهادت بدعا خواسته ایم
و آن هم بسه چند کم بها خواسته ایم
گر حق بکند هر آنچه ما خواسته ایم
ما آتش و نفط و بوریا خواسته ایم

و سابقاً مضمون حدیثی گذشت که هر که مرگ را دوست می دارد که لقای خدای عبارت از آن است - خدای تعالیٰ نیز لقای اورا دوست می دارد - و ہمچنین برعکس است - و گذشت - این دوکس بی چارگی امت که بگناہان مبتلاست و می خواہد که موئق بتوبه می شود و توفیق نه می یابد - و می داند که ہر چند بیشتر می زید گناہ می کند بنابر آن می گردد که زود تر رخت ہستی از جهان ببرد و این ہم دولتی است - قطعه :

چون تو نا کرده کار می میری
در جوانی نکو که در پیری
امے دریغ که جهان از جنس پاکان و از مستان می بینم

نه می دانم که در فیض بسته است یا در قابلیتها قصور ہمت رفته و ہمتها قاصر گشته - قطعه :

لعلی از کان مروت برنیامد سالهاست
تابش خورشید و سعی باد و باران را چه شد
گوی توفیق سعادت درمیان افگنده اند
کس بمیدان در نه می آید سواران را چه شد

---

۱ - عین القضاۃ ہمدانی کبرائے اولیا میں تھے - شیخ احمد غزالی سے فیض حاصل کیا - مفصل حالات ”نفحات الانس“ صفحہ ۴۷۵ تا ۴۷۷ پر درج ہیں

سی و یکم : نوحه کردن و جامه دریدن قوله تعالیٰ :

''(ص : ۱۸۹) لکیلا تحزنوا علیٰ ما فاتکم و لا ما اصابکم .'

و درین آیات بینات حکمها فرمودیم .تا برای آنچه از شما فوت شود اند و هگین نه شوید و بر مصیبتی که رسد جزع و فزع نه کنید.

قال علیه السلام لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاهلیة . نیست از ما کسی که طپانچه بر رخسارها زند و گریبانها پاره کند و در ماتم سخنان جاهلیت بگوید . و احتمال دارد که سخنان جاهلیت عام باشد چه در ماتم چه در غیر آن :

ای دل جزع مکن که مجازی است این جهان
ای جان غمین مشوکه سپنجی است این سرای

فصل : جزع و فزع را در فوات مطلوب باعث خرابی و بی فکری در عواقب امور کند و داند که هر چند مفقود مقصود و محبوب خواهد بود عاقبت این کس بی او زنده خواهد ماند و خواهد گذشت . مصیبت بر آن عاقبت اندیش آسان می گردد . و نیز از سخنان جامع آن حضرت است که اصبر صبر الا کارم و الا تسل سلوالبهائم . صبر کن مثل صبر بزرگان که صدمه اولی می کنند و الا خرسند باش همچو خرسندی بهائم . چه فضیلت انسانی و کمال درجهٔ صبر آن است . که در اول وہلہ مصیبت را از تقدیرالٰهی داند و ثبات ورزد . تا ثو ابی که نزدیک خدایٔ تعالیٰ است و برای او آماده است در یابد . و اگر نه هر چند بی طاقتی کند و جامها بدرد و خاک بر سر اندازد هیچ فائده نه کند و بعد از دو سه روز البته بر سرکار خود خواهد رفت . و این حال بعینه حال دمه گوسپندان می ماند که گرگی در آید یکی را ازان در ربود و باقی ماندها از ترس و هیبت آن واقعه ساعتی جمعی شدند و بانگ و فریاد پیش گرفتند و از چریدن و آشامیدن باز ماندند . بعد از زمانی آن قضیه فراموش کردند و باری کار خود گرفتند . این است سلوبهائم :

---

۱ . سورة ال عمران ۳ ، آیت ۱۵۳

گرگ اجل همیشه بتاراج می برد
این گله را نگر که چه آسوده می چرد

و حق این است که کسی دایم ماتم خود چنان دارد که بماتم دیگری نه پردازد چنانکه می فرماید :

جایٔ آن به که درین مرحله آن پیشه کنی
که ز مرگ دگران مرگ خود اندیشه کنی

و کدام مصیبت زیاده ازین باشد که بمعشوق دل بسته ایم که بی وفایٔ خلعتی است [ص : ۱۹۰] بر قد او آفریده ـ و می دانیم که او بی شبهه ما را خواهد گذاشت و از مفارقت او بسیار ایذا خواهیم کشید و آن مردانگی نیست که پیش ازان که او مارا وداع کند اورا وداع کنیم و رخصت دهیم تا آسوده باشیم :

منه بر جهان دل که بیگانه ایست
چو مطرب که هر روز در خانه ایست

بنازیم بر سادگی و بر ساده لوحی خود و بنالیم :

حال دنیا را بپرسیدم من از فرزانهٔ
گفت یا خواب است یا بادی است یا افسانهٔ

باز گفتم حال آن کس که دل دروی ببست
گفت یا غولی است یا دیوی است یا دیوانهٔ

سخت سنگ دلانیم که بر این چنین مصیبت صبر کرده ایم انا لله و انا الیه راجعون ـ

و حق سبحانه می فرماید که ان الله مع الصبرین[1] خدای باصابران است ـ اگر این عبارت را همچنین می فرمود که ان الصبرین مع الله این

---

۱ ـ القرآن سورة البقره ۲ ، آیت ۱۵۳ ـ

شرف ایشان را بس بودی ـ چه جای آنکه خود را در معیت تابع ایشان ساخت ـ گفت ـ من با ایشانم ـ چه قاعدهٔ کلمه مع این است که بر متبوع در می آید چنانچه بگوئی که خرجت مع الامیر ـ با امیر بر آمدم ـ

نقل است از بعضی مفسران که تفسیر آیت و کان تحته کنز لهما و کان ابو هما صالحاً[۱] چنین نوشته اند که آن دیواری را که خضر با موسیٰ علیهما السلام شکست گنجی در زیر آن بود ـ وآن گنج عبارت است از پنج کلمه که در لوحی از زر کنده و در قطیفه پیچیده در صندوق زیر آن اساس آن دیوار نهاده بودند ـ اول آنکه عجباً لمن یموت کیف یفرح عجب از کسی که خواهد مرد چگونه شادی شود ـ دوم عجباً لمن ایقن بالقدر کیف یتعب عجب از کسی که خواهد مرد یقین بقدر دارد چگونه رنج می کشد ـ سیوم اینکه عجباً لمن یریٰ تقلبات الدنیا باهلها کیف تطمئن بها ـ عجب از کسی که تغیرات احوال دنیا را باہل آن می بیند چگونه بآن آرام می گیرد ـ چهارم و پنجم اینکه اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبده و رسوله ـ

مخفی نه ماند که آنچه معصیت است [ص : ۱۹۱] در ماتمها اجتماع است بر وجه نا مشروع و حرکات قبیح و افعال شنیع بجا آوردن ـ اما گریه مجرد ممنوع نیست که علامت نرمی دل و سبب رحمت است ـ

نقل است که چون ابراهیم پسر آن سرور علیه السلام وفات یافت اشک][۱] از چشمهای او بر رخسارہا روان شد ـ یاران پرسیدند که یا رسول الله تو مارا از جزع و فزع بر میت منع کردی و خود چرا می گریی ـ فرمود القلب یحزن و العین تدمع ـ دل اندوهگین می شود و چشم می گرید ـ و من شما را از نوحه کردن و دیگر رسوم جاہلیت منع می کردم که صبر از همه بهتر است نه از گریه که اثر رحمت است :

---

۱ ـ سورۂ کہف ، آیت ۸۲ ـ

۱ ـ یہ عبارت قیاساً اضافہ کی گئی ہے ـ معلوم ہوتا ہے کہ کاتب سے کچھ حصہ چھوٹ گیا ہے ـ

دست تقدیر است که جان گیرد وگه جان دهد
تاکه بتوانم نه توان کینه با قهار کرد

سی و دویم : به پدران فخر کردن ـ قوله تعالیٰ :

"فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم ـ"[1]

چون در صور نفخ کرده شود پس هیچ نسبتی سودمند نه خواهد بود میان ایشان. و هیچ چیز فائده نه خواهد داد غیر از تقویٰ ـ چنانچه فرمود :

"ان اکرمکم عند الله اتقاکم ـ"[2]

بدرستی که بزرگ ترین شما نزد خدای تعالیٰ پرہیزگار ترین شما است ـ و پرہیزگار آن است که از خدا بترسد ـ و ہیچ فرضی ازو ساقط نه شود ـ و ہیچ فعلی حرام ازو سر بر نه زند و بعضی گفته اند که متقین آنان اند که درین آیت مذکور شد که :

"هدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰة و مما رزقنٰهم ینفقون ـ و الذین یؤمنون بمآ أنزل الیک و ما أنزل من قبلک ـ و بالاخرة هم یوقنون"[3]

برین تقدیر ارکان تقویٰ شش باشد ـ ایمان بالغیب ـ و اقامت صلوات خمسه در اوقات بشرائط ـ و انفاق مال زکواة و دیگر صدقات ـ و ایمان به قرآن ـ و ایمان بکتب سابقه و اعتقاد باحکام و در ہر کدام اینها تفصیل است ـ

و رسول علیه السلام فرموده که من یطاء بعمله لم یسرع به سنه ـ ہر کس را که عمل از رضای خدای یا از بهشت و درجات دیگر باز پس انداخته و ازان قاصر اند ـ علو نسبت کار اورا پیش نه خواهد کرد و سودمند نه خواهد بود ـ بیت :

کارکن کار بگذر از گفتار [ص : ۱۹۲]
کاندرین راه کار دارد کار

---

۱ ـ سورة المومنون ، آیت ۱۰۱ ـ
۲ ـ سورة الحجرات ، آیت ۱۱ ـ
۳ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۱ - ۲ ـ

و نیز فرموده که چهار چیز در امت من از ایام جاهلیت باقی ماند که آن را بهیچ گونه ترک نه می دهند فخر به حسب و طعن در نسب و طلب باران بوسیلهٔ نجوم و نوحه گری - و روزی آن سرور علیه السلام خطاب بجگر گوشهٔ خود که خاتون بهشت و سیده نساء و سر دفتر اهل بیت عصمت و طهارت است چنین فرمود که ای فاطمه تکیه برین مکن که تو فرزند منی بلکه کار بکن -

حکایت : آورده اند که جاهلی پیش حکیمی فخر بآبا و اجداد خویش می کرد و می گفت که جد من چنان بود و پدر من چنین - و حکیم خاموش شد بعد از لحظه باو گفت - اگر بفرض پدران تو زنده شوند و بگویند که شرفی که ترا از ما است و توبه آن می نازی ما از تو گرفتیم - آن زمان در تو چه ماند و بچه حیثیت مباهات می کنی - بیت :

بر پدر مرده مناز ای جوان
که نه سگی چون خوشی از استخوان

حکایت : چون وقت رحلت مولانای میرزا جان شیرازی که در ماوراء النهر مدرس متبحر بود نزدیک رسید - بادشاه توران زمین بر سر بالین او و رفت نصیحتی درخواست - مولنا اول گفت که هرگز نه خواهد بود که از شما دانش من بیشتر باشد - بعد از مبالغه گفت که حضرت خان چون من از عراق درین دیار آمده ام اعتقاد شما و این مردم را چنین یافتم که مگر ولایت و کرامت نیز همچو تخم آدمی است و دیگر آفرینشهای موروثی است - چنانچه از نسل آدمی آدمی خیزد و از اسپ اسپ و غیر آن - هم برین قیاس هر کس از اولاد ولی است باید که ولی باشد و حال نه این چنین است :

هر آن پسر که شود قانعی از پدر بنسب
حقیقتے صفت آتش است و خاکستر

چه ولایتی که پدران داشتند رفت و فرزندان تا کار نه کنند چه طور بدرجه ایشان رسند - فی الواقع هیچ نسبتی بالا تر از نسبت پیغمبر زادگان نه خواهد بود - و قصه نا خلفی پسران نوح و لوط علیهما السلام معلوم

است و باین معنی [ص : ۱۹۳] اشارت می کند - نظم :

که غرور توباصل است و نسب
شرف جد و کرم و روی اب
بشنو افسانهٔ نوح و پسرش
که چه طوفان غم آمد بسرش

و چنانکه دیگری گفته - قطعه :

پسر نوح با بدان بنشست
خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کهف روزی چند
پیٔ نیکان گرفت مردم شد

سی [و سیوم] : بی ضرورت سوال کردن - قوله تعالیٰ :

''تعرفهم بسیمهم - لا یسئلون الناس الحافاً -۱''

در حق اصحاب صفه که فقرای صحابه رضی الله عنهم و متوکل ترین ایشان بودند - خطاب به پیغمبر علیه السلام می فرماید - که بشناس ای محمد تو ایشان را بسیمای صلاح که نور شب خیزی بر چهرهٔ ایشان می تابد یا نور ایمان و تقویٰ و طاعت یا نور قرآن برچین ایشان ظاہر است و علامت دیگر آن که سوال نه می کنند ایشان از مردمان بالحاح - و مقصود نفی سوال مطلقاً نه نفی الحاح - یعنی چون دیگر محتاجانِ اضطراری عادت ایشان نه الحاح است نه سوال - چنانچه در کریمه :

''و ما انا بظلام للعبید -۲''

گفته اند که مقصود نفی اصل ظلم است نه زیادتی و مبالغه در ظلم بحضرت حق سبحانه ظلم است -

---

۱ - سورة البقره ۲ ، آیت ۲۷۳ -
۲ - سورة الانفال ۸ ، آیت ۵۱ -

''تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً۔''

قال علیه السلام من سأل الناس تکثراً فانما یسئله جمرا فلیستقبل اویستکبر هر که بر مردم سوال بی ضرورت کند که جهت بسیاری مال۔ بتحقیق او نه می خواهد مگر آتش پاره را تا متاع و عافیت دین اورا بسوزد۔ آن زمان گو اندک خواه بسیار زیرا که از برای سوختن خانه اندک آتش و بسیار برابر است۔

و جایٔ دیگر فرموده هر که از مردمان چیزی بخواهد و حال آنکه اورا آن قدر دستگاهی هست که از سوال بی نیاز گرداند۔ روز قیامت در عرصات بیاید و بر رویٔ او داغی باشد که همه کس اورا بداغ شناسند۔ پرسیدند که یا رسول الله مقداری که از سوال بی نیاز گرداند چیست۔ فرمود پنجاه درم نقره یا مقدار قیمت آن از طلا۔ و نیز فرمود که گدایٔ خراشها و تراشها است در چهره۔ اگر کسی خواهد آن را بهرکت سوال از چهره پاک سازد و اگر خواهد بگذارد مگر آن که از صاحب دولتی و حکومتی سوال کند۔ یا در کاری ازان گریز نه بود آن زمان عار نه باشد۔ و چون در حدیث قدسی وارد [ص : ۱۹۳] شده که هر کرا یاد من از سوال مشغول دارد اورا ازان چه با سائلان باید داد بهتر می دهم۔ بنابران بعض بندگان بلند همت شرم دارند که از خدایٔ غیر خدایٔ خواهند و مناسب حال ایشان است این بیت :

کوتاه همتی که بے حاصلی دو کون

دست طمع بحضرت بی چون کند دراز

و بعضی را که نظر بلند تر افتاده اصلا خواهش را قبول نه دارند و خانهٔ آرزو را بسیلاب فنا در داده اند۔ وظیفهٔ ایشان است این بیت :

دون همت است بنزد یک اهل معرفت

آن کس که از خدایٔ نه خواهد بجز خدایٔ

خیالے نہ کنی کہ باین سخنان گفتن کسی باین جا می رسد ۔ یا از بردن نام شکردہان شیرین می گردد ۔ و این جا خونہا باید خورد و ناف بر زمین باید مالید و دامن کاملی باید گرفت ۔ و خشک لب و تشنہ جگر باید بود ۔ آن زمان ہم معلوم نیست کہ دریچۂ ازان عالم بکشایند یا نہ ۔ رباعی[1] :

صدف بباید و باران و بحر چندین سال
ہنوز نیست معین کہ در شود یا نہ

و دیگری می گوید ۔ بیت[1] :

اسرار حقیقت نہ شود حل بسوال
نی نیز بدر باختن حشمت و مال

تا خون نہ شود دیدۂ و دل پنجہ سال
ہرگز نہ دہند راحت از قال بہ حال

اما بموجب آنکہ گفتہ اند یا مرد باش یا در سایۂ مرد ۔ و اگر دست نیاز بپای پاکبازے در زنی این قدر ہست کہ محروم نہ مانی و امیدواری است کہ افتان و خیزان و سیر گردان سر از جایٔ نہ بری ۔

سی و پنجم[2] : خود را از عیب پاک داشتن ۔ قال اللہ تعالیٰ :

"و ما أبری نفسی ان النفس لا مارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ۔[3]"

پاک نہ می دانم من نفس خود را از بدیہای زیرا کہ نفس ہر آئینہ امر فرمایندہ است ببدی مگر آن کس کہ رحم کردہ باشد اورا پروردگار من کہ او از بدی پاک است ۔ و او از کثرت رحمت بی باک است ۔

---

۱ ۔ نسخے میں کاتب سے غلطی ہوگئی ہے بیت کی جگہ رباعی اور رباعی کی جگہ بیت لکھا ہے ۔
۲ ۔ شمار میں سی و چہارم رہ گیا ہے ۔
۳ ۔ سورۂ یوسف ۱۲ ، آیت ۵۳ ۔

قوله تعالیٰ :

''فلا تزکوآ انفسکم هو اعلم بمن اتقیٰ -''[1]

پاک نه دانید ذاتهای خود را از عیبهای که خدایٔ تعالیٰ دانا تر است بآن کسی که ازو می ترسد - و پرهیزگاری می نماید -

در یکی از کتابهای منزل نوشته اند که تا ملک مرا زوال نه بینی بر دیگری مرو و تا شیطان را مرده نه بینی از فریب او غافل منشین و تا در خود یک سر مو عیب بینی [ص : ۱۹۵] خود را اعتباری منه -

نقل است که یکی از شوریدگان در بازاری فریاد کنان می گذشت و می گفت که کیست که طاعت چهل ساله مرا بمشتی جو بخرد و ازان نانی پزد و پیش سگی اندازد - عارف این سخن بشنید وسیلی بر قفای اوز و گفت - ای بوالفضول پدرت بهشت را چه یک دانه گندم بفروخت تو بر طاعت نا قبول خود چه قیمت نهاده که یک مشت جو می طلبی :

پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت
نا خلف باشم اگر من بجوی نه فروشم

نقل است که یکی از جاهلان از بزرگی سوال کردکه تو بهتری یا سگ گرگین که در راه افتاده - او تامل کرد و گفت - اگر فردایٔ قیامت از صراط آسان گذشتم و در بهشت رسیدم من بهترم وگرنه این سگ بمراتب بهتر از من است - زیرا که از من چیزها خواهند پرسید و ازو نه - و من در معرض خطرم و او نه -

و ازین جا امیر المومنین صدیق اکبر رضی الله عنه می گفت که کاشکی من برگ گیاهی بودم که خشک می شدم و مرا بباد می دادند تا حساب وکتاب آخرت نه بایستی داد - امیر المومنین فاروق رضی الله عنه می گفت که کاشکی من گوسپندی (بودم ؟) که سر مرا می بریدند و گوشت مرا می خوردند

---

۱ - سورة النجم ۵۳ ، آیت ۳۲ -

و خاک می گشتم و از من بازخاست نه می کردند ـ پیغمبر صلی الله علیه وسلم چنین می فرماید یا لیت رب محمد لم یخلق محمداً ـ

نقل از عزیزی پرسیدند که سعادت آدمیان در چه چیز است ـ او گفت ـ در سه چیز است ـ (یکی) بود و خود از دست رفت ـ یکی امید است که نصیب گردد ـ و آن دو که میسر نیست یکی این است که پیدا نه می شدم ـ دوم بعد از پیدا شدن بایستی که در طفلی می مردیم ـ چون هیچ کدام نه شد حالا سعادت درین است که عقل عقیله را از ما بگیرند تا از همه غمها و رنجها فارغ شویم ـ بیت :

و ارهان خویش را که وارسته است
خر وحشی ز نشتر بیطار

سی و ششم : خوشامد را دوست داشتن ـ قوله تعالیٰ :

''لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب ـ و لهم عذاب الیم [۱]''

کسانی که خرسند می شوند بآنچه می کنند از کارهای ناخوش و دوست می دارند که ستوده شوند بآنچه نه کرده انداز کارهای نیک خیال مکن ایشان را که از عذاب [ص : ۱۹۶] رستگاری یافته اند و ایشان را عذابی است درد ناک ـ رباعی :

فردا که معاملان هر فن طلبند
حسن عمل شیخ و برهمن طلبند
آنهاکه دروده جوی نه ستانند
و انها که نه کشته بخرمن طلبند

نقل است که امام اعظم ابوحنیفه کوفی رحمة الله علیه هر شب صد رکعت نماز نفل می گذارد ـ روزی در راهی می گذشت ـ یکی گفت که این

---

۱ ـ سوره آل عمران ۳ ، آیت ۱۸۸ ـ

مرد هر شب چهار صد رکعت می گذارد ـ امام ازان شب باز چهار صد رکعت لازم گرفت ـ روزی دیگر یکی گفت که این مرد هر شب از اول تا آخر درطاعت می گذارد ـ امام از آن روز التزام بیداری تمام شب گرفت ـ ازو پرسیدند که این همه رنج کشیدن برای چیست ـ گفت مردم در حق من گمان نیک می برند ـ اگر من بر خلاف آن باشم در وعید این آیت داخل شوم که بالا گذشت ـ سبحان الله اگر آدمی را پلید گویند بجان می رنجد و با کشتن تیار می باشد و نه می داند که بظاهر هیچ حیوانی بپلیدی آدمی نیست ـ چنانچه در حقیقت چیزی شریف تر و کریم تر ازو هم نیست :

''و لقد کرمنا بنی آدم ـ۱''

چه صورت محسوس مرکب است از خونی که برگ و پوست و استخوان کشیده اند و طراوتی درو نهاده اند ـ که برای آن صد جان بنیم جوی می رود ـ و لیکن اگر این خوبی عارضی بعارضه مبدل شود ـ چنانچه حال نازنینان در تپ یا در وقت فصد دیده باشی ـ پندارم که دیگر گمان خوبی بر بنی آدم تهمت دانی ـ عجب این که جان داران دیگر هرگز دست و رو نه می شویند و مسواک نه می کنند ـ و تو همیشه بطهارت و لطافت می باشی ـ بااین همه اگر یک روز بپاکیزگی ظاهر مقید نه شوی از عمر خود بیزار می گردی ـ و آنها این قدر مکروه نه می نمایند ـ و عجب تر آنکه بعد از مرگ هیچ جانوری بر دل چندان گران و در چشم چندان نا خوش نیست که آدمی ـ پس معلوم شدکه بزرگی او باعتبار حقیقت باطنی نه صورت ظاهری :

''و سر لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ـ ثم رددنه اسفل سافلین ○ ۲''

ازین جا ظاهر می گردد ـ و خلقت او در احسن تقویم باعتبار صفای باطنی که صفت روح است و علت غای از ایجاد است که اول الفکر آخر العمل اوست [ص : ۱۹۷] ورد او اسفل السافلین باعتبار کثافت ظاهری که لازمه

---

۱ - سورهٔ بنی اسرائیل ۱۷ ، آیت ۷۰ -
۲ - سورهٔ والتین ۹۵ ، آیت ۴ - ۵ -

بدن اوست و در وجود او متاخر است از روح - و کلمه ثم دلالت بر آن می کند :

تو بقیمت ورای دو جهانی
چه کنم قدر خود نه می دانی

جهدی بکن که از صورت بمعنی رسی و از کراهیت بنزاهیت انجامی و از اسفل با اعلیٰ پیوندی - و از بستان :

''الا الذین امنوا و عملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون ''[۱]

فواکه و ثمرات غیر مقطوعه بچینی - انگاه از دایرهٔ :

و من نعمرهٔ ننکسه فی الخلق -''[۲]

کسی را (که) عمر دراز دادیم اورا در میان خلق سرنگون ساختیم - بدرآی -
و زبان حال تو این گوید - لمولفه :

این نسخه را که احسن تقویم نام اوست
از نقش کائنات معرا بر آورم
آئینه خدای نما را که دل بود
از زنگ حادثات مجلیٰ بر آورم
دیوار طینتم که ز بالا نگون فتاد
خواهم که از ثریٰ بثریا بر آورم

سی و هفتم : تیغ بر روی مسلمانی کشیدن - قال علیه السلام من اشار الیٰ اخیه بحدیدهٔ فان الملئکة تلعنة حتی یضعها - هر که بسوی بردار خود اشارت بسلاحی بکند ملائکه برو لعنت می کنند تا زمانی که آن را از دست بنهد -

---

۱ - سورهٔ والتین ۹۵ ، آیت ۶ -
۲ - سورهٔ یاسین ۳۶ ، آیت ۶۸ -

سی و ہشتم : سکونت در دارالکفر کردن ـ قال علیہ السلام اذا ابق العبد الی دار الشرک فقد حل دمہ ـ چون بندہ بسوی دارالکفر گریزد خون او مباح است ـ و روایت فقہی این است کہ اگر کافران مسلمان را امیر خود سازند می شاید اہل اسلام را کہ تیر و تفنگ بسوئ ایشان اند ازلد بشرطی کہ نیت کشتن کفار کنند و این وقتی است کہ مسلمانان بحسب ضرورت بر دست ایشان اسیر شدہ باشند ـ اما اگر باختیار خود در دارالحرب رفتہ اند باغی اند مطلق ـ و این تہدید از برائ این است کہ از ہمسایگی دارالحرب بگریزند کہ حکم شرع بر ظاہر است ـ قال علیہ السلام اتقوا من مواضع التہمة ـ از جائے تہمت بپرہیزید ـ

سی و نہم : سوگند بغیر نام خدا خوردن ـ عزیزے گفت درین حیز زمان برہان قسمی حجت نہ می باشد ـ بزرگی دیگر می فرمود کہ گاہی کہ مردم از بدحالی و تنگ دستی شکایت می کردند گمان می بردم کہ شاید راست باشد ـ ہمین کہ سوگندہا و نا پرسیدہ از خدا و رسول و کلام مجید بنیاد می کردند دانستم کہ ہمہ آنہا دروغ [ص : ۱۹۸] بود ـ آری مارگزیدہ از ریسمان ترسیدہ باشد ـ الحق اگر فقہاء پیش را کار بمحتالان و جلابان (؟) زمان می افتاد بفقہی دیگر می نوشتند ـ و مدار بر سوگند نہ می ماندند بلکہ بر بینہ فقط ـ چہ آن زمان دیگر بود کہ مردم دروغ را عیب می دانستند بخلاف حال کہ ہنر شدہ ـ شعر :

ظہر الکذب فی الوریٰ و النفاق
فلیسوق النفاق فیہ النفاق

قال علیہ السلام ـ لا یحلفوا ما بطواغی ولا بابائکم ـ سوگند مخورید ببتان و بنام پدران خویش ـ و طاغوت نام ہر چیزی است کہ غیر خدا آن را پرستند و بزرگ دانند ـ و نیز فرمودہ ـ من حلف بغیر اللہ فقد اشرک ـ ہر کہ سوگند بغیر نام خدا می خورد بتحقیق شرک می آورد ـ کفار سوگند بلات و عزیٰ می خورند و این نہی در شان ایشان واقع شدہ :

دران دلی کہ توئ یاد دیگران کردن
درون کجہ پرستیدن است عزیٰ را

و نیز آن سرور صلی الله علیه وسلم فرموده که هر چند راست گویٔ هم باشد سوگند بسیار بنام خدا نه خورید مگر بقدر ضرورت - چه بمقتضایٔ کریمه :

''و لا تجعلوا الله عرضة لایمانکم -''[1]

خدایٔ را دستاویز سوگندها میارید که نام پاک آن حضرت جل و علا بتقریب اغراض دنیاوی کردن بی ادبی است تمام :

هزار بار بشستم دهان بمشک و گلاب
هنوز نام تو بردن مرا نه می شاید

چهارم : آلات سرود ساختن و فروختن - و این فرع سرود است - و هر گاه که حکم اصل معلوم فرع بطریق اولیٰ - قال علیه السلام - الجرس مزمار الشیطان جرس ساز شیطان است - و بعلت لهو جمیع سازها داخل درین حکم است - و از مزامیر بعضی فقهائی را تجویز کرده اند بطریقی که تشبه بفساق نه شود - و دستک زدن نیز حکم مزامیر دارد و دف زدن در وقت نکاح در حرمت داخل است - و در حدیث آن سرور علیه السلام آمده که اعلنوا النکاح و لو بالدف - نکاح را علانیه بکنید اگرچه بدف باشد - و مراد ازین دف آن است که جلاجل نه دارد - و بعضی می گویند که مراد دہل است بشرطی که میانهٔ او گره دار نه بود که آن را کوبه بگویند و کوبه باتفاق حرام است - و طبل غازیان در جنگ [ص : ۱۹۹] و غیر آن علی الاطلاق مباح است که از آن اسباب شوکت اسلام است والله اعلم -

فصل پنجم : در ذکر بعضی جرائم که منافی مروت است و بعضی دیگر خلاف ادب است - اگرچه بعضی در بعضی داخل است و ضمناً احکام آنها در فصول سابق مندرج - و آن نیز چهل است تقریباً و تقدم و تاخیر منظور نیست ترتیباً -

---

۱ - سورة البقره ۲ ، آیت ۲۲۴ -

اول نام خدای تعالیٰ پامال کردن - قوله تعالیٰ :

"و نبذوه وراء ظهورهم -[۱]"

انداختند این کافران آن کتاب خدای تعالیٰ پس پشتهای خود - و پس پشت انداختن و پائمال ساختن کتاب خدا و نام او ہر دو متساوی است -

حکایت : آورده اند کہ بشر حافی[۲] رحمہ اللہ در اوائل حال قطع طریق می کرد - روزی کاغذی یافتہ کہ نام خدای تعالیٰ در آن نبشتہ بود - بتعظیم برداشت و پاک کرد و بر سر نہاد و بگریست و گفت - کہ این نام کسی است کہ عرش تا فرش و ثریٰ تا ثریا و ملک تا ملکوت بنام او قایم است - ببرکت این و ہمین اعتقاد درجہ از عالم غیب بر و بکشاد و رسید بجای کہ رسید - و ازان باز کفش نہ پوشید و حافی خطاب یافت - رباعی :

من نام ترا برکف خود بنگارم
پس دیده بر آن می نہم و خون بارم
از بسکہ دو دیده در خیالت دارم
بر ہر کہ نظر کنم ترا پندارم

و فقیر بعضی دولت مندان را دیده کہ کاغذ پارہا را جمعی می کردند و بکاغذ گران می دادند و غذای ازان وجہ می ساختند با آنکہ نعمت و ثروت داشتند - و علیٰ هذه القیاس بریدن ہر چند سفید ہم باشد و بال است - و بنظر در آمده کہ قرطاس در بعضی زبانہا از نامہای خدای تعالیٰ است -

دوم : بر مسلمانی تف انداختن - این عمل قوم لوط علیہ السلام است

---

۱ - سورة البقره ۲ ، آیت ۱۰۱ -
۲ - بشر حافی رحمة اللہ علیہ (متوفی ۸۴۱ء) مرو میں پیدا ہوئے ، بغداد میں مقیم رہے ، اہل تقویٰ کی ایک جماعت کے رہنما تھے -

که کافران بر متابعان دین لوط علیه السلام استهزا می کردند - و در معنی تمسخر است بر لوط علیه السلام - قوله تعالی :

"و تاتون فی نادیکم المنکر -[1]"

مخاطب قوم لوط اند باین که شما در مجلس خود افعال زشت می کنید و مسلمانان را می رنجانید - و عقیده ایست که الاستهزاء علی الشریعة کفر - مسخرگی بر شریعت کفر است - چه آن مسخرگی عاید بصاحب شرع است - و روایت فقهی از امام محمد شیبانی است و در نوادر مذکور است [ص : ۲۰۰] که اگر بامری از اوامر الهی یا باسمی از اسمای رسالت پناهی صلوٰة الله علیه هزل کند کافر شود - و همچنان بطریق و اعظان اگر سر بلندی نشیند و دیگران که باطراف او باشند ازوی بر سبیل مزاح مسائل پرسند - و تکیه و بالش و چیزهای دیگر بروی بزنند و بخندند - و همچنین اگر تقلید قاضی بکنند و کفش اورا کفشک گویند - یا بگویند که ما ازین شریعت بجان آمده ایم - که امثال آن در کلمات کفر داخل می شود - و همچنین اگر اهانت عالمی بکنند و در روی او نیز بگیرند - خصوصاً وقتی که همه عالم باشد و هم استاد - مگر آنکه آن عالم از سنت ببدعت و از علم بجهالت و از هدایت بضلالت مایل شده - آن زمان بموجب حدیث نبوی علیه السلام که اذکروا الفاجر بما فیه - یاد کنید فاسق را بآنچه دروی است - مذمت او شاید معقول باشد بشرطی که غرض از مذمت دل سوزی و اهتمام باشد نه غیبت فاشاعة فاحشة -

نقل است که یکی از اولیاء الله را مدت سی سال یا کم و بیش گذشته بود که خون بول می کرد - چون طبیب قارورهٔ اورا دید گفت - جگر این بیمار خون گشته است علاج پذیر نیست - چون ازو سبب حدوث آن علت پرسیدند - گفت - استادی داشتم که دایم الاوقات بتلاوت قرآن مشغول می بود - و هر شبی تا یک ختم در نماز نه می کرد نه می آسود - وقت رحلت ازین عالم بر بالین او رسیدم قرآن از من طلبید - خیال کردم که مگر برای

---

۱ - سورة العنکبوت ۲۹ ، آیت ۲۹ -

شفاعت می طلبد - آن را بر دست گرفت و بر زمین زد بحضور جمع - ازان روز باز مرا این قضیه رویٔ داد :

حکم مستوری و مستی همه بر عاقبت است
کس نه دانست که آخر بچه حالت برود

سیوم : انگشتان دست و پا شکستن - و این نیز از افعال قوم لوط است که در مجلس می کردند - و نیز مخنثان این شیوه دارند - و امارد اکثری باین حرکات مبتلا اند - و رسول علیه السلام فرمود - اتقوا بأبناء الملوک فان الشیطان معهم - بپرهیزید از پسران ملوک که شیطان بایشان است - و ایشان را می در آید و در نظر جلوه می دهد -

و جایٔ دیگر فرموده که ان فیهم شهوة کشهوة [ص : ۲۰۱] النساء - در ایشان شهوت است چون شهوت زنان -

و قوم لوط علیه السلام سه قسم بودند جمعی آنان که از گفتن احوال ایشان شرم می آید - و جمعی بدواعی شهوت ملامسه و معانقه گرفتار بودند - و طایفه بنظر اکتفا کردند - و رسول علیه السلام فرموده که النظرسهم مسموم من سهام ابلیس - نظر تیر زهر آلوده است از تیرهایٔ ابلیس - بیت :

از غیر عشق غض بصر کن که عاقبت
عرض انامل است مکافات ترک عرض

و اگر گوئی که فلان کامل است و مکمل - و فلان سالک سالها بشغف امارد مبتلا بوده در تو نیست - در آن آن مشائخ کبار است که ردای مشیخت در بر و عمامه مقتدایٔ بر سر دارند - و بر تقدیر تسلیم اگر در آن نا مشروعی بظاهر فتح یابی شود تمسک را نه می شاید - ازکجا که آن از قبیل تدریج نیست - و قطع ازان چرا نه تواند بود که ازان ذلت توبه نصوح کرده باشند -

بعزت الله و جلاله که به زعم خود از قران هیچ کسی را درین عصرگمان نه

می برده باشم که چون من درین وادی عمر بسر برده باشد الا ما شاء الله ۔ چه صغر سن تا کبر ہمیشه بعشق صور جمیله مبتلا بوده ام و فرصت پرداختن بکارہای دیگر نه داشته ۔ و اگرچه گاه گاه صفای باطنی فی الجمله و دردی و سوزی و بی قراری در دل پیدا می شد که آن ہمه شعله جوانی بوده و آن ہمه سنت از سن خود باید که کشید که بمقتضای آن ہمین بود ۔ و اگر عشق ربانی می بود بایستی که درین کبر سن نیز روز بروز زیاده می شد ۔ و الحال آن غلغله ولوله جز حسرت و ندامت حاصل نه دارد :

"و هم یحسلون انهم یحسنون ۔[1]"

گویا درشان این بی مایه بود :

بہر گل که کردم سرخ دیده
کنون از ہر مژه خونم چکیده

نه می داند تلافی عمری که دران بیہودگی گذشت حالا چگونه نماید۔ و خاک بر سر چگونه اندازد که نه شعله احرار دارد و نه طاعت اخیار قطعه :

افسوس که وقت کار از دست برفت
ہنگام وصال یار از دست برفت
از بہر یکی دولت نا پائنده
صد دولت پائدار از دست برفت

فی الواقع اگر [ص : ۲۰۲] ابن سقای بغدادی عاشق دختر فرنگی نه می شد از اسلام بنصرانیت چگونه انتقال می کرد ۔ و ہمین طور شیخ صنعان[2] چرا خوک بانی اختیار می نمود :

---

۱ - سورة الکہف ۱۸ ، آیت ۱۰۴ ۔
۲ - شیخ صنعان کا ذکر شیخ فریدالدین عطار نے اپنی کتاب 'منطق الطیر' میں کیا ہے کہ شیخ صنعان ایک نصرانی لڑکی پر عاشق ہو کر مرتد ہو گیا اور خوک بانی کرنے لگا ۔ اس وجہ سے اس کے مریدین اور معتقدین برگشته ہو گئے ۔

از ضرورت بادقینان زندگانی می کنم
شیخ صنعانِ توام زان خوک بانی می کنم

حکایت : روزی شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ روحہ تعریف شیخ اوحدالدین کرمانی[1] روح اللہ روحہ می گذشت و یکی از اہل مجلس گفت کہ او بسیار صاحب کمال است لیکن بعشق صور جمیلہ عجب مبتلا است ۔ دیگری گفتہ ۔ اگرچہ ابن وادی دارد اما کاری نہ می کند ۔ شیخ الشیوخ گفت کاشکہ می کرد و می گذاشت ۔

وہم ازو حکایت می کنند کہ روزی در ہنگامہا می گذشت و نظر بر امارد می انداخت در آن حالت شیخ شمس الدین تبریزی[2] قدس اللہ روحہ رسید و ازو پرسید کہ درین جاہا چہ کار داری ۔ بگفت ۔ نظم :

---

۱ - اوحدالدین کرمانی (متوفی ۸-۲۹۷ء) مشہور صوفی شاعر ہیں اور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے متاثر تھے ۔ دیکھو ''نفحات الانس'' صفحہ ۶۸۴ نمونۂ کلام یہ ہے :

رباعی :

اوحد در دل می زنی تو آخر دل کو
عمریست کہ راہ می روی منزل کو
در دنیی دون بی وفا می گردی
پنجاہ و دو چلہ داشتی حاصل تو

جز نیستی تو نیست ہستی بخدای
ای ہشیاران خوش است مستی بخدای
گر ز آنکہ بتی بحق پرستی روزی
حقا کہ رسی ز بت پرستی بخدای

اسرار حقیقت نہ شود حل بسوال
نی نیز بدر باختن حشمت و مال
تا خون نہ کنی دیدۂ و دل پنجہ سال
ہرگز نہ دہند راحت از مال ، ال

۲ - شمس تبریزی مولانا جلال الدین رومی کے مرشد تھے ۔

چشمهٔ آفتاب می بینم
لیک در طشت آب می بینم

گفت هیهات این چه بی صبری است
راست بین باش این چه کم نظری است

ذات خورشید بر فلک طالع
تو بعکسی چرا شدی قانع

چهارم : انگشت در مقعد کردن و این قسم نیز از اعمال قوم لوط است و داخل در استهزای مسلمانان و حکم وی گذشت ۔

پنجم : موی زہار و بغل گذاشتن ۔ قال علیہ السلام لارهبانیة فی الاسلام در دین اسلام رہبانیت نیست ۔ و راہبان زاہدان نصاریٰ اند و ایشان را کنشتیان نیز می گویند ۔ و رسم ایشان این است کہ ہیچ موی را از بدن دور نہ می کنند چنانچہ طائفہ از جوگیان ہندو کہ مویہای سر ایشان باہم یافتہ و گرد آسودہ و خاکستر بر بدن می مالند و برہنہ می گردند و ہیچ باک و شرمی نہ دارند ۔ و باوجود این ہمہ دعویٰ می کنند کہ آنچہ دانستنی است ما دانستہ ایم و مارا بکسی احتیاج نیست :

"کل حزب بمالدیهم فرحون ۔"[۱]

و جمعی از اہل ہند کہ ہمہ مویہای سر و ریش و زہار را برعکس اول بناخن می کنند و این را واجب [ص : م ۳۰۰] دانستہ اند و این ہمہ ہر دو در شریعت ممنوع است و شق اول افراط است و دویم تفریط ۔ و در کتاب شریعت الاسلام مذکور است کہ ہر کہ بیشتر از چہل روز موی زہار نہ گیرد حلاوت طاعت نہ یابد ۔ و در بعضی کتابہا این را از اسباب فقر اضطراری نوشتہ اند ۔ کہ کاد الفقر سواد الوجہ فی الدارین ۔ ازان خبر می دہد ۔ ہر چند بعضی محققان فقر اختیاری را ہم کفر و سواد وجہ داشتہ اند

---

۱ ۔ سورة المومنون ، آیت ۵۳ ۔

و آن مدح اوست نه ذم - چه سواد وجه عبارت از بی تعینی است در فقر . و ازین جا گفته است - مصرع :

بالا تر از سیاهی زنگی و گر نه باشد

و عزیزی گفته - رباعی :

دیدیم نهال گیتی و اصل جهان
وز علت عار بر گذشتم آسان
آن نور سیه رلانفط بریزدان
زین هر دو گذشتیم نه این ماند نه آن

ششم : ناخن دراز گذاشتن - و این نیز از رهبانیت است و مخالف شعار اسلام است - و در خبر آمده که چون ناخنها دراز می شود بر سر هر ناخن شیطان بنشیند - و اہتمام در گرفتن ناخن در کتب فقهی آن مقدار است که اگر در شب نظر بر آن افتد تاخیر جایز نه دارد - و امام قاضی ابو یوسف[1] را پرسیده اند که از برای ناخن چیدن کدام روز باید اختیار کرد - گفت - هر وقتی که دراز شود و بخاطر رسد - پرسیدند که ہر چند شب ہم باشد - گفت - بلی ! گفتند - دلیلی برین سخن داری - گفت آری این حدیث که الخیر لا یوخر - و این عام است -

و بادشاہی را از بادشاہان عراق شنیدم که چندان وسوسه در گرفتن ناخن داشت که ہر روز بکارد قطع می کرد - و خون از ناخنها روان می شد - و دایم پیچیده می داشت - و این قدر مبالغه ہم نا خوش است -

ہفتم : ختنه نا کردن - و ختنه چون از شعار اسلام است - با طائفه

---

۱ - قاضی ابو یوسف کوفی (متوفی ۷۹۸ء) - تین خلفا یعنی مہدی - ہادی - ہارون‌الرشید کے عہد میں قاضی القضات تھے ان کی مشہور تصنیف "کتاب الخراج" ہے -

ترک آن امام را لازم است که قتال کند و اہتمام دران بمرتبه ایست که اگر در صغرسن کسی را ختنه نه کرده باشند البته در پیری بکنند۔ چنانچه ختنه ابراہیم خلیل الله علیه السلام مشہور است ۔ و لطافت این فعل بمثابه ایست که بعضی از رایان ہند آنکه در جمیع او ضاع مخالف مسلمانان اند اما ختنه می کنند ۔

ہشتم : تراشیدن ریش ۔ چون نگاه داشت ریش از جمله شعار دین است [ص : ۲۰۵] و اہتمام در آن از ہمه شعارہای بیشتر است ۔ و در آن روایت باید دید که در بعضی کتب فقہی نوشته اند ۔ کما یفعله بعض العصاة از آنکه لفظ عصاة است که بعضی از مفتیان ما چین برای خوشامد حکام زمان به تصحیف قضاة خوانده اند ۔ آورده اند که چون مرزا زادگان نهری ریش تراشی شعار ساخته بودند ۔ سلطان حسین مرزا[۱] فرمانها دربن باب نوشته زجر بلیغ فرموده ۔ و نقل آن فرمان دران شاہا موجود است ۔

نہم : موی لب دراز گذاشتن ۔

دہم : ابرو تراشیدن ۔

یاز دہم : مسواک ترک کردن ۔

دوازدہم : مضمضه و استنشاق نا کردن ۔ مضمضه آب در دہن و استنشاق آب در بینی کردن است ۔ و این ہر دو در غسل فرض و در غیر غسل سنت است علیه السلام فرمود که ہر وقتی که جبریل نزد من می آمد مرا امر می کرد مسواک و گفت ۔ کثیر السواک و قلل الماء مسواک بسیار بکن و آب را اندک ساز ۔ و این دو احتمال دارد ۔ یکی آنکه در وقت مسواک خاصة آب کم باید ریخت که در قطع بلغم و تصفیه دہن دخلی تمام دارد ۔ دوم آنکه اندک آب خوردن را عادات باید ساخت که از بسیاری آب خون می افزاید و خواب غالب می شود ۔ و در مفاصل و اعضا سستی

---

۱ ۔ سلطان حسین مرزا (متوفی ۱۵۰۵ء) بابر کا ہم عصر تیموری شہزادہ تھا ۔ خراسان ایران وغیرہ کے علاقے اس کے زیر حکومت تھے ۔

پدید می آید - و در کتب سیر آمده که آخرین حسنه که آن سرور علیه السلام بجای آورده و در آن حالت از عالم رحلت فرمود آن است که مسواک در دست داشته و درکنار بی بی عایشه رضی الله عنها جان پاک بجان آفرین سپرده -

و امیر المومنین علی رضی الله عنه فرمود که سه چیز حافظه را قوت می دهد - روزه داشتن و قرآن خواندن و مسواک بر دوام کردن - و سبب آن این است که بلغم نسیان می آرد - چنانچه در کتب طب مسطور است که زیادتی بلغم از رطوبت است - و علامت رطوبت است که در حواس نقصان شود - و در دانش و شعور فتور رود - و مردم زود سر (سیر ؟) گردد - و سفید موہم از کثرت بلغم است - بیت :

ہست از کم خوری و کم آبی
ذہن ہندوی لطف (نطق؟) اعرابی

و نیز رسول علیه السلام [ص : ۲۰۶] فرموده که لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالمسواک عند کل صلٰوة - اگر بر امت خود دشوار نه می دانستم ایشان را وقت بر نمازے به مسواک امر می کردم -

و جای دیگر فرموده که نمازی که برای او مسواک در وضو کرده شود فضیلت دارد بر نمازی که وضوی آن بے مسواک باشد ہفتاد وجه -

و اہل حقیقت گفته اند که مسواک عبارت است از نفی وجود و آثار دم کلمه اشارت است بآن - و رفع آن لازم است - نظم :

تو مباش اصلا کمال این است و بس
رو بروکم شوکه حال این است و بس

قرب نی بالا و پستی رفتن است
قرب حق از جنس ہستی رستن است

فصل : اصل درین چند شعار مذکور قول خدای عز و جل که :

"و اذا ابتلیٰ ابراهیم ربه بکلمت فاتمهن ـ قال انی جاعلک للناس اماماً ـ[۱]"

یاد کن ای محمد! آن وقتی را که مبتلا ساخت ابراہیم را پروردگار وی بحکمی چند و آن احکام را بتمام بجای آورد ـ و خدای عز و جل بعد ازان اورا بتشریف خاص خطاب فرمود که من ترا پیشوای و مقتدای خلق گردانیدم ـ تا درین احکام تابع تو باشند و این شریعت باشد پیغمبران دیگر را که بعد از تو می آیند ـ او گفت ـ از ذریت من نیز ہر کر لایق باشد امام کردن ـ فرمان آمدکه عهد من به ظالمان نه می رسد ـ یعنی بسیاری از اولاد تو ظالم و فاسق خواہند بود و امامت خواه را لیاقت نه خواہند داشت ـ

و معتزله ہمین آیت را دلیل می سازند بر آن که در امامت خواه امامت کبریٰ باشد چون بادشاہی خواه صغریٰ چون پیش نمازی ، عصمت شرط است ـ و نزد امام ما شرط ہست اصلا بدلیل قال علیه السلام ـ صلوا خلف کل بر و فاجر ـ نماز بگذارید عقب ہر صالح و فاجر زیرا که امامت کبریٰ فرع امامت صغریٰ است ـ پس مراد از ظالمان درین آیت کافران اند ـ و ما در آن ہیچ ہیچ سخن نه داریم چه فرد مطلق ظالم کافر است ـ و مفسران گفته اند که مراد ازین کلمات ده شعار اسلام است ـ و ازان جمله پنج در سر است و پنج در دیگر اعضا ـ آنچه در سر است مسواک مضمضه و استنشاق و ریش گذاشتن و موی لب چیدن و موی سر را [ص : ۲۰۷] فرق کردن تا شانه توان کرد ـ و در شریعت رسول ما صلی الله علیه وسلم مردم در فرق حلق و قصر مخیر اند ـ و آن حضرت اکثر قصری فرموده ـ و گاہی موی مبادکش تا نرمه گوش و گاہی پایان تر وی می بود ـ و امیرالمومنین علی علیه السلام اکثر اوقات حلق می فرمود ـ و امام اعظم ابی حنیفه کوفی رحمة الله علیه ازان روزی که این حدیث شنیدکه زیر ہر موی جنابت است موی سر را تراشیدن التزام ساخت ـ و مکرر می گفت که ہم ازین جهت سر خود را دشمن داشتم ـ اما آن پنج که در تمام اعضاء است چیدن

---

۱ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۱۲۴ ـ

موی بغل و ختنه کردن و چیدن ناخن و موی عانه تراشیدن و بعد از بول و غایط استنجا کردن ۔

و حق سبحانه و تعالیٰ در تعریف اہل صفه که فقرای صحابه و منقطعین و متوکلین علی الله بودند ۔ می فرماید که :

"فیه رجال یحبون ان یتطهروا ۔ والله یحب المطهرین ○"[1]

در آن مسجد یعنی در مسجد قبا[2] مردان اند که دوست می دارند که ہمیشه پاکیزه باشند و خدای تعالیٰ پاکان را دوست می دارد ۔ آورده اند که چون این آیت در شان اہل قبا نازل شد ۔ ز ایشان پرسیدند که شما چگونه طہارت می کنید که بتشریف این چنین مدح از حق تعالیٰ مشرف شده آید ۔ جواب دادند که ما بعد از بول و غایط اول بکلوخی استنجا می کردیم و بعد از آن بآب می شوئیم ۔

نقل است که یکی حسن بصری رضی الله عنه را پرسید که بعضی صحابه رضی الله عنہم را شنیدم که اکتفا از کلوخ در استنجا می کنند بر ما استعمال آب چرا لازم شد ۔ گفت از آن که صحابه رضی الله عنہم پشکی می انداختند و شما سرگین که مقعد از درم شرعی بیشتر ہم آلوده شود ۔

و حضرت رسول علیه السلام فرموده عشرة من الفطرة قرص (قص ؟) الشارب و اعفاء اللحیة و استنشاق الماء قص الاظفار و غسل البراصم و نتق الابط وقطف الاظفار و الاستنجاء و المضمضة و الختان ۔ ده خصلت از شعار اسلام است اول کوتاه ساختن موی بروت ۔ دوم گذاشتن ریش مقدار قبضه ۔ سیوم آب در بینی کردن ۔ چہارم ناخن بریدن ۔ پنجم آب دست یعنی دستہا تا بند دست شستن ۔ ششم موی بغل گرفتن [ص : ۲۰۸] خواه به چیدن خواه بتراشیدن ۔ ہفتم موی زیر ناف گرفتن خواه به تراشیدن خواه به نوره مالیدن ۔ ہشتم استنجا بعد از بول و غایط کردن ۔ نہم آب در دہن کردن دہم ختنه ۔

---

۱ ۔ سورة التوبه ۹ ، آیت ۱۰۸ ۔

۲ ۔ اصحاب صفه مسجد نبوی کے صحن میں ایک چبوترے پر رہتے تھے ۔

و نیز فرمود صلی الله علیه وسلم که خالفوا المشرکین و اعفوا اللحی و قصوا الشوارب ـ مخالفت مشرکان بکنید تا ریشها را درازسبلتها راکم سازید ـ و نیز فرمود من عقد اللحیة و استنجی برجع دابة فان محمداً بریٔ منه ـ هر که ریش خود را بافد و استنجا بسرگین چارپایان یا باستخوان کند پس بدرستی که محمد علیه السلام ازو بیزار است ـ تخصیص این هر سه چیز ازین ره گذر است که پیش ازین روش پادشاهان جاهلیت این بود که ریش را می بافتند و آن را بلعل و مروارید مرصع می ساختند چنانچه از فرعون مشهور است ـ و ذکر استخوان و سرگین از برای این است که چون در قریه نینوی که بنام یونس علیه السلام که قریب بطائف است حضرت رسالت پناهی علیه الف صلواة الٰهی از مکه بتقریب ایذای کفار قریش تشریف فرمود و غیر از ابن مسعود رضی الله عنه کسی دیگر همراه خود نه داشت و بر گرد ابن مسعود رضی الله عنه بانگشت مبارک خود دائره بر زمین کشید تا او نه ترسد ـ و خیل خیل از جماعت جنیان که پیش ازین واقعه یک دو سال رسولی نزد آنحضرت فرستاده بودند بملازمت سید اخیار صلی الله علیه وسلم رسیدند و بشرف دعوت اسلام مشرف گشتند و قرآن شنیدند ـ و در وقت رخصت التماس نمودند که این زمان در غله زراعت آدمیان شرکت داشتیم حالا غذایٔ خود از چه سازیم ـ آن سرور صلی الله علیه وسلم فرمود که استخوان که باقی در سفره می ماند غذایٔ شما و سرگین ستوران غذایٔ مراکب شما باشد ـ و آنها قبول کرده باز گشتند ـ و سوره :

''قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن ـ''[1]

در آن شب نازل گشت ـ و هم ازین جهت خوردن استخوان را بر ما حرام ساخت و فرمود که آن نصیب برادرن شما است که مسلمانان چنین باشند و نهی از استنجا باستخوان فرمود با علاوه آنکه استنجا بآن و سرگین ناقص است [ص : ۲۰۸] و این قصه در کتب سیر بتفصیل مذکور است ـ

سیز دهم : طلا و نقره پوشیدن مردان را ـ قوله تعالی :

---

۱ . سورة الجن ۷۲ ، آیت ۱ ـ

''و لولا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتهم سقفاً من فضة و معارج علیها یظهرون - و لبیوتهم ابواباً و سرراً علیها یتکئون - و زخرفاً -'[1]

اگر مردم ہمہ یک طبقہ و یک جنس نہ می بودند و ترجیح بعضی بر بعضی مخالفت امت لازم نہ می آمد ہر آئینہ سقف خانہا و زینہ پایہا کسانی کہ کفر بخدای مہربان آوردہ اند از طلا و نقرہ زراندودہ می ساختم تا ایشان بالای سقفہا بر می آمدند و خود را بمباہات بمردم می نمودند چہ ایشان چون از نعیم ابدی کہ برای مومنان در آخرت مہیا شدہ است محروم و مایوس آمدند - بایستی کہ بمقتضای رحمت رحمانی درین عالم چند روز استیفای لذت و عشرت می نمودند تا غبطہ ایشان فردای قیامت بر مومنان و فقدان نعمت چنان بیشتر روی می نمود و حسرت افزون می گشت - زیرا کہ کافر درویش کہ ہرگز در دنیا روی فراغت نہ دیدہ باشد فردا بر اغنیا چہ رشک خواہد برد - مصرع :

مرغ آتش خوارہ خود کی شناسد دانہ را

و پیغمبر علیہ السلام فرمود کہ لو لا کان للدنیا عند اللہ منزلة قدر جناح بعوضة ما شرب الکافر شربة منہا - اگر دنیا را نزد خدای تعالیٰ مقدار پر پشہ قدر و قیمت می بود ہر آئینہ کافر را بقدر یک آب نوشیدنی ازان روزی نہ می شد - غایتش چون این تنعم کفار موجب نا امیدی و دل شکستگی مومنان فقیر می شد و بموجب کادالفقران یکون کفراً خلل در ایمان و عبادت ایشان پدید می آمد - حکمت الٰہی این اقتضا کرد کہ ہمہ کافران را متاع دنیا بر وجہ کمال نہ باشد و بعضی درین میان درویش ہم باشند و از دین و دنیا محروم مانند - و اکثری جزای اعمال خیر خود ہم درین جہان یابند تا الدنیا سجن المومن و جنة الکافر درست آید و در جہان از خیرات عاری و از حسنات خالی باشند[2] - [ص : ۲۰۹] پس مہلت دادن ایشان چند روز و افزونی در اموال و فرزندان و حشم و تبار را قبیل تدریج خواہد بود - کریمہ :

---

۱ - سورة الزخرف ۴۳ ، آیت ۳۳-۳۵ -

۲ - مسودہ میں ایک لفظ آبخوردگی کی وجہ سے نہیں پڑھا گیا -

"ایحسبون انما نمدهم به من مال و بنین ـ نسارع لهم فی الخیرات ـ"[1]
آیا گمان بردند ایشان که آنچه در اموال و فرزندان ایشان افزوده ایم ـ حاشا و کلا نه این چنین است بلکه مکری است در حق ایشان ـ
عارف می گوید ـ بیت :

دنیا بمراد خواهی و دین درست
این هر دو نه باشد نه فلک بندهٔ تست

نقل : آورده اند که روزی رسول علیه السلام از حجرهٔ مطهره بر آمد و در یک دست طلا و در دست دیگر ابریشم داشت ـ فرمود هذان محرمان علی ذکور امتی ـ این دو جنس بر مردان امت من حرام است بخلاف زنان که بر ایشان حرام نیست ـ لمولفه :

طالب زر بت پرست است از چه باشد راست کار
چون الف را زر بپهلو می نشیند از زر است
خلعت زر کش اگر داری به بر چندین مناز
زان که کرم پیله را هم خلعت زر در بر است

و عزیزی گفته ـ بیت :

زر که زردی می زند دانی چراست
زر همیشه پیش مردان زرد رو است

چهاردهم : جامه ابریشم پوشیدن ـ

پانزدهم : در ظرف طلا و نقره خوردن و آشامیدن ـ قال علیه السلام ـ لا تلبسوا الحریر و الدیباج و لا تشربوا فی ابنیة الذهب و الفضة ـ ابریشم

---

۱ ـ سورة المومنون ۲۳ ، آیت ۵۵-۵۶ ـ

و دیباج مپوشید و در ظرف طلا و نقره میاشامید و مخورید که این زینت کافران است در دنیا و زینت شما در آخرت خواهد بود -

حکایت : بر سبیل تمثیل - فقیری گرسنه تمام روز در بدر گشته و از هیچ جای چیزی نه یافته و بهر خانه که رفته اورا نشان بخانهٔ دیگر داده وحواله کرده - و یکی اورا بچوبی و دیگری به سنگے زده سر و دست و پایش مجروح گشته - از غایت دل تنگی و نومیدی زیر درختی خواب رفته دید که بادشاهی شده تاج مکلل بر سر و خلعت زردوزی در بر و تخت مرصع زیر پا نهاده و حشم و خدم پیش او استاده و او از دار و گیر و طمطراق بجهان رو داده و صدای چاؤشان و ندای طرقوا ازان بآسمان رفته یکی را می زند و دیگری را می [ص : ۲۱۰] کشد - و یکی را خلعت می دهد و می بخشد و می نوازد - و بآن شوکت و حشمت مغرور است - بیت :

بخوابی دید موشی کو شتر شد
دلش از پری اندام پرشد

ناگاه آفتاب از روزن شاخے برو طلوع کرد و زاغی از گوشه پیخال بر سرو رویٔ و ریش او انداخت تا بیدار شد - و ازان دبدبه باکوبه خود هیچ نه یافت - آن غرور و آن نخوت سروری از سر پرید و همان کاسهٔ سیاه را زیر سر نهاده دید و همان محنت را که زمانی فراموش کرده بود بیاد آورده و آه حسرت از دل برکشید - و اشک ندامت در دیده می گردانید و می گفت که از آن خواب کاشکه هرگز بیدار نه می شدم تا باز این روز بد را نه می دیدم - و بآن دولت بی وفا که در خواب رویٔ نموده بود بزبان حال این زمزمه بنیاد کرد - نظم :

گر بخوابم نمودهٔ دیدار
نه شوم کاش تا ابد بیدار
ور به بیداری آمدی بنظر
خواب بر من حرام باد دیگر

حکایت دیگر : - و برعکس این پادشاهی صاحب دستگاهی عالی شان جهان گیری اقلیم ستانی کد خدایٔ فرمان روایٔ از کاروبار ملک شده بر گوشهٔ تخت خوابش ربود - ناگاه در خواب می بیند که گویا ازان جاه و جلال عظمت و کمال باز مانده و از آن تخت زرین بتختهٔ سنگین افتاده و تاج حشمت و دراج رفعت از سرش رفته و خرقهٔ پشمینه و دلقی کهنه بردوش انداخته گدایٔ می کند و محتاج وار دست پیش از این و آن می کشاید و لقمهٔ نه می یابد که ازان قوت سازد - و سگان در عقبش افتاده و ساق اورا مجروح گردانیده - و فریادکنان بهر طرف که رویٔ می نهد جا نه می یابد - و از بر جایٔ سیلی و قفایٔ می خورد و می نالد و می زارد و فریاد می کند و فریاد رس نه می بیند تا ازان ورطه اورا خلاص دهد و بهر گوشه می خزد ناگاه نوبت زن درگاه نقارهٔ نوبت اورا فروکوفت و صدای آن زمین و زمان را فرو کوفت از غلغله آن کوس بیدار گشت و بر طرف چشم کشاده و اسباب و مراتب پادشاهی همه را بر جا یافت - و شکرانه حق تعالیٰ [ص : ۲۱۱] بجایٔ آورد و ازان خواب شیطانی لاحول فرستاد - نخست از نوبت زن گله کرد که چرا نسبت بروزهایٔ دیگر در نواختن تاخیر کردی - بعد از آن اورا لباس داد و انعام فرمود -

آن گدا را که امروز مردودی است پادشاهی تصور کن که در دنیا خوابی و خیالی بیش نیست - از مقر دولت و مستقر عزلت خویش غریب فتاده و بیکس مانده و مهجور و مایوس گشته نه خوردنی می یابد نه پوشیدنی - و نه بر کام دل خویش روایٔ دارد و نه با جهان و جهانیان آشنایٔ - صد خار حسرت در سینه اش می خلد - چون نقارهٔ:

''یوم ینفخ فی الصور -''[1]

خواهند کوفت و آدمیان ازین خوب غفلت که الناس نیام فاذا ماتوا انتبهو بیدار خواهند شد - همان گدا در مقام قرب و رضوان در روضهٔ جنان خرامان گشته - گاهی این زمزمه خواهد سرود که :

۱- سورة النساء ، آیت ۱۸ -

''الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن ۔ ان ربنا لغفور شکور ۞ [1]''

و گاہی این نغمہ خواہند پرداخت کہ :

''الحمد لله الذی صدقنا وعده و اورثنا الارض ۔ [2]''

و آن پادشاہی کہ امروز خود را در خواب فقیر دیدہ است ۔ در آن جاگدای باشد رسوا صد ہزار رشک بر آن بادشاہی حقیقی اصلی خواہد برد و خواہد گفت :

''یلیتنا اطعنا الله و اطعنا الرسول ۞ [3] یلیتنی کنت ترابا ۞ [4]''

قطعہ :

باش تا گل یابی آنہا را کہ امروز اند خر
باش تا گل بینی اینہا را کہ امروز اند خار
آن عزیزانی کہ این جا گلبنان حضرت اند
تا نہ داری خوار شان از روی نخوت زینہار
گلبنی کاکنون ترا آن ہیزم است از جوردی
باش تا در جلوہ اش آرد دست انصاف بہار

شانزدہم : رنگ معصفر و مزعفر پوشیدن ۔ قال علیہ السلام ان ہذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسها بل اغسلها بل احرقها ۔ صیغہ ہذہ اشارت بجامہ زعفرانی است و آنحضرت صلی الله علیہ وسلم بصاحب ان لباس فرمودہ کہ این جامہ از کسوت کفار است ۔ این را مپوش بلکہ بشوی بلکہ بسوز ۔ و این بناہر مبالغہ است و الا در شرع تضیع مال و اسباب نیامدہ است ۔ و

---

۱ ۔ سورہ فاطر ۳۵ ، آیت ۳۴ ۔
۲ ۔ سورۃ الزمر ۳۹ ، آیت ۷۴ ۔
۳ ۔ سورۃ الاحزاب ۳۳ ، آیت ۶۶ ۔
۴ ۔ سورۃ النبا ۷۸ ، آیت ۴۰ ۔

چون آنحضرت خود صاحب شریعت بود اورا می رسد بلکه مستحسن ازین است که آن را بفروشد ـ و [ص : ۲۱۲] بهایش بمستحقی بدهد ـ و در حدیث دیگر آمده که شخصی دو جامهٔ سرخ پوشیده بر آنحضرت سلام کرد ـ جوابش نه فرمود ـ ازو روی بگردانید ـ و اشارت برین است:

سرخ و زردی که لائق مرد است
اشک گلگون و چهرهٔ زرد است

و در روایت فقهی آمده که کره لبس الثواب المصبوغ بالمعصفرة والزعفران ـ مکروه است پوشیدن جامهٔ که رنگ معصفر و زعفران داشته باشد ـ اما در شمائل ترمذی از روایتی حدیث می آرد که بر رسول علیه السلام (حله) سرخ بود ـ و حله عبارت از چادر است ـ و دیگر می گوید که من آن سرور علیه السلام را دیدم که بروی دو جامهٔ کهن بود برنگ زعفران ـ و آن جامه در حدیث اسمال به لفظ ملیئین واقع شده ـ و اسمال جمعی سمل است بمعنی کهنه ـ و ملیئین بصفر تثنیه ملاو است که نوعی است از جامه ـ برین تقدیر این حدیث فقها منسوخ یا محمول بر پیش از منع دانسته ـ یا تاویلی دیگر می کرده باشند ـ و شافعیه لا باس می دارند ـ این همه ظاهر است ـ و لیکن فقیر از معنی تمام ممالک محروسه شنیده ام که در شهری که پوشیدن حریر سرخ و زرد شایع شده باشد آن جا پوشیدن اینها همه مباح است ـ و او خود هم حریر می پوشید ـ پرسیدم که شاید نظر باین معنی بوده باشد که مجرد حکم سلطان اکراه است ـ گفت ـ نی ـ حکم سلطان هم ـ باز پرسیدم ـ که روایتی درین باب دارید ـ گفت بلی ـ و العهد علیها ـ

هفدهم : شراب کشیدن و شراب فروختن ـ لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الخمر عشرة عاصرها و معصرها و شاربها و حاملها و المحمول الیه و ساقیها و بائعها و آکل ثمنها و المشتری بها و المشتری له ـ لعنت کرده است رسول علیه السلام در باب خمر ده کس را ـ کشنده خمر ـ و شیره سازنده ـ و آشامنده ـ و بردارندهٔ اورا و کسی که برای او برداشته باشد ـ و ساق و فروشنده و خورندهٔ بهای آن را ـ و خرنده و کسی را که از برای او خریده باشند ـ

پژدہم : تاتوره و بنج و افیون و گل و مانند آن خوردن ۔ قوله تعالیٰ :

''و الشجرة الملعونة فی القرآن ۔''[1]

[ص : ۲۱۳] مراد ازین درخت ملعون در قرآن بقول بعضی مفسوین بنج است ۔ و بنج دو نوع است ۔ یکی بنج صغیره که مشهور است و بقولی آن را کنب می گویند و قنب که معرب است ہم می گویند ۔ و آن در ادویه می افتد و دوبم بنج کبیره است که آن را تاتوره می نامند و برگ و بیخ آن ملعون است ۔ و بعضی مراد از بنج بر(لگ ؟) می دارند و بعضی گیاہی دیگر۔ می گویند چون اجوائن خراسانی در عرف ہند ۔ نزد بعضی نوعی از نباتات است که تاثیر آن این است که بهر حالتی که بیخ آن را به گیرند تا وقت کیفیت آن مردم به ہمان حالت می باشند ۔ اگر بگریه گیرند گریان و اگر بخنده گیرند خندان ۔ و سبب در نہی آن این است که بسیار خواب می آرد و بی خود می سازد و فتور در اعضا باز می دہد ۔

و ہر چه در شرع از جنس مبغرات[2] است و خوردن آن ممنوع است یا مسکرات است چون خمر یا مہلک است چون زہر ۔ وگل و افیون و غیر آنها منوم است چون تاتوره[3] و بنج[4] که کرختی می آرد ۔ و جوز بو یا که آن را جوز ترا می گویند نیز از آن قبیل است ۔ اگرچه اشتقاق او از جواز می نماید و در شرح ابن فرشته بر منار[5] که اصول فقه است خوردن بنج را داخل رخصت داشته ۔ و لیکن قید تداوی نموده ۔ و از عبارت ہدایه[6] فقه نیز مثل این مفہوم می شود ۔ و در بعضی فقه شافعی تصریح کرده اند که خوردن افیون و بنج داخل بی مروتی است و مسقط عدالت است ۔ و این

---

۱ سورۂ بنی اسرائیل ، آیت ۶۰ ۔

۲ ۔ وہ مشروبات جن سے پیاس کی تسکین نہیں ہوتی ۔

۳ ۔ عرف عام میں دھتورہ کہتے ہیں ۔

۴ ۔ عرف عام میں بھنگ کہتے ہیں ۔

۵ ۔ حافظ الدین النسفی متوفی ۷۱۰ء کی تصنیف ہے ۔

۶ ۔ فقه کی مشہور کتاب ہے جس کے مصنف برہان الدین المرغینانی الحنفی (متوفی ۱۱۹۶) ہیں ۔

وقتی بوده باشد ـ که افیون لازم نه شده باشد ـ اما بعد از لزوم ظاہر حکم بحرمت آن علی الاطلاق نه توان کرد و درکراہیت او مسامحه باشد بشرطی که مقدار بقدر ضرورت بود و توسعه را کار نه فرمایند ـ واللہ اعلم ـ

و بعضی ستم ظریفان روزگار صاحب وقایه[1] را منسوب بنج کرده می دارند و این عبارت محتمل را ازو می آرند ـ الکف منه واجب ـ فقیر بسیار تفحص کردم لیکن ہیچ جا آن را نه یافتم ـ

و ظریفی گوید :

اره برگ کنب ای نیک باز آن تیز شد

تا نه برد بیخ عقل و شاخ ایمان شما

نوزدہم : باختن نرد و دیگر بازیها ـ قال اللہ تعالیٰ :

''و ذر (ص : ۲۱۳) الذین اتخذوا دینهم لعباً و لهواً ـ''[2]

بگذارید آنان را که دین خود را بازی و بیهودگی گرفته اند ـ و ایشان را در آخرت عذاب عظیم است ـ و حق سبحانه در آیت دیگر زندگی دنیا را نسبت بکسانی که اوقات بما لا یعنی می گذرانند ببازی کودکان تشبیه داده که رستکی از نی ساختند و بر آن سوار شدند ـ و دلهای خود را خوش گذرانیدند ـ و یکی را بپادشاہی برداشتند و فریادها و غلغلها بلند کردند و از ہر دو جانب صف کشیدند و آن را جنگ نامیدند و ولایتها بخش کردند ـ و تمام روز در گرما و سرما و باران گذرانیدند ـ نه غم خوردن و نه آشامیدن داشتند و نه پروای خواب و آسایش ـ چون روز بسر رسید ہر کدام گرسنه و تشنه بخانها باز گشتند مانده وسست ـ و پاہا از دویدن درد

---

۱ ـ وقایه کا پورا نام وقایة الروایة فی مسائل الهدایة ہے ـ اس کے مصنف برہان الدین محمود ابن صدر الشریعت الاول ہیں ـ

۲ ـ سورۃ الانعام ۶ ، آیت ۷۰ متن میں قال علیه السلام غالباً کتابت کی غلطی ہے ـ

کرده سرہا گردیده نہ طاقت رفتار و نہ قوت گفتار - خوار و خستہ عاجز و پریشان و حیران و سرگردان - پختہ سبق فراموش گشتہ و بیم استاد در پیش و جور پدر باقی تا فردا چہ شود :

''انما الحیوۃ الدنیا لعب و لهو زینة و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال و الاولاد الایة ـ[1]''

ازین حالت خبر می دہد بتحقیق صفت حال دنیا بازی و بیہودگی بیش نیست و آرائشی ظاہری است - و نازیدنی است بایک دگر در اموال و اولاد - و بسیار شمردن اسباب اعتبارست و سبکی و سبک روی وکشاکشی با یک دگر و عاقبت آن ہمہ ہیچ در ہیچ - و زمان در زمان و حسرت در حسرت‌است - قطعہ :

این جہان بر مثال مرداریست
کرگسان اند رو ہزار ہزار

این مر اوراہمی زند مخلب
و آن مر این راہمی زند منقار

آخر الامر بر پرند ہمہ
و ز ہمہ باز ماند این مردار

سوارگان آبی دیده باشی کہ لحظہ برباد گشتہ بر روی آب این سو و آن سو دویدند و چون کردند و باہم رسیدند و شکستند و چون وجود و ہمی داشتند آخر بباد فنا رفتند و از ایشان نامی و نشانی نہ مانده و موجودات ہم برین قیاس کن - لمولفہ :

سوارگہای آبی دیده جولان گہ از ہر سو
[ص : ۲۱۵] ازین جاکن قیاس انجم افلاک و دورانش

قال علیہ السلام - من لعب بالنرد شیر فکانما غمش یده فی لحم خنزیر

---

۱ - سورۃ الحدید ۵۷ ، آیت ۲۰ -

و دمه - فرمود هر که بازی کند به نردی که بنوشیروان مضاف است و او اختراع کرده است گویا دست خودرا در گوشت خوک و خون او آلوده (کرده) باشد - و شیر معرب نام نوشیروان است -

و امیر المومنین علی رضی الله عنه را از شطرنج پرسیدند - فرمود - آن قمارعجم است - و دیگری بپرسیده ه- فرمود - هو الباطل - آن از قسم باطل است - و باختن نرد و آنچه قبیل کعبتین است از بازهای دیگر مطلقاً حرام است خواه بشرط خواه بی شرط و مسقط عدالت است بخلاف شطرنج که در محل اختلاف است - و بعضی از مجتهدین بجانب اباحت آن رفته اند - و شافعیه می گویند اگر در بازی شطرنج قمار نه باشد و وقت نماز در باختن آن فوت نه شود - و بایک دیگر کار به نزاع و خصومت و دشنام نه کشد - و برسر کوچه و بازار نه بازند - از برای مشغولی یک دو مرتبه باختن لا باس است - و بعضی شافعیه مطلقاً آن را مباح می دارند چه یک مرتبه و چه ده بشروط مذکور - اما حنفیه اکثر در کتب میان بازی و بازهای دیگر کم فرق می دانند - و این اختلاف در شطرنج صغیر است - و اگر نه کبیره خود مطلقاً حرام است - چه آن جا همه صورتها است - و عمر بیشتر در بیهودگی صرف می شود - و قساوت قلب و فراموشی از یاد خدا آن جا بیشتر از همه است -

منقول است که روزی امیر المومنین علی رضی الله عنه بر جماعت شطرنج بازان گذشت و این کلمه فرمود - لا تجعلوا قلوبکم مقابر الحیوانات - دلهای خودرا گور خانه حیوانات مسازید - و الحق همچنین باید - چه رسول الله صلی الله علیه وسلم می فرماید که ان کان المرء ذهبت ساعة من عمره فی غیر ما خلق له الحرمی ان یطول حسرته - اگر مردی را یک ساعت از عمر او غیر کاری صرف شود که اورا از برای ان کار آفریده اند البته سزاوار است که حسرت او دراز شود و انقطاع نه باید - و جای دیگر فرموده من عمره الله اربعین سنة فقد اعذر علیه - هر کرا خدای عز و جل چهل ساله گردانیده دیگر عذر را ازوی و اگر بدی کند [ص : ۲۱۶] اورا جای عذر خواهی نیست -

ای بقسک بد بخت بی ہنر ! ترا ازین نوشتنیہا بی اثر شرم باد ۔ یاد داری کہ ازان زمانی کہ شعوری پیدا کردی چندان مبتلا باین بازیہا گشتی کہ از ہیچ شغلی کار آمدنی دیگر بیاد نیاوردی ۔ و بسیار این چنین بود کہ از اول شام تا بامداد تمام شب با جمعی از نا اہلان و معطلان در بازیہای گونا گون صرف می کردی ۔ و چند مرتبہ سوگند ہای شدید غلیظ ہم خوردی و برسر آن نہ ایستادی و باز شکستی و حیلہ کنان مانند بد عہدان کفارتہا دادی و حالا کہ عمر تو پنجاہ و چار رسیدہ ہنوز ہم ازین ادا با خجل و ازین کردہا منفعل نہ می شوی و دست از بازیہا باز نہ می دادی ۔ نہ می دانم حیلہ است چیست و فریاد رست کیست ۔ مگر حق جل و علا ترا رہائی بہ نماید و انصاف بدہد کہ بمن خود بسیار توسنی کردہ و ہیچ باتو بس نیامدم ۔ بیت :

بغفلت می گذاری روزگاری
مگر در گور خواہی کرد کاری

بستم : سگ و خوک فروختن ۔ قولہ تعالیٰ :

"لولا ینہٰھم الربانیون و الاحبار عن قولہم الاثم و اکلہم السحت ۔"[1]

چرا منع نہ می کنند عالمان ربانی این کافران نصرانی را از خوردن مال حرام ۔ و سحت بالا مذکور شد کہ عام است و اقسام مال بی وجہ را شامل است ۔ و ازان جملہ مالی است کہ از بہای جانوران خسیس حاصل شود بمثل سگ و خوک و غیر آن ۔ و در حدیث آمدہ کہ ۔ من رنجد (؟) کلبا الا کلبا ماشیة صیدا و زرع ینقص من اجرہ کل یوم قیراط ۔ ہر کہ سگی نگاہ دارد غیر از برائے پاسبانی مواشی یا از برآئے شکار یا از برائے نگہبانی زراعت ۔ ہر روز از ثواب او مقدار درنگی نقصان شود ۔ و نہی عن ثمن الکلب و السنور ۔ منع کرد پیغمبر علیہ السلام از بہای سگ و گربہ ۔

بست و یکم ۔ با ددان انس گرفتن ۔ قال علیہ السلام ۔ لا تصحب

---

۱ - سورة المائدہ ۵ ، آیت ۶۳ ۔

الملئکة رفقة فیه کلب و جرس و نمر و جلد نمر ۔ همراه نه می باشند فرشتگان کاروانے را که دران سگ و جرس و پلنگ و پوست پلنگ است ۔ و نیز آن سرور علیه السلام نهی فرمود از سواری پلنگ و امثال آن ۔ و وجه نهی شاید[ص: ۲۱۷] ازین ره گزر باشد اینها حیوانات موذی اند از شر ایشان ایمن نه توان بود ۔ یا ازین ره گذر است که چون صحبت را تاثیری تمام است شاید که دونی و بدی آنها در آدمی نیز اثر کند ۔ و ازین قبیل است با سگ و گربه الفت گرفتن ۔ و حدیث حب الهرة من الایمان ۔ نزد نقادان حدیث به صحت نه پیوسته ۔ غایتش این قدر هست که چون گربه در مضایق دار می ماند و تحرز ازان متصور نیست و سور آن را صاحب شرع نجس نه داشت ۔ فرموده که الهرة لیست نجس لانها من الطوافین علیکم ۔ و این از جهت عموم بلوی است ۔ و ازین جا از ارباب ذوق و محبت و وجدان فهمیده گفتند . بیت :

دلت بر گربهٔ گر مهربان است
نشان صحت ایمان همان است

بخلاف سگ که از جمله دوان است و اگرچه گفته اند که دو سگ دو خصلت خوب است که یکی از دنها اگر درآدمی باشد اولیا می شود ۔ و ازان جمله حقیقت شکر گذاری منعم و باقی صفات مشهور است ۔ و نظر به این معنی مقتضائی مروت آن است که دامن مهربانی ازین حیوان نه کشند ۔ و حدیث دوست داشتن مجنون سگ کوے لیلیٰ را مشهور است.

شعر :

رأی المجنون فی الصحراء کلباً
فمد علیه بالمعروف ذیلا
فعابوه علیٰ ما جاء منه
فقالوا لم اسلت الکلب میلا

فقال ادعوا لملامة ان عینی
رأته مرة فی دار لیلیٰ[1]

یاد دارم کہ امیر کبیر سلالۃ اولیاء العظام میر ابوالغیث بخاری[2] دہلوی روح اللہ روحہ کہ۔ میر ستودہ سیر۔ تاریخ فوت آن معدن اخلاق حمیدہ و صفات ملکی ملکات است۔ ہرجا سگ گرگین لنگ عاجز را می دید کسی را بر آن می گماشت تا ہر روز از حال او خبردار بودہ نان و گوشت و امثال آن می رسانیدہ باشد۔ تا روزی جامع این اوراق آن نادرۂ روزگار را ازین معنی پرسید۔ فرمود کہ چون ماہم نسبت سگ بدرگاہ آفریدگار خویش تعالیٰ و تقدس داریم۔ شاید کہ بہ این بہانہ او نیز بر ما بہ نظر مہربانی نہ بیند۔ اما ازین جا لازم نہ می آید کہ با خود سگی را ہم کاسہ و ہم نوالہ گردانند کہ سیرت نا حق ما حفاظان است۔

[ص:۲۱۸] خاقانی

بہ گو با میر کالدر پوست سگ داری و جیفہ ہم
سگ از بیرون در گردد و ہم کاسہ مگر دانش۔

نقل: در مقام خواجہ احرار[3] قدس اللہ سرہ العزیز آوردہ اند کہ یکی از خوانین چنگیزیہ چون بر ماوراء النہر دسترس یافت۔ شیخ عمریا غستانی را قدس اللہ روحہ پرسید کہ بہ چہ سبب در دین شما خروس را می خورند و از خوک می پرہیزند۔ جواب داد کہ خوک جانوری است بےغیرت۔ از خوردن گوشت او بےغیرتی در آدمی سرایت می کند۔ و خروس غیرت ناک

۱۔ ترجمہ مجنوں نے جنگل میں ایک کتا دیکھا اور اس پر مہربانی کرتے ہوئے اپنا دامن بڑھایا۔
اس نے جو حرکت کی تھی اس پر اس کو عیب لگایا گیا۔
انھوں نے کہا۔ کہ تو نے کتے کی طرف رغبت کی۔
اس نے کہا کہ ملامت نہ کرو کیونکہ میری آنکھ نے اس کو ایک مرتبہ لیلیٰ کے گھر میں دیکھا تھا۔

۲۔ میر ابوالغیث بخاری کا ذکر بدایونی نے منتخب التواریخ (ص: ۳۲۱ نولکشور ایڈیشن) میں کیا ہے۔ وہاں بھی ان کی تاریخ وفات ''میر ستودہ سیر'' سے نکالی ہے۔ ۹۹۵ھ مطابق ۱۵۸۷ء ہے۔

۳۔ حالات کے لیے دیکھو نفحات الانس ص ۳۶۵

است - ازین سخن خاطر نشان او شد - و در حال فرمود تا منادی در لشکر او گردانیدند - ہیچ کس بعد ازین گوشت خوک را نہ خورد -

نقل است کہ یکی بر پلنگی سوار شده و ماری بجائی تازیانہ در دست گرفتہ می رفت - درویشی دید گفت - ای بوالفضول ازین کہ بر سگی سوار شدی و کرمی بدست آوردی چہ سود - اگر نفس از و مار آرزو رام ساختی کار آن است - رباعی :

تا یک سر موئے از تو ہستی باق است

اندیشہ کار بت پرستی باق است

گفتی بت و زنار شکستم دستم

این بت کہ زہندار پرستی باق است

بست دوم : خود را بزنان مانند ساختن - مثل آنکہ زیور پوشند و معجر بر سر انداختن و دیگر حرکات و سکنات کنند کہ خنوثت و انوثت ازان ظاہر شود۔قال علیہ السلام لعن اللہ المتشبھین بالنساء و المشبہات بالرجال - لعنت خدائے باد برمردانے کہ خود را بزنان و زنانے کہ خود را بہ مردن مشابہ سازند - و این باب وسیع است - و افراد لا یتناہی دارد - غرض آن است کہ از جمیع مواد تشبیہ پرہیز باید کرد - و آن را منظور نہ باید داشت کہ بعضیٔ از بندگان خداے تعالیٰ از سر غلبہ وجد و حال لباس زنان پوشیدہ اند - خدمت ایشان دیگر و روش ایشان دیگر و دانش دیگر است - تا چہ معنی خاص و مصلحتی تمام دران دیدہ باشند -

نقل است کہ حکیم ثنای[1] رحمہ اللہ را نزد پادشاہے تعریف

---

۱ - حکیم سنائی (متوفی ۱۱۳۱ ء) کا نام عبدالمجید تھا - غزنہ کے مشہور صوفی شاعر اور بزرگ تھے ان کی تصانیف میں حدیقۃ الحقائق سب سے زیادہ مشہور ہے - اس میں تصوف کے بہت سے مسائل بیان کیے گئے ہیں -

گردند - اورا [ص : ۱۹۲] میل دیدن حکیم شد و در مجلس خود طلبید - حکیم دستها پس پشت بسته و دستوانه در دست انداخته با کفش بر بساط بادشاہی رفت وہیچ تعظیم و تواضع نه کرد و نا گفته بنشست - بادشاه آن ہیئت او بسیار نا خوش آمد و گفت - من ترا حکیم شنیده آرزوی ملاقات تو کرده بودم - اما اوضاع و اطوار ترا ہمه مخالف حکمت یافتم - اول دستوانه چون پوشیده و دستها پس پشت چرا بستی و بی اذن من کفش پوشیده برین بساط نفیس چون نشستی - گفت جواب از اول آن است که خدا‌ے تعالیٰ مرا بصورت مردان آفریده وتوفیق کار مردان نه داد و زن ہم نیافرید تا یک روبه می شدم - بهضرورت خود را به لباس مخنثان قرار دادم تا ظاہر و باطن یکسان باشد و دست پس پشت برائے آن آمده ام تا به دانی که ہرگز این دست پیش تو بطمع نه خواہم کشاد - و بے ادبانه پائے بر فرش تو برائے آن نهاده ایم تا بدانی که مرد کے بے ادبم و دیگر مرا در صحبت خود نه طلبی و خودرا و مرا رنجه نه گردانی این بگفت و بازگشت - بیت :

مانند زنان در پۓ آرائش خویشم
سر بازی مردان وغا را نه شناسیم
از دل چه کشاید چو درو در نه باشد
و زکعبه چه حاصل چو صفا را نه شناسیم

بیست و سوئم - حیله آموزی - قوله تعالیٰ -

" فضرب بینهم بسور له باب ؕ باطنه فیه الرحمة و ظاہره من قبله العذاب ۝"[۱]

زده شود بحکم خدا‌ے تعالیٰ میان منافقان و مومنان دیواری بزرگ چون باره شهری که مرآن را دری باشد که مومنان بدان در در می آیند و باطن آن سور یعنی داخل آن که مومنان بدان در در آیند رحمت بود زیرا که جانب آن بهشت است - و ظاہر آن سور که خارج است از جانب منافقان

---

۱ - سورة الحدید ۵۷، آیت ۱۳

عذاب است زیرا که بجانب دوزخ است ۔ و بعضی علما این آیت درشان حیله گران صرف کرده اند ۔

چون حیله دو نوع است ۔ یکی محمود دیگری مذموم ۔ محمود آنکه در آن ابطال حق کسی نه بود مانند حیله اسقاط استبرا یا حیلهٔ اسقاط شفعه ۔ و کتاب حیل خصاف[1] و رفعه مشهور است ۔ و ماخذ این نوع حیلهٔ فعل ایوب [ص: ۲۲۰] علیه السلام است که بحکم خداے تعالیٰ صد خس را یک جا کرده و زوجهٔ خود را بدان جاروب زد و سوگند تازیانه را از خود دفع نمود ۔ و خداے تعالیٰ ازان خبرداد که فاضرب به و لا تحنث[2] زن خود را به این جاروب بزن و حانث مشو ۔

و ازین قبیل است حیلهٔ خلیل علیه السلام که در وقت دعوت بسوئے بت پرستی با قوم خود گفت ۔ انی سقیم[3] من بیمارم ۔

و حیله مذموم آنکه برائے اسقاط حج یا اسقاط زکوٰة کنند ۔ چنانچه شمه از آن بالا گذشت ۔ و حق سبحانه جزائے این حیله گران به این طور خواهد داد که بملایکه فرماید تا ایشان را در صندوقهائے آهنین اندازند و مسیں اندازند و در دوزخ سر دهند و فریاد بر دارند که ما را چرا می سوزید ۔ جواب آید که شما را نه می سوزیم بلکه صندوقها می سوزیم ۔ و این آتش بیرون صندوقها را گرم می کند و به اندرون آنها کاری نه دارد ۔ چنانچه شما در دنیا حیله می کردید و حق بندگان ضایع می ساختید ۔ مانیز با شما حیله می کنیم و شما را ضایع می سازیم ۔ قوله تعالیٰ :

و مکروا و مکر الله و الله خیر الماکرین ○[4]

و بد آنکه تا هر چه کنی یابی و هر چه بکاری بدروی ۔ بیت از مذهب :

مذهب دهقان خوش است ای مولوی
مذهب دهقان چه باشد هر چه کاری بد روی ۔

---

۱ ۔ امام احمد ابن عمر (متوفی ۸۷۴ھ) خلیفہ مہتدی کے لیے ''کتاب الخراج'' لکھی ان کی کتاب ''الحیل'' بہت مشہور ہے ۔

۲ ۔ سورۃ ص ۳۸ ، آیت ۴۴ ۔

۳ ۔ سورۃ الصفت ۳۷ ، آیت ۸۸ ۔

۴ ۔ سورہ آل عمران ۳ ، آیت ۵۴ ۔

بست و چهارم : شبہا بطریق عیاران گشتن ۔ قال الله تعالیٰ ۔ و لباس التقویٰ ذلک خیرا[1] لباس تقویٰ شما را بہتر است از لباسہائے دیگر ۔ و نیز فرمود صلی الله علیہ وسلم کہ اتقوا من مواضع التهم ۔ از جاہائے تہمت بہ پرہیزید ۔

بدآن کہ آدمی را ظاہری و باطنی است و چنانچہ بہ باطن بہ اہل صدق و صلاح و سدد و عاف بودن لازم است ۔ و کریمہ کونوا مع الصادقین[2] ازآن خبر می دہد ۔ ہمچنان بظاہر نیز در لباس ایشان بودن و حذر از تشبہ بہ اہل فسق و فجور نمودن از ضروریات دینی است ۔ و بسیاری ہمچنان شدہ است کہ پارسایان در صحبت قطاع الطریق ہر چند بطریق ضرورت ہم بودہ کشتہ و غارت گشتہ اند ۔ و مسئلہ فقہی است کہ اگر مسلمانان در دار الکفر [ص : ۲۲۱] رفتہ و کافران جماعت ایشان را در جنگ وقایہ خود ساختہ باشند لشکر اہل اسلام را می رسد کہ بہ اسلحہ بہ زنند بہ دل نیت قتال بہ اہل حرب دارند نہ کشتن مسلمانان ۔ چنانکہ گذشت ۔

حکایت : علامہ دوانی از امیر سید صفی الدین رنجی ۔ و سید مذکور بہ یک واسطہ از شیخ برہان موصلی رحمہم الله علیہم نقل می کند کہ گفت ۔ سالی از مصر قصد حج کردیم ۔ روزی ماری بزرگ سر راہ ما گرفتہ و جوانے شجاعی خوش منظری از قافلہ بر آمد آن را دو پارہ کرد و گرد بادی بر خاست ۔ و می دیدیم کہ آن جوان را گویا کشان کشان می بردند و اہل قافلہ از سوار و پیادہ برائے استخلاص او سعی بسیار نمود ۔ و بہ او نہ توانستند رسید ۔ بہ ضرورت ازان جا روان شدیم و از حسرت آن جوان محزون بودیم ۔ تا آخر ہمان روز باز آمد ۔ بارنگ و روئے زرد و لاغر ۔ صورت حال ازو پرسیدیم ۔ گفت ۔ تا آن زمانے کہ تند باد برآمد و مرا ربود ۔ شما دیدہ باشید ۔ بعد ازان در چشم من عالمی دیگر نمود ۔ و خلقی انبوہے از جنیان پدید ارشد و بمن آویختند ۔ و یکی از آنہا آہستہ مرا تعلیم کرد کہ اینہا را بمحکمہ قاضی بخوان ۔ گفتم کہ بمن تعرض می رسانید

۱۔ سورۃ الاعراف ۷، آیت ۲۶ ۔(متن میں قال علیہ السلام سہو کتابت ہے) ۔
۲۔ سورۃ التوبہ ۹ ، آیت ۱۱۹ ۔

تا بخانه قاضی رفتیم و مدعیان مرافعه کردند - یکی گفت که این شخص پدر مرا و دیگری دعویٰ کرد که پسر مرا و برادر مرا کشته است - ہمچنین دیگری و دیگر - من گفتم - ایہا القاضی حاش للہ - ما جماعت قصد بیت الحرام داشتیم - ماری سر راہ ما گرفت - من آن را کشتم و غیر ازین گناہی نہ دارم - بعد از تحقیق حال قاضی با اہل مجلس گفت - روزی کہ در بطن النخل کہ نام وادی است در طایف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را ملازمت کردیم و ایمان باو آوردیم - یاد دارید کہ می فرمود - من تزی بزی غیرہ ثم قتل فلادیة و لا قصاص - ہر کہ لباس بیگانہ غیر جنس خود بپوشد و دران لباس کشتہ شود بر قاتل نہ دیت نہ قصاص -

وکاتب این اوراق در سن نہ صد و شصت و شش این حدیث را ہنگام تحصیل علم در دارالخلافہ [ص : ۲۲۲] از استاد خود عالم ربانی ملکی صفات حقانی حاجی الحرمین الشریفین مولانای[۱] مرزای[۱] سمرقندی[۱] علیہ الرحمة شنیدہ ام و اجازت یافتم و ایشان بشش واسطہ استاد[۲] داشتند و فقیر بہفت واسطہ - و مقدار آنکہ در سن نہہ صد و نود و نہہ کہ در بلدہ لاہور این عجالہ را می نوشتم از شیخ امام عامل و فاضل کامل شیخ یعقوب[۳] مفسر محدث المشہور بصرفی کشمیری سلم اللہ و ابقاہ استماع افتاد کہ می گفت یکی از اکابر علمای[۱] گجرات کہ تلمذ پیش او نمودہ ام - در علم حدیث یگانہ زمانہ بود و در تقویٰ و ورع نشانہ - محض از برای[۱] اسناد این حدیث - علم دعوت و تسخیر جن را بریاضات و مجاہدات شاق بدست آورد - و بعد از مرور ایام و کرور اعوام بادشاہ جنیان را باخیل وحشم استدعا نمود و ازو التماس آن قاضی جنیان کرد کہ راوی این حدیث بود و عبدالحی نام داشت - و قاضی مذکور را از صحبت آن فقیہ و تحقیق نام پرسید و بیک واسطہ از حضرت رسالت پناہ علیہ الف صلواة اللہ روایت آن را درست کرد - و شیخ مذکور

---

۱ - حالات کے لیے دیکھو منتخب التواریخ صفحہ ۱۲۹ -
۲ - یعنی چھ واسطوں سے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے شاگرد تھے - اس کا ذکر منتخب التواریخ میں ہے -
۳ - حالات کے لیے دیکھو منتخب التواریخ صفحہ ۳۲۷ -

که سند عالی بدو واسطه داشت فقیر را نیز اجازت فرمود تا سه واسطه ازآن حضرت صلی الله علیه وسلم درست کردم ۔ و الحمد لله علی ذلک ۔

بیست و پنجم : سرود از زن بیگانه شنیدن ۔ قوله تعالیٰ :

''و من الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ۔[۱]''

بعضی از مردم کسی است که حدیث بیهوده می خرد تا مردم را از بی دانشی خود از راه خدا گمراه سازد ۔ و این آیت بقول بعضی مفسران در شان جماعت نازل شده که سرود می گفتند ۔ و مراد از سرود این جا غنا و الحانی است که مشتمل بر فحش و ذکر جماع و سایر محظورات باشد ۔ و شنیدن این چنین لحن از هر کس که باشد در شرع ممنوع است ۔ و از زن بیگانه و امرد ممنوع تر خصوصاً وقتی که جوان باشد و خانه خالی بود ۔ آن زمان خود نعوذ بالله منها ۔ و بقول بعضی دیگوان این آیت در حق کسانی که افسانهای اذربیجان و عزیزان می شنیدند و می خریدند ۔ و در معرکها خواندند و زرهای بسیار درین وادی خرج می کردند ۔ [ص:۲۲۳] چنانچه گذشت ۔

سوال : در حدیث صحیح آمده که روز عید رسول صلی الله علیه وسلم در حجرۂ بی عایشه رضی الله عنها از دو مغنیه سرود می شنید ۔ و هم در آن وقت صدیق رضی الله عنه رسید و گفت ۔ چه نیکوست ای رسول خدای بازی شما ۔ فرمود که ای ابوبکر امروز هر قوم را عید است و عید ما این است ۔ و این جا اباحت شنیدن سرود از زنان جوان بیگانه مفهوم می شود ۔

جواب گویم که نزد فقها این حدیث یا منسوخ است یا محمول است برین که از جمله خصائص آن حضرت صلی الله علیه وسلم بوده باشد ۔ و مسئله فقهی است که هر کس که سرود پیش مردم علانیه گوید یا بشنود عدل نیست ۔ مگر آنکه در خانه خود تنها برای دفع وحشت بگوید و از کنیزک

---

[۱] سوره لقمٰن ۳۱ ، آیت ۶ ۔

خود یا از محرم دیگر شنود ـ و استماع غنا از امرد نیز ہمین حکم دارد و خطر کلی دران متصور است ـ و گفته اند :

خوبیٔ رویٔ خوبی آواز
می برد ہر یکی بتنہا دل
چون شود جمعی ہر دو در یک تن
کار صاحب دلان شود مشکل

حکایت : در زمان تالیف این رسالہ ببلدۂ لاہور فقیری حسین نام کہ کسب جامہ بافی داشت ترک کاروبار خود کردہ درمیان فقرا می بود ـ و با یکی متمولان درویش دوست آمد و رفت داشت ـ اتفاقاً در خانۂ آن مال دار کنیزکے سرود گوئے زیبا جمالے بود ـ و گاہے گاہے صاحبش آن فقیر را درون خانہ می برد ـ و آن پردگی را می گفت تا پیش او چیزی بگوید ـ روزی جاریہ سرودی بہ آواز خوش بنیاد کرد و درویش را وجد شد و حال ورزید تا از بالائے خانہ بلند بیفتاد و جان بجانان داد ـ صاحب شرع خود این ادا را نہ می پسندد و عند اللہ چگونہ باشد ـ نظم :

سرود و عاشقی چون شد بہم یار
معاذ اللہ بہ رسوائی کشد کار
سرود و عاشقی و می پرستی
سبب شد ہر سہ چیز از بہر مستی

بست و ششم ـ سلاح بدست کافران فروختن ـ و این معنی سبب اعانت ظالمان و کافران است ـ و موجب تقویت ایشان و فتور در اہل اسلام و این حرام است و گناہ ـ قولہ تعالیٰ

''و اعدوا لهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيل ترهبون (ص : ۳۲۳) به عدو الله و عدوكم[۱] ''

۱- سورۃ الانفال ۸، آیت ۶۰

مہیا دارید برائے جہاد کافران آن قدر کہ بتوانید از آلات حرب واسپان کہ بترسانید بہ آن اسباب بحمل دشمنان خدا را کہ کافران انسی و جنی باشند و دشمنان خود را نیز کہ کافران انسی و جنی اند ۔

و آوردہ اند کہ سلاح با خود داشتن موجب نفرت جنین است و ایشان از آلات حرب چنان می گریزند کہ آدمیان ۔ پس ہر گاہ کہ اسلحہ باعث رعب اعدائے دین و دنیا باشد و بخشیدن آن بہ کافران و قطاع الطریق و دیگر مفسدان خلاف وضع است و عصیان و طغیان و بر حکام اسلام است کہ تیر و کمان و تفنگ و دیگر یراق بگزارند تا سوداگران در کفرستان بردہ بفروشند ۔

بیست و ہفتم : ماجرای زن بمردم گفتن ۔ قولہ تعالیٰ :

''و کیف تاخذونہ و قد افضیٰ بعضکم الیٰ بعض و اخذن منکم میثاقاً غلیظاً ۔''[1]

چگونہ باز می گیرید آنچہ بزنان خویش از مہر و انعام دادہ اید و حال آنکہ بعضی از شما ببعضی از ایشان رسیدہ و خطے و تمتعی گرفتہ ۔ و این کنایت از جماع است ۔ و ایشان از شما در اوقات خلوت یا در زمان نکاح عہود موکد گرفتہ اند تا بی وفائی نہ کنید و راز ایشان با کسی نہ گوئید و پردۂ ایشان بپوشید و بی موجب آزار ایشان را نہ دہید ۔

پس ماجرا کہ میان مرد و زن گزرد اظہار آن موجب افشاء و اطلاع بیگانہ بر عیبہا و باعث خندہ و استہزائی و شماتت اعدا است ۔ رسول علیہ السلام فرمود کہ بدترین مردم نزد خدائی تعالیٰ در روز قیامت از روی مرتبہ مردی است کہ با زن خود خلوت کند ۔ بعد ازآن سر آن فاش گرداند و قبائح و نضائح[2] اورا باز گوید ۔ و اگر عوطر عجلانی[3] رضی اللہ عنہ

---

۱ ۔ سورۃ النساء ۴ ، آیت ۲۱ ۔
۲ ۔ نضائح سے زیادہ مناسب فضائح ہے ۔ بہر حال مخطوطہ میں صاف طور پر نضائح ہے ۔
۳ ۔ متن میں عوطر ہے عویمر ابن اشقر الانصاری البدری ہے ۔ تہذیب التہذیب جلد ۸ صفحہ ۱۷۵ پر ہے کہ موطا میں قعنبی کی روایت میں لعان کے سلسلے میں ان کا نام لیا گیا ہے مگر وہاں العجلانی ہے اور یہ مازنی ہیں ۔

سر زن خودرا آشکارا نہ می کرد آیت لعان یعنی لعنت ہر یک دیگر گفتن چگونہ فرود می آید و این قصہ تا قام قیامة چگونہ ضرب المثل می شد۔

و آن قصہ بدین گونہ است کہ عویمر کہ یکی از اصحاب است رضی اللہ عنہم بخدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت کہ یا رسول اللہ اگر این زن خود مردی بیگانہ را بیند چہ حال دارد و چہ کند۔ اگر اورا می کشد بقصاص می رسد وگر نہ بی غیرتی است ۔ فرمود در حق تو وہم خواہر تو آیت نازل شدہ است ۔ برو اورا بیار عویمر ۔ [ص : ۲۲۵] زن خودرا بیاورد و چہار مرتبہ گواہی بر خیانت او بر سر جمعی داد و مرتبہ پنجم گفت کہ درین گواہی اگر عویمر دروغ گو باشد لعنت خدای تعالی برو و خاموش گشت ۔ انگاہ زن او نیز چہار مرتبہ بر دروغ گوئی شوہر خود گواہی داد و مرتبہ پنجم گفت کہ اگر عویمر شوہر او از راست گویان باشد غضب خدای عز و جل بر آن زن باد ۔ و ازین جہت حد دشنام زنا از ہر دو ساقط گشت ۔ و رسول علیہ السلام حکم بجدای ہر دو فرمود ۔ و ہمچنین ہلال ابن امیہ زن خود را بحضور حضرت علیہ السلام متہم بشریک نام شخصی کرد ۔ رسول علیہ السلام فرمود کہ چون گواہ بر زنای او نہ داری می فرمایم تا در پشت تو درہ بزنند ۔ گفت یا رسول اللہ ! یکی از ما با زن خود مردی بیگانہ بہ بیند بازدران وقت گواہان را نیز طلب کردہ باشد ۔ فرمود ۔ بلی ۔ یا گواہ بیارد یا تازیانہ بخورد ۔ ہلال گفت ۔ سوگند بخدای تعالی کہ ترا براستی بر خلق فرستادہ است کہ من درین دعوی راست گویم و امید وارم کہ آیتی فرود آید تا پشت مرا از خوردن تازیانہ فارغ گرداند ۔ دران اثنا مہتر جبرئیل علیہ السلام فرود آمد و آیت لعان کہ :

"والذین یرمون ازواجہم ولم یکن لہم شہدآء الا انفسہم فشہادۃ احدہم اربع شہدات باللہ انہ لمن الصدقین ۔ و الخامسۃ ان لعنت اللہ علیہ ان کان من الکذبین ۔ ویدرؤا عنہا العذاب ان تشہد اربع شہدات باللہ انہ لمن الکذبین ۔ و الخامسۃ ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصدقین ۔"[۱]

---

۱ ۔ سورۃ النور ۲۴ ، آیت ۶ تا ۹ ۔

خوانده - و ہلال چہار مرتبہ بر خیانت زوجہ خود گواہی داد و لعان کرد - و رسول علیہ السلام فرمود کہ خدا می داند بر دوی شما یکی خود البتہ دروغ گوی است - و عذاب دنیا آسان تر است از عذاب آخرت - آیا تواند بود کہ یک کدام از شما توبہ بکند و راست بگوید تا این شبہ رفع گردد - و درین اثنا زن ہلال برخاست و چہار مرتبہ بدورغ گوئی ہلال گواہی داد و مرتبہ پنجم کہ لعان بایستی کرد توقف نمود و راوی گوید ما ہمہ خیال کردیم کہ مگر او از گفتن دروغ پشیمان شدہ است - و حد قذف را بر خود لازم ساختہ - درین ہنگام آن زن باز پس رفت و اندیشہ مند گشت - و گمان ما زیادہ شد کہ ظاہرا از گفتہ خود رجوع خواہد کرد - ناگاہ بخود سخن می گفت کہ نی نی روز دیگر قوم من [ص : ۲۲۶]

رسوا می شوند و لعان گفت - و در آن حالت او حاملہ بود رسول علیہ السلام فرمود این زن را نگاہ دارید تازمانی کہ حمل بنہد - و بہ بینید کہ او اگر فرزندی بیارد شہلا چشم و سرینہاش سیر گوشت و ساقہای او پر بود بدالید کہ آن فرزند از شریک است - آخر ہمچنان کہ رسول علیہ السلام فرمودہ بود شد - و بعد از چندگاہ آن فرزندی زاد مشابہ شریک - و رسول علیہ السلام فرمود اگر خدای تعالیٰ در کتاب قدیم امضا نہ می یافت کہ عبارت این است از تاخیر حد زنا در حق زنان حاملہ مرا بلین زن کاری بود و اورا بحد می رسانیدم -

مخفی نہ ماند کہ ازین جا چنان ظاہر می شود کہ واقعہ ہلال پیش از واقعہ عویمر بودہ باشد - رضی اللہ عنہما - و آیت لعان اولاً در شان ہلال نازل شدہ - واللہ اعلم -

فصل : چنانچہ مردان را ماجرای زن گفتن ممنوع است ہمچنان زن را نیز حرام است کہ عیب شوہر خودرا بگوید و افشای راز او بکند کہ مدار زوجیت بر محرمیت و نگاہ داشت اسرار است و نظام و قوام عالم بآن واسطہ مربوط است - و امر درین باب آن است کہ :

"فامساک بمعروف او تسریح باحسان -"[1]

---

۱ - سورۃ البقرہ ۲ ، آیت ۲۲۹ -

یا نگاه داشت زنان است بمعاش پسندیده یا گذاشتن ایشان است بنیکوکاری - و شق ثالث موجب نا فرمانی است و ناسازگاری است - و رسول علیه السلام فرموده که حبب الی من دنیا کم الطیب و النساء و جعلت قرة عینی فی الصلواة از دنیای شما دو چیز محبوب من است خوشبوی و زنان - و روشنی چشم مرا در نماز نهاده اند - و این حدیث را بعبارتی دیگر نیز بر می آرند که مجموع محبوبات سه باشند - اما باین عبارت که مذکور شد محدثان نقاد تصحیح نموده اند - و درین جا اسراری است که ذکر آن در اوراق لائق نیست - و شمه از لطایف آن حدیث در شان زنان است - و میل آن حضرت صلی الله علیه وسلم بسوی ایشان در کتاب فصوص[1] بیان کرده شده است - و بعد از تامل دران معلوم می توان [ص : ۲۲۷] کرد که آدم علیه السلام باغوای حوا و لغزش داؤد علیه السلام بتکذیب زن اوریا و طلبیدن سلیمان علیه السلام بلقیس را بواسطه آصف بن برخیا چه بود - قطعه :

سخنم شد بلند می ترسم
که مرا خیری از دهان بجهد
ره نوردی بیان قوی تند است
ترسم از دست من عنان بجهد

بیست و هشتم : بستن شارع عام - قال علیه السلام من ضیق منزلا او قطع طریقاً فلا جهاد له - هر که منزلی را بر کسی تنگ کند یعنی پارهٔ از زمین همسایه به نا حق به گیرد یا راهے بزند یا را که گذر عامه در آن باشد بر بندد او را جهاد نیست - و از ثواب کامل این طاعت بزرگ بر تقدیر وقوع آن محروم ماند و امثال این نفی که در تهدیدات واقع می شود بر نفی کمال است نه آن که مطلقاً اجر راے طاعت و عبادت نه یابد - چنانچه لا دین لمن لا دیانة له و لا صلوٰة الا بحضور القلب - و این نظایر نا معدود و

---

۱ - محی الدین ابن العربی کی مشہور کتاب فصوص الحکم ہے -

نامحصور است ـ و بسیار از بطالان عاطل را دیده ام که چون ایشان را از سبب ترک نماز پرسیده اند جواب داده اند که دل ما حضور نه دارد وبے جمعیت خاطر نماز درست نیست ـ و بعضی را چنان یافته ایم که در تحریمهٔ با مداد چندان وسوسه داشته که امام و قوم فارغ شده اند ـ آن بیچاره در پۓ تحصیل حضور دل هنوز بگفتن تکبیر اول در مانده بود تا آنکه آفتاب بر آمده و نماز هائے دیگر هم برین قیاس است ـ

نقل است که پیر مردی را در وضو و نماز بسیار وسوسه داشت هر بار تحریمه می بست و می شکست ـ سبب آن را ازو پرسید جواب داد ـ می خواهم که دو رکعت بحضور دل بگذارم تاشایسته درگاه خداوندی باشد ـ پیر گفت ـ نادان ! تو کجا و دعوی تو کجا و نماز تو چه باشد که طمع قبول ازو داشته باشی ـ در دل همین است می گوید که خداوندا دو رکعت نماز فراخور ریش و بروت خود نه لائق درگاه کبریا و جبروت تو ـ چنانچه آید باید و شاید می گذارم و سری بر زمین نیاز می نهم خواه قبول کنی خواه نے بنده را با بندگی کار است ـ

و حکایت آن عابد بنی اسرائیل و رقم کرد کشیدن بر طاعت هفتاد ساله و جواب گفتن او مشهور است ـ

[ص : ۲۲۸] **حکایت :** دو کس بیک دیگر صحبت گرم داشتند ـ وقت نماز رسید ـ و یکی از ایشان برخاست ـ دیگرے گفت ـ کجا می روی ـ جواب داد که برایٔ نماز می روم تو هم مرافقت نمایٔ ـ گفت ـ این چنین نمازها را گزارده گرفتم ـ بعد از فراغ جواب داد که اینکه گزارده گرفتم الحق تصحیح نیست ـ و کسب جمعیت را جانی باید کند و خونی باید خورد ـ تا بعد از مشقت شدید در مدت مدید بدست آید یا نیاید ـ بالفعل قدے افتان و خیزان باید در راه نهاد و در سپها با صالحان شریک باید بود ـ و از نا اهلان و ابلهان احتراز واجب شمرد ـ گر نویسی قلمی می تراشی ـ چنانکه گفته اند ـ بیت :

قبول صحبت نیکان اگر نهٔ باری
یکی بکوش ز هم صحبتان بد بگریز

بیست و نهم : بخانهٔ مردم بی اذن در آمدن - قوله تعالیٰ :

''ولا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتیٰ تستأذنوا و تسلموا علیٰ اهلها -[۱]''

بخانهایٔ مردم تا اذن در آمدن نه گیرند و بر ایشان سلام نه کنید در میائید - پیغمبر صلی الله علیه وسلم فرمود هر که بر خانه کسی مطلع شده پرده او بدرد و در او نظر ندارد بی آنکه اذن از صاحب خانه بگیرد مستوجب خدا می شود و اورا نمی رسد که این کار بکند و اگر دران حالت اہل آن بیت چشم بیننده را به سنگے یا کلوخی بر کند عذر است و من بران جراحت رساد ہیچ سرزنش نمیکنم -

نقل است که امیر المومنین عمر رضی الله عنه شبی برایٔ حراست در کوچهایٔ مدینه علیٰ ساکنها الصلواة و التحیة سیر می کرد - و از درون خانه آواز مستان شنید - خودرا از بالایٔ دیواری درون حویلی انداخت تا احتساب فرماید - صاحب خانه گفت - باش یا امیر المومنین ! اگر ما یک گناه کرده ایم تو سه گناه کردهٔ - اول آنکه حق تعالیٰ می فرماید :

''ولا تدخلوا بیوتاً -[۲]'' آخر آیت -

و توبی اذن در آمدهٔ - و دویم قوله تعالیٰ :

''و اتوا البیوت من ابوابها -[۳]''

بخانهایٔ مردم از در درآیند و از بالایٔ دیوار در نیایند و تو از راه دیوار آمدهٔ - سیوم آنکه :

''ولا تجسسوا -[٤]''

تجسس نه کنید و تو جاسوسی کردهٔ - و این ہر سه امر ممنوع و نا مشروع است - امیر المومنین عمر رضی الله عنه اورا تحسین نموده عذر خواست - و خودرا ملامت کرد - قطعه :

ای غزالی گریزم از یاری
که اگر بد کنم نکو گوید

---

۱ - سورة النور ۲۳ ، آیت ۲٦ -
۲ - سورة النور ۲۳ ، آیت ۲۷ -
۳ - سورة البقره ۲ ، آیت ۱۸۹ -
٤ - سورة الحجرات ٤۹ ، آیت ۱۲ -

من و آن ساده دل که[ص:۲۲۹]عیبی را
همچو آئینه رو برو گوید

سی ام : ضابطهای بد نهادن ـ و این عام تر است از آن که خواه سهات دینی باشد خواه در امور دنیوی که داخل در ایذای خلق و ضرر عباد است و باعث فتنه و فساد و تخریب بلاد است ـ قوله تعالیٰ :

"اُولٰئک الذین هدی الله فبهدٰهم اقتده ـ[۱]"

اشارت بپیغمبران گذشته و خطاب بپیغمبر ماست علیه و علیهم السلام می فرماید که آن انبیا جماعت اند که بتوفیق خدا راه راست یافته اند بشریعت ایشان اقتدا بکن ـ

و هرگاه که آن سرور علیه السلام را باتباع سنت رسل سابق امر فرماید دیگران هم برین قیاس مامور اند بروش سلف و خلف ـ چه مقرر است که بموجب الفضل للمتقدم حسن ظن در گزشتنیها بیشتر است نسبت باهل زمان خود ـ و رسول علیه السلام فرمود که هر که خواهد که درکاری و سیرتی پیرو کسی باشد که پیروی شخصی کند که از عالم در گزشته ـ چه آن که زنده است از فتنه او ایمن نه توان بود ـ راوی این حدیث می گوید که ازان که گزشته اند مراد اصحاب محمد اند صلی الله علیه وسلم و رضی الله عنهم اجمعین ـ و راه راست راه این اصفیا است و باقی دیگر منسوب به هوس و هوا است ـ

فصل : عروج و زوال امت ـ کاروبار دین را در سر هر چند قرنی و سالی عروجی است و نزولی و لهذا ملت یک پیغبر می باشد که با هزار سال باقی بود ـ چنانچه از بعضی تفاسیر مستفاد می گردد ـ و دین عیسیٰ علیه السلام نیز و شریعت از جهت کثرت و تحریف و تصحیف در انجیل بصر رفت اصلی نه مانده است ـ و همچنین بشرائع دیگر ـ و هر چند زمان قریب بعهد رسول علیه السلام بود رونقی و راحتی دیگر داشت ـ و

---

۱ ـ سورة الانعام ۶ ، آیت ۹۰ ـ

این زمان که ہزار سال ازان عہد گزشتہ باشد لازم است که دین روی در نقصان دہد - چنانچہ از بسیاری اختلاف علما و جدل و خلاف ایشان و وفور حیل و گریزی ارباب دخل کار بجای که رسیدنی بود رسید - و دیدیم آنچہ بایستنی دید - و این نسبت در ہمہ جا در ہمہ دیار و بلاد نشان می دہند - و تقوی و صلاح خود گویا در عہد اسمی است مسمیٰ یا نامی است موہوم از معا و ہم ازین جہت پیغامبر علیہ السلام [ص : ۲۳۰] فرمود که دین ابتدای حال غریب بود که آشکارا شد - در آخر زمان باز غریب خواہد شد - پس خوشی باد غریبان را :

رحم اللہ یا معاشر الماضین
که بمردی جہان سپردندی
راحت غیر را زغایت رحم
راحت خویشتن شمردندی
آن کسان چونکہ زندہ می نشوند
کاش این ناکسان بمردندی

نقل است که شخصی استفتا بمہر اکابر حرمین شریفین درست کرد - مضمونش این که با این حدیث که آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود که من بیش از ہزار سال در خاک نہ خواہم آسود - و آن حدیث دیگر که مدت بقای آدمیان ہفت ہزار سال است و آدم علیہ السلام در سر ہزار سال اول مخلوق گشتہ و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در سر ہفتم ہزار سال مبعوث شدہ بود - صحیح است یا نہ - و شیخ جلال سیوطی[1] بعد از تامل بسیار

---

۱ - جلال الدین سیوطی (متوفی ۱۵۰۵ء) قاہرہ میں پیدا ہوئے آٹھ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا - علوم مروجہ مثلاً تفسیر - حدیث - فقہ - لغت - نحو - معانی بیان وغیرہ میں کمال حاصل کیے - بہت سے ممالک کا سفر کیا جن میں حجاز، شام، یمن اور ہندوستان قابل ذکر ہیں - ان کی تصانیف پانچ سو بتائی گئی ہے جن میں طبقات الحفاظ اور طبقات المفسرین سر فہرست ہیں -

مابین قبول و انکار بر صحت این حدیث با آنکه از قبیل احاد است بلکه ضعیف معترف نموده - و مدت بقای ایام این امت را بدلایل تا ہزار و سی صد ثابت گردانیده - و بعد ازان فرمود ، که چون علامت کبریٰ مثل خروج عیسیٰ و مہدی و طلوع آفتاب از جانب مغرب بتمام ظاہر شوند - انگاه نفخ صور اول واقع شود و بعد از پانصد سال درست صور ثانی بدمد و حشر و نشر و قیامت قائم گردد و رساله درین باب نوشته اند - واللہ اعلم -

و راقم این سطور تجاوزاً عنه و عن اسلافه و اخلافه در رسالهٔ که منسوب بقدوهٔ ارباب شہود و قبله القائلین بوحدة الوجود شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ تعالیٰ روحه - سطری چند بعبارت عربی یافته و مضمون آن را درین عجاله بفارسی ترجمه نموده شد - شیخ رضی اللہ عنه می فرماید - در بعضی مشاہدات خود معاینه کردم و روزی بطواف خانه کعبه مشغول بودم - جماعت را دیدم که طواف می کردند - و من ایشان را نه می شناسم - و دو بیتی خواندند - ازان جمله یک بیت از یاد من فراموش شد و دیگری بخاطر من ماند و این است :

لقد طفنا کما طفتم سنینا
بهذا البیت طراً اجمعینا

پس ماہم سالهای [ص : ۲۳۱] بسیار طواف این خانه کرده ایم چنانچه شما حالا طواف می کنید - انگاه یکی از آن طائفه سوی من دید و گفت - من از جمله پدران توام - پرسیدم چند سال است که تو ازین عالم وفات یافتهٔ - گفت چهل و چند ہزار سال - باز گفتم - خلقت آدم علیه السلام را خود این قدر مدت ہست - چه آفرینش او ہنوز ہفت ہزار سال درست نه گزشته است - گفت ازین آدم می گوئی که در نزدیکی شما گذشته و بر سر این ہفت ہزار سال پیدا شده بود - شیخ رحمه اللہ می گوید - من نگاه آن سخن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم را یادکردم که فرمود - خدای عز و جل صد ہزار آدم پیدا کرده است و باوجود این دنیا حادث است و از فنای او چاره نیست - کلام شیخ رضی اللہ عنه تمام شد -

و جای[1] دیگر می آرد که در قبه هرمان[1] که عمارتی است عالی در مصر این عبارت نوشته یافته الد ـ که تم بناء الهرمان و النسر الطائر فی السرطان ـ تمام شد بناء هرمان و نسرطائر در سرطان بود ـ و نسرطائر حالا در جدی[2] است ـ پس بربن تقدیر مدت بنای او دوازده هزار سال و سی (سه؟) صد و چند باشد اگر دورهٔ اول فرض کنم ـ اضعاف بر مضاعفه باشد اگر ادوار متعدده تقدیر نمایند ـ چه نسر طائر در هر برجی یک هزار و شش صد سال تقریباً می ماند و این جا اسرار دیگر است که مقام بیان آن و افهام اعلان آن را بر نه می تابد ـ امنت بالله کما هو باسمائه و صفاته و قبلت جمیع احکامه ـ لا اله الا الله محمد رسول الله ـ لمولفه :

منجم طالعی عالم حمل گوید نه می دانم
که در وقت آفرینش خود حمل کی بود میزانش

کشایدکارت از سنت نه از منطق نه از حکمت
که تازی از عرب خیزد مجو از گنج دگرانش

سخن در فصل متقدمین بود ـ رسول علیه السلام فرموده که بهترین قرنها قرن من است ـ پس قرنی که بعد ازان است ـ پس تر قرنی که متصل از آن است ـ بعد گذشتهٔ این سه قرن دروغ شائع شود ـ و قرن اول عبارت از صحابه است و دوم تابعین و سیوم تبع تابعین ـ

سوال که در حدیث دیگر آن سرور صلی الله علیه وسلم فرموده که حال امت من مانند باران است و معلوم نه می شود که اول باران خوب است یا آخر ـ لهذا جنگها و فتنهای عظیم در زمان صحابه و تابعین و دیگر

---

۱ ـ ہرمان کی جمع اہرام ہے ـ مصر قدیم بادشاہوں کے مدفن ہیں ـ اور ان میں سب سے بلند ساڑھے چار سو فٹ سے زیادہ اونچا ہے ـ

۲ ـ نجومیوں نے کرۂ فلک کو بارہ برجوں میں تقسیم کیا ہے اس میں سرطان چوتھا اور جدی دسواں ہے ـ نسر طائر ایک ستارے کا نام ہے ـ

قرون [ص : ۲۳۲] شده ـ و یزید[1] شقی و حجاج[2] ظالم در دو قرن اول بودند که هیچ ظالمی و بدبختی پر آسمون نشان نه می تواند و در آخر زمان امید خروج مهدی و نزول عیسیٰ و ظهور عدل در جهانیان متحقق است ـ پس من جمیع الوجوه متقدمان را چگونه فضل باشد ـ

جواب ـ گویم که حضرت رسول علیه السلام و صحبت صحابه و تابعین و تبع تابعین را رضی الله عنهم اجمعین بجهت قرب عهد و وحی و قوت اسلام و نزول قرآن بترتیب شرفیت که قرون دیگر را نیست ـ و بعد ازان چون خلاف شایع و بدعت و هوا آشکارا گشت ـ مذہبہای فاسد و عقیدہای رکیک و کاسد درمیان آمد و حق از میان کران رفت ـ و از نهایت تعصب کار است بتفاخر و تقابل کشید ـ چنانچه می بینم ـ و جنگہای که صحابه رضی الله عنهم داشتند همه محامل و تاویلات نموده اند ـ و محاربات و منازعات ایشان هیچ مانع رواج اسلام و رونق دین نه شد ـ و عالم از علمہای مجتہدین و زہاد متبرعین و اصحاب حالات و ارباب کشف و کرامات مملو و مشحون بود ـ بر خیریت قرون اولیٰ دلیل وافی است و برہان شافی که از برای ہدایت و ارشاد ایشان هیچ حاجت نزول عیسیٰ و مہدی نه بود ـ چه احتیاج به وجود رہ باین دو ہادی دین و مجد شریعت خیر النبیین علیه السلام نه شد مگر نزد قیام قیامت که جور و ظلم تمام روی زمین را گرفته خواہد بود بحمد الله و حسن توفیقه متاخرین را این دولت کافی و این سعادت تمام است که باوجود آن که عهد بعید از زمان وحی گزشته و معجزات و کرامات و خوارق عادات منقطع شده ہنوز ایمان بغیب می آرند

---

۱ ـ یزید ابن معاویه (متوفی ۶۸۳ء) اموی خاندان کا دوسرا خلیفہ تھا اس کے عہد میں واقعہ کربلا پیش آیا ـ

۲ ـ الحجاج ابن یوسف (متوفی ۷۱۸ء) طائف میں پیدا ہوا ـ عبدالملک ابن مروان نے اس کو حجاز اور بعد میں عراق کا والی مقرر کیا ـ یہ ایک ظالم حکمران تہا جس نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کرایا کعبہ مکرمہ پر سنگ باری کے لیے بد نام ہے محمد ابن قاسم جو اس کا داماد تھا اسی کے حکم سے بر صغیر میں آیا اور سندھ کو فتح کیا ـ

و بر دین راسخ و ثابت و بر عقیدهٔ اسلام صادق و واثق اند - از این فضل خیر است و لیکن سخن در فضل کلی دایم و مشهور است که ددون سلف بهتر از صالحان خلف اند -

حکایت : می گویند که در ایام سالفه و قرون سابقه وقتی قطاع الطریق قافله را غارت کردند و کاروانیان را دست و گردن بسته گفتند - درین حال مارا قدرت است که تمامی شما را بقتل [ص : ۲۳۳] رسانیم و با این همه کار اگر بجان امان دهیم اموال شما را که گرفته ایم بما می دهید - گفتند - منت بجان دارید اگر مارا خلاص می سازید بر چه در ملک ماست بشما داده ایم - راهزنان گفتند چون است که پارهٔ خرج راه تا بمنزل خود توانید رسید - جواب دادند که غایت لطف و احسان است - بعد از زمانی پرسیدند که از جمله امتعه و اقمشه که فروختند چه قدر سود گردید و چه قدر سرمایه داشتند - حساب کرده گفتند - که چنین و چندین سرمایه و سود بود - گفتند خوش زر سود خودرا بما وا گذارید و سرمایه را بگیرید و بدانید که درین تجارت هیچ نفعی بما نه رسید - همه با زبان تشکر و ثنا کشادند و خواستند که رجوع بدیار خود نمایند - باز غارت گران گفتند که تمسک زری که بشما گرفته ام نوشته می دهم که نزد ما قرض است - همچنان کردند - بعد از چند گاه قطاع الطریق آن قرض را بصاحبانش واپس فرستادند - این حال اشرار آن زمان بود تا اخیار چه باشند - مصرع :

ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا

و مردم زمانه حال که اگر کسی را ببدی متعرض نه شوند از خوبی و لطافت ذاتی ایشان است :

چشم نیکی ز که داریم بعهدی که درو
گر کسی بد نه کند غایت احسان باشد

سی و یکم :از زدن زیر دستان - و این وقت است که بی قصد تادیب غرض تهذیب ایشان باشد و بی موجب ایشان را ایذا رساند - قال علیه السلام - الصلوٰة و ما ملکت ایمانکم - نماز بردارید و بندگان خودرا

میازارید ـ و در عبارت این حدیث تقدیر کلمه اتقوا ـ و الزموا ـ و مانند آن است یعنی لازم گیرید نماز و ملک یمین را ـ باین معنی که حق ایشان نیکو بجا آرید ـ و نیز فرموده هرگز مملوک خودرا بآنچه دروی نه باشد متهم سازد و دشنام دهد او سزاوار حد تعزیر است ـ مگر آنکه آنچه می گوید درو باشد آن زمان ابراء ذمه می شود ـ راوی حدیث می گوید که در مرض موت زمانی که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر کنارهٔ بی‌بی عایشه صدیقه رضی الله عنها بود ـ حدیث اول فرمود ـ الصلواة و ما ملکت ایمانکم باشد ـ و آخرین وصایای آن سرور علیه السلام [ص : ۳۳۴] همین بود ـ و انصاف آن است که آنچه خود خورند زیر دستان را به خورانند ـ و بی تقریب ایشان را زنند ـ و اگر گناهی از ایشان صادر شود بخشند ـ بهر چیزی اندک گرفت و گیر نه کنند و خدمتهای دشوار نه فرمایند ـ چنانچه اهل و عیال خود تعلیم احکام اسلام نمایند ـ ایشان را نیز تعلیم فرمایند ـ و آن چنان معاش پسندیده و سلوک برگزیده کنند که موجب نفرت ایشان نه شود ـ و در کتب اخلاق نوشته اند که مرد بوضعی باید که اگر در مجلس رود مهابت او در دل مردم باشد و استخفاف نه ورزد ـ و اگر بخانه در آید با اهل بیت چنان تازه رویٔ و خوش خویٔ باشد که هیچ وحشتی و دهشتی ازو در دل ایشان نه ماند ـ و رسول علیه السلام چون در خانه می آمد اهل بیت مطهره را در کارها یاری می داد و جاروب می کرد ـ و جامهٔ پاره می دوخت ـ و طعام با ایشان طبخ می نمود و در جمیع مونت معونت می فرمود ـ و نیز زیر دستان شخص بمنزله اعضا و جوارح اویند و حکم اجزایٔ بدن دارند ـ و امر تمدن بی ایشان صورت نه بندد ـ پس اگر بهر تقصیری جفا و ایذایٔ ایشان روا دارند گویا در قطع اعضا و تفریق اجزایٔ خود سعی نموده باشند ـ و چون نیکو نظر می کنم اکثر خدم و رعایا را از تقصیرات و خلاف مرضیات خالی نه می یابم ـ اگر همه عمر مصروف احوال ایشان سازیم و بهر حرکتی و سکوتی و حیلتی و مرکوز طبیعی ایشان است و دل خودرا مشوش و عیش را منغض گردانیدیم ـ و سبک روی را کار فرمائیم ـ از صفایٔ وقت نقد زندگی محروم می مانیم و چندان کج خلقی و بی اعتدالی لازم می آید که از حیات بیزار باید شد ـ و یکی می گفت

که اگر کسی را نا ہمواری و جان کاہی چاکران و نوکران باعث بر ترک نوکری نه شد ـ دیگری ہرگز دنیا از دست او نه می آید که او خودرا بر جفا محنت روزگار قرار دادۀ خورسندگی [ص : ۲۳۵] اختیار نموده است ـ بنابرین مقدمات مسامحه و مساہله در معاملات با جمیع خلق خدا خصوصاً با حشم و خدم خواہی و نه خواہی لازم باید دانست وگرنه ہمان سخن است :

گر با ہمه کس بهر خلاف که رود
گر کار زکار شوی دراز کاری داری

نقل است از امام زین العابدین[1] رضی الله عنه که روزی خادمی طبق شوربای[2] گرم بر سر ایشان ریخت ـ امام معصوم بجانب او تیز نگریست او گفت :

''و الکاظمین الغیظ ـ''

فرمود خشم فرو خوردم ـ گفت ـ :

''والعافین عن الناس ـ''

فرمود عفوت کردم ـ او باز خواند :

''والله یحب المحسنین ـ''

فرمود آزادت خواستم رحمة الله علیه ـ

نقل است ـ روزی امام ہشتم[3] یعنی امام قبله اہل صفای علی ابن

---

۱ ـ امام حسین کے صاحبزادے اور اثناعشری گروه کے چوتھے امام تھے آپ کی پیدائش ۶۵۹ء میں ہوئی اور وفات ۷۱۳ء میں ہوئی ـ
۲ ـ سورۂ آل عمران ۳ ، آیت ۱۳۴ ـ
۳ ـ امام علی الرضا ابن امام موسیٰ کاظم کا سال ولادت ۷۶۵ء ہے اور سال وفات ۸۱۸ء ہے ـ خلیفه مامون الرشید نے اپنی لڑکی سے شادی کر کے ان کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا ـ لیکن ان کی وفات اس کی زندگی میں ہو گئی ـ

موسی الرضا رضی الله عنه چون ماه در برج آبی در حمام جا کرده بود ـ یک بار ترکمانی بی خبر سر زده در آمد و امام را که رنگ اندام مبارکش سبز فام بود ـ غلامی خیال کرده خدمت فرمود ـ و امام بهرچه او امر می کرد قیام داشت ـ بجا می آورد و بطل آب بر وی می ریخت و دلاکی می نمود ـ و بعد از فراغ چون حشم و خدم امام رسیدند ـ ترک آن شوکت و عظمت دید و زبان بعذر خواهی کشاد و استغفار می نمود ـ امام جواب دادند ترا هیچ گناهی نیست ـ نسبت این سزای آن است که داهی سیاه بگیرد و ازو فرزندی پیدا کند ـ بر آئینه خلق عظیم جز در اهل بیت طیبین طاہرین جائے دیگر کجا توان یافت ـ و اگر فی الجمله هست از پرتو محبت و صدق و اخلاص باین خاندان نه توانسیت ـ

سی و دوم رنجانیدن همسایه ـ قوله تعالیٰ ـ

و الجار ذی القربی و الجار الجنب و الصاحب بالجنب و ابن السبیل و ما ملکت ایمانکم[۱]

حق تعالیٰ امر فرماید که بر غایت حقوق این چند کس اول ایشان همسایه است خصوصاً همسایه که قرابت قریبه دارد ـ بعد ازان همسایه نزدیک که قرب حق جواز دارد و پس آن که رفیق هم سفر و مصاحب در حضر باشد و غریب و مهمان بود و دیگر خدمت گاران و زیردستان علی العموم و الخصوص که بعبارت نصوص ادائے حقوق و رعایت احوال ایشان حسب الاستطاعت از جمله معظمات [ص : ۲۳۶] طاعت است ـ چون آدمی از دو حال خالی نیست یا سفر یا حضر ـ اگر در سفر است الرفیق ثم الطریق ـ وارد شده ـ اگر در حضراست الجارثم الدار ـ پس در حال صحبت نیکان وراستان اختیار نمودن لازم است ـ و صحبت متصور نیست تا آنکه رعایت ادب و حفظ مراسم و لوازم آن نه نمایند ـ و رسول علیه السلام فرمود که مسلمان نیست آن که همسایه از مکر و خیانت او ایمن نه باشد ـ

در بعضی کتب اخلاق بنظر آمده حکایت می گویند که صالحے مقداری

۱- سورة النساء ، آیت ۳۶

زر از کسب حلال خود بنیت حج اندوختہ نگاہ داشتہ بود ۔ روزی طفل او بخانۂ ہمسایہ رفت و دید کہ نشستہ زن و مرد باہم طعام می خورند ۔ ازان جا کہ عادت طفلان است خواست کہ با اوشان شریک شود ۔ او را نہ گذاشتند ۔ گریہ کنان نزد مادر و پدر شکایت برد ۔ آن صالح بہ ہمسایہ گفت کہ در دین اسلام روا باشد کہ طفل گرسنہ بہ خانہ شما بیاید و لقمۂ ہم از طعام خود برائے او نہ پسندند ۔ او تغافل نمود و جواب نہ داد گفت ۔ چرا جواب ما نہ می دہی ۔ بعد الحاح بسیار جواب داد کہ آن طعام بر ما حلال بود و بر شما حرام ۔ سایل را حیرت افزود ۔ پرسید کہ سبحان اللہ یک طعام چگونہ بر ما حرام و بر شما حلال باشد ۔ گفت ۔ از برائے آنکہ برما سہ فاقہ گذشتہ بود و حالت مخمصہ داشتیم و از جہت ضرورت گوشت مرداری پختہ می خوردیم ۔ و بر عیال و اطفال تو روا نہ داشتم ۔ آن زردار گریہ بسیار کرد و گفت ۔ ہنوز حج بر من فرض نہ شدہ است ۔ بہتر ازین ایں است کہ این ذخیرہ را بہ این ہمسایہ بدہم تا سد رمق او و عیال او شود ۔ پنہانی آن زر را بخانۂ او فرستاد ۔ و حاجیانے کہ در آن سال از حج باز گشتند آن صاحب خیر را در وطن دیدہ تعجب می کردند و می گفتند کہ ما ترا امسال در عرفات دیدہ ایم ۔ پیشتر از ما چگونہ رسیدی ۔

چون حق سبحانہ و تعالیٰ اندک پذیر و بسیار بخش است اگر امثال شخصی را دو جا نماید از قدرت او چہ عجب ۔ و این قضیہ و امثال آن محال نیست ۔ و ہمہ در حیز امکان است ۔ و ہر چہ ممکن است قریب الوقوع است ۔ و مخبر صادق بہ مثل آن [ص : ۲۳۷] خبر دادہ است ۔ عالم مثال برزخی است میان عالم غیب و شہادت کہ این است ۔ و محققان راسخ در علم و ارباب کشف و ذوق و وجدان بوجود آن قایل ۔

نقل است کہ در ماہ رمضان المبارک چند از مریدان حضرت خواجہ نقشبند[1] را ۔ قطعہ :

---

۱ ۔ خواجہ بہاء الدین نقشبندی محمد البخاری (متوفی ۱۳۸۹ء) حالات کے لیے دیکھو ''نفحات الانس'' صفحہ ۳۲۹ ۔

تاج بها بر سر دین او نهاد
فضل هوا از در دین او کشاد
سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر ببخارا زدند

قدس الله روحہ استدعا نموده اند و ایشان را ہمہ جا حاضر یافتہ اند :

چہ بشنوی اہل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا این جاست

سی و سیوم : قولہ تعالیٰ[1] زنہاری راکشتن ـ قولہ تعالیٰ :

''و ان احد من المشرکین استجارک فاجره حتی یسمع کلام الله ثم ابلغہ مامنہ ـ''[2]

ای محمد ! اگر یکی از مشرکان دارالحرب از تو امان طلبد تو اورا امان ده تا آنکہ کلام خدایٔ تعالیٰ و دعوت اسلام بشنود پس ازان ورا بجایٔ گاه رسان ـ و این ذمیمہ در حقیقت عذر و مکر است ـ و رسول علیہ السلام فرمود ـ ہر کہ سوگندی را بکشد ہرگز بوی بہشت نہ یابد ـ و جایٔ دیگر فرمود (ہرکہ) بر امت من تیغ بکشد تا ہر نیک و بد را کہ بیابد بقتل آرد و از ہیچ مومنی باک نہ دارد و باہم عہد خویش وفا نہ کند نہ او از من است و نہ من ازویم ـ

نقل است ـ شبی کہ فردایٔ آن فتح مکہ مبارک خواہد شد عم خیر الناس امیر المومنین حضرت عباس رضی الله عنہ را نسبت قرابت و حمیت و عصبیت قریش باعث آن شد کہ بتقریب حراست لشکر ظفر اثر آن سرور صلی الله علیہ وسلم بعدد الحجر و الشجر و الجن و البشر از منزل بیرون آمد ـ و از رسول علیہ السلام رخصت گرفتہ بود تا ہر کرا او امان

---

۱ ـ قولہ تعالیٰ کا لفظ غالباً کتابت کی غلطی ہے ـ
۲ ـ سورة التوبہ ۹ ، آیت ٦ ـ

دہد یا در سرای ابو سفیان در آید یا پناه بحرم محرم برد یا سلاح اندازد یا بشرف اسلام پیش از فتح و غلبه مشرف گردد او در امان باشد ۔ و از برای رساندن این مژده فرصت می جست تا کسی از اہل مکه یابد و این پیغام بایشان فرستد ۔ چون قدری راه رفت ابو سفیان[1] را در آن تاریکی شناخت که از بہر جاسوسی لشکر اسلام و تخمیناً قیاس عدد آن برآمده [ص : ۲۳۸] بود ۔ بعد از ملاقات یک دیگر عباس رضی الله عنه باو گفت که و یحک یا اباسفیان ! اگر ہمین زمان ہمراه من در ملازمت پیغمبر علیه السلام رفته اسلام آشکارا نه کنی و کلمه طیب نه گوی فردا پگاه ننگ و ناموس قریش را بباد می دہی و چندین خونہا ہمه درگردن تو خواہد بود ۔ او بنابر ضرورت بعد از رد و بدل بسیار این مصلحت قبول کرد ۔ و بر اشتر خاصه پیغمبر علیه السلام ردیف او گشت ۔ امیر المومنین عمر رضی الله عنه که با جمعی کثیر مسلح و مکمل گرد آتشی نشسته پاسبانی می کرد که ناگاه گزشتند ۔ و عمر رضی الله عنه که بابی سفیان بسیار و عداوت داشت پرسید که این اشتر خود خاصه رسول عرب و عجم صلی الله علیه وسلم است که عم او بران خوار است ۔ اما نه می دانم که ردیف او کیست ۔ امیر المومنین عباس[2] رضی الله عنه گفت ۔ منم که حلیف خود بامان می برم و تعمیه کرد ۔ و بتعمیه تمام بسرعت گزشت ۔ امیر المومنین عمر رضی الله عنه بفراست دریافت یا بآواز شناخت که ثانی ابو سفیان بود ۔ و شمشیر برہنه کرده از عقب دوید ۔ و آن ہر دو خودرا در خیمه رسول صلی الله علیه وسلم باضطراب تمام انداختند ۔ و عباس رضی الله عنه گفت ۔ یا رسول الله ! اینک ابی سفیان ۔ به امان من در آمده و دعوت دین اسلام قبول نموده است ۔ اما از عمر ایمن نیست که قصد او دارد ۔ و در ہمین حین عمر رضی الله عنه نیز رسید و گفت یا رسول الله ! بگزار تا سر این دشمن خدا و رسول خدا بردارم

---

۱ ۔ ابو سفیان (متوفی ۵۲ھ) قریش کے سردار امیر معاویه رضی الله عنه کے والد تھے ۔ فتح مکه کے موقع پر ایمان لائے ۔ ان کی بیٹی ام حبیبه رضی الله عنه آنحضرت کی زوجه محترمه تھیں ۔

۲ ۔ حضرت عباس ابن عبدالمطلب (متوفی ۶۵۳ء) آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے عم محترم تھے بغداد کے عباسی خلفا انہی کی نسل سے تھے ۔

که ایذای بلیغ بمسلمانان رسانیده است ـ رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود که او باماں در آمده است ـ و آن آیت را که گذشت خواند ـ و نیز فرمود که اسلام آنچه پیش ازو است از کفر آن را محو می کند ـ و توبه آنچه قبل از آن است از گناه نیز نا چیز می سازد ـ

سی و چهارم : فریاد از بیرون در کردن ـ این فعل اگرچه ظاهر عقوبت چندان نه دارد اما داخل بی مروتی است و موجب ضرر عباد است ـ و چون در کلام خدای تعالیٰ نهی صریح از آن واقع شده این جریمه در یک سلک کشیده آمد ـ قوله تعالیٰ :

''ان الذین ینادونک من ورآء الحجرات اکثرهم لا یعقلون ـ[۱]''

کسانی که [ص : ۲۳۹] فریاد می کنند ترا ای محمد ! از پس حجرها اکثری از ایشان عقل نه دارند ـ اگر این جماعت صبر ورزند تا زمانی که تو برآی و عرض حاجات خود نمایند ایشان را بهتر باشد ـ و نزول این آیت در حق اعرابی است که از پس دیوارهای اہل بیت می آمدند و رسول علیه السلام را ببانگ بلند آواز می کردند و بر آن سرور این معنی بسیار دشوار می نمود ـ و از حیا هیچ بر روی ایشان نه می آورد ـ و گاه گاه چنان بودی که خواب را بروی می شوراندند و بیداری می ساختند ـ و گہی از اور دیگر باز می داشتند ـ و حق سبحانه و تعالیٰ از نهایت شفقتی که در حق او داشت اعراب را ازیں اداہائے ناخوش منع فرمود و دریں آیت اگرچه مخاطب خاص است اما خطاب عام است از جهت تعلیم عبادت و سلوک ایشان بر نهج ارشاد آن است ـ و چنین می گویند که این رسم بی تکلفی هنوز درمیان عرب است که شریف مکه معظمه اگر درون خیمه است بر در فریاد می زنند واورا بیرون می طلبند ـ و اگر در مجلسے است کفشها بدست گرفته بی محابا در مجلس می در آیند و بدستی دیگر ریش اورا می گیرند و حرکات غریب می کنند و حاجات خود عرض می دارند ـ و جایها دیگر نیز روش ہست ـ اما انصاف آن است که قبح این فعل نسبت به ہر قومی و ہر دیاری باشد نه علی العموم ـ

---

۱ ـ سورة الحجرات ۴۹ ، آیت ۴ ـ

چه شاید که در بعضی دیار این شوخ را بد نه شناسند و نه دانند بلکه مستحسن شمرند یا آنکه نسبت خصوصیت میان دو کس آن چنان بود که از فریاد زدن هم خوش حال می شده باشد و در غیر این صورت ظاہر است که بد است ۔

حکایت : روزی امام شافعی۱ در منزل امام زعفرانی۲ رحمہما اللہ رفت ۔ و امام زعفرانی بنابر رسم مستمر و آئین معہودی که داشت نام طعامی چند که بایستی طبخ کرد ۔ در کاغذ پاره نوشت و زیر بساط خود گذاشت ۔ و تا آنکه خادم بیاید و بوی امر فرماید خود بقضای حاجتے رفت ۔ و امام شافعی از تہہ بساط آن را کشید و خواند ۔ و دوات و قلم که طیار بود گرفته ۔ چنانچه کسی نه داند اسامی چند طعام دیگر را بر آن اضافه ساخت و ہم آن جا نہاد ۔ خادم آن را برد و بموجب آن نوشته الوان پخت و پیش امام آورد ۔ امام زعفرانی گفت که این [ص : ۳۴۰] چند خوردنی خود من نه فرموده بودم تو چرا پختی ۔ او گفت بموجب آن رقعه که بخط شما بود ۔ و رقعه را نمود ۔ امام زعفرانی دانست که آن کار امام شافعی است ۔ و از نہایت خوش حالی خادم را آزاد ساخت و اورا بصله انعام و اکرام فرمود ۔

سی و پنجم : چشمک زدن ۔ و این فعل اکثر از مفتیان جہال یا از سفیہان ارذال یا از مفاعیل تفاعیل بطال سر بر می زند و عمل قوم لوط علیہ السلام است ۔ که چون مردی را می دیدند بیک دیگر چشمکہا می زدند ۔ و لہذا چون فرشتگان عذاب بصورت امارد سلاح برای ہلاک ان

۱۔ محمد ابن ادریس الشافعی (متوفی ۸۲۰ء) اہل السنت و الجماعت کے چار فقہی مذاہب میں سے ایک کے بانی ہیں ۔ ان کی تصانیف میں ''کتاب الام'' کی شہرت ہے ۔ ان کا مزار مصر میں جبل المقطم کے پاس ہے ۔

۲۔ امام زعفرانی (متوفی ۸۷۳ء) کا نام الحسن ابن محمد ابن الصباح تھا اور کنیت ابو علی تھی ۔ یہ زعفرانیہ کے رہنے والے تھے ۔ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے پیرو تھے اگرچہ امام شافعی کے پاس بھی آتے جاتے تھے اور ان سے روایات بھی کی ہیں حالات کے لیے دیکھو تہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۱۸ ۔

اشقیاء سفاح بی نکاح در خانه لوط علیه السلام مهمان شدند - ایشان را از دیدن آن صورتهای روحانی و پیکرهای جسمانی حیرتی دست داد - زیرا که هرگز بدان خوبی آدمی نه دیده بودند و بیک دیگر اشارتها می کردند که تاایشها از خانۀ لوط علیه السلام بر آیند ایشان را هم چوگرگان برار یابند - ولوط علیه السلام از حال ملائکه غافل بوده در دست و پای قوم خود می افتاد و بزاری می گفت که مرا و مهمانان مرا رسوا مسازید و ر می خواهید عوض این مهمانان گرامی دختران خودرا در حبالۀ نکاح شما بتمامی در می آرم - قبول نه می کردند - و ملائکه پنهانی باو گفتندکه ما قدسی نهادیم و از خیالات بیهودۀ این گمراهان پاک دامان ایم تو خاطر خود جمعی دار و ایشان را بما سپار :

عنقا شکار کس نه شود دام باز چین

کاین جا همیشه باد بدست است دام را

و تمامی این قصه در تفاسیر قرآن مذکور شده و این جا تطویل لا طایل است - قوله تعالیٰ :

"یعلم خائنة الاعین و ما تخفی الصدور -"[1]

حق سبحانه می داند خیانت چشمها و اندیشۀ سینها را که پنهان می دارند -

و حکما گفته اند که وقت سخن گفتن و حرکت چشم و ابرو و امثال آن علامت گریزی است و خیانت شامل است هم جنب او شرارت را که عبارت از عر و س است و غماز و لماز صاحب این فعل را می گویند و هم نظر بد را که بجانب نا محرمی اندازد - چنانچه رسول صلی الله علیه وسلم فرسود که النظر سهم مسموم من سهام ابلیس - نظر تیری است زهر آلوده از تیرهای شیطان :

کشیده دار بدست ادب عنان نظر

که فتنه دل آمد شد و نظر باقی

---

۱ - سورة المومن ۴۰ ، آیت ۱۹ -

و همین چشم است که دل را لقمهٔ بلا و طعمهٔ فتنه می سازد و [ص : ۱۴۱] و جان را در معرض خطر می اندازد ـ قطعه :

منگر در بتان که آخر کار

نگرستن گرستن آرد بار

دلبران زمانه خورد و بزرگ

دیده رایوسف‌اند ودل‌را گرگ

بحق آن دانای غیب و بینای بی عیب که من از دست این چشم بیهوده گرد و یاوه تاز این دو مفاجر شوخ طبع حقه باز مهره پرداز خود چندان آزار کشیده و آن چنان دل افگار گشته ام و از سعادت جاودانی و کمالات انسانی باز مانده که اگر اینها را بدست خود بر کنم و در خرابها پیش زاغ و زغن افگنم پیشکی از صد یکی و از بسیار اندکی هم عقوبت بر صعوبت این ظالمان نه کرده باشم ـ پشت دست خویش می گزم و خاک بر فرق ریزم و با دل خود بجنگ بر می آیم و بر نه می آیم ـ و نه می دانم که این شکایت از چشم کنم یا از دل :

''ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم ـ''[1]

بدرستی که خدا تغیر نه می کند[2] :

آتش بدو دست خویش در خرمن خویش

چون خود زده ام چه نام از دشمن خویش

کس دشمن من نیست منم دشمن خویش

ای وای من و دست من و دامن خویش

بتلافی این خیانت اگر خون از دیدهٔ غم دیده چکد رواست و بتدارک

---

۱ ـ سورة الرعد ۱۳ ، آیت ۱۱ ـ

۲ ـ مخطوطے میں حذف کا نشان (ســـ) بنایا گیا ہے ـ

این خیانت اگر جگر محنت کشیده پاره پاره شود سزا است ۔ انشاء اللہ این دولت پیش از اجل میسر شود ۔ لمولفہ :

جنب شد صوق از اندیشہ حوری بہشتی او
نہ سازد پاک زین آلودگی جز چشم گر یانش
کند بی باکی و نا پاکی آرد بار در نسخت
جنابت خود خیانت ہست اوزانش

سی و ششم : سر گوشی در مجلس کردن ۔ و این وقتی است کہ از روی نفاق و خیانت باشد ۔ اما اگر بجہت بعضی مصالح و حکم با خدم خود شخصی در گوش آہستہ بگوید چنانچہ عادت کرام است عیب نیست بخلاف اول کہ باعث بد گمان و موجب خلل در تودد و تالف کہ سبب نظام و قوام عالم است می شود و حاضران را در وہم اندازد و ازان فتنہ ہا می خیزد و قولہ تعالیٰ :

"لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس ۔"[1]

ہیچ نکوئی نیست در بسیاری از سرگوشی این کافران مگر در سرگوشی کسی کہ امر بصدقہ [ص : ۲۶۲] و احسان و اصلاح مردم فرماید کہ آن سعی عقل است ۔ و آنچہ منہی است سرگوشی در امری جامع کہ اہل حل و عقد برائے مشورتے جمع شدہ باشند و پنہان از ایشان کسی درگوش دیگری سخن آہستہ گوید و مستوجب تفرق جماعت شود ۔ و امثال این قضایائے ایشان بہ تجربہ پیوستہ است کہ خرابیہا بار آوردہ و رسوائیہا تخلص کردہ و ہیچ اصلاح نہ یافتہ و خانہا بر سرآن رفتہ :

ستیزہ بجائے رساند سخن
کہ ویران کند خان و مان کہن

و درنص دیگر وارد شدہ کہ :

۱- سورة النساء ۴ ، آیت ۱۱۴

انما النجوی من الشیطان لیحزن الذین آمنوا[1]

بتحقیق راز گفتن فعل شیطان است تا مومنان را اندوه‌گین سازد و در دلهائے ایشان وسواس اندازد - و این آیت در شان کفار قریش مکہ یا یہود بنی قریظہ یا بنی النضیر است کہ عذری در باب آن سرور صلی اللہ علیہ‌وسلم اندیشیدہ بمشورت نشستہ بودند - و حق سبحانہ و تعالیٰ اورا ازان خبر داد و کریمہ :

''و اللہ یعصمک من الناس -[2]''

از روی امتنان برو فرستاد -

نقل است کہ در اول اہل اسلام صحابہ کرام علیہم الرضوان وقت راز گفتن با رسول اللہ علیہ السلام بہ امور بہ تقدیم صدقہ شدند تا اول شکرانہ محرمیت آن خیر البریہ علیہ الف صلواۃ و التحیۃ اقےٰ بفقرا رسانند بعد ازان با او ہم راز شوند - و کریمہ - :

''یآیہا الذین آمنو اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰنکم صدقۃ -[3]''

در امثال این عبارت ارادت مقدر است - چنانچہ حق تعالیٰ فرمودہ :

''اذا قمتم الی الصلواۃ -[4] ای اذا اردتم القیام فاغسلوا وجوھکم -''

و اذا دخلت الامیر فتاھب - و قولہ تعالیٰ :

''فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم -[5]''

چون قرآن خواندن ارادت کنی پناہ بخدای جوی از شیطان راندہ از رحمت حق و درماندہ - و معنی آیت این است کہ ای مومنان ! چون خواہید کہ بدولت رازداری پیغمبر علیہ السلام مشرف گردید پیش از ان صدقہ

۱- سورۃ المجادلہ ۵۸ ، آیت ۱۰

۲ - سورۃ المائدہ ۵ ، آیت ۶۷ -

۳ - سورۃ المجادلہ ۵۸ ، آیت ۱۲ -

۴ - سورۃ المائدہ ۵ ، آیت ۶ -

۵ - سورۃ النحل ۱۶ ، آیت ۹۸ -

بشکرانه بدهید - [ص: ۳۴۳] و هنوز هیچ صحابی بر مضمون این آیت صدر مشحون عمل نه کرده بود که در همان اثنا رسول علیه السلام امیرالمومنین علی رضی الله عنه را برای گفتن رازی طلبید و امیر علیه السلام صدقه داد و سر گوش بآن سرور علیه السلام نمود و در همان تتمه این آیت فرود آمد - که :

"فان لم تجدوا فان الله غفور رحیم -"[1]

اگر چیزی برای تصدق نه یابید و دانید که این امر بر شما گران است پس خدای تعالیٰ آمرزنده تقصیرات جماعت است که صدقه نه دارد و مهربان بر کسانی که تصدق نموده اند با آنکه آمرزنده گناهان صدقه دهندگان است و مهربان است بر جماعت که قدرت خیردادن نه دارد که تکلیف ما لا یطاق را از ایشان بر داشته است - و این حکم آخر ناسخ صدر آیت شد - بعد ازان امیر بافتخار و مباهات می گفت که در امتثال جمیع اوامر قرآنی دیگر افراد انسانی بامن شریک اند بخلاف حکم این آیت کافی کفایت که من تنها بآن سعادت مستفید شده ام - و ازین جا بود که رسول علیه السلام در حق او فرمود ما انجیته و لکن الله انتجاه - من خود راز باو نه گفتم بلکه خدای تعالیٰ باو راز گفت - و بعبارت دیگر ما اجتبیته و لکن الله اجتباه - من اورا نه برگزیدم بلکه خدای تعالیٰ اورا برگزید :

از ذات او مپرس که اصل لطائف است
وز سر او مگوی که بحر حقایق است
بر علم او دلائل تنزیل شاهد است
بر فضل او شواهد انجیل ناطق است
نامش که مسبحان را وردی محافل است
یادش مقدسان را ذکر خوانق است
با داغ او بزاید و میرد هر آن که هست
هرچند در جزائر یا در شواهق است

---

۱ - سورة المجادلة ۵۸ ، آیت ۱ -

سی و ہفتم : کر و بستن ـ و این شرط اگر دو جانب است داخل قمار است و حرام محض است ـ و اگر از یک جانب است باکی نیست ـ چنانچہ در دوانیدن اسپان و شتران و آن را بزبان شرع رہا می گویند و در عرب ده اسپ را بترتیب می دوانند و ہر اسپی کہ می گذرد نام علیحده دارد ـ چنانچہ مشہور است ـ رسول علیہ السلام فرمود کہ من و ابوبکر دو اسپ تیز بودیم کہ بکر و [ص : ۳۴۲] می دوانند ـ اگر من برو سبقت نہ می گرفتم او پیش می رفت ـ

نقل است کہ پیش ہجرت خیر الانام علیہ الصلواۃ و السلام من الله خالق الجن و البشر ما طلع الشمس و القمر بمکہ معظمہ خبر رسید کہ فارسیان بر رومیان در جنگ غالب آمدند و کفار قریش خوش حال شدند و گفتند کہ محمدیان و رومیان ہر دو اہل کتاب اند و ما و مجوسیان کتاب نہ داریم چنانچہ یاران ما بر مخالفان خویش غالب آمده اند ـ ما نیز بر اہل اسلام دست خواہیم یافت ـ و صحابہ کرام رضی الله عنہم از شنیدن این خبر ناخوش و مشوش گشتند ـ و این آیت نازل شد :

''الم ـ غلبت الروم فی ادنی الارض و هم من بعد غلبهم سيغلبون فی بضع سنين ـ[۱]''

سوگند باش باین حروف مقطع یا باین سوره کہ اہل روم در زمین کہ عرب است در جنگ فارسیان مغلوب شدند و ایشان بعد ہزیمت در مدت اندک کہ عبارت از بست سال است بر مخالفان خویش غالب می آیند و کار ملک ہمیشہ بر دست قدرت خدای تعالیٰ است اولاً و آخراً ـ و در آنہنگام مومنان از مژده فتح رومیان بنصرت و تائید خداوندی عز شانہ خوش حال می شوند ـ بعد از نزول این آیت ابوجہل و دیگر سفہاء قریش باستہزاً می گفتند کہ محمدیان خاطر خودرا خوش تسلی می کنند و الا ظفر یافتن محال است ـ و ہمچنین دست بردن اسلامیان نیز بر ما خیال است ـ چہ بعد ازین کار ایشان روز بروز در شکیب خواہد بود ـ و باستظہار وعدهٔ مصدوق صادق امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی الله عنہ صد شتر مایہ قیمتی گران مایہ باابوجہل کر و

---

۱ ـ سورة الروم ۳۰ ، آیت ۱ تا ۳ ـ

بست که اگر رومیان غالب آمدند شرط ازو ببرد و الا باو بدہد ۔ در ہمین اثنا حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم بعدد الشجر و الحجر و المدر بجانب مدینہ با سکینہ ہجرت فرمود و ہنوز ہفت سال درست نہ گشتہ بود کہ خبر فتح اہل روم بر مجوس رسید و اہل اسلام را انشراح و انفراح تمام حاصل آمد و ابوجہل شتران را بشرط از مکہ فرستاد و صدیق رضی اللہ عنہ آن ہمہ را بشکرانہ تصدق فرمود ۔ بعد ازان کر و بستن از ہر جانب حرام گشت ۔

چون در سن ہشت صد ہجرت در بلد روم بایزید[1] روم از پیش صاحب قرانی سکندر زمانی امیر تیمور [ص : ۲۴۵] گورگان علیہ الرحمۃ و الرضوان کہ رضوان[2] بی سروپایان تاریخ وفات ایشان است شکست یافت ۔ بعضی از فضلای آن عصر استدلال نمودند کہ تاریخ سن ہشت صد و ہفتاد و دو باز رومیان بر ملک خویش استیلا خواہند یافت باین دلیلے کہ خرد ترین صیغہ ارض بعمل معما ضاد است کہ بحساب جمل ہشت صد باشد و ہزیمت رومیان دران سال واقع شد و عدد لفظ بضع ہشت صد و ہفتاد و دو است ۔ و چنانچہ ایشان یک مرتبہ بعد از شکست غلبہ یافتند ۔ در مرتبہ ثانی نیز می یابند کہ چنین واقع شود و بقرینہ قولہ تعالیٰ :

''للہ الامر من قبل و من بعد ۔[3]''

و این واقع ہمان طور روی نمود ۔ اینہا از معجزات قرآن عزیز است کہ :

''لا رطب و لا یابس الا فی کتب مبین ۔[4]''

---

۱ ۔ بایزید یلدرم عثمانی سلطان تھا جس کو امیر تیمور نے ۱۴۰۲ء میں انقرہ کے مقام پر شکست دے کر گرفتار کر لیا اور ۱۴۰۳ء میں اس کی وفات ہوئی ۔

۲ ۔ رضوان کے سر یعنی ر کو علیحدہ کیا اور پا یعنی نون کو خارج کیا تو ضوا رہا اس کے عدد ۸۰۷ ہوتے ہیں یعنی ۸۰۷ھ مطابق ۱۴۰۵ء امیر تیمور کی تاریخ وفات ہے ۔

۳ ۔ سورۃ الروم ۳۰ ، آیت ۴ ۔

۴ ۔ سورہ الانعام ۶ ، آیت ۶۰ ۔

اول و آخر قرآن ز چه با آمد سین
یعنی اندر ره دین رهبر ما قرآن بس

سی و هشتم : گریختن بنده از خواجه ـ قال علیه السلام اذا ابق العبد الی الشرک فقد حل دمه ـ چون بنده گریخته در اہل شرک در آید خون او حلال است ـ اگرچه حکم این جرمه سابقاً از سکونت در دارالحرب معلوم شده بود و این جا تخصیص بعد از تعمیم است ـ و در حدیث آمده که سه کس اند که نماز از گوشهای ایشان تجاوز نه می کند و بالا نه می رود و نا مقبول درگاه خداوندی باشد بندهٔ گریز پای تا زمانی که باز آید و زنی که شب بجای دیگر کند و امامی که قومی از امامت او کاره باشد ـ و چون نیکو نظر می کنم خود ہم بنده گریز پایم که از درگاه خداوندی که ہمه وقت باوکار است بهوا و ہوس گریخته می گردم و این نماز ہای ما اگر مقبول نیفتد جای آن دارد ـ و این دعا ہای ما اگر مستجاب نه شود جای گله نه بود :

طاعت ناقص ما موجب غفران نه بود
راضیم گر مدد علت عصیان نه شود

فی الواقع شرم مارا ازین نماز و روزه ریای باد که تن در طاعت و دل بصد جا در تگ و پو ست ـ قطعه :

بمحراب طاعت چه گیرم قرار
دلم مایل طاق ابروی یار
بکف دانهٔ سبحه ام متصل
می و نقل مستان تمنای دل

و بصدق که خدمت مخلوق کرده ایم و می کنم اگر یک لحظه بآن حضور و اخلاص معبود حقیقی را می پرستیدم خدا داند که کار ما پس فطرتان کوته اندیش چه بالا می گرفت ـ واویلا و احسرتا ! از چه سعادت محروم

مانده - بچه ورطه افتادیم و چه گوهر قیمتی از دست داده کدام خرمهره خریدم[ص : ۲۴۶] مگر نسبت بحال مدبران گفته :

اندر همه عمر من شبی وقت نماز
آمد بر من خیال معشوق فراز
برداشت نقاب از رخ و می گفت نیاز
آخر بنگر که از که می مانی باز

نقل است : هارون رشید[1] روزی محمد پسر خودرا در نمازی دید و زمانی دراز انتظار برد تا از سلام فارغ شود - هارون رشید باو گفت که فرزند من ! می خواهم که ترا ولی عهد گردانم - در عین جوانی که هنگام نشاط و کامرانی است چه وقت آن است که خود را چون پیران از آرزوها و هواها بگذرانی و در گوشه بمحراب عبادت قرار بگیری - محمد امین[2] گفت که خلیفه ! چندین سال در ملازمت شما عمر گذاردم و شبها تا بروز استادم هرگز نه فرمودید که بنشین - حالا در خدمت کسی باشم که هنوز دو رکعت درست نه گذاردم که حکم بنشین می فرماید - قطعه :

ستادی دست بسته پیش شه عمری و با حاجت
درین مدت نه گفت اصلا که نزدیک آر و بنشانش
چرا طاعت نیاری آن شهنشه را که دو رکعت
هنوز از تو ادا ناگشته بنشین است فرمانش

سی و نهم : غله بامید گرانی نگاه داشتن - و ازین قبیل است از شهری بصحرا رفتن و غله و دیگر اشیا را کشیده برای خود آوردن - و این معنی موجب گرانی و ضرر عام است - قال (علیه السلام) - المحتکر ملعون - معنی احتکار نگاه داشتن غله است از جهت گران فروختن - و در

---

۱ - خلیفه هارون الرشید عباسی (متوفی ۸۰۹ء) -
۲ - محمد امین (متوفی ۸۱۳ء) ابن هارون الرشید زبیده بنت جعفر المنصور کے بطن سے تھا -

حدیث دیگر آمده که نهی فرمود پیغمبر علیه السلام از ملقی جلب که عبارت است از کشیدن چیزی برای نفع خویش - و دیگر بندگان خدای تعالی را ازان محروم داشتن - مثل آنکه چون خبر کاروان یا غله فروشان شنوند پیشواز بر آمده آن را خالصه خود سازند - و جمع غله از جهت نیت شوم مذموم است - اما اگر مصلحتی عام در آن باشد تا برای خرج روزمره مدت معین نگاه دارند که در آن نفعی خاص است لا باس است - چنانچه یوسف علیه السلام در قحط هفت ساله غله را جمعی کرد و از عزیز درخواست که:

''قال اجعلنی علیٰ خزآئن الارض انی حفیظ علیم -''[1]

مرا بر خزائن های زمین که غله زراعت است بگمار که در نگاه بانی امین و دانا بمصالح - و همچنان بادشاهان اگر در ایام امساک باران غلات و محصولات را یکی را سازند تا وقت حاجت صرف مصالح نمایند مستحسن است -

و حکایت سلطان علاءالدین خلجی[2] در تواریخ هندی [ص:۲۸۷] نهایت اشتهار دارد - و بر همین قیاس است نگا داشتن مصالح و لوازم قلعه بندی در وقت حاجت - و حکما در تدبیر معاش گفته اند که از مجموع مال خود یک قسم نقد نگاه باید داشت و یک بخش را غله و مواشی و حصه سیوم را اقمشه و امتعه باید گرفت -

نقل است که در ایام تنگی و گرانی یکی از مقربان یوسف علیه السلام را دید که بسیار زرد و لاغر شده و گل رخسارش در عین جوانی زعفرانی گشته سبب آن را پرسید - جواب داد که چون چندین گدایان ابتر و بینوایان مضطر درین شهر و کشور مرا بنظر در می آیند طعام اندک که هم بر حسب ضرورت تناول می نمایم گوارا نه می گردد و از انصاف و منفعت دینی بسیار دور می دانم که عالمی در غم نانی جانی دهند و من سیر خورم - و ازین جهت

۱- سورۂ یوسف ۱۲، آیت ۵۵ -

۲- سلطان علاءالدین خلجی (متوفی ۷۱۶ھ) نے غلہ اور دیگر اشیائے صرف کی قیمتیں بہت کم کر دی تھیں اس لیے غلہ ذخیرہ کر کے سرکاری دکانیں کھولنا پڑیں - اس کی یہ اصلاحات تاریخ کا ایک مشہور واقعہ ہیں -

دائماً بیمار می باشم و درین اندوه کاهم و عقل این معنی را چگونه نه قبول نماید که کسی سایهٔ یزدان در عصر باشد و همسایها در قصر او از گرسنگی می مرده باشند - تا آنکه منهیان و بریدان از برای جمعی مال میت و غایت در اطراف و اکناف نامزد فرماید و اخبار پنهان دم بدم باو می رسیده باشد - اما از حال رعایا و زیر دستان که ودیعت حق اند چنان غافل ماند که هیچ پروای نه کند و خبر ایشان نه گیرد - و بسیاری از سلاطین گذشته شبها بلباس اہل تجسس تلبس نموده در اماکن مختلفه خبر از فقرا و غربا و ضعفا می گرفته اند -

حکایت : یکی ز ارباب غنا امام زین العابدین رضی الله عنه را از سبب فرضیت روزه پرسید - جواب داد تا امثال محنت گرسنگی و تشنگی بکشند و قدر محتاجان درویش بدانند که سیر همه را چون خود خیال می کند - و گفته اند که اگر فرعون و شداد شبے محنت فاقه و گرسنگی کشیده بودندی هرگز بدعوی خدای نه پرداختندی - و این همه بلاها و سوداها بر ایشان سیری آورد - قطعه :

ز سیری یاد می آید شراب و شهوت و نخوت
کسی کو گرسنه باشد نه باشد جز غم نانش
نبی - دانی - چرا می بست سنگ اندر شکم یعنی
شکم گر طعمه خواہد سنگ ده بی سرغ الوانش

و این بدان ماند - که حکایت است . روزی حسن بصری رابعه[1] رضی الله عنها را گفت - شما چندین چه می نازید که زنی به پیغمبری [ص: ۲۳۸] نه

---

۱ - حضرت رابعہ بصری کا سال پیدائش ۷۱۳ء اور حسن بصری کا سن وفات ۷۲۸ء اس لیے یہ واقعہ محل نظر ہے - مگر یہ مشہور ہے کہ حضرت رابعہ کی یہ گفتگو کسی اور بزرگ سے ہوئی ہے - رابعہ بصری کا سال وفات ۸۰۱ء ہے -

رسیده ۔ او جواب داد کہ آری ! اما ہیچ زنی دعوای خدای ہم نہ کرده است ۔

چہلم : افسون خواندن ۔ و مناسب این بود کہ این جریمہ در جنب افسانہ مذکور می شد یا داخل در سحر می بود ۔ کہ ہر دو از یک قبیلہ اند و در حکم مساوی ۔ لیکن فرق این است کہ سحر باطلاق ممنوع و نا مشروع است و افسون نہ این چنین است ۔ چہ افسون کہ موافق شرع باشد خواندن آن حرام نیست ۔ بلکہ حرام ہمان است کہ دران نامہای بتان و جنہان بزبان ہندوی و امثال آن باشد ۔

نقل است ۔ روزی صحابہ رضی اللہ عنہم بر رسول علیہ السلام افسون زہر مار و کژدم خواندند و ازو اذن گرفتند ۔ تجویز فرمود و گفت ۔ کہ رقیہ افسون جن است و آن این است ۔ بسم اللہ شجۃ قرینۃ ملحۃ بحر قعطا ۔ و این نقل از حصن حصین[1] امام جزری است رحمہ اللہ ۔

حکایت : استماع دارم از بزرگان کہ روزی سلطان المشائخ شیخ نظام الدین[2] اولیا قدس اللہ سرہ العزیز مار گیری دید کہ ماری را بافسون از سوراخی بر آورده در کوزه کرد و آن خود جنی بود ۔ شیخ ازان پرسیدند کہ شما چرا بافسون بفریفتہ شوند ۔ او گفت ۔ آن چنان در وقت خواندن این افسون اگر بیچاره می شوم کہ بغیر از در آمدن در کوزه علاجی نہ می یابم و چنان مے بینم کہ در تمام عالم آتش افتاده است بجز در دہن این کوزه و بضرورت گرفتار می شوم ۔ سلطان المشائخ افسون گر را طلبیده افسون را ازوے شنیده اند ۔ بعد از تحقیق معنی آن چنان معلوم شد کہ ہمہ موافق

---

۱ ۔ حصن حصین مصنفہ شمس الدین ابوالخیر محمد ابن محمد (متوفی ۸۳۳ھ) المعروف بہ ابن الجزری دمشق میں پیدا ہوئے ۔ امیر تیمور اپنے ساتھ ہندوستان لائے ۔ شیراز میں وفات ہوئی ۔ حصن حصین مشہور تالیف ہے جس میں وہ اوراد و وظائف ہیں جو احادیث میں ملتے ہیں ۔

۲ ۔ چشتی سلسلے کے مشہور بزرگ ہیں جن کی وفات ۱۳۲۵ء میں ہوئی اور مزار دہلی کی مشہور عمارات میں ہے ۔

مضمون آیتی از آیات قرآنی بوده ـ و این نقل از غیر ایشان هم شنیده شده ـ والله اعلم ـ

قوله تعالیٰ :

''و من شر النفثت فی العقد ـ''

بگو ای محمد ! پناه می گیرم بخدای[1] که آفریدگار سپیده دم است از شر زنانی که دمنده افسون اند در گرهها جادو ـ و نزول این آیت در شان دختر حیی ابن اخطب یهودیه است ـ که رسول علیه السلام در جنگ خیبر پدر اورا بجهنم فرستاده بود ـ و آن دختر از جهت انتقام پدر سوی[2] چند در شانه کرده بسته و افسونی [ص : ۲۴۹] و افسونی[2] بر آن خواند و صورت رسول علیه السلام را از موم ساخت و بآن شانه بر در بیر آرومه که نام چاهی بود در مدینه پنهان کرد ـ و از برای دفع تهمت ساحری از پیغمبر علیه السلام و تکذیب منکران آن سحر در وجود مبارک آن حضرت تاثیر کرد ـ چه مقرر است که ساحر را سحر کار نه می کند ـ تا آنکه روز بروز ضعیف و نحیف شد و صاحب فراش گشت ـ و از قوت و حرکت باز ماند و طاقت گفتار نه داشتند ـ روزی میان خواب و بیداری دید که دو مرد که در حقیقت دو فرشته اند آمده یکی بر سر بالین و دیگری پائین خیرالنبیین نشستند ـ و یکی از دو مین پرسید که این مرد را چه حالت پیش آمده که کار او تا این جا کشید ـ او گفت ـ دختر یهودیه سحر کرده است ـ اگر کسی از چاهی (که نام او بالا گذشت) جادوئے اورا کشید این جادو زده زود خلاص یابد ـ این سخن بگفتند و رفتند ـ و رسول علیه السلام ازان خواب بیدار شد و امیر المومنین علی رضی الله عنه را آن جا فرستاد ـ و امیر در آن چاه تشریف بر دو دید که از تاثیر جادو آب آن چاه برنگ خون گشته است ـ و آن شانه و موها را بآن صورت بحضور حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم آورد ـ و یازده گره بر آن زده بودند ـ بر چند خواستند که بکشایند نه توانستند کشاد ـ و جبریل علیه السلام این دو سورت که :

---

۱ ـ سورة الفلق ۱۱۳ ، آیت ۴ ـ

۲ ـ و افسونے کا مکرر لکھا جانا سهو کتابت معلوم ہوتا ہے ـ

"قل اعوذ برب الفلق [1] و قل اعوذ برب الناس [2]"

باشد مشتمل بر یازده آیت آورد - و بعدد بر آیتی عقده ازان عقدها حل ی شد - و بمجرد وا شدن آنها آن سرور علیه السلام بجمله تمام معاً برجست و شفای عاجل یافت - و آن نام این دو سورت بمعوذتین بر آمد - و رقیة الاسلام هم می گفتند و لهذا [در] مصاحف مثل مصحف ابن مسعود رضی الله عنه معوذتین مکتوب نه بود - و آن قنوت حنفی که مشهور است مسطور بود -

و رسول علیه السلام فرمود که اعرضوا علی رقاکم لا باس بالرقا مالم یکن فیه شرک - افسونهای خودرا بر من عرض بکنید چه در افسون باکی نیست ما دام که در آن الفاظ اهل شرک نه باشد - و این جا معلوم شد [ص : ۲۵۰] که افسون بهان حرام است که در آن ذکر اصنام است - بخلاف آیات قرآنی مثل فاتحه و معوذتین و غیر آن از توریت و انجیل که سحر حلال است و بزرگان بآن توسل جسته اند - و یکی از نام فاتحه سورة الشفا است - و کاتب حروف در افسونهای دانایان هند سطری چند دیده بصورت بسم الله الرحمن الرحیم نوشته باندک تغیری - و چون از ایشان پرسیده که این چه نقش است - گفتند ما هم نه می توانیم خواند - اما چنین گفته اند که این خط مسلمانی است والله اعلم -

فصل ششم : در بیان جرایم دیگر دیگر مختلف که بعضی از قبیل محرمات و منهیات ازان قبیل که در اتیان آن بزرگ مصلحتی و حکمتی است - و بعضی از جمله عیوب و آفات نفس و امثال آن - و آن تقریباً چهل است -

اول قرآن فراموش کردن - قوله تعالی :

"قال کذلک اتتک ایتنا فنسیتها و کذلک الیوم تنسی [3]"

---

۱ - سورة الفلق ۱۱۳ ، آیت ۱ -
۲ - سورة الناس ۱۱۴ ، آیت ۱ -
۳ - سورة طه ۲۰ ، آیت ۱۲۶ -

خطاب باہل دوزخ است . می فرماید ـ کہ ہمچنان در دنیا آیات ما بر تو آمد و خواندہ شد و آن را فراموش کردی ـ و ہمچنین بتوہم امروز از جملہ فروشانی در حق ایصال نعمتہای آن جہانی ـ

قال علیہ السلام ـ عرضت علی ذنوب امتی فلم ارد بنا اعظم من سورة من القرآن او آیة حفظها رجل ثم نسیها ـ گناہ امت مرا بر من عرض کردند ـ ہیچ گناہی بد تر ازان نہ دیدم کہ مردی سورة یا آیتی از قرآن مجید یاد گرفتہ و آن را فراموش کردہ باشد ـ و در حدیثی دیگر آمدہ اہل قرآن خاصہ اہل اللہ اند ـ پس کمال بے سعادتی باشد کہ کس بعد از شرف ہم زبانی بحضرت باری تعالیٰ ازین دولت محروم ماند ـ

نقل است ـ کہ قدوة المشائخ المتاخرین زبدة العارفین المحققین شیخ شرف الحق والدین المنیری[1] قدس اللہ سرہ در صغرسن کتاب تاج الاسامی و تاج المصادر را در لغت یاد گرفتہ بودند و در آخر حال می گفتند ـ شکایت از والدین خود دارم کہ بجای این دوکتاب چرا کلام رب الارباب بمن یاد نہ دادند ـ سبحان اللہ بزرگان سابق بر یاد نہ گرفتن [ص: ۲۵۱] قرآن چندین افسوس داشتند و بزرگان عصر ما نام حافظ و کاتب را کودن ماندہ اند یعنی ابلہی کہ ہرگز بدولت نہ رسد ـ چنانکہ گفتہ اند :

سرگین سال خوردۂ آن خواجگان پیش
بہتر ز ریش و سبلت این خواجگان ما

و ازین مقولہ است قرآن بآواز بلند خواندن ـ قولہ تعالیٰ :

"و رتل القرآن ترتیلاً ـ[2]"

قرآن را بتانی و آہستگی بخوان چنانچہ لحن نہ باشد ـ و باید کہ بآواز نرم و حزین بخوانید و مدہا زیادتے نہ کشید ـ رسول علیہ السلام قرآن را چنان می خواند کہ اگر کسی می خواست حرف آن را می توانست شمرد ـ و گاہ

---

۱ ـ شیخ شرف الدین منیری بہار کے مشہور بزرگ ہیں ـ ان کے مکتوبات بہت مشہور ہیں ـ

۲ ـ سورة المزمل ۷۳ ، آیت ۴ ـ

گاهی آن سرور علیه السلام از جهت نهایت شوق و آرزو در تبلیغ احکام کلام الله را پیش از تمام شدن وحی بر مردم می خواند ـ و این آیت نازل شد :

"ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیه
و قل رب زدنی علما ـ"[1]

پیش از تمام وحی شتاب منما و بگو ای پروردگار حق در علم من بیفزای" ـ و شرف علم ازین جا معلوم شد که آن سرور علیه السلام باوجود مرتبه نبوت و رسالت مامور بطلب افزونی علم شد ـ نه زیادتی مال و جاه ـ

و ازین قسم است قرآن را دام تزویر ساختن و آن را بجهت طمع در مجلس خواندن بخوش آوازی چندان مقید شدن که تامل در معانی و حقایق قرآنی بی بهره ماند و همه لفظ شود ـ بیت :

لعنت است اینکه بهر لهجه" و صوت
شود از تو حضور خاطر فوت

تا آخر ابیات که درین باب در سلسلة الذهب واقع شده ـ

و حضرت خواجه نقشبند قدس روحه را معنی ازین عبارت که از عرفای متقدمین مشهور است پرسیدند و صل الصوفین و اقطع القارین یعنی باصوفیان پیوند کن و از قاریان قطعه نمای" چه معنی دارد ؟ و صوفی کیست ؟ و قاری کدام است ؟ فرمودکه صوفی آنکه از اسم بمعنی آرام گرفته بود و قاری آنکه بلفظ آشنا باشد و به بهان قناعت کند ـ

نقل است که عزیزی را پرسیدند که قرأت قرآن بهتر یا مشغولی بذکر ؟ گفت ـ خواندن نامه" محبوب در وقت مشاهدهٔ دیدار او از ادب دور است و ازین مقید [ص : ۲۵۲] بمام قرأت پیش از چهارده روایت شدن و عمر را در قرأت ساده صرف گذرانیدن ـ و ازین اشارت اہل ذوق و وجدان ارباب عرفان محروم ماندن با غلو در علم تفسیر و بیان وجوه اعراب و

---

۱ ـ سوره طه ۲۰ ، آیت ۱۱۴ ،

غور در تاویل و تعاویل بعیده نمودن و بهواؤ ہوس در میدان عبارت قرآنی جولان کردن چنانچه بالا اشارت بدین معنی رفت ۔

نقل ۔ زمخشری[۱] بعد انتہای فرصت تفسیر کشاف را بر امام حجة الاسلام غزالی[۲] رحمة الله علیه عرض کرد ۔ و امام را از علو شانہا از بس مشغولی درس و ازدہام عام مجال مطالعه آن نه بود تا روزی بنظر اجمال عبوری بر آن نمود ۔ گفت یا هٰذا لعلک قشری ۔ تو مگر از علمای ظاہری که از پوست پی بمغز نه بردهٔ ۔ و در آن تفسیر از بس که الفاظ رکیک واقع شده عارف جلستری قدس الله روحه در حق او چنین می گوید ۔ نظم :

آخرالامر صاحب کشاف
در بیان کلام حق بگزاف
ہر زمان گوید او که لاتسأل
در صفات خدای عز و جل
فحش و دشنام ہم چولہوبین
با کلام خدای کرد قرین
بی اصولی که آن سماع کند
دینش از باطل انتزاع کند

---

۱ ۔ جار الله زمخشری (متوفی ۵۳۸ ھ) مشہور معتزلی مصنف ہیں ان کی تصانیف میں تفسیر کشاف کا مرتبہ بہت بلند ہے اور مستند سمجھی جاتی ہے ۔

۲۔ ابو حامد محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ) جو حجة الاسلام کے نام سے مشہور ہیں ۔ اسلام کے اعلیٰ مفکر سمجھے جاتے ہیں ۔ دینی علوم پر متعدد کتابوں کے مصنف ہیں ۔ تصوف کا رنگ غالب تھا ۔ احیائے علوم عربی میں اور کیمیائے سعادت فارسی میں بہت مشہور ہیں ۔ اردو میں علامہ شبلی نے ان کے حالات اور تصنیفات پر ایک علیحدہ کتاب لکھی ہے ۔

جاہل کور بخت را بنگر
کہ بہ تقلید او شود کافر

نسخہ را گرفتہ اند پیش
خود نہ دانستہ اصل مذہب خویش

نحووصرف و معانی است و بیان
خاصہ آن بحصہ قرآن

و ازین جملہ است قرآن را یاد گرفتن و آن را بمعاصی و مناہی و ملاہی اندودن ـ بزرگی می فرماید بیت :

حافظ قرآن و خورد بادہ
کفر بود شستن مصحف بہ مے

و ازین جملہ است قرآن را بجای انسون بہ کار بردن ـ و در ہر نیک و بد خصوصاً در ہر مہالک و مخاوف دست او بر ساختن و بخط باریک بی نقط و اعراب نوشتن ـ و مانند بعضی اہل بدعت فال کشادن و بخلاف شرع مطہر حکم بر آن کردن ـ

حکایت : چندگاہی مرا بایکی از دولت مندان مستعد مستسعد بہ شر شد کہ بعضی [ص : ۲۵۳ آثار و اطوار پسندیدہ او درکتاب منتخب التواریخ مسطور است صحبتی اتفاقاً افتادہ بود و او در امور و وقایع بفال کلام قدیم تقیید تمام داشت ـ آخربکی از اہل بدعت کہ خود را از اہل بیت می گرفت فال تبسیح باو دادہ گفت کہ این فال از امام بحق ناطق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ است در نقش آنکہ دست انداخت دانہ چند از تسبیح بیک دفعہ بگیرند و سبحان اللہ ـ و الحمد للہ ـ و لا گفتہ از دانہ اول بترتیب خواندہ بیایند ـ اگر ختم بر سبحان اللہ شود کردن آن کار ثواب است ـ و اگربر الحمدللہ شود میانہ است ـ اگر ختم برلا شود آن کار نہ باید کرد ـ

تا روزی پسر صاحب جمال را از دیهی گرفته آوردند گفتند که او مسلمان می شود و خود هم می گفت که من مسلمان می شوم و الحاح می کرد ـ تسبیح راطلبیده گفت ـ ببینم که حکم خدا در حق این چه شود ـ اتفاقاً مگر سبحان الله بر آمد ـ هر چند گفتم که بدین امثال فالها در امور مباح است نه در قتل ـ چه جائے آنکه او مسلمان شده باشد ـ گفتهٔ ما سود و فائده نه‌کرد و بکشت ـ و باعث جدائی فقیر ازو این بود ـ و آن صاحب بدعت ضال و مضل نیز در اندک فرصت بتهمت رفض گرفتار آمد و بصد حیله جان به تنگ نائے ازان معرکه بیرون برد ـ تا در حبس بادشاهی در قلعهٔ رنتهنبور در گذشت ـ

و این جمله از اسباب بعد و حرمان است و از موجبات لعن بزبان قرآن و رسول علیه السلام در کلمهٔ جامعه باین معنی اشارت می فرماید که رب قال القرآن و القرآن یلعنه ـ بسا تلاوت قرآن که لعنت آرد باو ـ و این حال جماعتی است که قائل بحقیقت آن باشد تا حال کسانی که حقیقت آن را منکر شوند ـ و به افترا و بهتان و اقاویل مختلفه درشان آن بگویند و گاهی بپشت اندازند ـ چه باشد ـ و کلام مجید خود چنین می فرماید :

"و اذ لم یهتدوا به فسیقولون هذا افک قدیم ـ"[۱]

آری در ازل هر کرا با هر چه نسبتی داده اند فراخور آن عمل می نمایند ـ قطعه :

بتاثیر سعادت لامع از امثال او لیکن
شقاوت بین که انکار آورند ارباب خذلانش

[ص : ۲۵۴] عقاقیر هدایت جمله در دکان او اما
نه دارد خواجه درد دین چه باید کرد درمانش

---

۱ ـ سورة الاحقاف نمبر ۴۶ آیت ۱۱ ـ
۲ ـ مخطوطہ میں بیت ہے جو صریحاً غلط ہے ـ

کلام او شفاء و رحمة للمومنین است
چہ غم گر سحر می گوید فلان و شعر بہانش

دوم : در خطبہ و اذان سخن گفتن - و این در معنی سخن گفتن است در وقت قرأت قرآن قولہ تعالیٰ :

''و اذا قری القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا لعلکم ترحمون[۱] -''

چون قرآن خواند، شود آن را سامع شوید و خاموش شوید تا قابل رحمت الٰہی گردید - مراد بقرآن بقول اکثر مفسران درین جا خطبہ ست - و نزول این آیت در ہمان شان است و سکوت در وقت خواندن خطبہ ،خواہ قریب بخطیب باشد خواہ بعید نزد جمہور واجب است - و اگر در جائے باشد کہ آواز خطیب نہ شنود بعضی در تکلم رخصت دادہ اند - و جمعی گفتہ اند کہ چون خطیب شروع در تعریف ظالم بکند رواست کہ بذکر و تلاوت و تسبیح مشغول باشد تا دروغ نہ شنود - و بعضی علمائے وقت در مدح ظالمان از مسجد برخاستہ اند - و قول اصح آن است کہ تکلم مطلقاً در آن زمان ممنوع است - چہ خطبہ از شعار اسلام است و قائم و مقام دو رکعت فرض نماز است و تعظیم آن از لوازم دین است - و ہمچنین در نماز جہریہ مقتدی را بمذہب حنفیہ استماع قران لازم است بموجب حدیث نبوی علیہ السلام کہ الائمة ضمناء القوم - امامان ضامن قوم اند - و عہدۂ قرأت مقتدی در ذمہ ایشان است - و در غیر این دو صورت کہ مذکور شد سکوت در وقت قرات قرآن مطلقاً مستحب است - و شافعیہ می گویند کہ در نماز سری و جہری بموجب این حدیث کہ لا صلواة الا بفاتحة الکتاب - نماز بے سورۂ فاتحہ (نہ شود الا) در ہر رکعت می خواندہ باشد - پس اولی این است کہ وقتی کہ امام ضم سورہ شروع نماید او فاتحہ را بنیاد کند و نزد حنفی این حدیث محمول بر نفی کمال است نہ اصل نماز - و ہم ازین جہت قرأت فاتحہ را واجب شمردہ اند و نظایر آن بیسار است - مثل لا صلاوة الا بحضور القلب - ولا وضوء ما لم یسم -

---

۱ - سورة الاعراف ۷ ، آیت ۲۰۴ -

و امام محمد[1] شیبانی رحمہ اللہ کہ شاگرد امام اعظم و استاد [ص : ٢٥٥] امام شافعی است رحمہم اللہ قرأت فاتحہ را عقب امام مستحسن داشتہ و عمل چہار مذہب مجتہد سنی المذہب از جہت احتیاط این بود کہ قرأت فاتحہ می کردند ۔ و این حقیر اکثری مشائخ این زمان را برین عمل دریافتہ ۔ و چون صوفی مقید بمذہب نیست عمل بر آنچہ احتیاط و مشقت و ریاضت بیشتر است می کند ۔ لا جرم کار بر متفق علیہ کردن بہتر است از مختلف فیہ ۔

حکایت : آوردہ اند کہ شیخ فرید گنج شکر[2] و شیخ بہاؤ الدین ابن زکریائی[3] ملتانی قدس اللہ سرہما بنیت ارادت بغداد بملازمت شیخ الشیوخ فی العالم مرشد طوائف الامم شہاب الدین السہروردی[4] روح اللہ روحہ رفتہ اند و شیخ الشیوخ بہ مخدوم گنج شکر فرمود کہ حوالہ تکمیل شما در دہلی بخواجہ[5] بزرگ قطب الملۃ و الحق و الدین ابن بختیار اوشی[5] رحمہ اللہ می رود آن جا باید رفت ۔ و خدمت شیخ بہاء الدین را در خدمت خود

---

١ ۔ امام محمد شیبانی (متوفی ٨٠٣ء) واسط میں پیدا ہوئے کوفہ میں تعلیم حاصل کی ۔ امام ابو حنیفہ کے خاص شاگرد تھے ۔ ان کی تصنیفات الجامع الصغیر اور الموطا مشہور ہیں ۔

٢ ۔ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر (متوفی ١٢٦٥ء) چشتی سلسلہ کے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے ہانسی میں قیام رہا بعد میں اجودھن میں جو اب پاک پٹن کہلاتا ہے مقیم ہوگئے ۔ یہیں وفات پائی ۔

٣ ۔ بہاء الدین زکریا ملتانی (متوفی ١٢٦٢ء) ہند پاکستان کے اکابر اولیا میں تھے ۔ بر صغیر میں سلسلہ سہروردیہ کے بانی تھے مزار ملتان میں ہے ۔

٤ ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی (متوفی ١٢٣٤ء) سلسلہ سہروردیہ کے بانی تھے ۔ ان کی کتاب عوارف المعارف مشہور ہے ۔

٥ ۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے خلیفہ اعظم تھے ۔ سلطان شمس الدین التمش کو آپ سے بے حد عقیدت تھی چنانچہ قطب مینار آپ ہی کے نام سے موسوم ہے جس کی تکمیل اُس زمانہ میں ہوئی ۔

نگاه داشته فرموده که در پیری و مریدی اتحاد مذہب شرط است و شما حنفی و ما شافعی ایم صحبت چگونه راست می آید ـ شیخ بموجب این که مرید پیش پیر حکم میت پیش غسال دارد ـ خواست که بالکل از مذہب خود بر آید ـ شیخ الشیوخ باین انتقال راضی نه شدند ـ گفتند که بر مذہب حنفی باشید ـ اما این چند چیز از مذہب شافعی در صلوات لازم گیرید که تفصیل آن بجائے خود مذکور است ـ و از آن جمله قرأت فاتحه است عقب امام و دست برسینه نهادن و انگشت در لشہد برداشتن و سمع الله لمن حمده بوصل خواندن و در سلام لفظ برکاته زیاده ساختن ـ و چون شیخ بهاؤ الدین رحمه الله در ملتان آمدند علماء متعصب و متعنت بصریح و اشارت تعرض می کردند ـ شیخ ابو الفیض فیض الله صوفی از جمله مریدان شیخ که در فقاہت ثانی نه داشت روایات از مذہب حنفی درین باب جمع کرد و قاضی القضاة و صدور حضرت دہلی بران امضا کردند و باتفاق ہمه آن روایات ہرچند مختلف فیه بود متفق علیه گشت ـ و این بود [ص : ۲۵۶] سبب تصنیف فتاویٰ ـ صوفیه بهائیه نیز می خوانند ـ و ازان روز باز زبان منکران از حضرت شیخ فروبست ـ حق سبحانه و تعالیٰ ہمه را از انکار اہل الله نگه دارد ـ بیت :

گر خدا خواہد که پرده کس درد
میلش اندر طعنه پاکان[1] برد

و ہر گه که سخن کردن در وقت خطبه ممنوع باشد وقت اذان نا مشروع بود ـ چه اذان گوینده داعی و منادی حق است و اجابت قبول داعی واجب ـ قوله تعالیٰ :

''و من احسن قولا ممن دعا الی الله[2] ـ''

کیست خوش گفتار و نیکو گوئے تر از کسے که مردم را بجانب حق سبحانه دعوت کند وگوید که مسلمانم و بقول بعض مفسران مراد ازیں داعی موذن است ـ و رسول علیه السلام فرمود که ہر که وقت اذان گفتن

---

۱ ـ مخطوطه میں کچھ کتابت کی غلطی ہے ـ
۲ ـ سوره حم السجده ۴۱ ، آیت ۳۳ ـ

سخن دنیا کند بر وی از زوال ایمان می ترسم ۔ و ہر چند محدثان این حدیث را مرفوع (موضوع) گفته اند اما فقہا آن را در دلائل آورده و صاحب منظومہ فقہ ہمیں مضمون را منظوم ساختہ :

فی التکلم حالۃ الاذان

خشیۃ من زوال الایمان[1]

و بعضی شارحان تاویل چنین کرده اند کہ اگر موذن در حالت تاذین خود سخن بنا کشد مسلوب الایمان شود ۔ نعوذ باللہ منہا و اللہ اعلم ۔

سیوم خرید و فروخت در مسجد کردن ۔ ہر چند این حکم در اول کتاب بطریق ضمن معلوم شده ۔ اما این جا غرض تصریح است ۔ قولہ تعالیٰ :

"و ان المسجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً[2] ۔"

مساجد ہمہ خاصتہً برای خدائی تعالیٰ است و عبادت اوست ۔ پس دیگر برادران مکان شریف می خوانند ۔ و نام دیگری مبرید و نماز دیگر مکنید ۔

و کفار عرب چون بیع و شریٰ بلکہ خواب و خور در بیت الحرام می کردند این نہی دران باب واقع شده و نہی ازین امور در غیر حالت اعتکاف است ۔ اما در آن حالت رخصت است ۔

چہارم مقبره و حمام را مسجد ساختن ۔ قال علیہ السلام الارض کلہا مسجد الا المقبرة و الحمام ہمہ روئی زمین سجده گاه ہست مگر گورستان و حمام کہ در آن جا نماز گزاردن نہ شاید ۔ نہ آن کہ حمام را ویران کرده مسجد نہ تواند ساخت ۔ چہ این صورت خود از جملہ عبادات است و مقرر است کہ حمام و بازار بموجب حدیث نبوی علیہ السلام [ص : ۲۵۷] جائی شیطان است ۔ و اکثر اوقات اہل غفلت در آن می

---

۱ - (ترجمہ) اذان کے درمیان گفتگو کرنے سے ایمان کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے ۔

۲ - سورة الجن ۷۲ ، آیت ۱۸ ۔

باشند - و در حدیث دیگر که رسول علیه السلام از نماز گزاردن در هفت مقام منع فرموده اند - و آن مزبله و قصاب خانه و گورستان و کوچهٔ عام و حمام و پایگاه شتران و اسپان و بام خانه کعبه است - و شاید که وجه نهی ازگزاردن نماز در حمام این بوده باشد که درآن جا چون مرد و زن برهنه می مانند و آواز اہل لهو و لعب بلند می شود و اکثر بیماران در می آیند مناسب اہل عفت و صلاح این است که نماز در جای که موضوع برای عبادت است با جماعت بگزارند مگر عند الضرورت که ضرورت مطلقاً خارج مبحث است -

و در کراہت نماز مقبره شاید از جهت بوده باشد که صورتهای قبور درپیش مصلی حایل می شود - و تماثیل اہل قبور در خاطر عبور می کند - و نیز مقابر محل عبرت است نه موضع از برای عبادت - و رسول علیه السلام در اوائل حال صحابه رضی الله عنهم را از زیارت قبور منع می فرمود و بعد ازان آن حکم را منسوخ ساخت - و مامور بزیارت راه گشتند - و دلیل گفت زیارت موتی‌ای آخرت را بیاد شما می آورد - این جا معلوم می شود که صورت قبری را بخیال در آوردن و سجده بآن جانب کردن چنانچه عادت بعضی جهال است چه حایل داشته باشد - اما بوسیدن قبر بدست نزدیک فقها لا باس است باین دلیل که تقبیل قبور منزله مصافحه احیا است - و در حدیث آمده - اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اہل القبور - اگر در کارهائی دشوار حیران شوید اعانت از اہل گورستان طلبید - اگرچه ظاہر این حدیث بمضمون آیت :

"ایاک نعبد و ایاک نستعین[1] -"

منافات دارد - چه استعانت منحصر است از حضرت حق سبحانه و تعالیٰ و مدد طلبیدن از غیر او شرک خفی است - اما در حقیقت مناف نیست زیرا که مراد از استعانت در حدیث بطریق ظاہر است که مجازی باشد و در آیت از روی حقیقت باشد - و در حقیقت ہیچ ممدی و معاونی [ص : ۲۵۸] غیر از باری تبارک و تعالیٰ نیست و کریمه :

---

۱ - سورة الفاتحه ۱ ، آیت ۴ -

"و ما رمیت اذ رمیت و لکن الله رمی[1] ۔"

ازیں معنی خبر می دہد :

ہر بوئی کہ از مشک و قرنفل شنوی
ہر نغمہ بلبل کہ پئی گل شنوی
گل گفتہ بود گرچہ ز بلبل شنوی

بسیارے از اہل اللہ را فتوحات غیبیہ از زیارت قبور مشائخ کرام و رسائل و کتب ایشان از مضمون مملو و مشحون است ۔ و گفتہ اند کہ تصرف ایشاں بعد از ممات چون حالت حیات است ۔ و ازاں جملہ غوث الثقلین کہف الخافقین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا و حکایت صلحا درین باب از عد و احصا متجاوز است ۔ و ذکر گذاردن دوگانہ و توجہ نمودن بقبر انور و اطہر آن حضرت کہ ولی مالک الرقاب[2] تاریخ ولادت با سعادتش و سرور اہل جہاں[3] تاریخ وفاتش یافتہ شدہ ۔ درین سلسلہ علیہ قادریہ علی اصحابہا منی التحیہ معمول و مشہور است ۔

و بعضی از زہاد متقشف و علماء متعسف کہ در باب منع این شیوہ تعصب و تعنت بلیغ داشتند ۔ در زمان خود دیدم کہ با قبح وجوہ از جہان در گذشتند :

پیش تیغ تیز بی اسپر میا
کز بریدن تیغ را نہ بود حیا

پنجم : علم بنا اہل آموختن ۔ قال اللہ تعالیٰ :

---

۱ ۔ سورۃ الانفال ۸ ، آیت ۱۷ ۔

۲ ۔ ۴۷۱ھ مطابق ۷۹-۱۰۷۸ء قادریہ سلسلہ کے بانی ہیں ۔ مزار بغداد میں ہے ۔

۳ ۔ ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۶ء غنیۃ الطالبین ان کی مشور تصنیف ہے ۔

''ان الله يامركم ان تودوا الا منت الى اهلها[1] ۔''

حق سبحانہ و تعالیٰ می فرماید شمارا کہ امانتہا را باہل آن بسپارید ۔ و علم چون امانتی است لطیف نفیس ودیعتی است شریف از گنج خانہ :

''لہ مقالید السمٰوات و الارض[2] ۔ و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو[3] ۔''

آن را بمصرف باید رساند کہ قدر آن داند و کتمان اسرار آن نماید ۔ و قولہ علیہ السلام آفة العلم النسیان و اضاعتہ ان تحدث بغیر اہلہ ۔ آفت علم فراموشی است و ضایع ساختن آن این است کہ بناہل بیاموزی آن علم او را بمنزلت آلت حارم است برای ایذای خلق یا در حکم چراغ بدست دزد ۔ چنانکہ گفتہ اند :

علم کز بہر کاخ و باغ بود
ہم چو شب دزد را چراغ بود

و با امیرالمومنین و یعسوب المسلمین امام المتقین رضی اللہ عنہ منسوب است :

اری التعلیم [ص : ۲۵۹] للاحرار حسنا
و للارذال منقصة و ذما

فان الماء فی الاصداف در
و فی فم الافاعی صار سما

تعلیم آزادان را ہنر و سفلگان را نقصان و ضرر است از آن کہ یک قطرۂ ابر نیسانی کہ از یک جوہری ست در صدف مروارید و در

---

۱ ۔ سورة النساء ۴ ، آیت ۵۸ ۔
۲ ۔ سورة الزمر ۳۹ ، آیت ٦۳ ۔
سورة الشوریٰ ۴۲ ، آیت ۱۲ ۔
۳ ۔ سورة الانعام ٦ ، آیت ۵۹ ۔

دہن مار زہر می شود ۔ و این تفاوت باعتبار اختلاف مکان است چنانکہ گفتہ اند :

ہیچ سودی نہ کند تربیت ناقابل
گرچہ برتر نہی از خلق جہان مقدارش

سبز خورم نہ شود از نم باران ہرگز
خار خشکی کہ نشانی بہ سر دیوارش

ابو ہریرہ[1] رضی اللہ عنہ می گوید کہ من از رسول علیہ السلام دو طرف از علم برداشتم و یکی را ازان بر شما نشر کردم و دیگری را اگر عیان سازم رگ گردن من بریدہ شود ۔ چہ بسیاری از علوم است کہ پوشیدن آن از عوام بنابر قصور فہم و تنگی حوصلہ ایشان لازم است ۔ و در اشاعت آن مفاسد بسیار است ۔ و قصہ حسین منصور[2] و شیخ مقتول[3] و عین القضاۃ ہمدانی و غیر ایشان رحمہم اللہ مشہور است ۔ و قرۃ عین الرسول و فلذہ کبد البتول امام مظلوم زین العابدین علیہ و علی الکرام التحیۃ و السلام اشارت بسینہ' بے کینہ' خود نمودہ فرمود کہ این جا علوم غریبہ و اسرار غامضہ بی نہایت است کاشکی آن را قابل و حاصل می یافتم ۔ و ازان جملہ است اسرار علم توحید و دعوت اسما و دعوت کواکب و علم جفر کہ از خاصہ' اہل بیت است ۔ و نیز درین باب اشعاری فرمود کہ این ازان جملہ است ۔ شعر :

و رب جوہر علم لو الوح بہ
لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا

---

۱ ۔ ابو ہریرہ (متوفی ۶۷۹ء) مشہور صحابی ہیں جن سے کثیر تعداد میں احادیث روایت کی گئی ہیں ۔

۲ ۔ ابو المغیث الحسین الحلاج البیضاوی (متوفی ۹۲۲ء) مشہور صوفی بزرگ ہیں ان کی کتاب الطواسین مشہور ہے ۔

۳ ۔ شیخ شہاب الدین السہروردی المقتول (متوفی ۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء) علمائے حلب نے ان کے قتل کا فتوی دیا تھا ۔

بیمار جوہر علم است کہ اگر آن را آشکارا سازم بگویند کہ از جملہ بت پرستانی :

زاہد ظاہر پرست از حال ما آگاہ نیست
در حق ما ہر چہ گوید جای ہیچ اکراہ نیست

و ما را بسیاری بتجربہ معلوم شدہ کہ بعضی ارذال علم خواندند و این معنی سبب فسادہا در ملک و ملت شد و عاقبت بسزای رسیدہ اند ۔ مصرع :

ہر عمل اجری و ہر کردہ جزای دارد

ششم : با علما جدل در عرض کردن ۔ قال اللہ تعالیٰ :

''ولا تجادلوا باھل الکتب الا بالتی ھی احسن[1] ۔''

جدل مکنید با اہل کتاب مگر بر وجہی صواب کہ نیکو تر باشد ۔ [ص : ۲۶۰] کہ آن را مناظرہ گویند نہ مجادلہ و مشاغبہ کہ مقصود ازان نفسانیت و خودنمائی و رعونت است ۔ و مناظرہ را علامت و دلایل است کہ بدان از مجادلہ ممتاز می شوند (شود؟) ۔ و ازان جملہ این است کہ بحث بنرمی و آہستگی باشد نہ بزور گردن ۔ و اگر سخن حق از خصم شنود فی الحال از گفتہ خود پشیمان شود ۔ و بجانب او رود و ستیزہ بر باطل نہ نماید کہ عاقبت ستیزہ در دو جہان شوم شود و ستیزہ کار مشئوم :

ستیزہ بجای رساند سخن
کہ ویران کند خان و مان کہن

و ہرگاہ کہ مجادلہ درین آیت بمعنی مناظرہ است با اہل کتاب کہ عبارت از اہل یہود و نصاریٰ است منہی باشد و حرام بعلمای اہل اسلام بطریق اولیٰ ۔ و بعد از تامل معلوم می شود کہ ہر جا کہ درین امت خرابی واقع شدہ از شامت جدل علما بودہ و چہ سرہا و خاندان ہا کہ بر سر بحث بباد رفتہ است ۔

---

۱ - سورۃ العنکبوت ۲۹ ، آیت ۴۶ -

نقل است از صاحب معجم البلدان[1] - می گوید که قریب بفتنه ہلاکو[2] خان بر شہر ری که در جمعیت و البوہی رشک مصر بود گذشتم و آن را خرابه یافتم - سبب ویرانی آن پرسیدم - گفتند - درین شہر سه طائفه بودند حنفی و شافعی و شیعی - اول سنیان با شیعان چندان قتال کردند که شیعان مستاصل شدند - بعد ازان دو طائفه سنی با یک دیگر در افتادند و حنفیان بر شافعیان غالب آمدند - و از شافعی اثری نه ماند - تا آنکه لشکری بیگانه در آمد و ایشان را ہم نابود ساخت -

آتش اندر پنبه چون افتد نه تر ماند نه خشک -

و امام فخر[3] رازی را که امیان(؟) بدرجه شہادت رسانیدند و مثل این واقعه چندان روی داد که محاسب وہم از احصای آن عاجز آید -

و سبب خرابی بغداد بر افتادن خلافت از خاندان عباسی و کشته

---

۱ - یاقوت رومی الحموی (متوفی ۱۲۲۹ء) اس کا نام یعقوب تھا - بچپن میں گرفتار کر لیا گیا تھا - اس کو بغداد کے ایک تاجر نے خرید لیا اور اس کی تعلیم کا بندوبست کیا پھر اس کو آزاد کر دیا - اس نے مختلف مقامات کا سفر کیا - اس کی تصنیفات میں ''معجم الادبا'' اور ''معجم البلدان'' بہت مشہور ہیں -

۲ - ہلاکو خان (متوفی ۱۲۶۵ء) چنگیز کی نسل سے مغلوں کا مشہور سردار تھا جس نے بغداد پر حملہ کر کے اس کو تباہ کر دیا اور عباسیہ خلافت کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کی -

۳ - فخرالدین الرازی (متوفی ۱۲۰۹ء) رے میں پیدا ہوئے 'ہرات' کے شیخ الاسلام تھے - ان کی ''تصانیف'' میں تفسیر کبیر بہت مشہور ہے - متکلمین میں بہت بلند پایہ رکھتے ہیں - دینی امور میں استدلال سے بہت کام لیتے تھے جن کی طرف مولانا روم نے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے :

گر باستدلال کار دین بودی
فخر رازی راز دار دین بودی

پای استدلالیان چوبین بود
پای چوبین سخت بی تمکین بود

شدن امیر المومنین مستعصم که ختم خلفای بغدادی بود ۔ و اسیر شدن اہل بیت او در سن ست و خمسین وست مائة غیر از تعصب ابن علقمی[1] رافضی وزیر در مذہب و عناد با اہل سنت چیزی دیگر نہ بود چنانچہ در تواریخ مشروح و مفصل مذکور است ۔ اگر خواہند ہمان جا بیینند :

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

[ص : ۲۶۱] و اکثر اہل زمان خود را برین روش یافتم و می یابم الا ماشاء اللہ کہ در حکم اقل قلیل اند و تا ہنوز ہم چہ نتیجہ دہد :

از بہر فساد و جنگ بعضی مردم
کردند بکوی گمرہی خود را گم

در مدرسہ ہر علم کہ آموختہ اند
فی القبر یضرہم و لا ینفعہم

و امام رازی فرماید ۔ شعر :

و لم نستفد من بحثنا طول عمر نا
سوی ما جمعنا فیہ قیل و قالوا[2]

(رباعی)

در خانقہ و مدرسہ گشتیم بسی
انصاف کہ در ہر دو نہ دیدیم کسی

دیدیم یکی فسانہ گوی چندی
قانع شدہ از دور ببانگ جرسی

۱۔ موید الدین محمد العلقمی (متوفی ۱۲۵۸ء) عباسی خاندان کا آخری وزیر تھا ۔ اس نے کتابوں کا زبردست ذخیرہ جمع کیا تھا ۔

۲ ۔ (ترجمہ) اپنی عمر میں بیاحثہ سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا بجز اس کے کہ ہم نے یہ جمع کر لیا ہے کہ یہ کہا گیا ہے اور انھوں نے کہا ہے ۔

و رسول علیه السلام در مناجات گفتی اللهم انی اعوذبک من هولاء الاربع من علم لا ینفع و من قلب لا یخشع و من نفس لا یشبع و من دعاء لا یسمع[1] - و علم غیر نافع افراد بسیار دارد و فرد کامل آن علم جدل است - و ہم ازین جہت در استعاذہ پیشتر از آن سه دیگر مذکور شده - مصرع :

علمی که راه حق نه نماید ضلالت است

ہفتم : کسی را آزمودن بدانش - قال رسول[2] الله صلی الله علیه وسلم الممتحن ملعون - و این حدیث را کاتب در کتابی سند نه کرده - اما از بعضی اساتذه و ثقه شنیده والله اعلم - امتحان وقتی مذموم باشد که غرض تفوق و خود نمائی بود - لیکن اگر بغرض دیگر آزمائش چنانچه استحقاق طالب علمی بصدر معلوم گردد او در مسائل مشکل و غوامض دقایق خوض نماید و جامد و خامد نه شود ہیچ باکی نیست - و قسم آخر را تمرین می گویند که عبارت است از آن که کسی را بربغ اندازند - و بحث صله و موصول در بعضی کتب نحوی و مسائل دشوار دورازکار در کتب فقہی ازین قبیل است - و کتاب خیر الفقہا و فروق ایشاپوری از آن جمله است که غرض از آنہا اظہار ثواب است - و گفته اند که در دانستن مسئله فقہی که ہرگز بوقوع نه خواہد آمد و آموختن آن بمردم نزد حق سبحانه و تعالیٰ بہتر است از حجی که پیاده کرده باشند - چه جای تعلیم و تعلم مسائل که در عبادات و معاملات و عادات دانستن آن ضروری است و شرف علم فقه ازین جا ظاہر بر رغم ارباب جدل - بیت :

علم دین فقه است تفسیر و حدیث
ہر که خواند غیر این گردد خبیث

---

۱ - (ترجمه) اے اللہ ! میں ان چار چیزوں سے پناہ چاہتا ہوں ایک ایسے علم سے جو نفع نہ دے - ایسا قلب جو نہ ڈرے ایسا نفس جو سیراب نہ ہو اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے -

۲ - متن میں "قال اللہ تعالیٰ" ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے -

نقل است کہ قاضی امام ابو یوسف [ص : ۲۶۲] از امام مالک[1] رحمہما اللہ روزی پرسید کہ سجدۂ سہو بعد از سلام بکنند یا قبل ازان ـ گفت ـ اگر سہو از ہمہ نقصان است پیش از سلام و اگر از زیادت است بعد از سلام ـ باز قاضی پرسید کہ اگر در یک نماز زیادت ہم نقصان شدہ باشد آن زمان حکم چیست ؟ امام ساکت ماند ـ

و حکایت الزام امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہ در صغر سن قتادہ[2] مفسر را در باب مورچہ سلیمان علیہ السلام پرسید کہ نر بود یا مادہ ـ مشہور است ـ و این را نظایر بی نہایت است ـ و بر متتبع و متفحص مخفی نہ ماند و نہ خواہد بود ـ

و مقولہ امتحان در علم است کسی را در مغلطہ انداختن مثل آن کہ بدروغ بشارتی بدہند کسی را یا اورا بترسانند ـ اما اگر اغلوطہ بطریق مطایبہ و ملاعبہ باشد لا باس است ـ چنانچہ پیرزالی در ملازمت آن سرور علیہ السلام آمدہ پرسید کہ من در بہشت خواہم رفت ـ فرمود ہیچ پیرزالی در بہشت نہ خواہد بود ـ او گریہ بنیاد کرد ـ حضرت فرمود برای چہ گریہ می کنی ؟ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اہل بہشت را اول جوان خواہد ساخت بعد ازان در آن جا خواہد برد ـ و امثال اینہا بسیار است ـ و بغیر این صورت مغلطہ حرام است ـ و در حدیث آمدہ کہ نہی کرد علیہ السلام عن الاغلوطات ـ و اغلوطہ بر وزن اعجوبہ و احدوثہ چیزی است کہ بدان بازی دہند ـ و دروغ گفتن چنانچہ بجد حرام است بہزل نیز حرام است مگر بجہت ضرورت یا بتاویل ـ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام سہ چیز بتاویل گفت ـ

ہشتم : پیران را اہانت کردن ـ و این حکم ضمناً سابقہ گذشتہ است ـ و مراد از پیر عام تر است ازین کہ بصورت پیر باشد یا بمعنی ـ اگر شق

۱ـ امام مالک ابن انس اصبحی (متوفی ۱۷۹ھ) فقہ مالکی کے بانی ہیں ـ ان کی کتاب موطا جو احادیث کا پہلا مجموعہ ہے ، بہت مشہور ہے ـ

۲ ـ قتادہ ابن دعامہ ابن قتادہ السدوسی البصری (متوفی ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۵ء) ـ ان کے حالات کے لیے دیکھو 'تہذیب' جلد ۸ صفحہ ۳۵۱ ـ

آخر است تحقیر چنان پیر موجب سلب ایمان است - نعوذ باللہ - و خلاف ادب - و بی ادب ہیچ جوانی مشکل است کہ بہ پیری رسد - چنانچہ بکرات و مرات بتجربہ معلوم شد :

ہر جوانی کہ بی ادب باشد
گر بپیری رسد عجب باشد

و کرامات پیران قائم مقام معجزۂ پیغبران علیہم السلام است - و انکار آن کفر صریح است - و اگر شق اول است ہم پیران را بخشم نہ باید دید چہ او [ص : ۲۶۳] مرحوم است - و حکم مسافری و مہمانی دارد کہ در پی رحیل باشد و مسافر و مہمان را رنجانیدن از قساوت قلب است و بی مروتی و بی دیانتی است - و قاعدہ اسلام این است کہ اگر کسی را از خود بسال مہتر بینند اورا در شناخت خدای عز و جل و ایمان و عبادت بیشتر و بہتر از خود تصور باید کرد - و اگر کہتری یابند اورا پاکیزہ تر و بی گناہ تر از خود خیال باید نمود - و رسول علیہ السلام چنین می فرمایند کہ لیس منا من لم یرحم صغیرنا و لم یوقر کبیرنا - از دین ما نیست کسی کہ بر خوردان امت من رحم نہ کند و پیران است مرا تعظیم نہ نماید -

و سنت اللہ جاری برین است کہ اگر طبائع افراد انسان را رحم بر اطفال مذکور نہ باشد متکفل تربیت ایشان کہ شود - و اگر احترام پیران در ذہن خوردان قرار نہ گیرد فرزندان آبا و امہات را چگونہ اطاعت نمایند - فسبحان من اوقع التودد و التالف بین القلوب -

نہم : طفلان را زدن - و این حکم بالا نیز معلوم شدہ است - بدلیل حدیث سابق - و چون اطفال ہم معصوم اند و ہم مرحوم رنجانیدن ایشان بی جہت گناہ است - بی گناہ حرام است - و رسول علیہ السلام ہر نوباوہ را از جہت شفقت اول بدست طفلی می داد بعد ازان خود تناول می فرمود و می گفت کہ اینہا قریب العہد اند از پرودگار من -

و قصہ بانگ شترکردن آن سرور علیہ السلام برای خاطر شہزادگان کونین و امامین مظلومین علیہما السلام در حجرہ مشہور است - و نیز

حکمت مبالغه چنان اقتضا کرد که خوردان همه محبت انگیز باشند تا نوع انسانی باقی ماند - پس زجر و ضرب و تهدید ایشان خروج است از دائره حکمت حکیم قدیم عزشانه - و سر درین باب آن است که حق سبحانه و تعالیٰ آدم علیه السلام را بی پدر و مادر آفرید و ازو فرزندان شدند - پس او بطبع مائل بایشان شد - بهچو میل مایل کامل بجزو قدر ایشان دانست - و اگر اورا والدین می بودند او هم بذات خواهان و دوست دار ایشان می شد - و ازین جا است که مهربانی پدران را بفرزندان است - [ص : ۲۶۳] اصلا فرزندان را بپدران نیست - و این است سنت آدم علیه السلام که نمونه سنت الله است در بشر ماند و بر همین قیاس خواہشے که حق تعالیٰ را با بندگان است از جانب ایشان عشر عشیر آن هم نیست - و اگر هست معلوم است - لهذا تقدیم یحبهم بر یحبونه فرمود - و در معنی همه خواہش کل بسوی جزء است لا غیر :

یحبهم و یحبونه چه اسرار است

بزیر پرده مگر خویش را خریدار است

پوشیده نه ماند که زدن طفلی وقتی ممنوع است که بی جهت شرعی یا مصلحت حکمی باشد - اما اگر برای تهذیب اخلاق و تعلیم احکام دین تادیب نمایند گناه نیست بلکه طاعت است - و کشتن خضر علیه السلام آن طفل را مشهور است - و کتب نحوی ازین عبارت که ضربته تادیباً پر است - و اگر ضرب و زجر پدر و استاد معلوم نه باشد اطفال از درکه جهل بدرجه علم چگونه رسید زیرا که طبائع ایشان بموجب جذب منافع و دفع مضار از زمان تولد تا بلوغ بر شوخی و بی باکی و نادانی و دیگر رذایل اگر مانعی درا جری قوی نه باشد مجعول است - مانعی یا شرعی است یا عقلی - و عقلی خود درین ایام مفقود است - لا جرم در مانعی شرعی شد - و رسول علیه السلام فرمود که خوردان خودرا برای نماز امر فرمائید چو هفت سالگی رسند - و زمانی که نه ساله شوند ایشان را بر ترک نماز بزنید -

نقل : حکیمی مردی را دید که خوردسالی اورا می زند - پرسید که این کودک چه چیز تو می شود - گفت - پسر من است - باز پرسید که

اورا هیچ بمکتب فرستادۀ - گفت - نه - گفت - خود تعلیم او کردۀ - جواب داد - که نی - گفت - پس اورا بچه کار مشغول می داری ؟ گفت - گاوان مرا نگاه می دارد - حکیم تبسمی نمود و گفت - چون تو اورا علم و ادب نه دادی ترا هم چو گوی خیال کرده می زند - برین ایذا صابر باش که حق بجانب اوست چه اگر او ضربت معلم می خورد حق ترا می شناخت و نه می زد - و روش ملوک و حکماء یونان این بود که فرزندان خود را برای تحصیل علم و حکمت و کسب ادب [ص : ۲۶۵] در ولایات دور می فرستادند تا در سفر محنت کشند و تجارب حاصل کنند و مودب و مهذب شده باز گردند -

نقل است شخصی نزد رسول صلی الله علیه وسلم آمد و پرسید که یا رسول الله ! با که نیکی کنم ؟ جواب داد - با مادر و پدر - بار دیگر پرسید - جواب شنید - تا مرتبه چهارم گفت - اگر مادر و پدر حیات نه باشند با که احسان نمایم ؟ فرمود که به فرزندان خود که چنانچه والدین را بر تو حقی است - همچنین اولاد نیز بر ذمه تو حقے دارد - آن این است که اول فرزند را نام نیکو که نهی و روز هفتم عقیقه کنی بعد ازان مختون سازی و تعلیم احکام شرائع نمای و در هفت سالگی برای نماز بزنی و چو بسن بلوغ رسد در جای متاسب کد خدا سازی - چون ازین حقوق فارغ شوی اورا بگوی که اگر توفیق صلاح یافتی من با تو شریکم و اگر بر خلاف آن ظاهر شدی از شر تو بخدای عز و جل پناه می گیرم - و باتو کاری نه ماند -

نقل است که شخصی نزد جنید[1] قدس الله سره آمد و گفت - من در جهان یک فرزند دارم و دل من برو هیچ نگران است - تا عاقبت او چه باشد - گفت اگر فرزند تو صالح :

"ان الله لا یضیع اجر المحسنین -"[2]

و اگر طالح است غم او نا خورده به - :

۱- جنید بغدادی (متوفی ۲۹۱ ھ) مشهور صوفی ہیں -

۲ - سوره هود ۱۱ ، آیت ۱۱۵ -

۱ ۰ . چون وفات عمر بن عبدالعزیز که خلیفهٔ خامس[2] بود نزدیک رسید - یکی از خویشان او در آن حالت بر وی می گریست - عمر چشم باز کرد و از سبب گریه پرسید - او گفت - یا امیر المومنین ! چرا نه گریم که تو سیزده فرزند گذاشته می روی و هیچ ذخیره برای اوقات‌گذر ایشان نه گذاشتی - ازین سخن متغیر شد وگفت - مرا به نشانید و گواه باشید که نه من حق مسلمان را بی جا صرف‌کرده ام و نه بکسی دادنی دارم - الحمدلله - رزاق فرزندان‌کسی دیگر است - اگر ازان اویند در عهده تربیت او خواهند بود - وگرنه من یاری شریک در اعمال و افعال بد ایشان نه باشم - این بگفت و جان بحق سپرد - بیت :

فرزند بندہ ایست خدا را تو غم مخور
تو کیستی که به ز خدا بنده پروری[3]

دهم : سائل را زجر کردن - قوله تعالیٰ :

''و اما السآئل فلاتنهر -[4]''

سائل را زجر مکن که از کرم و مروت دور است - [ص : ۲۹٦] در شان نزول این آیت چنین آورده اند که روزی رسول علیه السلام را غیر از پیراهنی که در بر داشت پیراهنی دیگر نه بود - سائلی آمد و سوال کرد - آن حضرت همان پیراهن را باو بخشید - بعد از اطلاع حال یکی از صحابه رضی الله عنهم آن را ازان درویش خرید و باز بحضرت گذراند - پرسید مگر این همان جامه است که پوشیده بودم - گفت - بلی یا رسول الله ! اما بجهت خریدن تبرک ملک از سائل شده است - پیغمبر صلی الله علیه وسلم آن را پوشید و ساعتی نه گذشته که همان بی نوا باز آمده سوالے کرد - پیغبر علیه

---

۱ - مخطوطہ میں 'نهم' سهو کتاب ہے

۲ - خلفائے راشدین کے بعد عمر بن عبدالعزیز (متوفی ۱۰۲ھ) کو پانچواں راشد خلیفہ کہا ہے -

۳ - حاشیہ پر یہ شعر درج ہے :

گر مقبل است گنج سعادت از آن اوست
ور مدبر است رنج زیادت چه می بری

۴ - سورة الضحیٰ ۹۳ ، آیت ۱۰ -

السلام باز باو داد ـ و چون این قصه مکرر روی نمود بار ششم یا هفتم فرمود که تو سائلی یا تاجری ؟ او ملول شد و دل شکسته رفت ـ و این آیت نازل گشت ـ و حضرت صلی الله علیه وسلم عذر خواهی آن درویش بیش از بیش فرمود ـ

و هم درین قضیه یا قضیه دیگر که مثل آن بود باین خطاب مخاطب شد که قوله تعالیٰ :

''ولا تجعل یدک مغلولة ـ''

تا آخر آیت ـ دست خودرا با گردن پیوسته مدار و این کنایت از بخل است ـ و بسیار فراخ وکشاده هم مساز ـ و این اشارت باسراف است ـکه درین صورت ملامت زده برهنه در خاطر نشینی ـ و در مسجد بجماعت نه توانی رسید ـ و این حکم از برای تعلیم است است تا تعدیل اخلاق بنهایند ـ و از افراط و تفریط در بخشش محسب باشند و اگر بی وفا که خوش باز بسیار و بدش باز کم باقی ماند ـ و آن هم در توهم است کوتاهی نه کند و توفیق هم راهی نماید ـ و دفتری در باب اخلاق بطرز ارباب حدیث و سر نه بر اسلوب اہل حکمت و نظر نوشته خواهد شد و کمال اقتصار و اختصار مرعی خواهد داشت ان شآء الله ولی التوفیق و بیده سواء الطریق :

گر بمانیم زنده بر دوزیم
جامهٔ کز فراق چاک شده
ور بمردیم عذر ما بپذیر
ای بسا آرزو که خاک شده

یاز دهم : بر یتیم قهر کردن ـ قوله تعالیٰ :

''فاما الیتیم فلا تقهر ـ''

بر یتیم اعراض مکن که یتیم خود دل شکسته است و برنجانیدن آزار او را

---

۱ ـ سوره بنی اسرائیل ۱۷ ، آیت ۲۹ ـ
۲ ـ سورة الضحیٰ ۹۳ ، آیت ۹ ـ

زیاده می شود - و نیز چون رسول ما صلی الله علیه وسلم بی پدر و مادر نشو و نما یافته [ص : ۲٦۷] نسبت محبت بآن حضرت تقاضا می کند که بر یتیمان مهربان باید بود نه خشمگین -

و در صفت حضرت امیر المومنین علی رضی الله عنه این آیت فرود آمد که :

"و یطعمون الطعام علیٰ حبه مسکیناً و یتیماً و اسیراً -"[۱]

طعام می دهند با کمال حب آن و آن احتیاج بآن درویش بی پدر و مادر او زمانی که امیر رضی الله عنه بعد از فاقه سه روز یک قرص نان جو را که بتردد تمام از جای بهم رسانده و خاتون جنت رضی الله عنها آن را بدست خود پخته بود بمسکینی و دیگر بیتیمی و سیومی را باسیری دادی - حق تعالیٰ این هفده آیت بمناقب او فرستاد - و آنچه نوشته شد یکی از آنها است - و پیر انصاری قدس الله سره به این معنی اشارت می فرماید :

آن شنیدی که حیدر کرار
کافران کشت و قلعها بکشاد

تا نه داد او سه قرص نان جوین
هفده آیت خدای نه فرستاد

و رسول علیه السلام انگشت شهادت و انگشت میانه را ضم ساخته فرمود - من و غم خوار یتیم هر دو با هم در جنت خواهم بود که این دو انگشت -

نقل است که در زمان جاهلیت وقت قسمت از ترکهٔ میت اندک چیزی بدرویشان و یتیمان می بخشیدند - تا روزی یکی از صحابه رضی الله عنهم وفات یافت و بدستور قدیم مال او بخشش می کردند - و یتیمی در زمان

---

۱ - سورة الدهر ۷٦ ، آیت ۸ -

قسمت در آن مجلس حاضر شد و یکی از حاضران اورا زجر کرد و چیزی نه داد ۔ این آیت نازل شد :

"ولیخش الذین لو ترکوا من خلفهم ذریة ضعفاً خافوا علیهم ۔[۱]"

باید که بترسند از خدا آنان که اگر بعد از وفات خود فرزندان صغیر وارث گذارند از مهربانی بر ایشان بترسند دل سوزی نمایند ۔ و هر گاه که حال چنین باشد مناسب چنان است که حال یتیمان را بر حال فرزندان خود بعد از وفات قیاس کنند تا باشد که دیگران نیز بر ایتام این جماعت رحم آرند و تربیت نمایند ۔ و الا کما تدین تدان بعد ازان این حکم منسوخ شد و نصب وصی بر مال میتی و تعهد ایتام واجب گشت ۔ و بالا مذکور شد که اکل مال یتیم از کبایر است ۔

و بعضی اہل ورع طعامی را که بروح میت روز سیوم یا ہفتم می پزند نه می خورند ازین جہت [ص : ۲۶۸] که ہنوز میراث قسمت نه یافته و مشوت منسوب بحق ایتام است ۔ و بعضی در سایهٔ دیوار یتیم نه می نشینند ۔ ای وای بر آن جماعت که پدران را می کشند و مال پسران را از شیر مادر حلال تر می دانند ۔

حکایت : آورده اند که یکی از خلفای عباسیه دو بدره زر نزد حضرت غوث الثقلین الشیخ السید محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه بطریق نذر برد قبول نه فرمود ۔ او رنجید و گفت ۔ چرا نه گیرید که از وجه حلال است ۔ شیخ فرمود که این ہمه زر خون یتیمان است ۔ پس بهر دو دست مبارک خود ہردو صره بیفشرد و ازان خون ظاہر شد ۔ نظم :

ای نازنین پسر تو چه مذہب گرفتهٔ
کت خون ما حلال تر از شیر مادر است
آن شنیدستی که روزی ابلہی فرزانهٔ
گفت کین والی شہر ما گدای بی حیاست

---

۱ ۔ سورة النساء ۴ ، آیت ۹ ۔

گفت چون باشد که آنان کز کلاهش تکمهٔ
صد چو مارا آرزوهای سالها برگ و نواست

گفتش ای مسکین غلط اینک ازین جا کردهٔ
آن همه برگ و نوا دانی که آن جا از کجاست

در و مروارید و طوقش اشک اطفال من است
لعل و یاقوت ستامش خون آشام شماست

او که تا آب و پیوسته از ما خواسته است
گرز بجویٔ تا بمغز استخوانش زان ماست

خواستن گدیه است خواهی جزیه دان خواهی خراج
ز آنکه کرده نام باشد یک حقیقت را رواست

چون گدایٔ چیزی دیگر نیست جز خواهندگی
هر که خواهد گر سلیمان است و قارون آن گداست

دوازدهم : از خیر مانع شدن ـ قال الله تعالیٰ :

"ولا تطع کل حلاف مهین هماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم ـ"[1]

فرمان مبر ای محمد! سوگند خوری دروغ گویٔ عیب کنی سخن چینے از خیر باز دارنده تعدی کننده بزه کاری درشت خوی حرام زاده را که مدرک همه اوست ـ نزول این آیت در شان یکی از رؤسایٔ قریش است ـ که نسبت بآن حضرت صلی الله علیه وسلم یک سخن بی ادبانه گفته بود ـ حق تعالیٰ برایٔ تسلی خاطر مبارک حبیب خود بعوض آن یک سخن ده دشنام گونا گون برای کافر نا پاک ملعون و بی باک داد که مومنان [ص : ۲۶۹] تا قیام قیامت این آیت را می خوانده باشد اورا نفرین کنند ـ و قیاس برین قضیه هر یک مرتبه بر آن سرور درود می گوید حق سبحانه بر او ده تحیه می فرستد:

"من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ـ"[2]

---

۱ ـ سورة القلم ۶۸ ، آیت ۱۰-۱۳ .
۲ ـ سورة الانعام ۶ ، آیت ۱۶۱ .

و رسول علیه السلام فرموده من صلی علی مرة صلی‌الله علیه عشراً ـ مضمون این حدیث همان است که مذکور شد ـ و نیز فرموده که هر که بر من یک سلام فرستد خدای تعالیٰ بر وی ده سلام می فرماید ـ خدای تعالیٰ روح مرا باز در بدن گرداند تا جواب سلام بدهم ـ رباعی :

عالی نسبی قدوهٔ ارباب کرام
یسین لقبی محمد مکی نام
یا رب علیٰ سیدنا خیر انام
بلغ عنا صلواة و سلام

و از جمله بخل است این که نام آن سرور مذکور شود و درود نه فرستد ـ و مضمون مخبر صادق برین معنی ناطق است ـ که دال بر خیر در ثواب شریک فاعل خیر است ـ نا چار مانع با تارک آن هم باشد و از جمله منع است که آب و آتش و مانند آن عاریتی از همسایه باز دارند ـ و حق سبحانه و تعالیٰ مانع این اشیا را با تارکان صلواة و مرائیان را در یک سلک کشیده می فرماید ـ قوله تعالیٰ :

"فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون الذین هم یراءون و یمنعون الماعون ـ۱"

وای بر نماز گذارانی که از نماز خود غافل اند ـ خواه به ترک آن در اوقات خواه بگزاردن آن بی حضوری دل و جمعیت خاطر و ریا می ورزند ـ و اشیایٔ کم بها را که ماعون عبارت ازوست از اہل جوار باز می دارند ـ

و در حدیث آمده که روزی بی عائشه رضی الله عنها از آن حضرت صلی الله علیه وسلم پرسید که یا رسول الله چیز هایٔ که منع آن حلال نیست کدام است ـ فرمود آب و آتش و نمک ـ بموجب اقتضاء نص حدیث سایر اموری که دست بدست گردان باشد مثل جاروب و غله افشان و غربال و مانند آن که مصالح بیت بوده باشد همین حکم دارد ـ و ایثار

---

۱ ـ سورة الماعون ۱۰۷ ، آیت ۴-۶

بعضی فقرا بمرتبه بود که ده کس در بادیه قدم توکل و تجرید می رفتند - تشنگی بر ایشان غالب آمد و افتادند - شخصی از اہل قافله در قدحی آب قدری داشت که یکی را کفایت کند از ایشان نه خورد و ہمه تشنه رخت بآن جہان بردند - سقی الله ثراہم -

و در شان صحابه می فرماید رضی الله عنہم که [ص : ۲۷۰] :

''و یوثرون علیٰ انفسہم و لو کان بہم خصاصة -[۱]''

ہر چه داری برای' او بگذار
کز گدایان ظریف تر ایثار

سیزدہم: نصیحت باز داشتن از مستحق آن - و این فعل امر معروف و نہی منکر است و داخل منع خیر است - قوله تعالیٰ :

''و لم یجعلنی جباراً شقیاً -[۲]''

حکایت : از عیسیٰ علیه السلام است که در مقام شکر گفت که خدای' تعالیٰ از نہایت منت و احسان خود مرا جبار و بدبخت نه ساخت - گفته اند که جبار آن است که سخن حق از تکبر بکسی نه گوید و شقی آن که نصیحت نه شنود :

چومی بینم که نابینا و چاه است
اگر خاموش بنشینم گناه است

و از گناہان عظیم است که کسی را براه بد نشان دہند - رسول علیه السلام فرمود المستشار موتمن - از کسی که مشورت می پرسند او امین باشد تا آنچه بر مشورت پرسنده اصلح باشد بگوید - غرضہای' خود را منظور نه دارد ہر چند دشمن ہم باشد -بیت :

---

۱ - سورة الحشر ۵۹ ، آیت ۹ -
۲ - سورة مریم ۱۹ ، آیت ۳۲ -

کیسهٔ عمر سپردیم بدهر
دهر غدار امین بایستی

نقل است که روزی رسول علیه السلام از منزل شریف خویش بدر آمد - و صدیق و فاروق رضی الله عنهما نیز در راهی بآن سرور ملاقات نمودند - پرسید که شما را چه چیز از خانه بر آورد - گفتند - گرسنگی - فرمود - والله مرا باعث گرسنگی بود تا بر آمدم - و هر سه در خانه ابی الهیثم انصاری رضی الله عنه رفتند - او برای آب دادن خرماستان رفته بود - زنش اظهار سرور بسیار بمقدم شریف آن سرور نمود - و شوهر را طلبیده فرستاد - کاسهٔ شیر از گوسپندی بمهانی آورد و آن حضرت صلی الله علیه وسلم بنوشیدن آن مشغول بود تا آنکه ابی الهیثم آمد - و فداک ابی و امی گفت و مرحبای داد - بهان گوسپندی را ذبح کرد - و خود با زن بطبخ قیام نمود - حضرت پرسید تو خادمی نه داری - گفت - نی - فرمود - چون غنیمت از جای بیاید حاضر شو که بندی بتو خواهم داد - در آن نزدیکی دو بندهٔ را باسیری در ملازمت آن حضرت فرستاده بودند - بی ابی الهیثم فرمود که ازین هر دو یکی را برای خود انتخاب کن - عرض داشت - که یا رسول الله ! شما خود از برای من اختیار فرمائید - [ص : ۲۷۱] که من چندانی بصارت نه دارم - فرمود - آری مستشار موتمن است - آن گاه غلامی را باو بخشید و دیگری بدیگری داد -

چهار دهم : فحش گفتن - قوله تعالی[۱] :

''و لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک''

اگر تو ای محمد ! درشت گوی و سخت دل می بودی هر آئینه یاران از تو می رمیدند - و از گرد تو پراگنده می شدند - چه زبان خوش و تواضع است که دلها را صید و مردم را قید می سازد - و عمده در انتظام امور خصوصاً در نبوت و امامت و امارت و ریاست خواه صغیری باشد خواه کبیری جذب قلوب است - و این معنی بعضی را موهبی است و بعضی راکسبی و بعضی را هر دو - نظر باین گفت آن که گفت - قطعه:

---

۱ - سورهٔ آل عمران ۳ ، آیت ۱۵۹ -

ایزد که جهان بقبضهٔ قدرت اوست
داد است ترا دو چیز کان ہر دو نکوست

ہم سیرت آنکه دوست داری کس را
ہم صورت آنکه کَس ترا دارد دوست

و سلف و خلف درین باب ضوابط و آداب نوشته اند و رسایل پرداخته ۔ و گفته اند که یکی از علامات ولایت آن است که دل بی اختیار بجانب او کشد که از دل او خدا یاد آید ۔ و اقوال و افعال و حرکات و سکنات او ہمه موزون باشد :

دیدنش از خدا دہد یادم
سازد از دیدن خود آز آدم

گوش باشم چو نکته فرماید
ہوش باشم چو مجلس آراید

آن کزین یک نشانه پیدا نیست
اثری در زمانه قطعاً نیست

و رسول علیه السلام عائشه صدیقه رضی الله عنها را فرمود که بدگوی و فحش گویٔ و لعنت کننده مباش :

پیش طلبی ز ہیچ کس پیش مباش
چون مرہم و موم باش نیش مباش

خواہی که ز ہیچ کس ترا بد نه رسد
بد گوی و بد آمیز و بد اندیش مباش

و گفته اند که حرم یکی را زن گفتن فحش است ۔ و برین قیاس است تعبیر از اعضایٔ مخصوص باسامی آن کردن ۔ و ادب آن است که بعربی قبل و دبر و آلت و امثال آن و بفارسی پس و پیش و غیر آن می باید گفت ۔

حکایت: که یکی از شیعیان غالی با امام حجة الاسلام غزالی رحمه الله ہم سفر و ہم حضر بو دو به عائشه صدیقه رضی الله عنها بسیار نا سزا می گفت ـ روزی امام وقت تناول طعام اورا فرمود که این طبق را برای زن بفرست ـ او رنجید و گفت ـ که شما را چه لازم بود که در مجلس نام حرم مرا باین عبارت بگیرید ـ امام فرمود ـ بر گاه [ص: ۲۷۲] که تو در حق ہم خوابه خود این قدر بی حرمتی روا نه داری چرا در حق زوجه مطهرهٔ رسول علیه السلام این بی ادبیها می کنی و این ستمها می پسندی ـ می گویند بعد ازان روز آن غالی توبه کرد ـ والله الهادی ـ

بدترین اقسام فحش آن است که در حج و عمره ذکر جماع بکنند و با ہمراہان فحش گویند و ستیزه نمایند که این ہر سه مبطل ثواب حج است ـ و شیخ سعدی[۱] شیرازی رحمه الله مگر در آن باب می فرماید که پیادہای عاج بہتر از پیادہای حاج اند ـ چنانچه فرمود :

خر عیسیٰ اگر بمکه رود
چون بیاید ہنوز خر باشد

فی الواقعی حیفی عظیم باشد که مردم به ہمان زبان نام خدای تعالیٰ و رسول علیه السلام گیرد و قرآن خواند و تسبیح گوید باز ہمان را بہرزه و دشنام و مالا یعنی بیالاید ـ

نقل است که روزی از رسول علیه السلام پرسیدند که بدان چه از زبان ما می بر آید آیا ما خوذ می شویم ـ فرمود که مردم را از آنچه بر زبان ہائے ایشان می رود چیزی دیگر ہم ہست که در دوزخ بر روی اندازد ـ

و فقیر بعضی طالبان فقر را دیده ام که ہمیشه زیر دندان سفالی می گرفته اند و لبہا را مہر کرده بوده اند ـ تا سخنہای بیہوده نه گویند ـ

حکایت : پادشاہی پسری داشت خوش صورت و پاکیزه سیرت باوصاف

---

۱ ـ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی (متوفی ۶۹۱ھ) عالم گیر شہرت کے مالک ہیں ـ

حمیده مودب و باخلاق پسندیده مهذب - دانش آموخته و حکمت اندوخته ہمیشه فکرش غیرت را سرمایهٔ اعتبار و سکوت و وقار را زینت خود ساخته - ہرچند بادشاه خواست که در خلا و ملا سخن ازو بشنود صورت نه بست - وزرا و حکما حیلها و وسیلها برای تکلم او انگیختند فائده نه داد - و ازین مردم را حیرت بر حیرت افزود - عاقبت قرار بران یافت که اورا بہانهٔ سیر شکار گاه برند تا باشد که بموجب آنکه :

شہر گنجایش غمہای دل ما چو نه داشت
آفریدند برای دل ما صحرا را

دلش از تنگہای شہر و کدورت آب و ہوای آن نجات یافته نزہت صحرا و فصحت دلکشای آن را تفرج کند و قدم در بساط انبساط نہاده منشرح و منبسط گردد و سخن گوید که دلیل بر اصل حقیقت و جوہر فطرت او باشد - ناگه دراجی از گوشهٔ آواز کرده بپرواز در آمد - [ص : ۲۷۳] و کشیدن آواز ہمان در افتادن در چنگل باز ہمان یک بار - پس پسر لب بتبسم کشاد و گفت - صدق یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ! من سکت سلم و من سلم نجا - یعنی اگر این جانور فریاد نه می کرد قطعهٔ بلا نه می گشت :

بگفتار اگر در فشاند کسی
خموشی ببسیار ازان بہتر است
خرد مند خامش بود چون صدف
و گر خود درونش پر از گوہر است

که حکیمی را پرسیدند که شنیدن تو بیش از گفتن چراست ؟ جواب داد که مرا دو گوش و یک زبان دادند - باید که شنیدن دو در برابر آن باشد که بگویم - و زیرکی گفته که ہیچ نا گفته خود پشیمان نه شدم - اما بسیار گفتها است که تا آخر عمر ازان ندامت می برم و خواہم برد -

رسول علیه السلام فرمود که اعدای عدوک نفسک التی من جنبیک - دشمن ترین دشمنان تو نفس است که میان دو پہلوی تست - و مراد ازآن

آلت جاع است و زبان ـ چه از جمله سه لذت عقلی و خیالی و حسی و لذت اکل و شرب و جاع رد ترین لذات نفسانی و خوش ترین شهوات بهیمی و حیوانی است ـ و از برای این دو لذت که مآل آن معلوم است آدمی چه خطرہای بدنی و جانی بلکه دینی و ایمانی ارتکاب می نماید ـ و مانند آن زن جوان دو جنگ پر روغن بر داشته و در بازار عرب عکاظ نام بدست مفردی که خوات انصاری نام و نسب او بود عاقبت بشرف اسلام مشرف شد گرفتار شده بجهت طمع ننگ و ناموس برباد داده تن بفریب شیطان می دہد تا بکند باو آنچه خواہد ـ ہدو در انبانش تصرف کند آنچه داند و ازان روز باز این مثل مشہور شد که فلان اشغل من ذات النحیین مشہور تر ازان زن است که ہر که ز دو دست بدو مشک روغن بند کرده بود ـ لمولفه :

تنت رنجور و دل معیوب در راه اخوت نیست
شتر افگار و کرم افتاده و ره دوراست و کرمانش
ترا شیطان زبون دارد چون آن سرہنگ آن زن را
که خود در مانده با انبان و او بکشاد [ص : ۲۷۳][1]
اسیر شش جهت گشتی مکن دعوی آزادی
فتادت بر در شش در گذشتن نیست امکانش

پیری می گوید که ہر گاه آفتی که بآدمی می رسد خواه دینی و دنیوی خواه عرضی و مالی بسبب حرص و طمع و دون ہمتی می رسد ـ و الحق نیکو سخنے است این ـ و فی الواقع بتجربه معلوم شده که اقسام ضررہای و خطرہا را باعث ہمین حرص است ـ لمولفه :

در جهان پای بند حرص مشو
تا سر تو بآسمان ساید

---

۱ ـ اس مصرع میں کوئی لفظ کتابت میں رہ گیا ہے ـ

دیده باشی که از اشارت حرص
پر از آسمان فرود آید

بیک قول مراد از لهو الحدیث فحش است در آیتی که گذشت ـ
پانزدہم : ترک دوستی کردن ـ قال علیه السلام لیس للمومن ان یهجر اخاه المسلم فوق ثلث لیال ـ مومن را نه می رسد که از برادر مسلم خود را بیش از سه شب دور می نماید ـ و مراد ازین دوری آن است که منشاء غرض دنیوی بوده باشد بخلاف آن باعث آن مصلحت دینی بود ـ که الحب لله و البغض لله اصلی نهد درین باب ـ و محبتی که نه برای خدای عز و جل بود بقا را نه می شاید و هم در دنیا باندک غرض زوال می پذیرد چه جاو آخرت ـ قوله تعالیٰ :

"الا خلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین ـ"[1]

همه دوستان دران روز دشمن هم دیگر خواهند شد مگر متقیان که نتائج محبت ایشان دران نشاء بیشتر ازین جهان باشد :

مرد آن بود که دوستی آن بود بجا
لو بمت الجبال او انشقت السما

فصل : بدان که مردم چهار قسم اند ـ اول زود آشنا و زود رنج و این طائفه بسیار اند ـ دوم دیر آشنا و زود رنج و اینها بد تر از اول اند ـ و عمر به صحبت اینها صرف کردن بجمع ساختن ریگی بلند می ماند که بروزگاری دراز محنت این وادی کشند و بیک تند بادی ویران گردد ـ سیوم دیر آشنا و دیر رنج ـ این آشنایان اگرچه بهتر از دو قسم سابق اند ـ اما اعتماد را نه شاید ـ چهارم زود آشنا و دیر رنج و این چنین قسم دوستی اگر [ص: ۲۷۵] در همه عالم یکی هم پیدا شود برای دوستی بسیار است ـ و غیر این اقسام دوستی یا بیگانگی است یا دشمنی است ـ و بسیار بتجربه معلوم شده که میان دو کس دوستی مفرط بوده و باندک چیزی چنان رنجیده

---

۱ ـ سورة الزخرف ۴۳ ، آیت ۶۷ ـ

اند که کار بجنگ افتاده :

دیده ام بسیار کز سیری شهری بی مدار
دوستان دشمن شدند و دشمن دوست

و همه اینها از سر هوا و کین و هوس می خیزد - و اما خلقی که لله و فی الله است اول آن امتحان و تجربه است و واسطه آن صدق و حسن معامله - دویم آن فضیلت و کرامت :

"یهدی الله لنوره من یشآء -"[1]

هر گاه سلوک راه دین بی مصاحبان صاحب صدق یقین میسر نیست صحبت داشتن باین جماعت معظم مطالب است - و رسول علیه السلام می فرماید که صحبت با خدا دارید و اگر نه توانید صحبت با مصاحبان خدا دارید - و مصاحب خدا آن است که دایم بیاد او باشند و معرفت دیدار بقدر استطاعت حاصل کنند و مراتب و درجات آن را تفاوت بسیار است :

گر نقطهٔ ذات را بدانی
دانی که وجود را بقا نیست

گر نقطهٔ ذات را بدانی
دانی که خدا ز تو جدا نیست

گر نقطهٔ ذات را ببینی
دانی که دگر بجز خدا نیست

و این قسم سخنان بظاهر خود از طامات و شطحیات است - مگر آن که خدای عز و جل کسی را بحقیقت آنها برساند - تا آنچه گفته اند بیند و حال او شود و چون درخت موسیٰ علیه السلام فریاد انی انا الله برآرد[2] - و بی رسیدن بدین مقام این چنین دعاوی باطله فضولی است و موجب نا قبولی -

---

۱ - القرآن سورة النور ۲۴ ، آیت ۳۵ ,
۲ - القرآن سورة طه ۲۰ ، آیت ۱۴ -

نقل است که پیری مریدی را تلقین بذکر لا اله الا الله می نمود ۔ او گفت معنی این کلمه را چگونه تصور کنم ۔ جواب داد که در هر نفس همین را بدل می گذارنده باشی که هیچ موجودی غیر از خدا نیست که لا موجود غیر الله ۔ آن فقیر چون آشنا بود روزی چند ذکر گفت در بیفتاد ۔ با شیخ گفت ۔ تا چندان این دروغ را تکرار کنم ۔ او گفت هیچ چیزی بجز خدا موجود نیست ۔ و حال این است که از آسمان و زمین و آنچه درمیان [ص : ۲۷۶] اینها است چندان هزار چیز می بینم ۔ گفت ۔ جان بابا ! این دروغ را چندان می گفته باش که راست گردد :

گوید آن کس درین مقام فضول
که تجلی نه داند او زحلول

هرچه روی دلت مصفا تر
زو تجلی ترا مهیا تر

شانزدهم : جواب سلام تحیة نه دادن ۔ قوله تعالیٰ :

"و اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منہآ اوردوها ۔[1]"

اگر شما را تحیتی گویند یا تحفه فرستند بهتر ازان جامت که بشما پرداخته اند تحیت بکنید که زیادتی لازم آید وگرنه همان قدر را مرعی دارید ۔

و تحیت قوی اینکه بغیر کسی السلام علیکم بگوید شما و علیکم السلام و رحمة الله بگوئیدا[2] ۔ لفظ برکاته زیاده سازید ۔ لا اقل هر چه گفته او است بغیر نگوئید ۔ و اگر هدیه بیارد و یا انسانیتی بکند حساب آن را نگاه داشته اضعاف مضاعفه آن را باید داد لا اقل بمثله ۔ و اگر از مکافات عاجز باشید خیر و احسان او را بشکر و ثنا و دعا و رضا مقابله نمائید تا از جمله ناسپاس نه باشید ۔ و در حدیث آمده که هیچ گه بر آن سرور علیه السلام در سلام سبقت نه جسته است و تا حاضر شدن بدایت ازان حضرت روی نموده :

---

۱ ۔ القرآن سورۃ النساء ۴ ، آیت ۸۶ ۔

۲ ۔ مخطوطہ میں بگوید ہے ۔

"و انک لعلی خلق عظیم ـ"[1]

سر این است ـ و عجب از بزرگان زمان خود داریم که بگفتن جواب سلام سرگرانی می کنند و کلمه 'ردوها' را مگر بر معنی عدم قبول تحیت حمل می نمایند ـ و عجب تر اینکه بعضی متکبران از ادای سلام مسنون چین در ابرو کشیده عداوتی بسلام کننده ظاهر می سازند ـ و سری در اجابت اصلا فرو نه می آرند ـ و حالا خود هم جا بجا کلمه تحیت 'پناه خدا باشد' شائع شده با آنکه بی معنی است ـ و از مولوی رومی قدس الله سره العزیز منقول است که روزی سواره می گذشت و نصرانی اورا تعظیم کرد ـ مولوی پیاده شد و اورا دریافت ـ مردم اعتراض برو کردند که کافر را چندین تواضع کردن چگونه باشد ـ گفت ـ کی روا باشد که عیسوی در خلق بر محمدی علیه السلام غالب آید ـ

نقل است که بزرگی می گفت ـ من حسب مقدور خویش جمیع سنن نبوی [ص : ۲۷۷] علیه السلام را در عمل آوردم غیر از سه سنت که یکی را نه دانستم و یکی را بمن نه گذاشتند ـ یکی خوردن خربزه است که معلوم نه شد که آن سرور علیه السلام آن را بدست شکسته یا بکارد بریده یا بر زمین زده و بنابر عدم یقین همه شوق را گذاشتم تا باعتقاد جواد در بدعتی نیفتاده باشم ـ و آنچه نه گذاشتند سواره در حرم کعبه معظمه در آمدن است ـ که آن حضرت[2] روز فتح مکه جمازه سوار طواف فرمود ـ و مرا این قدرت نه شد ـ و آن ماده شتری که قصوای نام داشت در کتب سیر مشهور و مسطور است ـ و هر چند که سلام از شعار اسلام است و جواب آن فرض کفایت است اما بکودک و دیوانه و زن جوان و کسی که حاجت ضروری باوی داشته باشد و متکبر واجب نیست بلکه ممنوع است :

آنکه علیکم نه بگوید بسلام

به که سلامش نه کنم والسلام

هفدهم : ننگ از جنازه داشتن ـ پیغمبر فرمود که مومن را شش حق

---

۱ ـ القرآن سورة القلم ۶۸ ، آیت ۴ ـ

۲ ـ مخطوطه میں دہ ہے ـ

است اول آنکه بیمار شود بپرسد ۔ و اگر بمیرد جنازه کند ۔ هر که دعوت کند اجابت نماید و اگر ملاقات شود باو سلام کند و اگر عطسه زند یرحمک الله گوید و اگر غیبت ورزد یا در حضر باشد نیک خواه خالص او باشد و در رعایت حقوق کوشش کند در همه حال ۔

و بسیاری از جهال اند که همین جنازه که می بینند از ترس مرگ در خانه می خزند و بسیاری را از دیدن مرده تپ و لرزه می آید ۔ قرآن مجید در حق این ابلهان می فرماید :

''اینما تکونوا یدرککم الموت و لو کنتم فی بروج مشیدة ۔''

چرخ را بین که چه بیداد فن است
مرگ را بین که چه بنیاد کن است

آن زبیداد فنی بر سر کین
وین ز بنیاد کنی کرده کمین

و اگر از مرگ بگریختن و پنهان شدن خلاص ممکن بودی ثمود و عاد و عوج بن عنق[2] و شداد از جهان نه رفتندی ۔ سبحان الله عجب تیری است که بیک کشش از کمان جسته و هنوز از هم جستن بس نه کرده :

منگر که بدیگری کشاید
کزوی چو گذشت بر تو آید

و هم فقیهی بر مضمون گفته :

اگر از دانش طب عمری می افزود بایستی
که از عالم نه می رفتند افلاطون[ض: ۲۷۸]و اقرانش

---

۱ ۔ القرآن سورة النساء ۴ ، آیت ۷۸ ۔

۲ ، عوج ابن عنق پاشان کا قدیم بادشاه تها جس کی دراز قامتی ضرب المثل ہے ۔

بآن دانش معنی عمر سینا پنجه[1] و چار است
ولی بسیار نادان کرد صد افزود آسانش
الا للموت و انوا للخرابی داشت دیباچه
بپان منظر که تا عیوق بالا برد نعانش
نه داند زان که حکم کل من علیها فان
ز یبقیٰ وجه ربک[1] چون مسیحا گشت فرمانش[2]

پژدہم : پل و چاه و باغ و رباط شکستن که اینها خیرات جاری اند و شکستن آن منع خیر است ۔ قوله تعالیٰ :

''یاایها الذین امنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا الله لعلکم تفلحون ۔[3]''

ای مومنان ! صبر کنید در امور و دیگر را صبر فرمائید و مرابطه به‌کنید و غزا نمائید در راه خدا تا رستگار شوید ۔ و مرابطه آن است که اسباب جهاد را طیار دارند مثل تیر وکمان و نگاه داشتن آن به نیت غزا و بنا نهادن رباط و ساختن پل و آبادان ساختن شهری و قلعه و حصاری در سر اسلام و آنچه بدان ماند ۔ و این را افرادی بی نهایت است ۔ پس برین موجب شکستن این امور و خراب ساختن از ممنوعات است مگر آنکه عمارتی کهنه باشد و آن را به نیت تعمیر ویران سازند ۔ بسیاری از مقابر نیز چون مزابل گشته و مرجع لوایند و قطاع الطریق و فساق شده باشد ظاهر این است که اگر بجای[4] آن زراعت یا عمارت شود بهتر باشد و بی این چنین بواعث در هدم قبور معذور نه باشد ۔ چه غرض از مشروعیت زیادت یاد داشت آخرت و عبرت است ۔ و بالا گذشت که بسیاری را از اہل الله فتح باب از زیارت قبور حاصل شده است ۔

حکایت : از شیخ احمد کردویه علیه الرحمة که من ہر روز جزوی

---

۱ - القرآن سورة الرحمن ۵۵ ، آیت ۲۶ ۔
۲ - مخطوطه میں فرمانش نہیں ہے ۔
۳ - القرآن سورة آل عمران ۳ ، آیت ۲۰۰ ۔

از اجزای قرآن با شیخ روزبهان بقلی[1] رحمه الله می خواندم - و یک عشر را من قرات می کردم و عشر دیگری را او - درین اثنا شیخ رضی الله عنه از عالم فانی انتقال فرمود و حزن بر من غالب آمد - و از برای تسلی دل حزین روزی بسر قبر او رفتم و تلاوت می کردم و عشری خواندم - از درون قبر آوازی شنیدم که کسی حرف بحرف عشری [ص : ۲۷۹] دیگر را تمام کرد - و چندین گاه بهمین منوال گذشت - تاروزی یکی از من پرسید که قرآن را باکه مقابله می کنی ؟ صورت حال را بازگفتم - ازان روز باز آواز منقطع شد -

نوزدهم : خانه و مسجد راگچ کردن که از علامات طول امل است - قال الله تعالیٰ[2] :

''و کاین من قریة اهلکنها و هی ظالمة فهی خاویة علیٰ عروشها و بئر معطلة و قصر مشید -''[3]

آیا این ناظران بنظر اعتبار در حال پیشینیان نه می بینند که چه مقدار شهر دیهاست که ما آن را بباد هلاک دادیم و حال آنکه اهل آن ظالم بودند و عمارات آن خالی مانده و سقف بر ستونها افتاده و هم چنین باغها و بوستانها خراب و خانهای ویران و قصر های گچ کرده گذاشته اند :

چشم عبرت بین چرا در قصر شاہان ننگرد
تا چه سان از حادثات دور گردون شد خراب
پرده داری می کند بر طاق کسریٰ عنکبوت
چغد نوبت می زند بر قلعهٔ افراسیاب

---

۱ - روزبہان بقلی (متوفی ۶۰۹ھ مطابق ۱۲۰۹ء) ان کے حالات ''نفحات الانس'' (صفحہ ۲۸۸) پر موجود ہیں - اس واقعے کا ذکر کچھ اختلاف کے ساتھ ہے - مولانا جامی نے نام ابو الحسن کردویہ دیا ہے -

۲ - مخطوطے میں قال علیه السلام ہے جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے -

۳ - القرآن سورة الحج ۲۲ ، آیت ۴۵ -

و رسول صلی الله علیه وسلم می فرماید که ما امرت بتشیید المساجد . مرا بگچ کردن مساجد امر نه فرموده اند ـ هرگاه که تشیید خانه از عبادت این حال داشته باشد تا بخانهای دیگر چه رسد که عنان امل را دران دراز دهند و دست اجل را کوتاه دانند :

جهان که حجرهٔ شش طاق و خانهٔ دو در است
درو دامن اقامت منه که بر گذر است
تو کدخدای این خانه می کنی غلطی
چرا که جای اقامت بخانهٔ دگر است

بستم : در به روی فقیر و محتاج و داد خواه بستن ـ و این فعل اغنیا و حکام است و هرگاه که حق سبحانه و تعالیٰ ایشان را بمرتبه رفعت و سلطنت برای همین معنی نصب کرده است که غور رسی مظلومان نمایند ـ و بمحرومان فیض رسانند و حق بمستحقان دهند ـ اگر درین معنی فروگذاشت کنند ظالم ترین خلایق باشند ـ

من ولی امر الناس شیئاً اغلق بابه دون المسلمین او المظلوم او ذی الحاجة اغلق الله دونه ابواب رحمة عند حاجة و فقره ما یکون علیه ـ هر کرا بر کاری از کارهای مردم حاکم گردانند و او در را بر روی مسلمانان و مظلومان حاجت مندان بر آورد بر بندد حق سبحانه وقت احتیاج در رحمت [ص : ۲۸۰] خود را بر روی او بندد و اورا محتاج تر از آنچه دیگران اورا بودند گرداند ـ

نقل است ـ که چون سعد وقاص[1] رضی الله عنه یزدجرد[2] آخر ملوک عجم را شکست داد و مداین راگرفت ـ آب و هوای آن شهر بر اهل اسلام کار نیامد و اکثری بیمار شدند و قضیه را در مدینه سکینه بجناب خلافت

---

۱ ـ سعد ابن ابی و قاص (متوفی ۶۷۰ء) عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں ـ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایران ان ہی نے فتح کیا ـ
۲ ـ یزد جرد (متوفی ۶۵۱ء) خوراسان میں قتل کیا گیا ـ

مآب خلیفه ثانی رضی الله عنه معروض داشت ـ امیر جواب نوشت که باتفاق حذیفه[1] باشد محض اسد رضی الله عنه شهری بنا کنند ـ که میان او و مدینه هیچ کوهی و دریای[*] حائل نه باشد و سقف خانهای[*] آن چوب پوش نه باشد ـ تا امیر المومنین وقت حاجت هرگاه که خواهد شما بر جناح تعجیل بآن جا برسد ـ سعد وقاص رضی الله عنه جای[*] باین صفت پیدا ساخت نزدیک باب میراث شهر کوفه را بنا کرد و آن را دار الاقامت عرب گردانید ـ چون خانها از نی بند بود آتش دران افتاد و خیلی از اسباب و اشنا مردم سوخت و تلف شد ـ و این خبر بفاروق رضی الله عنه رسید بنابر ضرورت تجویز عمارت فرمود و حکم کرد که زیادت بر قدر حاجت مصالح جرف نه نمایند که مشابه بعمارت ملوک عجم باشد ـ و مسلمانان در وقت تعمیر مسامحه نمودن اقتصار بر ما یحتاج الیه ضروری نه کردند و دست تطاول دراز گردانیدند و از مصالح مداین خانها بلند ساختند ـ و سعد وقاص رضی الله عنه در برابر کوشک سفید نوشیروان بالای[*] خانه رفیع وسیع عالی دران حویلی بنا کرد و آن را قصرالامارة نامید ـ چون حقیقت حال بسمعی شریف خلیفه ثانی حقانی رضی الله عنه رسید نامه اعتراض بدست محمد[2] بن مسلمه نوشته فرستاد باین مضمون که حق سبحانه و تعالی بر عرب از جمیعی اصناف امم منت عظیم نهاد و هم از قوم ایشان پیغمبری به سوی کافه انام مبعوث گردانید و کوها از زر ساخت و برو اذن داد تا ازان مال صرف کند و هرگز بگوشه[*] چشمی بجانب آن نه نگریست و بفقر و فاقه عادت کرد و همیشه همین مناجات [ص : ۲۸۱] می فرمود اللهم الرفیق الاعلی و تا زمانی که از عالم رحلت فرمود هرگز از نان جوین سیر نه خورد و

---

۱ ـ حذیفه ابن الیمان (متوفی ۳۶ھ) حضرت عمر کی جانب سے مدائن کے عامل تھے ـ دیکھو تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۱۹-۲۲۰ ـ

۲ ـ محمد ابن مسلمه الانصاری الحارثی (متوفی ۴۳ھ) ان کو رسول الله صلی الله علیه وسلم نے کعب ابن الاشرف کے قتل کے لیے بھیجا تھا ـ دیکھو تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۴۵۴ ـ مخطوطہ میں یہ نام مسلم ہے جو غلط ہے ـ ابن حجر نے اصابہ میں صفحہ ۲۸۰ پر یہ واقعہ اسی نام کے ذیل میں ذکر کیا ہے ـ

مانند غریبان عمر بمسکنت گذرانید - و خانهای او چون خانهای عوام الناس بود - حالا تو مانند جبابره و اکاسره عمارات عالی ساختی و قصرالامارة بر آوردهٔ و دربانان گماشته تا همچون فراعنه و قیاصره و تبابعه و اکاسره جبروت و تسلط داشته باشی و مسلمانان مظلوم بتو نه توانند رسید و مدعای خود نه توانند گفت - ازین امر پشیمان باش و بمجرد رسیدن مکتوب آن قصر الامارة را ویران سازی یا از حکومت معزول شوی تا دیگری را بجای تو نام زد کنم - و بمحمد بن مسلمه امر رفته که همان زمانی که می رسی قصر را خراب کنی و پیش از انصرام این مهم سخن به سعد نه کنی و شفاعت اورا قبول نه کنی نه نمای و اگر بتو مهمانی و یا تحفه و هدیه دهد نه گیری - محمد بن مسلمه همچنان کرد - و هر چند سعد باستقبال او آمد و ملاطفتها اظهار نمود بجانب او ملتفت نه شد - سعد بعد از فراغ مهم انهدام از فتوحات و غنائم بی حد که بدست او افتاده بود و نفایس امتعه و اقمشه و نقود و جواهر و لعل قیمتی در نذر آورد و گفت که حکم امیر المومنین را سمعاً و طاعة شنیدم - اما قبول مهمانی از شرائط اسلام است چه شود اگر این نیاز بدرجهٔ قبول افتد - محمد بن مسلمه باو سخن نه گفته در حال باستعجال جانب مدینهٔ اسلام بازگشت -

بعد ازان زیاد[1] بن ابیه برادر خوالدهٔ معاویه بن ابی سفیان در زمان حکومت شام از سر نو قصر را تجدید نمود - و امام عبدالملک بن عمر[2] که بعد از تتبعی (؟) قضای کوفه داشت - گفت که روزی نزد عبدالملک بن مروان[3] در قصر کوفه حاضر بودم ناگاه سر مصعب بن زبیر[4] رضی الله عنه آورده پیش او نهادند - دران حالت لرزه بر من افتاده و عبدالملک بن مروان

---

۱ - زیاد ابن ابیه (متوفی ۵۶ھ) کوفہ میں وفات پائی -

۲ - عبدالملک ابن عمر (متوفی ۱۳۶ھ) حضرت عثمان کے زمانے میں پیدا ہوئے - ایک سو تین سال کی عمر میں وفات ہوئی - دیکھو تهذیب التهذیب جلد ۶ صفحه ۴۱۱ -

۳ - عبدالملک ابن مروان (متوفی ۸۶ھ) مروانی خاندان کا دوسرا خلیفه تھا -

۴ - مصعب ابن الزبیر ابن العوام اپنے بھائی عبداللہ ابن الزبیر کی خلافت قائم کرنے کے لیے اموی حکومت کی مخالفت کر رہے تھے -

بسوی٭ من دید و ازان اضطراب سوال کرد ـ جواب دادم که امیر المومنین در پناه خدا باشد روزی که در ہمین جا با عبید الله بن زیاد[1] بن ابیه [ص : ۲۸۲] نشسته بودم و ہمین جا دیدم که سر حسین بن علی بن ابی طالب علیہم الرضوان را نزد او آوردند ـ و بعد از چند گاہ با مختار[2] بن ابی عبدالله بن ابی نافع بودم که سر ابن زیاد پیش او نہاده دیدم ـ و بعد ازان با مصعب بن زبیر بودم که سر مختار را پیش آوردند ـ حالا این سر مصعب است که نزد تو آوردند ـ عبدالملک بر آشفته از جای٭ خود بر جست و بویرانی آن محل امر فرمود :

که ای بدولت ده روزه گشته٭ مظہر
مباش غره که از تو بزرگ تر دیدم
ز حادثات جہانم ہمین پسند آمد
که زشت و خوب و بد ونیک درگذر دیدم
کسی که تاج مرصع بسر نہاد صباح
نماز شام و را خشت زیر سر دیدم

فصل : در روایت فقہی آمده که تعمیر قبر بخشت پخته مکروه است ـ و از برای٭ این وجوه متعدده گفته اند ـ از آن جمله این که چون آتش بآن خشت رسیده است قبر میت را بآن اندودن تفاول بداست زیراکه اہل بہشت را بآتش کاری نیست ـ و بخاطر فقیر چنان می رسدکه پہانا احتراز از آن بجہت طول عہد است که از خشت پخته حاصل می شود ـ زیرا که تا قبر بالکل منہدم نه شود میت شایسته رحمت ایزدی نه می گردد ـ و جای٭ دیده ام که چون صورت گور با خاک یکسان می شود حضرت حق سبحانه و تعالیٰ

---

۱ ـ عبید الله ابن زیاد (متوفی ۶۸۶ء) کو موصل کے قریب مالک اشتر نے شکست دی اور قتل کر دیا ـ

۲ ـ مختار ثقفی نے ۶۸۵ء میں کوفه پر قبضه کیا وه حضرت حسین کا انتقام لینا چاہتا تھا ـ

بی کام و بی زبان خطاب می فرماید که بندۂ من ! تا بیمار بودی چشم بر عیادت احباب و اصحاب داشتی - و چون بحالت نزع رسیدی غیر از اقربا و عیال و اطفال تو ہیچ کس پیرامون تو نه گشت - و چون ترا در خاک سپردند ہمه از تو جدا گشتند - و بعد از چند روز فراموشت کردند - تا آنکه قبر تو آشکارا بود ہنوز ہم امیدوار فاتحه و دعا بودی - و چون قبر تو خراب شد از ہمه نومید شدی - حیالیاً وقت آن است که شایستهٔ رحمت من بی واسطه شوی - که انا عند المنکسرة قلوبهم و المندرسة قبورهم من نزدیک دلهای شکسته و گورهای فرسوده ام -

و از برای ہمین معنی مشایخ وصیت فرموده اند که بالای قبر ایشان عمارت نه کنند : [ص : ۲۸۳]

صورت قبرم ز بعد مرگ ویران خوشتر است

نامرادی ہمچو من باخاک یکسان خوشتر است

بست و یکم : مهمان را محروم و مهجور داشتن - و این فعل نزد جمیع عقلا در ہر ملتی و مذہبی که باشند خسیس است - و دباغ و کناس و حجام ہم باوجود دنأت و ردأت حرفت خویش مهمان را دوست می دارند - و ہر کرا به خلاف این سیرت می یابند اورا بی اعتبار می نامند - قال الله تعالی[۱] :

''حتیٰ اذآ اتیا اهل قریة استطعمآ اهلها فابوا ان یضیفوهما -[۲]

اشارت بحال ساکنان آن دیهه فرماید که موسیٰ و خضر علیهما السلام بر آن گذشتند و ایشان مهمانی آن دو پیغمبر نه کردند - و آن قصه مشهور است -

و حکایت : از حال لوط علیه السلام کرد :

''ان هؤلاء ضیفی فلا تفضحون -[۳]''

---

۱ - مخطوطے میں قال علیه السلام ہے جو کتابت کی غلطی ہے -

۲ - القرآن سورة الکهف ۱۸ ، آیت ۷۷ -

۳ - القرآن سورة الحجر ۱۵ ، آیت ۶۸ -

این ملائکه مہمان من اند پس مرا رسوا مسازید ـ ہر چند این معنی در حقیقت موجب رسوای' ایشان بود ـ

نقل است که روزی رسول صلی اللہ علیہ وسلم با خلفای' راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نشستہ حرف از محبوبات طبیعی می زدند ـ و ہر کدام فقرہ گفتند کہ مشتمل بر سہ چیز بود ـ رسول علیہ السلام فرمود ـ حبب الی من دنیا کم ثلث الطیب و النساء و قرۃ عینی فی الصلوٰۃ[1] ـ و صدیق رضی اللہ عنہ فرمود ـ حبب من الدنیا ثلث النظر الیک و انفاق مال لدیک و الجہاد بین یدیک[2] ـ و فاروق رضی اللہ عنہ گفتہ ـ الامر بالمعروف و النہی عن المنکر و رعایۃ حدود اللہ تعالیٰ[3] ـ و ذو النورین رضی اللہ عنہ گفتہ افشاء السلام و اطعام الطعام و الصلوٰۃ باللیل و الناس نیام[4] ـ و جبرئیل علیہ السلام فرمود ارشاد الطالبین و اجابۃ دعوات المضطرین و المؤانسۃ بکلام رب العلمین[5] ـ و رب العالمین فرمود شاب تائب و عین باکیۃ و قلب خاشع[6] ـ و چون نوبت بامیر رضی اللہ عنہ در مرتبہ ہفتم رسید فرمود کہ حبب الی من دنیا کم ثلث الضرب بالسیف و الصوم فی الصیف و الاکرام للضیف ـ محبوب طبع من از دنیای' شما سہ چیز است زدن بشمشیر و روزہ داشتن در تابستان و گرامی داشتن مہمان ـ

---

۱ ـ تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں ـ خوشبو ، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ـ

۲ ـ مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں ـ آپ کا دیدار ، آپ کے لیے مال خرچ کرنا اور آپ کے ساتھ جہاد کرنا ـ

۳ ـ نیک کاموں کا حکم دینا ـ برے کاموں سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی رعایت کرنا ـ

۴ ـ سلام کو رواج دینا ـ لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھنا ـ

۵ ـ خدا کے طالبوں کی ہدایت مضطر کی دعاؤں کو قبول کرنا اور پروردگار عالم کے کلام سے مانوس ہونا ـ

۶ ـ توبہ کرنے والا نوجوان ـ اشک آلود آنکھ اور خشوع والا قلب ـ

و حکایت مهمان داری غریبان [ص : ۲۸۰] خصوصاً حاتم طای و دیگر قبائل عرب و عجم بر جریدۂ روزگار مسطور است ۔ و دفاتر از آن پر است و خلاف آن گناه :

بزرگان مسافر بجان پرورند
کہ نام نکو شان بعالم برند

غریب آشناباش و سیاح دوست
کہ سیاح جلاب نام نکوست

نکودار ضیف و مسافر عزیز
و زآسیب شان پرحذر باش نیز

بست و دوم : فقیر را رنجانیدن و منت بر او نهادن ۔ قوله تعالیٰ :

"ولا تبطلوا صدقاتکم بالمن و الاذیٰ ۔"[۱]

خیرات و صدقات خودرا بمنت نهادن بر درویش و رنجانیدن او باطل مسازید ۔ و گفته اند که منت نهادن این است که عطاء خودرا بر او شمارد و رنجانیدن آن که به او درشتی کند ۔ و بعضی گفته اند که منت انعام سابق را به دل گذراندن است و اذی بزبان آوردن ۔ و بموجب این حدیث که الید العلیا خیر من (الید) السفلی ۔ دست بالا بهتر از دست پائین است ۔ و دست فقیر را دست خدای تعالیٰ اعتبار کرده اند برین تقدیر ادب آن است که عطای خودرا بدست گرفته نگاه دارد تا سائل آن را بگیرد ۔ چه در حدیث دیگر آمده ۔ صدقه اول بدست خدای تعالیٰ که عبارت از قبول اوست می افتد بعد ازان بدست محتاج سائل ۔ اگرچه دست بالا را بعضی بدست معطی و دست پائین را بدست سائل تعبیر کرده اند و این خود ظاهر است ۔ و ازین جا شرف فقر بر غنا معلوم می شود ۔ وجه ترجیح پیغمبر صلی الله علیه وسلم بر سلیمان علیه السلام دلیلی است کاف برین مدعا ۔ و کسی که تونگری را بتقریب فضیلت اعطاء اخراج است از ملک بر درویشی بجهت اخذ ملک

---

۱ ۔ القرآن سورة البقره ۲ ، آیت ۲٦۴ ۔

غیری رجحان می نهد بعینه مانند کسی است که گناه را بجهت دریافتن شرف نوبه بر پارسای تفضیل می دهد ـ و نص مجید چنین می فرماید که :

"خذ من اموالهم صدقة تطهرهم ـ"[1]

از اموال ایشان صدقه بگیر که عبارت از جزیه و خراج و زکوة و عشر تا ایشان را بسبب آن از آلایش دنیاوی پاک سازی ـ منت بر اغنیا نهاد نه بر سرو رسول علیه السلام ـ

و بخشیده از فقیر باز گرفتن برین قیاس باید کرد ـ که چه قدر باعث ایذای اوست ـ و در روایت [ص : ۲۸۵] فقهی است که در هفت صورت بخشش را بحال باز گردانیدن نیست ـ اول زیادتی متصله مثل آنکه زمین را به کسے بخشیده و موهوب له در آن عمارتی یا باغی بنا کند ـ دوم موت از واهب و موهوب‌له ـ سیوم عیوضیت چنانچه نام بدلیت درمیان آید ـ چهارم خروج از ملک ـ پنجم زوجیت چه بخشیده زن را باز نه توان گرفت ـ و همچنین آنچه زن بشوهر بخشید ـ ششم قرابت قریبه ـ هفتم هلاک موهوب ـ و این معانی هفت گانه را این ترکیب جمع می کند که تمنعها زمع خرقه و حرفی اشارت بکلمه ایست ـ

و رسول علیه السلام فرمود که آنچه بدرویش می دهند بخشش نیست بلکه صدقه ایست و صدقه قابلیت عود نه دارد ـ و در حدیث دیگر آمده که باز گردانندهٔ صدقه مانند سگی است که قی کند و باز آن را عود نماید ـ

و برین قیاس است ننگ از درویشی داشتن که این روش جباران و قهاران است ـ رسول علیه السلام پیوسته در مناجات فرمودی اللهم احیی مسکیناً و امتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرة المساکین ـ خداوندا مرا مسکین زنده دار و مسکین بمیران و حشر من با گروه مسکینان بکن ـ

و جای دیگر فرمود که اللهم ارزقنی حبک و حب من احبک و حب عمل تقربنی الی حبک ـ بار خدایا روزی کن مرا دوستی خود و

---

۱ ـ القرآن سورة التوبه ۹ ، آیت ۱۰۳ ـ

دوستی دوستان خود و دوستی عملی که مرا بدوستی تو نزدیک گرداند ـ

و در خبر است که فقرای امت من پانصد سال پیشتر از اغنیا در بهشت خواهند رفت که الفقر فخری ازین جا فرمود ـ و هر چند بعضی این را محمول بر فقر اختیاری می سازند نه اضطراری ـ ترجیح می دهند باین دلیل که از فقر اضطراری که کاد الفقر ان یکون کفراً در شان اوست اما بعضی دیگر فقرا فرموده که فقر اضطراری مراد محبوب است و اختیاری مراد محب ـ
لمولفه :

اگر از خوان فقر اختیاری لقمهٔ یابی
دو عالم دان طفیل و چون خسان مفروش ارزان

ورت فقری ضروری هم بود منت پذیر از حق
که سزاوری نه کردت پیش خان دهرو[ص:۲۸۶]سلطانش

اگر جویندهٔ دنیا بداند ملک و احکامش
و گر سوداگر عقبیٰ بیابد خلد و رضوانش

ولی دل دادهٔ حق در طلب میرد بنومیدی
هنوز از سود ایشان به بصد بار خسرانش

و گفته اند هر که لذت فقر نه یابد آن که نعمت حق نه شمرد ـ

نقل ـ یکی از درویشی پیش بزرگی شکایت کرد ـ او گفت غم مخور که زود توانگر می شوی ـ پرسید از کجا دانستی ؟ ـ گفت ـ از آن که تو از نعمت خدای تعالیٰ گله کردی و خدای تعالیٰ این دولت عظیم را بنا سپاسان نه می دهد ـ دیده باشی که شاهان مال و منال و سلطنت و حشمت را ترک داده اند تا گوهر فقر را یافته اند و ما گرفتار آن از دیار خود نه می توانم گذشت با آنکه بیقین می دانیم که در صورت ترک و تجرید اوقات بهتر ازین می گذرد و عیش و فراغت و برکت در معاش بوجه احسن روی می نماید و ثمرات و نتائج اخروی بجای خود باشی که زاریم بر بی سعادتی و دون همتی خود ـ

بست و سیوم : در وزن کم کردن ـ قال الله تعالیٰ[1] :

''ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ـ و اذا کالوهم او وزنوا هم یخسرون ـ''[2]

هلاکی باد وزن سنجان و پیمانه پیمایان که اگر برای خود پیمانه کنند بتهام باز ستانند و اگر برای مردم بپیمایند یا بسنجند کم بکشند و این خیانت است ـ و جای دیگر می فرماید :

''وزنوا بالقسطاس المستقیم ـ''[3]

بترازوی عدل وزن کنید ـ

و قوم شعیب علیه السلام بجهت خیانت در وزن هلاک شدند ـ و در قرآن مجید از آن خبر می دهد ـ شعر :

تو کم دهی و بیش ستانی بگاه وزن
روزی بود کزین کم و بیشت خبر دهند

بست و چهارم : لقمه دزدیدن و در لقمه دیگری نگریستن ـ اگرچه این شیوه ذمیمه از صغایر است اما چون مانع مروت است از اعداد کبایر شمرده اند ـ که مآل آن خیانت و خفت ورزیدن ردأت است ـ و هم ازین جهت در عقائد می آرد که پیغمبران علیهم السلام از کفر و کذب مطلق چه بعد از وحی چه قبل ازان باجماع از کبایر نیز بعمد بعد از نبوت [ص : ۲۸۷] معصومند و بسهوی بقول اکثری ـ و همچنین بعمد صغایر نیز بمذهب اصح جایز ـ مگر صغیره که منافی مروت باشد و بی تامل که منشاء اینها هم دنأت همت وردأت طبیعت است و مرتبه نبوت و شان آن عالی تر است ازین امور و در دین نزد جمله محققین تنبیه بر قباحت آن فعل شرط است ـ و پیش از وحی بر امتناع صدور کبیره هیچ دلیلی نیست ـ والله اعلم ـ

---

۱ ـ مخطوطے میں قال علیه السلام ہے جو کتابت کی ناقلی ہے ـ
۲ ـ القرآن سورة المطففین ۸۳ ، آیت ۱-۳ ـ
۳ ـ القرآن سورة بنی اسرائیل ۱۷ ، آیت ۳۵ ـ

و آنچه از موسیٰ علیه السلام قتل قبطی واقع شده و از برادران یوسف علیه السلام فریب پدر و ایذایٔ برادر و امثال آن ـ و از داؤد علیه السلام فرستادن اوریا بمهمی و نظر انداختن بر زن او شهرت یافته است ـ بر تقدیر صحت بعضی از آن و تردد صحت در بعضی همه محمول است بر تاویلی ـ و همچنین زلات انبیاء دیگر علیهم السلام که جمع آن امور از قبیل میل از احسن است بسویٔ حسن بی آنکه اطلاق گناہان بر ایشان نمایند ـ و زلت بمعنی لغزش پا است که پیش از وقوع آن خواهش نه بود و بعد از وقوع اصرار نه داشتند و در حالت پشیمان بودند ـ

نقل است که میزبانی طعام پیش مهمانی کشید و در اثنایٔ طعام خوردن باو گفت که مویٔ در لقمهٔ تو دیدم ـ مهمان دست از طعام کشید و گفت ـ هر گاه تو این همه لقمهٔ مهمان خود می بینی خوردن طعام تو درست نیست ـ

بست و پنجم : نیک نمودن و بد فروختن ـ و این عمل از قبیل رسانیدن زیان است بر بندگان خدایٔ تعالیٰ ـ قوله تعالیٰ :

''و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا ـ''[1]

دوست می دارند این کافران که ایشان را بخصلتی که نه دارند بستایند ـ

نقل است که در زمان رسول علیه السلام شخصی گوسفندی شیر دار که آن را مصران می گویند سه روز در خانه بست آن گاه شیر او را بخریدار نمود ببهایٔ زیادت از آنچه ارزید فروخت ـ چون حقیقت حال را بحضرت باز نمودند که هر که گوسفندی را در خانه تا سه روز برایٔ فروختن بغبن فاحش نگه دارد بعد ازان فروشد ـ مشتری اختیار دارد اگر خواهد ببهایٔ که خریده است قبول کند و اگر خواهد نصف صاع گندم به بائع دهد و سودا بر طرف سازد ـ و این حدیث نزد حنیفه بجایٔ دیگر منسوخ است یا ماول بر وجه او لویت نه وجوب والله اعلم ـ

---

۱ ـ القرآن سورۂ آل عمرن ۳ ، آیت ۱۸۸ ـ

و حیله گر گندم نما جو فروش بمعامله منافقان می ماند [ص : ۲۸۸]
و حکم هر دو ایشان یکی است :

''یراؤن الناس و لا یذکرون الله الا قلیلاً ۔''

بست و ششم : کفن دزدیدن ۔ و این فعل اگرچه داخل دزدی است غایتش در قطع ید حفظ مال در جای محفوظ شرط است ۔ حکم کفن دزد و طرار یکی است و در قطع وی اختلاف است ۔

نقل ۔ آورده اند که کفن دزدی می گفت که من در گورستان روی چندین مردها را بدیدم که از جانب قبله گردیده بود ۔ و همین معنی سبب توبهٔ او شده ۔

و می گویند که قاضی بیضاوی رحمه الله را سکته شد و دفن کردند ۔ و در قبر بحال آمده نذر کرد که اگر خدای تعالیٰ مرا ازین تنگنای خلاص دهد و بدنیا برد تصنیف تفسیر کنم ۔ اتفاقاً همان شب کفن دزدی قبر اورا شگافت ۔ می خواست که کفن را از قاضی بکشد ۔ قاضی دامن اورا مضبوط گرفت و حال خود به او گفت ۔ با کفن اورا از آن جا بر آورد و بعد ازان از حرفت خود تائب گشت ۔ و سبب تصنیف بیضاوی این بود والله اعلم ۔

و مثل این حکایات بسیار است ۔ و بخاطر فقیر می رسد که اگر این قضیه تحقیقی می داشت بایستی که قاضی در دیباچهٔ تفسیر خود می نوشت ۔

بست و هفتم : عبادت فروختن ۔ صاحب این جرم را اسقاطی می گویند ۔ و اگرچه در شرع فروختن عبادات نافله مثل نماز و تلاوت و حج مباح است ۔ اما در مروت بد است ۔ و نزد عالی همتان بغایت زشت است ۔ و فاعل این فعل هرگز روی فلاح نه می بیند ۔ و اکثری به فقر ضروری که

---

۱ ۔ القرآن سورہ آل عمران ۳ ، آیت ۱۴۲ ۔
۲ ۔ عبداللہ ابن عمر البیضاوی (متوفی ۱۲۸۲ء) قرآن شریف کے مفسر اور شیراز کے قاضی تھے ۔ ان کی تفسیر کا نام 'انوار التنزیل و اسرار التاویل' ہے ۔

کادالفقر ان یکون کفراً ـ و الفقر سواد الوجه فی الدارین ـ در شان از آن‌ست که گرفتار شده اند ـ

نقل است که سید الطائفه جنید قدس الله سره را گفتند که فلان حاجی سی و چند حج گذارده آمده است ـ بزیارت او رفت ـ او به خادم گفت که خرمای را که در فلان حج آورده بودم بیار ـ او آورد ـ باز گفت خرمای فلان حج را در طبقی بکن و پیش مهمان بنه ـ و بر مرتبه نام حجی بر زبان می راند ـ آخر شیخ فرمود که تو شش حج را در یک ساعت بی تقریب بدست من که مفلسم فروختی تا به دست اغنیا چند فروخته باشی ـ این بگفت و برخاست ـ

نقل است از والد ماجد خویش عفی الله عنه استماع دارم که پادشاهی را داعیهٔ حج گریبان گیر شد ـ و امرا و وزرا بجهت وقوع [ص : ۲۸۹] خلل در ملک و فتور در احوال بندگان خدای بر چند اورا مانع می شدند ـ قبول نه می‌کرد ـ آخر بعرض رسانیدند که درویش است عالی شان که چندین حج مقبول و مبرور خالصاً و مخلصاً لله گذارده است ـ مناسب چنان است که چندین حج که پادشاه خواهد از او بخریم تا هم ثواب ذخیرهٔ پادشاه شده باشد و هم ملک در سایه عدل او بفراغت و امن گذارند ـ پادشاه باین سودا راضی شد و نزد آن درویش رفت و قصه خرید و فروخت حج درمیان آورد ـ او (گفت) ـ برای شما حج مقبول خیلی دارم ـ اما بهای هر کدام آنها دنیا و ما فیها است نه آنچه از جنس نقود و اجناس که در خزانه دارید قیمت عشر عشیر آن هم نه تواند بود ـ بادشاه حیران ماند و گفت ـ علاج آن چیست ؟ گفت ـ بیائید ! شما ثواب یک ساعت عدل که کرده اید بمن دهید تا من ثواب آنها را بشما دهم ـ و اگر این سودا شود هنوز من سود بی نهایت کرده باشم ـ بادشاه دانست که مقصود وی ازین همه ترغیب در عدل و داد و رفاهیت و امن خلق است ـ چنانچه حافظ می فرماید :

شاه را به بود از صد ساله زهد
قدر یک ساعت عمری که در او داد کند

فرمان بر خدا و نگهبان خلق باش
این هر دو قرن چون بگرفتی سکندری

بست و ہشم : اجرت نه دادن ـ قال علیه السلام ثلث انا خصمهم یوم القیمة رجل امن بی ثم غدر و رجل باع حرا فاکل ثمنه و رجل استاجر اجیراً فاستوفی منه و لم یعطه اجره ـ سه کس اند که من در روز قیامت دشمن ایشانم اول آن که ایمان بمن بیاورد انگه عدر به کند ـ دوم آن که آزادی را فروشد و بهای آن خورد ـ و سوم آن که مزدور باجرت بگیرد و خدمت فرماید پس مزدش بتمام نه دهد ـ

بست و نهم : بعد از غروب کار فرمودن ـ درین حکم کار فرمود هم مزدور داخل است هم بنده ـ مگر آنکه جماعت برای خدمت شب متعین باشد مثل چراغ چی و پاسبان شب و امثال آن ـ لابد بعد الغروب خدمت نیست بعد از وقت شام ـ

سی ام : به تازیانه زدن ـ و مراد ازین تازیانه خاردار و غیر آن بخلاف دره که تعزیر شرعی بآن آمده ـ قال علیه السلام ـ یوشک ان طالت بک مدة [ص : ۲۹۰] ان تری قوماً فی ایدیهم مثل اذناب البقر یغدون فی غضب الله و یرجون فی سخطه یکی از یاران رضی الله عنهم می فرماید که نزدیک هست که مدت عمر تو دراز شود تا قومی را بنگری که در دست ایشان تازیانه گاودم باشد و به آن سبب بامداد در خشم خدای تعالیٰ و شبانگه در کین او کنند ـ

و در حدیث دیگر آمده که خدای تعالیٰ عذاب می کند کسانی را که بندگان را در دنیا عذاب می کنند ـ

سی[1] و یکم : چهار پایان راگر سنه داشتن ـ قال علیه السلام اتقوا الله فی هذه البهائم المعجمة فارکبوها صالحة او اترکوها صالحة ـ بترسید از خدای عز و جل در باب چهار پایان بی زبان و آنها را با سواری کنید و

---

۱ ـ مخطوطے میں بیست و یکم ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے ـ

نیکو نگاه دارید یا بگذارید تا دیگری تیار نماید ـ راوی می گوید که آن حضرت صلی الله علیه وسلم روزی بر شتری گذشت و آن را دید که شکم از گرسنگی با پشت او چسپیده بود ـ آن گاه این حدیث که گذشت فرمود ـ

و از جمله معجزات مشهورهٔ آن سرور علیه السلام است که شتری لاغر گرسنه از دست صاحبش به فریاد آمد ـ و گفت . که مرا تمام روز و شب کار می فرماید و نیکو تعهد نه می کند ـ

و نیز فرمود که لا تعذبوا خلق الله ـ آفرنیش خدایٔ تعالیٰ را عذاب نه کنید ـ که هرگاه که تعذیب حیوانات روانه باشد تعذیب انسان که اشرف موجودات است بطریق اولیٰ ـ و انصاف این است که قیاس اینها بر خود باید کرد و مثل خود باید دید و رنجه نه باید داشت ـ چه حق سبحانه و تعالیٰ قادر بود این کس را نیز از جمله حیوانات بی زبان می آفرید آن زمان چه علاج می کرد ـ پس بشکرانه چندین نعمتهایٔ گوناگون که اول آنها را آفرنیش بصورت انسان و سلامتی اعضا و حصول صحت و خصوصاً دولت ایمان و مزید رفعت و مکنت و قدرت و تسلط بر اوامر و احکام فصاعدا لازم است که بر زیر دستان انسان چه غیر آن در مقام رحمت و شفقت باشد ـ نه تنگ دلی قساوت که موجب زیان زدگی و شقاوت دنیا و آخرت است ـ و ازین قبیل است جانور را زنده نشانه [ص : ۲۹۱] ساختن ـ قال علیه السلام ـ لعن الله من اتخذ شیئاً فیه الروح غرضاً ـ لعنت خدا باد بر کسی که جان داری را نشانهٔ تیر و تفنگ سازد بی غرض شکار ـ و این قید درین مقام ضروری است بدلیل این که رسول علیه السلام در حدیثی دیگر می فرماید که هر که کنجشک یا مرغی فروتر را ازان بناحق بکشد اورا در روز قیامت ازان فعل خواهند پرسید ـ و بتخصیص نهی فرمود از کشتن چار جان دار سورچه و زنبور و هدهد و مرغی که در نهایت ضعیف است ـ و بزبان عرب صرد نام دارد و ظاهرا نوعی از صعوه است والله اعلم و مورچه و زنبورکه به گزد کشتن آن باکی نه دارد ـ اما سوختن روا نیست ـ و لیکن پیش از نیش زدن کشتن و مالیدن مورچه و زنبور و کیک و امثال آن ممنوع است زیرا که داخل در تعذیب حیوانات است ـ

نقل است که یکی از عبدالله ابن عمر رضی الله عنهما پرسید که کشتن مورچه چگونه است - پرسید که تو از کجای؟ گفت - از عراق - بگریست و جواب داد که سبحان الله شما مردی هستید که از کشتن فرزندان رسول صلی الله علیه وسلم هیچ باکی نه دارید و از مورچه می پرسید . نهایت نفاق همی باشد و بس :

نفاق آمده در هند از دیار عراق
عراق قافیه دان بره گذار نفاق

ازین قبیل است آدمیان و حیوانات را به جنگ انداختن - قال رسول الله صلی الله علیه وسلم - ان الشیطان قدایس من ان یعبده المسلمون فی جزیرة العرب لکن فی التحریش بینهم - بتحقیق شیطان نومید شده است از این که اورا نماز گذارند در جزیره عرب و طاعت کنند و لیکن در جنگ دیگر حیوانات هنوز امیدوار است - تحریش را که عبارت از بازی مرغ و غیر آن است بجهت تحذیر با عبادت شیطان در بزه کاری برابر ساخت - و همچنین صید کردن است در حرم و حرمت این فعل غلیظ تر از افعال سابق است - قوله تعالیٰ :

"لا تقتلوا الصید و انتم حرم -[1]"

جانور را در حرم مکشید وقتی که احرام بسته باشید -

و در کتب فقهی قتل هر جانوری در حرم کفارت است معین مفصل شده است - و همچنین است سوختن جانور در آتش - قال علیه السلام لا یعذب بالنار [ص: ۲۹۲] الا رب النار - به آتش عذاب نه کند مگر پروردگار آتش - و هم ازین جهت داغ کردن با آنکه سبب شفاست درین امت حرام شد مگر وقت ضرورت که آخر الدوأ الکی - و جای دیگر آن سرور علیه السلام فرموده که شفای امت من در سه چیز است - غسل و نشتر و داغ - لیکن من امت خود را از داغ کردن نهی می کنم -

---

۱ - القرآن سورة المائده ۵ ، آیت ۹۵ -

نقل است کہ شبی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ متوجہ جنگ خوارج بود بہ کنار آب نہروان رسید و گذر نہ می یافت و فریاد بر اہل قبور کہ در آن جا مدفون بودند زد و نام یکی از اموات گرفت و پرسید کہ یا فلان بن فلان ! می گویند کہ از چند قبر متعدد آواز لبیک بر آمد ـ گفتند ـ کدام ما را می خوانی یا امیرالمومنین ! بعد ازان امیر نام آبا و اجدادا وگفت و پرسید کہ معبر کجاست ؟ آن گاہ ـ او جواب داد کہ فلان جا است ـ تا ازان جا بگذشت و نصیر کہ رکاب دار آن امیر بود پیش او سجدہ نمود ـ گفت تا این زمان در خدای° تو شکی بود حالا آن شک بہ یقین مبدل گشت ـ امیر ہر چند اورا نصیحت می فرمود کہ اینہا کفر است و بندہ ہرگز خدا نہ می شود ـ او بر جہل خویش مصر بود ـ امیر بہ ضرورت اورا سیاست فرمود ـ ـ چونکہ جلو دار دیگر نہ داشت ـ باز بحکم حی لا یموت احیاش فرمود ـ او ہمین کہ خلعت وجود پوشید باز بسجدہ رفت وگفث ـ حالا خود مرا یقین بر یقین شد ـ کہ مقرر است کہ احیاء بعد از اماتت کار آفریدگار است تعالی شانہ ـ حضرت امیر رضی اللہ عنہ درین مرتبہ فرمود کہ ترا بہ آتش می سوزم ـ او گفتہ ہنوز بہتر کہ ازین معنی اعتقاد من است چہ بہ آتش غیر از آتش آفرین عذاب نہ می کند ـ حضرت امیر لاحولی فرستاد و دانست کہ تعذیب و سیاست اورا ہیچ فائدہ نہ می کند ـ و اشارت بہ این قصہ است آن کہ گفتہ :

ز غمزۂ و لب آن فتنہ° عجم دیدم
ز شہ سوار عرب آنچہ بر نصیر گذشت

و با امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ منسوب است این قطعہ :

لو ان مرتضیٰ ابدیٰ محلہ
لصار الناس طراً سجداً لہ

کفا فی فضل مولانا علی
وقوع الشک فیہ انہ اللہ[1]

---

۱ ـ (ترجمہ) اگر حضرت مرتضیٰ اپنا درجہ ظاہر فرما دیتے تو لوگ ان کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ـ
ہمارے آقا علی کی بزرگی کی یہی دلیل کافی ہے کہ لوگوں کو ان کے بارے میں یہ شک ہوا کہ وہ خدا تھے ـ

[ص : ۲۹۳] ہمین بس بود در حق نمای تو
کہ کردند شک در خدای٭ تو

بدان کہ شنیدہ شد کہ بعضی فقہا روایتی درست کردہ اند و می گویند کہ زنی کافرہ چنانچہ درہند شائع است قصد سوختن خود کند غنیمت مسلمان می گردد و اورا ہر کس کہ قدرت بر تخلیص آن دارد ازان خود سازد ۔ و بنظر فقیر روایتی درین باب نیامدہ واللہ اعلم ۔

اما آنچہ دیدہ آن است کہ بعد از مردن شوہر چہل چہل و پنجاہ پنجاہ و بیش از زنان نگاہی[1] (؟) سرمتی (؟) و زر و زیور پوشیدہ بانعش شوہر مردہ بازی کنان و سخن گویان بشوق تمام سوختہ اند و پروانہ وار در وفای٭ او و خود را بباد فنا در دادہ ۔ و در بعضی دیار مردان نیز کہ خدمتی متعین نزدیکی داشتہ اند از روی٭ وصلات ہمراہ صاحب خود در آتش افتادہ اند ۔ و عجب از مردانگی ما سست نہادان کہ مقدار زنان ہم در وادی محبت نہ شدیم و نسبت صدق عشق با محبوب حقیقی درست نہ کردہ ایم ۔ و اگر غیرتی داشتیم ہمین تازیانہ بس بود ۔ اما کاہل تنان را ازینہا چہ باک :

در طریق عشق نتوان شد کم از ہندو زنی
کز برای مردہ سوزد زندہ جان خویش را

آری گفتہ اند کہ غیرت را در گوشہ بنہ و ہر چہ خواہی بکن و دیدہ را نا دیدہ و شنیدہ را نا شنیدہ انگار کہ ہیچ کس را با تو کاری نیست :

خلق اللہ للحروب رجالاً
و رجالاً لقصعة و ثرید[2]

---

۱ ۔ اگر یہ لفظ نگانی ہو تو خوبصورت کے معنی ہیں ۔
۲ ۔ اللہ نے لوگوں کو جہاد کے لیے پیدا کیا ہے مگر لوگوں نے اس کو ثرید وغیرہ حاصل کرنے کا ذریعہ کر لیا ہے ۔

و ازین قبیل است آتش در جنگل زدن که بی موجب کشتن و آوردن چندین ہزار جان را است - و ہیچ نتیجہ مترتب غیر از وبال و نکال نیست - و بسیاری دیده شد که آتش در خیمه ہای سپاہیان افتاد و اسباب بسیار سوخته - و ازین قبیل است روز وزیدن تند باد آتش در خانه کردن - و در بسیار شہرہا آتش به تقریب فرستادن چندان ہزار کس سوخته اند که درمیان ہندو و مسلم فرق نه بود -

۳۰ و دویم : شہنشاه نامیدن - قال علیه السلام[1] اغیظ رجل عند الله رجل یسمیٰ ملک الاملاک لا ملک الا الله - دشمن ترین مردم نزد خدای تعالیٰ مردی است که خود را شہنشاه نامد زیرا که در حقیقت بادشاه [ص : ۲۹۴] بادشاہان غیر از خدای تعالیٰ نیست - چه این ہمه انانیت و فرعونیت تا زمانی است که نفس می آید و می رود - و بعد از انقطاع آن به یقین معلوم خواہد کرد که :

"لمن الملک الیوم لله الواحد القہار -"[2]

و آنچه در دنیا خود را می دید راست مانند موسیٰ شده که در خواب شتر شده بربادی گشت - مثنوی :

ہمه سروری تا بخاک است و بس
کسی نیست در خاک بہتر ز کس

چو قطره بدریا در انداختند
دگر قطره را باز نشناختند

حکایت : آورده اند که شخصی سلطان محمود غزنوی را بعد از وفات در خواب دید با جسمی آغشته و چشمی مغاک گشته - پرسید - سلطان ! چه حال داری ؟ گفت - مپرس - کاشکی در دنیا اوقات به گدای می گذرانیدم تا امروز به پرسشہای گونا گون در نه ماندیم :

---

۱ - مخطوطے میں قوله تعالیٰ ہے جو کتابت کی غلطی ہے -
۲ - القرآن سوره المومن ۴۰ ، آیت ۱۶ -

خشک بادا پر و بال آن ہمای

کو مرا در سایہ خود داد جای

ای عزیز ! نیک ملاحظہ بکن و جہان را امروز خوابی و خیالی تصور نمای تا ہمہ را بعد از مرگ بموجب :

"یوم تبلی السرائر ۔"[1]

رازہا آشکا را شود و گدا تو نگر و توانگر گدا نماید ۔

نقل است اول کسی کہ خود را شہنشاہ نامیدہ عضد الدولہ ابن رکن الدولہ دیلمی بود و این بیت گفتہ :

عضد الدولہ ابن رکنہا

ملک الا ملاک عکد بالقدر[3]

و بر او مبارک نیامد و کارش زود برہم خورد :

ہر کس بملک او سر دعوی فراز کرد

سلطان بہ قہر کردن او زد بہ تیغ لا

سی و سیوم : چیزی اندک بہ امید بسیار بخشیدن ۔ و این فعل از قبیل دون ہمتی است ۔ قولہ تعالیٰ :

"ولا تمنن تستکثر ۔"[2]

و لفظ تستکثر اگر بہ جزم خواندہ شود جواب نہی است و اگر مرفوع باشد جملہ حالیہ است ۔ و معنی بہ ہر دو تقدیر این است کہ منت منہ تا اثر بسیار شماری یا در عوض آن بسیار بگیری ۔ و بر تقدیر حالیہ معنی اول متعین

---

۱ ۔ القرآن سورۃ الطارق ۸۶ ، آیت ۹ ۔

۲ ۔ القرآن سورۃ المدثر ۷۴ ، آیت ۶ ۔

۳ ۔ (ترجمہ) عضد الدولہ رکن الدولہ کا بیٹا ہے وہ شہنشاہ ہے ۔ اور وہ قدرت کے ساتھ سربلند ہوا ۔

عضد الدولہ (متوفی ۳۷۲ھ) آل بویہ کا مشہور سلطان اور فاتح ہے ۔

می شود ـ و روش بزرگان گذشته و خیرات و میراث این بود که از نهایت خجلت و کم دانستن بخشش سر را فرو فگنده دست خود به طریق سائلان چنانچه گذشت پیش مستحقان می داشتند و بموجب حدیث الید العلیا خیر من السفلیٰ ـ دل اورا خوش گردانیدند تا او انفعال نه کند ـ

[ص : ۲۹۵] حالا چندان تعبیه و سند در باب وظیفه و انعام وقف درست باید کرد که فقیر بیچاره سرگردان می شود و بیزار می گردد ـ و بسیار خود از محنت تردد و تگاپو در خانها توقیع برات را پاره پاره کرده آسوده اند ـ و بعضی را دیده ایم که بر در صدر از اژدہام و محنت گرما و تشنگی مفرط ضعف کرده جان داده اند :

''اناللہ و انا الیہ راجعون ـ''[1]

و باوجود آن چیزی می دادند بخلاف حال که استرداد می نمایند ـ و ظریفی در باب صدر آن زمان این قطعه را به تضمین گفته ـ قطعه :

ملک الموت را ز صدر جهان
شکوهٔ بود دوش پیش خدا
یا ورا عزل کن ازین خدمت
یا مرا خدمت دگر فرما

دولت مندان عصر باوجود این شیوه طمع اجر دینی و دنیاوی می دارند و می خواهند که به عوض یک چیز هفتاد و هفت صد بیابند ـ و علو همت آن است که در هر چه بدهند محض رضای خدای تعالیٰ منظور باشد و شفقت دینی و مهربانی بنی نوع پیش دیده افتد نه جز خواجه جای ریا :

سخن بهر جزا کردن ریا خواریست در همت
که یک بدهی و انگه ده جزا خواهی ز یزدانش

سی و چهارم : پلیدی در راه انداختن ـ قال علیه السلام الایمان

---

۱ - القرآن سورة البقره ، آیت ۱۵۶ -

بضع و سبعون شعبة ادناها اماطة الاذی عن الطریق و الحیاء شعبة من الایمان ـ بضع نام عددی است از سه تا ده ـ برین تقدیر نهال ایمان هفتاد و هفت شاخ باشد ـ و کمترین آن همه دور کردن چیزی است که باعث ایذا بود از میانهٔ راه و شارع عام و شرم شاخی است از ایمان ـ و امام نووی در کتاب شعب الایمان تفصیل آن جمله کرده ـ و هرگاه برداشتن پلیدی و سنگ و خار از راه عباد از شعب الایمان باشد ـ انداختن آنها در ره گذرها نیز گناه بود ـ و ارباب حقیقت گفته اند که دور کردن عبارت از نفی وجود است که بموجب انا اردم ؟ که سد راه طالب شده و نور خورشید حقیقی ازو راه آن پنهان ماند ـ بنیاد این دیوار نه کاوند گنج جمال ازلی هرگز ازان سر بر نه زند و چنانکه گفته اند :

مشو بمهار آب و گل بدین منظر که تو داری
برون آید هزاران [ص : ۲۹۶] گنج اگر کاوند بنیانش

و برین قیاس بود نادانها در کوچها و بازارها سر دادن و آب حویلی و حمام در شارع عام گذاشتن و آتش بازی در شهر کردن و راه بر خلایق بستن و چاه کندن در راه ـ چنانچه شمه ازین معنی بالا مذکور شد و در حدیث است که من حفر بئراً لاخیه وقع فیه :

تو چاهی کندهٔ در دل که خلقی را در اندازی
نه می ترسی ازان روزی که خودرا درمیان بینی

سی و پنجم : تیر اندازی فراموش کردن ـ قال علیه السلام من علم الرمی ثم ترک فلیس منا ـ هر که تیر اندازی یاد کرد باز آن را ترک دهد او از ما نیست ـ و در روایت دیگر آمده که فقد عصی و این شک راوی است ـ و جایٔ دیگر فرمود که مرد هر بازی که می کند باطل است مگر تیر اندازی و اسپ بازی و با زن خویش بازی بهر رنگی که باشد ـ و این هر سه نوع بازی حق است و متضمن اجر است ـ و شامل مصلحت ـ مخفی نه ماند که امر به این امور برایٔ ترغیب است درکار غزا و امر کتخدایٔ ـ و شک نیست که افراط در امور منافی خدا طلبی و خدا شناسی و منجر به

بی ادبی خواهد بود . و ثواب غزا و اسپ در کتاب الاحادیث که نام آن مشتمل بر تاریخ اوست بتفصیل مذکور شده است . و این حال بازی های حلال است وای بر آن بیچارهٔ گرفتار که عمر او در بازی های حرام نا درست گذشته لمولفه :

دلم پیر است طفل آئین و بروی گریه‌ها دارم
که عمرش رفته در بازی و کم یابم پشیمانش

و هرگاه که امام اعظم ابو حنیفه کوفی که بظاهر مجتهد و در باطن صوفی بود تاسف و تلهف بر عمر گذشته خویش باین نوع می نمود :

صرفنا العمر فی لعب و لهو
فـآهـا ثم آهـا ثم آهـا[۱]

ما گمراهان را چه جای افسوس مانده و این افسوس چه دهد مگر آن که بیت اول شفاعت و محبت صالحان باعث نجات گردد :

احب الصالحین و لست منهم
لعل الله یرزقنی صلاحاً

رهی نه می برم و چارهٔ نه می دانم
بجز محبت مردان مستقیم احوال

و ازین قبیل بازی حرام است . کبوتر بازی . در حدیث آمده که رسول [ص : ۲۹۷] علیه السلام یکی را دید پی کبوتر می رفت . (فرمود ؟) شیطان یتبع شیطانه . شیطانی است که پی شیطانی می رود . و در کتب فقهی است که گواهی کبوتر (باز ؟) نه شنوند . و این وقتی است که بتقریب بازی کبوتر بر خانه‌های مردم نظر افگند . یا کبوترهای ایشان را بدزدد .

---

۱ . (ترجمہ) ہم نے اپنی عمر کھیل کود میں گنوا دی . افسوس ہے افسوس ہے ، افسوس ہے .

یا از بسیاری حرص نمازہا از وقت بگذارد ۔ و روش قمار بازان گیرد و سوگندہای دروغ خورد و گرو بندد ۔ و اما کبوتر یا فاختہ یا جانوران دیگر را برای انس خاطر نگاہ دارد و از عدالت بیرون نہ رود باکی نیست ۔ و حکما گفتہ اند کہ نظر در ریگ کبوترہا کردن دافع سودا است و مانع مالیخولیا ۔

نقل است کہ مہدی خلیفہ را ہوس کبوتر بازی بسیار بود تا یکی از اعیان قضاۃ عصر اورا ازین باب منع فرمود ۔ مہدی در حال گفت کہ روایت کرد مرا فلان ابن فلان معنعن از رسول علیہ السلام کہ فرمود ۔ مسابقت روا نیست مگر در دو ایندن اسپان و تیراندازی و بازن خود بازی ۔ و الحاق کبوتر بازی را در حدیث زیادہ کردہ ۔ و آن بمساہلہ ہیچ نہ گفت و رد خلیفہ نہ کرد ۔ چون برخاست خلیفہ در غیبت اوگفت ۔ خدا و رسول خدا را گواہی می گیرم کہ قفا و اشارت بقفای[1] قاضی کرد قفای منافقان و کذابان است ۔

سی و ششم : پای بر پای نہادہ خواب کردن ۔ در حدیث آمدہ کہ نہی الرسول علیہ السلام ان یرفع الرجل احدی رجلیہ علی الاخری وھو مستلق علیٰ ظھرہ ۔ نہی فرمود پیغمبر علیہ السلام ازین کہ یک پای را بر دیگری بر داشتہ بر پشت خواب کند ۔ و وجہ شاید دو چیز باشد اول احتمال صدور حدثی بہ سبب استرخای مفاصل درین حالت ۔ دوم کشف عورت خصوصاً وقتی کہ سبزی ؟ بستہ باشد ۔ چنانچہ در عرب عادت بود و در ولایت سندہ شائع است :

ادبوا النفس ایھا الاصحاب
طریق العشق کلھا آداب[2]

سی و ہفتم : مطایبہ قبیح کردن ۔ و این قسم داخل فحش است و

---

۱ - مخطوطہ میں بقضائے قاضی ہے ۔
۲ - (ترجمہ) اے دوستو اپنے نفس کو ادب سکھاؤ کیوں کہ عشق کا پورا طریقہ صرف ادب میں ہے ۔

مجلس آن جا بود ـ قال علیه السلام لا تلاعبوا فانی لا افرح الاحقا مطایبة ـ کذب را با یک دیگر مکنید که مزاح [ص : ۲۹۸] نه می کنم مگر از سخن راست ـ چنانچه در جواب آن پیر زال فرمود که هیچ پیر زال در بهشت نه خواهد بود ـ و غیر آن در کتب شمائل و سیر به تفصیل مسطور است ـ

و ناخوشی و مطائبات و فراحات چندان است که در شمار نیاید ـ و بارها دیده شده که به اندک مطائبه در مجلس سر یک دیگر را کشته اند ـ و بسا محبت سورثی و نسبت قدیمی که به اندک مزاحی موجب تغیر مزاج شده و دوستیها به دشمنی مبدل گردیده ـ و دیدارها به قیامت افتاده :

ستیزی بجای رساند سخن
که ویران کند خان و مان کهن

نقل است که روزی امیر نزد خلیفه ثانی حقانی یعنی فاروق رضی الله عنهما نشسته بود ـ چون قصد انصراف کرد فاروق رضی الله عنه جانب او بسیار تیز نگریست و گفت ـ کاشکی این امر خلافت که ما داریم برقرار می یافت ـ اما چه کنم که مزاح و مطائبه بر او غالب است ـ و مقوی این معنی آنکه روزی حضرت امیر با سلمان فارسی[۱] رضی الله عنه مطائبه فرمود ـ او گفت هنده اخرتک الی الرابعة ـ همین صفت ترا به درجه چهارم رسانید ـ این نقل درکتب اخلاق معتبره است ـ و صحت آن خالی از اشکال نیست ـ چه مقرر شده که سلمان رضی الله عنه زمان خلافت مرتضی رضی الله عنه را نه یافته بلکه در عهد امیر المومنین عثمان رضی الله عنه از عالم درگذشته ـ مگر آنکه به کشف یا به فراست یا به قیاس صورت حال بر آئینه دل غیب دان اورا پرتو انداخته باشد ـ والله اعلم ـ

و عجیب آنکه این نقل مشهور است ـ اما در صد کلمه امیر المومنین این فقره مشهور است من غلب مزاحه استخفه ـ قطعه :

هر که سازد مزاح پیشه خویش
گر امیر است پاسبان گردد

۱ـ سلمان الفارسی (متوفی ۳۵ھ) مشهور صحابی ہیں ـ

بر ہمہ دیدہا سبک باشد
در ہمہ سینہا گران گردد

و بیشتر عزلہای قبیح کہ باعث عداوت صریح است یا از بحث علم و شعر و ادب یا از لاف شمشیر و شطرنج و طعن در نسب و فخر بر حسب [ص : ۲۹۹] پیدا شده -

سی و ہشتم : خواب دروغ گفتن و این فعل از قبیل مطلق کذب است - و حکم آن صورت رفعی پذیر اما چون خواب از عالم مثال است و نسبت آن بامبدأ فیاض بیشتر از عالم شہادت است و لہذا خواب صالح بموجب حدیث نبوی صلی الله علیه وسلم حصہ نبوت چہل و ششم است - اما اجزای نبوت بنابرآن دروغ بستن بر آن عالم بد تر باشد از دروغ گفتن در بیداری و وبال آن بہ مراتب بیشتر ازین بود -

سی و نہم : سیر و پیاز خام خوردن - قوله تعالی :

"من بقلها و قثآئها و فومها و عدسها و بصلها ۱"

قوم موسیٰ علیہ السلام چون در بیابان از خوردن دراج و تیہو و ترنجبین دلگیر شدند و قدر آن رزق معلق کہ حلال و پاک مطلق بود نہ شناختند تره و سیر و عدس و پیاز و امثال آن را از موسیٰ علیہ السلام درخواستند - فرمان آمد کہ چون اشیاء ردیہ را بر غذاہای طیبہ بر می گزینند بشہری در روند تا بجہت فضولی و تصرف در ارادت حق و احکام وی بہ انواع بلا و محن گرفتار شدند - چنانچہ کریمہ می فرماید :

"اتستبدلون الذی هو ادنیٰ بالذی هو خیر اهبطوا مصراً فان لکم ما سألتم و ضربت علیهم الذلة و المسکنة و بآؤا بغضب من الله -۲"

از حالت رذالت ایشان خبر می دہد - لمولفہ :

---

۱ - سورة البقره ۲ ، آیت ۶۱ -

۲ - سورة البقره ۲ ، آیت ۶۱ -

(ترجمہ) کہا موسیٰ نے کیا لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنی ہے اس کے بدلے میں جو بہتر ہے - اترو کسی شہر میں تو تم کو ملے جو تم مانگتے ہو - اور ڈالی گئی ان پر ذلت اور محتاجی اور پھرے اللہ کا غصہ لے کر -

رضا بداد بده ارچنین گره بکشای
که بر من و تو در اختیار نه کشاد است

گاہی فلکت درد گہی صاف دہد
انصاف بده ترا گر انصاف دہد

چون نا سره را از سره می نه شناسی
خوش باش به آن نقد که صراف دہد

و رسول علیه السلام فرمود من اکل من هاتین الشجرتین الخبیثتین فلا یقربن مسجدنا ـ و در بعضی روایات لفظ مساجدنا بصیغه جمعی وارد شده ـ ہر که ازین دو گیاه ناپاک که سیر و پیاز باشد بخورد گو نزدیک مسجد ما نیاید که مسجد حرام یا مسجد مدینه نبی علیه السلام یا مطلق مساجد ـ

فصل : کراہت این ہر دو تره به جہت بوی بد است که موجب ایذای ملک و انسان است ـ نه آن که مطلق نجس باشد و نزد بعضی تحریمی و بقولی تنزیہی است [ص : ۳۰۰] که طبع را کراہت از آن می شود ـ و ہم بزعم جمعی در آمدن در مسجد بعد از خوردن آنها نہی است نه مجرد تناول آن ـ چنانچه از عبارت حدیث معلوم می شود ـ چه اگر اکل آن ہر دو بذات ممنوع می بود به عبارت لایقربن ادا نه می فرمود و صریح می فرمود که مباشر اکل اینها مشوید ـ و قومی مراد ازین مسجد خاصة مسجد رسول علیه السلام که مہبط جبریل علیه السلام است و نزول وحی بود داشته اند آنچه مشہور است عام تر از آن است ـ و سیر و پیاز خام بقول جمیع فقہا مکروه است مگر برای ضرورت مداوات یا در مسافرت ـ اما پخته خوردن پیاز بقول اصح لاباس است ـ و در حدیث دیگر آمده که نہی عن اکل الثوم الا مطبوخاً ـ نہی فرمود آن سرور علیه السلام از تناول سیر مگر آنکه مطبوخ باشد ـ و از مخصوص سیر غلظت پیاز به نسبت آن کمتر مفہوم می شود ـ و للهذا مسافران را برای دفع آب گردش بخورش پیاز امر فرموده اند ـ خصوصاً وقتی که در سرکه پرورند و بجای که احتمال وزیدن باد سموم باشد بر داشتن آن از لوازم است که دافع زہر آن باد است ـ

یکی در مجلس حسن بصری رضی الله عنه از تناول قلیه برنجی که سیر را در آن پخته بودند ابا آورد و گفت ـ آن سرور صلی الله علیه وسلم ما را از آن نهی فرموده است ـ حسن فرمود که بخور که آخرین طعامی که رسول علیه السلام تناول فرمود قلیه برنجی که با سیر مطبوخ بود ـ و طائفه می گویند که نهی ازین خاصهٔ دو ذات به جهت سرور کائنات علیه السلام و افضل الصلوات و التحیات بجهت مصاحبت ملائکه بود نه به امت که ایشان را مطلق مباح است ـ

حکایت می گویند که روزی قدوة العارفین ختم خلفای خواجگان نقشبندیه به خدمت مولانا زین الدین محمود بهدای قدس الله ارواحهم طعامی می کشیدند که در آن سیر و پیاز بود ـ یکی از متعصبان قندهار که در تعصب و تزهد یگانه روزگار بود از اخوند پرسید که پیغمبر علیه السلام سیر و پیاز خورده اند ـ در بدیهه فرمودند که روزی پیغمبر شوی تو هم نه خوری ـ و مناقب و مقامات مولوی مشار الیه از حد حصر [ص : ۳۰۱] و احصاء افزون است رحمه الله علیه رحمةً واسعةً ـ

چهلم : مرکب را کرسی ساختن ـ قال علیه السلام لا تتخذوا مراکبکم کراسی ـ چهار پایان خود را کرسی مسازید ـ و چار زانو بر آن منشینید ـ و سبب منع آن است که باین وضع نشستن بر بعضی مراکب مثل اسپ و اشتر باعث افتادن است ـ اما اگر بر عماری و هودج باشد آن زمان خود بهر وضع که باشد مباح است ـ و شاید که وجه منع این تواند که در مربع نشستن بار زیادتی می شود و این ظلم است و تعذیب حیوان ـ

نقل است از قدوهٔ علماء ابرار مولانا حسام الدین طالبنا[۱] که به عزم زیارت قبر متبرکه مخدوم شیخ بهاء الدین زکریا ملتانی قدس الله روحه اسپ سوار می رفتند ـ شخصی کتابتی بایشان داد که به ملتان برسانید ـ گفتند وقت کرای این اسپ خود را مع جامها قرار داده بودم و بس ـ باز زیادتی دیگر مذکور نه ساختیم تو اگر از مستاجر اذن بگیری اختیار داری ـ و

---

۱ ـ مولانا حسام الدین کا ذکر اخبار الاخیار صفحه ۲۱۳۰۱ پر موجود ہے ـ

ہرگاہ کہ در راہ گشتی با اندک تفاوتی در رہ گذری دیگر ظاہر شدی پیادہ شدہ می رفتند - باز در راہ راست می گشتند - چون وجہ آن پرسیدند - گفتند کہ تعین قدر کرایہ بشرط راہ راست بود نہ این باربیجا کہ زیادہ از قدر معلوم است و باعث حرج بر مرکب - و در ملتان بہ وقت زیارت آن مقبرہ از دور فاتحہ خواندہ باز می گشتند - و ہرگز چنان نہ ایستادند کہ سایۂ درخت و دیوار و گنبد روضہ بر ایشان افتد - پرسیدند کہ چرا اندرون مقبرہ در نہ می آئید - گفتند کہ این عمارت را حکام ساختہ اند و در دادن اجرت ظاہرا آن احتیاطی کہ می بایست نہ شدہ است -

می گویند کہ یکی از شاگردان کہ در ورع و احتیاط تقلید ایشان می کرد - روزی عرض داشت کہ امروز استخوان آدمی مردہ را دیدم - خواستم کہ فاتحہ بہ روح او بخوانم باز اندیشیدم کہ شاید استخوان از میت کافر بودہ باشد پس فاتحہ خواندن نا مشروع بود - و پرسید این فعل خوب واقع شد از من یا زشت - مولوی غرور وی را شکستہ گفتند کہ چشم انداختن تو بدان عظم رمیم گناہی عظیم بود - چہ می تواند بود کہ آن استخوان عورتی بودہ باشد - و او ازان اداہای خود خجل گشت -

چہل و یکم : از ثقات ؟ کہ قوت [ص : ۳۰۳] و کسوت مولوی مذکور علیہ الرحمۃ و الرضوان از وجہ زراعت زمین عشری قصبہ طلنبہ بود و تخمی کہ از آبا و اجداد ایشان بمیراث ماندہ بود می کاشتند - و دہ یک بدیوان حاصل می دادند بطوری کہ ہیچ حاجت بہ طلب محصول نہ بود و باقی را اوقات کند می ساختند - و ہر چند سلطان سکندر[1] لودی کہ بادشاہ درویش دوست بود آن زمین را مع زیادتی مدد معاش برای مولوی ساخت و توقیعات نوشتہ فرستادہ قبول نہ کردند - و زمانی کہ فترات سلطان حسین لنگاہ[2] روی نمود و ملتان خراب گشت ایشان نیز از طلنبہ کہ وطن مالوف

---

۱ - سلطان سکندر لودی (متوفی ۱۵۱۷ء) لودی خاندان کا دوسرا حکمران تھا -

۲ - غالباً سلطان حسین دوم لنگاہ سے مراد ہے - اس کی ۱۵۲۸ء میں ہوئی -

و مسکن معهود بود جلا وطن یافتند ـ و چون لقمه ے شبه نه می یافتند و غله زراعت خاصه از دست رفته بود از خوردن طعام باز ماندند ـ و از غایت گرسنگی ضعیف و نحیف شدند و فاقه بر فاقه منجر به هلاک آن عنصر پاک گشت ـ در آن اثنا ماهی گیری ماهی چند بر ایشان گذراند و گفت از سالها این آرزو در دل من متمکن بود که باشد که گذر حضرت مخدومی روزی برین ویرانه افتد و من قوت یک روزه ایشان را از وجه حلال طیب توانم رساند ـ و این خدمت بجا توانم آورد ـ حالا دعای من مستجاب شد که حق سبحانه و تعالیٰ قدوم شریف را به ما ارزانی داشت و این ماهی حلال را که به نیاز گذرانده ام به دامی گرفته ام که محض به نیت شما ساخته بودم و بر هر گره وی یک مرتبه فاتحه و اخلاص خوانده ام ـ فرمود بنه ـ آن دام از کجا و از کدام زمین به دست آورده بودی ـ و چیزی چند پرسیدند که آن ماهی گیر فقیر حیران هیچ خاطر نشان نه توانست ساخت ـ آن گاه مولوی مشار الیه گریه کردند و بر صدق طلب و حسن ادب اورا دعا و ثنا نموده گفتند که خدای تعالیٰ برین نیت صالح ترا خیردهاد ـ برو ! برو ! آنچه آوردهٔ ببر که دل ما برین لقمه تسلی نه می شود و چون چند گاهی برین گذشت اگر بیان شود در همان حالت اضطرار [ص: ۳۰۴] به دارالقرار رخت بردند و آثار تقوی و ورع آن [اگر بیان ؟] شود مجلدی گردد بمقدار تذکرة الاولیا رحمه الله رحمة واسعة ـ قطعه :

رحم الله معشر الماضین
گر بمردی جهان سپردندی

راحت غیر را ز غایت رحم
راحت خویشتن شمردندی

آن کسان چون که زنده می نه شوند
کاش این نا کسان بمردندی

قلم ازین جله بیا سود و بمقتضای عند ذکر الصالحین تنزیل الرحمة بر ذکر صالحان متقین و علماء متورعین اختصار نمود ـ بعد ازین جهت

کسالت و ملالت خواست که سریع السیر باشد و چند فصلی دیگر از مقوله سایر انام نوشته این طومار را که نامهٔ اعمال کاتب و آوارچه نویسی اوست زود تر درنورد که کار عظیم در پیش دارد و حکایت او به پیهان می ماند ـ

که شخصی دراز ریشی سفید مویٔ حجامی را به اجرت گرفت ـ و گفت ـ باین قدر مبلغ مویهایٔ سفید مرا بچین ـ این بگفت و چشم پوشید و تکیه کرد حجام مقراض گرفت و همه مویهایٔ اورا از بیخ برید و پیش او نهاد وگفت ـ ازین آغوش مویٔ سیاه و سفید را از هم جدا می کرده باش که من مهمی درپیش دارم و فرصت نیست که سفید را از سیاه جدا سازم و تو بیکاری و باین امر سزاواری ـ

فصل هفتم : در بیان چهل خطاهایٔ که از جمله تقصیراتست و منهیات و بعضی از آن مخصوص است به عورات ـ و چون عجاله اکثر در سفر نوشته شده وکتابها در نظر نه بود ـ اگر بعضی دلیل مذکور نه شود معذور باید داشت ـ و اگر ناظران بهدرج ساختن آن ممنون سازند ـ ان الله لا یضیع اجرالمحسنین ـ من احسن عملاً ـ

اول : امامت قومی بی رضایٔ ایشان ـ قال علیه السلام ثلثة لا تجاوز صلواتهم عن اذانهم العبد الابق حتیٰ یرجع و امراة باتت و زوجها ساخط علیها و امام قوم و هم له کارهون ـ سه کس الدکه نمازهایٔ ایشان ازگوش ایشان بالا نه می گذرد و قبول درگاه کبریا عز شانه نه می افتد ـ بنده گریز پایٔ تا زمانی که [ص : ۳۰۵] باز گردد وزنی که شب بر او بگذرد و شوہر ازو خشمگین باشد و امامی که قوم ازو ناراض باشد ـ خواه امامت صغریٰ خواه امامت کبریٰ ـ و ہر چند در حدیث آمده که صلوا خلف کل برو فاجر ـ و ہمین عبارت را متکلمین در کتب عقائد به دلیل آورده اند ـ اما شک نیست که باوجود امامی قاری منقر (متقی) خوش صورت و سیرت خوب عقب دیگری نماز گذاردن ترک افضل است ـ و رسول علیه السلام فرمود ـ ہر که عقب متقی نماز بگذاردگویا عقب پیغمبری نمازگذارده باشد ـ و مسئله این است که اگرامی یعنی کسی که قرآن درست نه تواند خواند و در ادایٔ مخرج و تصحیح قرأت عاجز باشد امامت قومی بکند که در ایشان عالمی باشد هم

نماز امام اہم نماز مقتدیان باطل شود ۔ اما نماز عالم از برای[1] این کہ باوجود قدرت بر قرأت او قرأت نہ کرد و عقب جاہلی اقتدا کرد پس گویا نمازے گذارد بی قرأت و آن درست نیست ۔ و اما نماز امی از جہت این کہ او می توانست کہ عہدۂ امامت را بہ سزاوار آن بگذارد و خود مقتدی شود ۔ و چون این چنین نہ کرد گویا او ہم تقدیراً قرأت را ترک کردہ باشد و نماز بی قرأت گذاردہ ۔ چہ قرآنی کہ دارد در شرع معتبر نیست و در حکم عدم است ۔ و از جہت صعوبت مر امامت بزرگان از تقلید آن ہم چو تقلد قضا گریختہ اند و ازین بار امامت حذر می نمودند ۔

نقل است ۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ می فرمود من می خواہم کہ دو اسپ تیز دو ہمیشہ بر در من بستہ باشند تا بر یکی سوار شوم و از جای[1] کہ مرا بہ امامت خوانند زود تر بگریزم و بر دیگری بجای[1] کہ برای[1] اذان گفتن مرا طلبند خود را برسانم ۔ شاہ سبحان قدس اللہ سرہ فرماید :

در راہ چنان دو کہ قیامت نہ کنند
با خلق چنان زی کہ ملامت نہ کنند
در مسجد اگر روی بباید کہ ترا
در پیش نہ خوانند و امامت[1] نہ کنند

سبحان اللہ ! نازم بر زمان خود کہ در اکثر بلاد چنان دیدہ شد کہ قاضی یا خطیبی مثلاً مردہ و ازو پسری کریہ الصوتی نا خافی جاہلی ماندہ وی را بجای[1] پدر بطریق عمیا و تقلید قاضی اعتبار می کنند [ص: ۳۰۶] باوجود :

"ان انکر الاصوات لصوت الحمیر ۔"[2]

امامت مشائخ و علما می کنند ہر چند امرد ہم باشد ۔ و نماز ہم ناروا گردد و ہیچ احتساب نہ می نماید ۔ اگر کسی احیاناً برین فعل قبیح ایشان را منع کند ، گویند :

---

۱ ۔ مخطوطہ میں 'بہ' ہے ۔
۲ ۔ القرآن سورۃ لقمن ۳۱ ، آیت ۱۹ ۔

"انا وجدنآ آبآءنا علی أمة و انا علیٰ آثارهم لمقتدون ۔[1]"

دوم : خود را پسر دیگری خواندن ۔ رسول علیه السلام فرمود که لعنت باد بر کسی که خود را به نام غیر پدر خود شهرت دهد و این وقتی است که نسبت کسی معروف باشد ۔ اما اگر مجهول النسب بود چنانچه بعضی کسان در طفولیت در بند اسلام می افتند و نام پدر خود نه می دانند ۔ اگر از قبیله مربی خود خوانند شاید بزه نه باشد ۔ چه در شرع موالی سادات را در اخذ صدقات حکم سادات ۔ و صرف زکٰوة بر ایشان روا نه داشته اند و اگر صحبت را این قدر اثر نه باشد چه فائده ۔

حکایت : روزی سلطان المشائخ شیخ امم قطب طریقت نظام خضر و مسیح ازدم :

"یحی العظام ۔[2]"

قدس الله روحه به زیارت مزارات متبرکه در حضرت دہلی کہن تشریف برد و خواجه حسن[3] دہلی شاعر مشهور را که پس ہفتاد سالگی رسیده بود درکنار حوض شمسی دید که با حریفان شراب می خورد ۔ خواجه نظر بر سلطان عالی شان افتاد ۔ در ہدیه این قطعه انشا کرد و نوشته نزد او فرستاد :

سالها باشد که ما ہم صحبتیم

گر اثر بودی ز صحبتها کجاست

---

۱ ۔ القرآن سورة الزخرف ۴۳ ، آیت ۲۳ ۔

۲ ۔ القرآن سورة الصفت ۳۷ ، آیت ۷۸ ۔

۳ ۔ خواجه حسن دہلوی (ولادت ۱۲۵۳ء وفات ۱۳۲۷ء) فارسی کے مشہور شاعر اور شیخ نظام الدین اولیا کے مرید تھے ۔ بدایونی کو اس میں مغالطه ہو گیا ہے که حسن دہلوی ستر سال کی عمر میں بیعت ہوئے یه واقعه اس سے بہت قبل کا ہے اس لیے که ملفوظات جمع کرنے کا سلسله خود ان کے بیان کے مطابق ۱۳۰۸ء میں شروع ہوا ۔ جب انکی عمر پچپن سال تھی ۔ دیکھو 'فوائد الفواد' مطبوعه نولکشور صفحه ۲ ۔

زہدتان فسق از دل ما کم نہ کرد
فسق ما گو بہتر از زہد شماست

و این ہم صحبتی اشارتی است بآن عہدی کہ در خطہ بدایون با یک دگر داشتند ۔ شیخ قدس اللہ سرہ جواب داد آن اثر چہ باشد کہ صحبت را اثرہاست ۔ و دل خواجہ بہ تصرف تمام جذب فرمود تا از معاصی و مناہی توبہ کرد و بہ صحبت درویشان خانقاہ ایشان در آمد و از جملہ اہل اللہ گشت ۔ و ملفوظات پیر خود را کہ بفوائد الفواد مشہور است در بقیہ عمر نوشت و الحق آن کتابی است در جودت الفاظ و دقت معانی بی نظیر و اہل سلوک را از مطالعہ آن ناگزیر و خسرو شاعران قدس اللہ روحہ بہ آن کمالات غبطہ بر خواجہ حسن می برد و می گفت [ص : ۳۰۷] بجمع این فواید کاشکی من موقوف می شدم ۔

سیوم : ریش بافتن بہ مروارید و امثال آن ۔ و این عمل ریش بافتن بیشتر در ملوک عجم شائع ۔ و فرعون را نیز می گویند کہ این عمل می کرد ۔ و در شرع ممنوع است ۔ و ہرگاہ کہ در شانہ کردن محاسن کہ از سنن است مبالغہ نمودن ناشایستہ باشد و بہ افراط در زینت کشد مقید شدن بہ آن طریق اولیا ۔

حکایت : آوردہ اند کہ در زمانی کہ موسیٰ علیہ السلام سوی طور بہ مناجات می رفت زاہدی عابدی آمدہ نزد او نالید وگفت ۔ مدت ہفتاد سال است کہ بہ ریاضت و عبادت مشغولم ۔ در کار من ہیچ کشایشی نہ می شود ۔ نہ می دانم کہ این سد باب نتیجۂ کدام فعل شوم من است ۔ چون موسیٰ علیہ السلام از جانب او بہ درگاہ کبریا این التماس نمود ۔ فرمان آمد کہ وی را بگوی کہ تو ہمیشہ بہ ریش خود در ماندۂ و بہ آراستن آن مقیدی ۔ کاری کہ برای ما کردہ باشی کجاست ؟ زاہد این جواب از رب الارباب شنید و او بہ کندن ریش شب و روز مشغول شد ۔ باز جواب شنید کہ ہمہ سروکارت بہ ریش افتادہ است و ما از تو ناراضی ام :

تا تو نہ زنی ہرچہ داری آتش
ہرگز نہ شود حقیقت وقت تو خوش

نقل است که سلطان التارکین ابراہیم[1] ادہم قدس اللہ روحہ وقتی که ترک سلطنت کرد از اسباب سفر ابریقی و شانہ و مسواکی برای خود برداشت ۔ و یکی را دید که محاسن بہ انگشتان شانہ می کند ۔ گفت ۔ ہرگاہ که بہ دست این سنت ادا می یافت شانہ چہ کار می آید ۔ و آن را نیز بگذاشت ۔ و دیگری را دید آب بہ دست می خورد ابریق را نیز ترک داد ۔ و ہمچنین مسواک شاید بہ انگشت ریگ می مالید ترک کرد ۔

چہارم : پیش از امام سر از سجدہ برداشتن ۔ و اگر مثل این تقصیرات شمردہ شود . ترک ہر فرضی و سنتی و اتیان ہر محرمی و مکروہی در نماز و دیگر ابواب فقہی از جنس عبادات و معاملات بر اسپہ گناہی است ۔ و درجات غلظت و شدت آن متفاوت است ۔

نقل است [ص : ۳۰۸] از کتاب شواہد النبوة[2] در و کنیزکی از ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین کہ روزی در نماز از شخصی این فعل واقع شد ۔ سر او معاً بہ صورت سرخوک گشت . موید این سخن آنکہ در کتاب دلائل النبوة[3] مذکور شدہ از بعضی اولیا کہ جماعت در حضور ایشان سب شیخین کردہ اند رضی اللہ عنہما و فی الحال بہ صورت سگ و خوک ظاہر شدہ اند ۔ و چون توبہ کردہ اند حق تعالی در ساعت توبہ ایشان قبول فرمودہ و بہ صورت اصلی باز ماندہ آمدہ اند ۔ و فقیر از جد مادری خود شنیدہ و او مردی صالح بود کہ قاری را در علم قرأت خصوصاً در سایر علوم عموماً بسیار ماہر بود و ہمیشہ نقاب بر رخ می داشت ۔ روزی

---

۱ ۔ ابراہیم ادہم بلخ کے رہنے والے تھے جوان عمری میں توبہ کی اور درویش ہو گئے ۔ کچھ مدت مکہ میں گذاری پھر شام چلے گئے ۔ ان کی وفات ۷۷۶ء یا ۷۸۳ء میں ہوئی ۔ ان کا صوفیہ کے طبقہ اول میں شمار ہے ۔

۲ ۔ شواہد النبوة مصنفہ مولانا عبدالرحمان جامی متوفی ۱۴۹۲ء ۔ مصنف نے اس کو ۱۴۸۰ء میں مدون کیا ۔

۳ ۔ دلائل النبوة کے مصنف ابو سعد یا ابو سعید عبدالملک ابن عثمان الخرگوشی متوفی ۱۰۱۵-۶ء ہیں

شاگردی رشید اورا از سبب آن پرسید - ظاہرا گذاشتن نقاب ازین جہت بوده باشد که کسی را وقت ادای مخرج بعضی حروف بر تحرک شفتین شہا نظر نیفتد - گفت - نی ! و این سر با ہر کسی گفتن نیست - چون الحاح بسیار کرد - نقاب برداشت - دید که چہرۀ او تمام به صورت سگی است - شاگرد را بیہوشی روی داد و بعد ازان که بحال آمد استفسار از آن معنی کرد - گفت - در نماز عمداً سر پیش از امام بر داشته بودم ازان باز می سوخت دریافته - و العیاذ بالله منہا -

و ازین قبیل است از پیش مصلی به استخفاف گذشتن و قہقہه در نماز کردن بالضرط چه رسد - چه اگر به طریق بی باکی باوی سر دہد خوف کفر است - و اگر به ضرورت سر بر زند باکی نیست - و ہم ازین جہت گفته اند که نماز کسی که بول و غایط و باد نگاه دارد مکروه است - و نزد اہل حقیقت اعادۀ این چنین نماز فرض است - ہرگاه چنین باشد مرا حیف از بعضی بزرگان متعصب می آید که برای رواج مذہب خویش و طعن در مذہب دیگری در مجلس بادشاہی عالی شانے در عین نماز باد را چگونه سر دہند - و بعضی فقہاء عظیم الشان و اہل حدیث رفیع المکان این حکایت را به طریق مباحات چگونه در تاریخ خود بصد آب [ص : ۳۰۹] و تاب بنویسند - چنانچه امام عبدالله یافعی[۱] رحمه الله از امام الحرمین[۲] امام ابوبکر قفال ذکر کرده - و اگر به تقریبی این جا مذکور شود شاید معفو باشد -

امام یافعی رحمه الله می گوید که سلطان محمود غزنوی انار الله برہانه خواست که از مذہبہای ہر کدام که به تقوی نزدیک تر است اختیار نماید -

---

۱ - عبدالله یافعی ۱۳۰۰ء میں یمن میں پیدا ہوئے - قرآن فقه تصوف کے بڑے عالم تھے - دمشق - مصر - حجاز وغیرہ کا سفر کیا اور ۱۳۶۷ء میں مکه میں وفات ہوئی - ان کی تصنیفات زیادہ تر تصوف پر ہیں ان میں 'روض الریاحین فی حکایات الصالحین' بہت مشہور ہے -

۲ - امام الحرمین (متوفی ۱۰۸۵ء) نیشاپور میں پیدا ہوئے اپنی عمر طلب علم میں صرف کی - جب وطن واپس آئے تو نظام الملک نے مدرسه نظامیه نیشاپور میں قائم کیا وہاں امام الحرمین نے درس دیا - ان کی تصنیفات میں 'نہایة الطلب فی درایة المذہب' مشہور ہے -

و علماء حنفی و شافعی را جمع ساخت و از ہر دو طائفہ پرسید کہ نمازی لا اقل در ہر دو مذہب جائز باشد کدام است ۔ آن را بگذارید ۔ امام ابوبکر قفال[1] کہ شافعی المذہب بود و آب لبیذ کہ در ہوای[•] گرم کشیدہ بود و مگس بر آن می نشست وضو ساخت ۔ و گوشت سگی را در فوطہ[•] خود بست و در تحریمہ ۔ خدا بزرگ است ۔ گفت ۔ و دو برگ بر کہ معنی مدھامتان است بجای[•] آن قرأت قرآن فارسی خواند و سجدہ مثلی دانہ چیدن خروس کرد و زود فارغ شد و بجای[•] سلام بادی رہا کرد و گفت مقدار ما یجوز بہ الصلواۃ نزدیک حنفی این است ۔ و می گویند کہ سلطان بعد از آن انتقال بہ مذہب شافعی کرد ۔ و امام یافعی این حکایت را از امام الحرمین آوردہ است ۔ و بہ این سبب شاید ترجیح مذہب شافعی کردہ طعن بر حنفی نمودہ باشد ۔

و از شیخ ابن عساکر[2] محدث مشہور رحمہ اللہ نقل می کنند کہ ابدال و اوتاد امروز نماز بمذہب شافعی می گذرانند ۔ و از حضرت غوث الثقلین قطب ربانی شیخ محی الدین عبدالقادر[3] جیلانی رضی اللہ عنہ چنین منقول است کہ نام یکی از رجال الغیب گرفتہ می فرمود کہ امروز از جمیع رجال اللہ در تمام روی[•] زمین ہیچ مردی نیست کہ بمذہب ابو حنیفہ رضی

---

۱ ۔ ابوبکر قفال شافعی فقہ کے بہت بڑے عالم اور مصنف تھے ۔ ابتدا میں تالا بنانے کا کام کرتے تھے ۔ اسی لیے قفال لقب ہوا ۔ کہا جاتا ہے کہ تیس سال کی عمر میں علم حاصل کرنا شروع کیا اور درجہ کمال پر پہنچ گئے ۔ ۱۰۲۶-۲۷ء میں وفات ہوئی ۔ حالات کے لیے دیکھیے ابن خلکان (انگریزی ترجمہ مرتبہ ڈاکٹر معین الحق کراچی ۱۹۷۱ء) جلد ۳ صفحہ ۴۴ ۔

۲ ۔ حافظ ابن عساکر کا نام ابوالقاسم ابن ابی محمد الحسن ابن ہبۃ اللہ ابن عبداللہ ابن الحسین ہے شام کے نہایت جلیل القدر محدث اور مورخ ہیں ۔ ان کی مشہور اور مستند تاریخ دمشق ہے ۱۱۷۶ء میں وفات ہوئی ۔ تفصیلی حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان انگریزی ترجمہ مرتبہ ڈاکٹر معین الحق کراچی ۱۹۷۰ء) جلد ۳ صفحہ ۳۰۳ لغایۃ صفحہ ۳۰۷ ۔

۳ ۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (متوفی ۱۱۶۶ء) ۔

الله عنه نماز می گذارده باشد ـ غیر از فلان ـ و این حکایت در روضة الصالحین بتفصیل مذکور است ـ و کاتب حروف عفی الله عنه می گوید که درین هیچ شک نیست که احتیاط در نماز شافعی [ص: ۳۱۰] به نسبت حنفی رضی الله عنه بیشتر است چنانچه اکثری از صوفیه به آن مذهب نماز می گذارند ـ اما قطع نظر از بعضی امور که مساهله در آن هم فراخور احتیاط است بلکه زیاده ازان مثل وضو در قلتین ساختن و بر آمدن دو من خون را وقت فصد ناقض وضو نا شمردن و غیر آن ـ

عجب از امام قفال دارم که محض بواسطه غلو و تعصب در مذهب بی ضرورتی در آن چنان مجلس عالی چگونه آن طور امری غریب را بخود قرار داد و انگشت نما شد ـ و این افسانه تا روز قیامت بر جریدهٔ روزگار ماند ـ انا لله و انا الیه راجعون ـ و هر عامی مقلدی که این نقل بشنود ضرورت است که از هر دو مذهب منکر شود بلکه از اصل دین روی گردان شود ـ چنانچه اکثری از ملاحده را همین صور چیزها باعث بد اعتقادی شد و رخنه در اسلام افتاده ـ و لیس هذا اول قارورة کثرت فی الاسلام ـ

پنجم : فرزند را از مادر جدا ساختن ـ و ازین قبیل است برادر را از برادر و بنده را از خواجه و زن را از شوهر جدا کردن خواه به سحر خواه به فریب ـ قال علیه السلام ـ لعن الله من فرق بین الوالدات و اولادهن[1] و بین الاخ و اخیه ـ و جدا ساختن فرزند از مادر وقتی مذموم است که فرزند شیر خواره باشد ـ اما اگر مدت رضاع که دو یا دو نیم سال است تمام شود و زن از شوهر جدا کرد و پدر را آن زمان می رسید که پسر خود را بگیرد و تربیت کند ـ چنانچه آیت کریمه :

"و الوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین ـ"[2]

از آن خبر می دهد ـ وما حصل این است که مادران دو سال درست شیر به فرزندان می دهند ـ اگر شوهر تمامی مدت رضاع را خواهان باشد و بر شوهر که نسبت پسر به او درست می شود لازم است که درین مدت خورش

---

۱ ـ مخطوطه میں ولده ہے ـ

۲ ـ سورہ البقرہ ۲ ، آیت ۲۳۳ ـ

و پوشش برای مادر فرزندان خویش برساند - بعد ازان اگر خواهند از یک دیگر جدای گزینند - و در حدیث آمده که روانیست مسلمانان را که از برادر خویش بیشتر از سه روز دوری جوید - مگر آن که باعث دوری امری و مهمی ضروری باشد - و روایت [ص : ۳۱۱] فقهی اینست که مرد را حج نفل بی رخصت مادر جائز نیست اگر همین پسر دارد - و لیکن اگر پسران متعدد داشته باشد که از عهده اوقات کند مادر توانند بر آمد موقوف به اذن او نیست والله اعلم - و رسول علیه السلام فرمود که از ما نیست کسی که زن را از شوهر و بنده را از صاحب بیگانه سازد : و نص

"و یتعلمون منهما ما یفرقون به بین المرء و زوجه -"[1]

می آموزند اہل کفر از ہاروت و ماروت که دو فرشته بودند در بابل جادوی را تا به آن سبب میان مرد و زن جدای اندازند - اشارت باین معنی می فرماید -

ششم: تمغا بندن - هفتم: زراعت - هشتم : آب مستعمل در چاه انداختن - نهم: آب زراعت دزدیدن - و این از جمله ضرر عباد است - قال علیه السلام - من اخذ شبراً من الارض فان الله یطوقه یوم القیٰمة من سبع ارضین - هر که بمقدار یک و جب زمین احیای ملکی کسی بناحق بگیرد خدای تعالیٰ آن گیرنده را روز قیامت گرد بگرد هفت طبق زمین بگرداند - و نیز فرمود هر که مال مردمان را خواهد که تلف کند خدای تعالیٰ مال اورا تلف گرداند - خسرو شاعران فرموده :

بېری مال مسلمان و چو مالت ببرند
بانگ و فریاد بر آری که مسلمانی نیست

دهم : اوقاف را متصرف شدن و ازین قبیل است آن را از اہل استحقاق بازگرفتن - اوقاف داخل صدقه است - و رسول علیه السلام فرمود

---

۱ - القرآن سورة البقره ۲ ، آیت ۱۰۲ -

که العاید فی صدقة کالکلب یعود فی قیئه ـ و هم ازین جهت در توقیعات ملوک ماضیه می نوشتند که این مبلغ وظیفه باین قدر زمین را خالداً و موبداً بر فلان و بر فلان و اولاد او مقرر داشتم ـ و تصرف در مال وقف بدترین کبایر است و بر معنی موافق بیت حافظ علیه الرحمة است :

فقیه مدرسه دی مست بود فتوی داد

که می حرام ولی به ز مال اوقاف است

یازدهم : بر بیع دیگری بیع کردن ـ دوازدهم : به بهای گران فروختن ـ آن غبن فاحش می گویند و حکم آن از احتکار معلوم شده است ـ سیزدهم : زنی را که دیگری خواسته باشد خواستن ـ قال علیه السلام لا یخطب الزوجة [ص : ۲۱۲] علی خطبة اخیه حتی ینکح او یترک ـ باید که مرد خواستگاری زنی نه کند بر خواستگاری برادر خویش یعنی مسلم و انتظار برد تا آنکه خواستگاری اول زن را یا نکاح کند یا بگذارد ـ

و منشاء عداوت یزید پلید بر امام حسن و امام حسین شهیدین رضی الله عنهما همین خطبه بود و قصه ورغلانیدن جعد مشهور است ـ و ازین قبیل است دختر را بعوض دختری دیگر دادن ـ قال علیه السلام ـ لا شغار فی الاسلام ـ و معنی شغار آن است که نکاحی بعوض نکاحی می کنند ـ ذکر مهر درمیان نه باشد ـ و این روش جاہلیت بود ـ در شریعت مصطفی علیه السلام منسوخ شد ـ

چهاردهم : نکاح متعه کردن ـ و آن این است که با زنی بگوید که از تو به چندین مبلغ تا چندین مدت بهره می گیرم و او قبول کند ـ و این نکاح در اوائل اسلام مباح بود ـ چون مکه مبارک فتح شد بعضی از یاران که عزب بودند که از تجردی نزد حضرت نبوی علیه السلام بردند ـ گفتند ـ هوای مکه گرم است و ما تاب تنها بودن نه داریم ـ فرمود متعه بکنید ـ بنابر آن بعضی زنان را می طلبیدند و دو سه شب نگاه می داشتند و یگان جامه یا خرجی می دادند و رخصت می کردند ـ و در جنگ خیبر نیز متعه شایع بود ـ بعد ازان منسوخ شد ـ و از اکثر کتب احادیث نسخ

این حکم زمان رسول علیه السلام مفهوم می شود بدو مرتبه - اما در کرمانی شرح بخاری می آرد که سه مرتبه حکم بر متعه شده بود - و مرتبه سیوم چنان منسوخ شد که تا قیامت حل پذیر نه گردد - و در شرح مقاصد می آرد که سه چیز در زمان رسول علیه السلام حلال بود و خلیفه ثانی رضی الله عنه آن را بنابر مصلحت عام حرام موبد ساخت - متعه نکاح - متعه حج - و حی علی خیرالعمل در اذان - و در حدیث آمده که نهی النبی علیه السلام عن متعة النساء - و راوی این حدیث علی رضی الله عنه است - و نزد شیعه متعه بهترین نکاحها است - و فرزندی را که ازان متولد شود بهترین [ص : ۳۱۳] فرزندان می دانند - و به نسخ آن حکم قطعاً قایل نیستند - و این آیت را دلیل می آرند که :

''فما استمتعتم به منهن فآتوهن أجورهن فريضة -''[1]

آنچه تمتع بگیرید از زنان پس اجرت ایشان بدهید آن قدر که فریضه است - و فریضه بمعنی مقدر است - زعم ایشان است که ذکر نکاح از آیت ما قبل که :

''ولا جناح عليكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين -''

باشد - معلوم شده زیرا که مراد از اموال درین جا به اتفاق همه مفسرین مهر است که لازم نکاح است - پس آنچه بی مهر است و دران اجر تمتع به زنان باید داد باید که سوای نکاح باشد و آن منحصر است - و زنی که به قرینه لفظ استمتاع متعه باشد - و آن منحصر است نه نکاح - چه شقی دیگر که مستوجب اجر باشد غیر آن نیست با علاقه ثبوت در زمان پیغمبر علیه السلام - و عدم علم به نسخ آن - و معتزله نیز برین اند - و نزد اهل سنت و جماعت حکم این آیت در حق زمانی است که در وقت نکاح مهر مسمی ایشان مذکور نه گردد و پیش از وطی خلوت صحیحه باشد خواه نی مطلقه شوند - آن زمان اجر استمتاع بدیشان دادن لازم است و بنابرین که فائده

---

۱ - سورة النساء ۴ ، آیت ۲۴ -

برین نکاح مترتب نه شده حق سبحانه و تعالیٰ آن نکاح را استمتاع نام فرموده و آن مهر را به نام اجر خوانده ـ پس برین تقدیر استمتاع نیز نوعی از نکاح باشد ـ و در صورتی که مهر مسمی نه باشد و زن را پیش از خلوت صحیحه طلاق دهد نزد حنفیه بر شوهر هیچ اجری واجب نیست ـ و اگر نقدی معلوم یا کسوتی معین به طریق مروت بدهد مستحب است ـ

نقل است از امیر المومنین حسن مجتبیٰ سلام الله علیه که زنان بسیار را می خواسته و می گذاشته ـ و در تعریف او چنین آورده اند که کان منکحاً و مطلاقاً و مفعال صیغه مبالغه است و هم از جهت کمال تنعم و خوض در تلذذ سلسله فقر باوجود نهایت رتبه ولایت و وصایت و غایت درجه خلافت و وراثت امامت ازو منقطع شد ـ و نعمت یک دیگری را [ص : ۳۱۰] نه رسید ـ به خلاف امام حسین رضی الله عنه که جمیع سلاسل اولیا بایشان منتهی می شود ـ و این سلسله را سلسلة الذهب می نامند ـ و از امام حسن رضی الله عنه چون سبب آن را پرسیدند ـ فرمودند ـ که تونگری را دوست می دارم ـ و حق تعالیٰ در کلام مجید دو آیت فرموده در بابت نکاح و طلاق که هر دو متضمن غنا اند ـ اول قوله تعالیٰ :

"ان یکونوا فقرآء یغنهم الله من فضله ـ"[1]

اگر ناکحان فقیر باشند ایشان را خدای تعالیٰ به سبب نکاح غنی می سازد ـ چه به آمدن زن در خانه برکتی پیدا می شود و سنت الهیه برین جاری است ـ چنانکه مشاهده می شود ـ و دوم قوله تعالیٰ :

"و ان یتفرقا یغن الله کلا من سعته ـ"[2]

و اگر زن و شوهر به جهت طلاق از یک دیگر جدا شوند خدای تعالیٰ هر دو را تونگر می گرداند ـ وگفته که اگر نا سازگاری در کد خدای باشد زود تر علاج آن به جدای باید جست ـ و در حدیث آمده که شومی در سه چیز است زن و اسپ و سرای ـ و اگر ازینها دلگیر شوید زود تر بفروشید یا

---

۱ ـ سورة النور ۲۴ ، آیت ۳۲ ـ
۲ ـ سورة النساء ۴ ، آیت ۱۳۰ ـ

ببخشید - مخفی نه ماند که ظاہر این ہر دو حکم مخصوص اسپ چرون و سرایٔ بدیمن و کنیزک نا مبارک است به خلاف زن اصیل که آن جا یا صلح است یا جدایٔ - و ازین جا گفته اند :

تہی پایٔ رفتن به از کفش تنگ
بلایٔ سفر به نه در خانه جنگ

و شیخ سعدی فرموده :

زن بد در سرایٔ مرد نکو
ہم درین عالم است دوزخ او
زینہار از قرین بد زنہار
و قنا ربنا عذاب النار

اما چون طلاق ابغض مباحات است ارتکاب آن از مروت دور است - و چه روش خوب دارند اہل ہند که ازین امر مجتنب اند و آن را بد ترین دشنامہا می دانند - چه بعضی را اگر طلاق گفته از رویٔ جہل کشته ہم شدند -

و آورده اند که چون از ابن عمر رضی الله عنہما پرسیدند که پدرت متعه را منع کرده تو چرا می کنی - گفته که متعه در زمان پیغمبر علیه السلام و خلیفه اول رضی الله عنه حلال بود بعد ازان مردی آمد و برایٔ خود نہی کرد - عجب تر آن که راوی حدیث نسخ متعه امیر المومنین علی رضی الله عنه بود و مانع جواز آن امیر المومنین علی [ص : ۳۱۵] رضی الله عنه بود و مانع جواز آن امیر المومنین عمر رضی الله عنه - و پسران ہردو در مخالفت با پدران متفق اند - و باوجود این گرفت و گیر را مجالی نیست چه ہمه ایشان مجتہدانِ زمان خود بوده اند :

ہر خوش پسری را حرکاتی دگر است
در ہر دہن تنگ نباتی دگر است

ما حصل ہمہ مقدمات مذکور این است کہ متعہ نزد حنفی و شافعی مطلقاً حرام و نزد مالکی و شیعی بہ اتفاق حلال است ـ با آنکہ در کتاب موطا کہ تصنیف امام مالک رضی اللہ عنہ است خلاف او وارد است ـ اما اگر قاضی چہ بہر مذہب کہ باشد بر مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ حکم بہ جواز متعہ کند نزد ہمہ بہ اتفاق جائز باشد ـ و بی این صورت حق آن است کہ قائل بہ حرمت آن باید بود کہ موجب دلیری عوام و خلل در نسل می شود :

بہ ملت کہ درست و بہ مذہب کہ تمام
جماع متعہ حلال و نماز جمع حرام

و این بحث بہ تقریب استفسار خلیفہ زمان از علمای عصر بہ تفصیل در رسالہ علاحدہ نوشتہ شدہ است ـ اگر استیعاب خواہند در آن جا بنگرند ـ

پانزدہم : روی از مردم گردانیدن ـ قولہ تعالیٰ :

''ولا تصعر خدک للناس و لا تمش فی الارض مرحاً ـ''[۱]

حکایتی است از زبان لقمان حکیم کہ پسر خود را بہ وصیت می گفت کہ رخسارۂ خود را بر متشکن و در روی زمین خرامان مرو کہ این منشاء تکبر و تجبر است ـ متکبران دشمن خدا اند ـ و گفتہ اند کہ مردم چہار کس را بالطبع دشمن اند بی آن کہ از ایشان بہ کسے زیانی رسد ـ بخیل و متکبر و حریص و بسیار خوار ـ و از صفات مومن یکی این است کہ دایم تازہ روی باشد ـ و چین در ابروی خود نیارد ـ و رسول با آنکہ ہمیشہ حزین و غمگین درکار آخرت و فکر امت می بود ـ اما ہرگز از بشرہ غیر از تبسم و خندہ روی ظاہر نہ می شد ـ و شیخ ابو علی سینا[۲] در اشارات بہ عبارات عربی فقرہ چند گفتہ بہ این مضمون کہ عارف ہمیشہ تازہ روی و خوش خوی و خندان می ماند و خود را مثل بزرگ تعظیم و تواضع نماید ـ و از نادان و دانا اظہار خوش حالی می کند ـ و چرا [ص: ۳۱۶] این چنین نہ باشد کہ

---

۱ ـ سورہ لقمان : ۳۱ ، آیت ۱۸ ـ
۲ ـ ابو علی سینا (متوفی ۴۲۸ھ/۱۰۳۷ء) ـ

او به حق شادان و خرم است و به حق قائم است و حق را در هر کس و هر چیز می بیند :

هر آن چشمی که از صدق و صفا دید
بهر چیزی که دید اول خدا دید

ما رأیت شیئاً الا و رایت الله قبله و بعده و معه و فیه ـ

حکایت : چون صدر عالی قدر عصر ما عفی الله عنه که هیچ صدری مستقلی فیض رسانی در هیچ زمان چه در خراسان چه در هندوستان بآن رفعت شان و علو مکان نه گذشته ـ مرتبه دویم به امر صاحب الزمان طوعاً و کرهاً به حج رفت و از جهاز بر آمد ـ او را معلمی از غریبان (اعرابیان ؟) تعلیم مناسک حج چنانچه عادت معهود ایشان است می کرد ـ بعد از آنکه مبالغه از حد گذر اند صدر بتنگ آمد و گفت که من عالمم ـ اعرابی گفت ـ یا ایها الشیخ ! ان کنت عالما فاین طلاقة الوجه ـ اگر عالمی آن خنده روئ که شیوهٔ عالمان است در تو کجا است ـ و آخر حال از گردش زمان آن تند خوئ تند روئ بار آورد تا رخت به سرائ باقی برد و حال عبرت جهانیان شد :

ای دل صبور باش که آن باد تند خوی
بسیار تند روئ نشیند ز بخت خویش

شانزدهم : خرامان رفتن و ازین قبیل است به شتابی گام زدن هر چند برائ دریافتن تحریمه نماز جمعه و عید هم باشد ـ باوجود آن اخبار و آثار که در فضیلت جماعت واقع شده و در خرامیدن قطع نظر از تکبیر تشبه به زنان نیز هست ـ و تعجیل بموجب العجلة من الشیطان ـ مانع احترام و احتشام است ـ و چه خوش گفت آنکه گفت :

رسم سگان است بهر سو نگه
شیر سر افگنده خرامد براه

و مدار مشغولی سلسلهٔ علیه مشائخ نقشبندیه قدس الله ارواحهم برین چهار سخن است ـ هوش در دم و نظر بر قدم و سفر در وطن و خلوت در انجمن ـ و این فقرات را معانی بسیار است و شرح آن در رسائل بعضی ارباب کمالات و فضایل مذکور شده ـ

هفدهم : مردم را قیام فرمودن ـ قوله[1] علیه السلام ـ من سره ان تمثل له الرجال قیاماً فلتیبؤا مقعده من النار [ص : ۳۱۰] بر کرا معنی خوش آید که مردم استاده برای خدمت او آماده باشند گو جای نشست خود را در آتش آماده کند ـ

عام تر ازین که حشم و خدم او دست بر دست بسته به خدمت او قیام نمایند یا در مجلسی که بیاید خواهی نه خواهی باعث و امر قیام مردم شود ـ و مآل هر دو یکی است ـ و این حکم آن دارد که در مساجد خصوصاً در ایام جمعه و عید پای بر گردن مصلیان نهاده بگذرند ـ و در حدیث آمده که هر که تخطی رقاب کند از ثواب نماز جمعه نصیب نه یابد ـ

هژدهم : پارهٔ سر تراشیدن و پارهٔ نگاه داشتن ـ قال علیه السلام ـ حلقوا کله او اترکوا کله ـ ضمیر راجع به موی سر است ـ و شان ورود این حدیث آن که پیغمبر علیه‌السلام روزی شخصی را دید که نیمه سر او تراشیده و نیمه دیگر موی داشته ـ فرمود ـ یا همه سر را بتراشید یا همه را نگاه دارید ـ و جای دیگر آمده که این فعل از علامات خوارج است ـ و روش بعضی جوگیان هند این است که موی تارک را می تراشند و اعتقاد دارند که جان از راه تارک که روزن وهم است از قالب بر آید آن میت بی شک از اهل نجات است ـ و دلیل برین مدعا آنکه بر وقت بر آمدن روح ازین منفذ آوازی می خیزد مثل آواز رعد و صاعقه و برق ـ و این همه غلط است و جهل فاسد ـ چه روح امر لطیف است و قالب آدمی ضعیف ـ و بدیهی است که این ترکیب موجب صدور امور غریب و اصوات مهیب نه می تواند شد ـ و قیاس این حال بر اجرام علوی نمودن قیاس است مع الفرق و وهمی است باطل ـ

---

۱ ـ مخطوطے میں قوله تعالیٰ ہے ـ

نوزدہم : در مجلس میان دو کس نشستن - و وجہ منع شاید آن باشد کہ فصل بہ اجنبی می شود خصوصاً وقتی کہ پدر و پسر و برادر یا دو محب مخصوص یک جا نشستہ باشند - و این وقتی است کہ بی اذن ایشان نشیند - اما اگر ماذون باشد باکی نیست - قال علیہ السلام لا تجلس بین الرجلین الا باذنہما - میان دو کس بی اذن ایشان منشین - و ہمچنین میان دو کس راہ رفتن - و این را از موجبات فقر اضطراری نوشتہ اند - [ص : ۳۱۸] و اگر ہردو حایض باشند ہم دیوانگی است - و ازین جہت گفتہ اند کہ حکام اسلام را باید کہ در کوچہ و بازاری چوب نصب کنند تا مردان از یک طرف و زنان از جانب دیگر می رفتہ باشند - و بادشاہی از بادشاہان در قلعہ رہتاس برای حفظ عورات این چنین کردہ بود - و رسول علیہ السلام نہی فرمود ازین کہ مرد میان دو زن رود -

بستم : در مجلس برای آئندہ جای نہ دادن - قولہ تعالی[1] :

"اذا قیل لکم تفسحوا فی المجلس فافسحوا یفسح اللہ لکم -"

وقتی کہ گفتہ شود شما را کہ در مجلسہا فراخ نشینید مجلس را فراخ سازید برای آئندہ تا خدای تعالی نیز بر شما عیش در دنیا یا جای در بہشت فراخ سازد -

و ہرگاہ کہ تنگ ساختن مجلس بر اہل آن ممنوع باشد لازم می آید کہ اہل مجلس را نیز بر مہمان تنگ گرفتن نا مشروع -

در کتب سیر آوردہ اند کہ روزی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ در مجلس رسول صلی اللہ علیہ وسلم آمد - آن سرور چادر مبارک خود از کتف فرود آوردہ زیر پای او انداخت و مردم را بہ اعزاز او امر فرمود و گفت اتاکم کریم قوم فاکرموہ چون کریم قوم نزد شما بیاید اورا گرامی دارید - بعضی نقادان علم حدیث درین سخنی دارند - واللہ اعلم - و این سعد[2] بن عبادہ ہمان است کہ روز رحلت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم معاشر

---

۱ سورۃ المجادلہ ۵۰ ، آیت ۱۱ -

۲ - سعد ابن عبادہ (متوفی ۶۳۶ء) انصار کے قبیلہ خزرج کے سردار تھے -

انصار رضی اللہ عنهم در سقیفہ بنی ساعدہ اتفاق بر خلافت او داشتند و صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شان را الزام داد و آن قصہ مشہور است ۔ و ہرگاه این چنین باشد حال جماعت سفیہان و ابلہان جاہل متکبر کہ در مجلسہا بر صدر نشینی و بالا روی جنگہا کنند و تا کشتن ہمراه اند ۔ و این عداوت درمیان اولاد ایشان باقی مانده باشد ۔ و اگرچہ این خصلت شنیعہ ہمہ جا شائع است اما در ہند بیشتر از ہمہ ست :

با خواجہ عقل بین کہ بزرگان شہر ما
بر خویشتن فضای[۱] جہان تنگ می کنند
فی المثل بہ مجلس آورند صدر روی[۱]
ہر یک بہ صدر مجلس آہنگ می [ص: ۳۱۹] کنند
مرکز زمین کہ بود ملک دیگری[۱]
تیغ زبان کشیده بہم جنگ می کنند

حکایت : آورده اند کہ سلطان حسین مرزا[۲] و میر علی شیر[۳] در ہرات مجلس بہم ساختند کہ تا یک ماه کم و بیش تصور آن نموده ترتیب نشستن اکابر زمان ده بودند ۔ و مخدومی مولوی عبدالرحمٰن جامی[۴] را نیز قدس اللہ سره العزیز طلب داشتند ۔ ایشان در صف نعال آمده رو پاک خود را از دوش کشیده زیرپا انداختہ نشستند ۔ و مرزا و میر از جاہای[۱] متعین برخاستہ نزد ایشان آمدند چنانچہ آن وضع و ترتیب برہم خورد پای[۱] گاه

---

۱ ۔ یہ مصرع موزوں نہیں ہے ۔
۲ ۔ ابوالغازی سلطان حسین مرزا (متوفی ۱۵۰۵ء) تیمور کا پوتا تھا خراسان کا بادشاہ تھا شعرا کا قدردان تھا ۔
۳ ۔ میر علی شیر نوائی (متوفی ۱۵۰۱ء) سلطان حسین کا وزیر تھا ۔ ترکی نظم و نثر پر قدرت رکھتا تھا ۔ اپنے زمانے کے شعرا اور اہل علم کا قدردان تھا ۔
۴ ۔ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی (متوفی ۱۴۹۲ء) فارسی کے مشہور شاعر تھے ۔

پیش گاه گشت و شیخ الاسلام بروی را که ابن مولانای[1] سعد الدین تفتازانی بود اورا سوخت آتش حسد در نهاد شعله زد و از مجلس برخاست و درین باب شکایت عظیم از جانب مولوی به حضرت خواجه احرار قدس الله سره العزیز نوشته به سمرقند فرستاد ۔ و مخدومی و مولوی نیز دو کلمه در بیان عذر خواهی نوشتند ۔ چون حضرت خواجه بر حقیقت حال اطلاع یافت۔ فرمودند که ازرقعه شیخ الاسلام سراسر بوی نفسانیت می آیه و به مولوی جامی رقعه به صیغه عرض داشت رقمی ساختند و تسلی بخشیدند ۔ و این جا بر افاضل بری معلوم شد که حضرت مولوی غیر از ملای و شاعری حیثیتی دیگر ہم داشتند ۔ و قطعه که سابقاً مرقوم گشت مولوی در آن وقت فرموده اند ۔

و ہم چنین ممنوع است میان حلقه نشستن ۔ چنانچه قصه خوانان و بعضی متکبران برای امتیاز می نشینند ۔ قال علیه السلام ملعون علی لسان محمد من قعدوسط الحلقة ۔ لعنت کرده شده است به زبان محمد علیه السلام کسی که میان حلقه نشیند ۔ و این نسبت به جاعتی است که مذکور شدند ۔ اما اگر عالمی یا واعظی ربانی برای افاده و افاضه نشیند ظاہرا باکی نه دارد ۔ و امیر المومنین علی رضی الله عنه می فرمایدکه اگر به آتشی انداخته درمیان مجلسی نشینم و توریت و انجیل [ص : ۳۲۰] بیان کنم مردم افتند که مگر موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام باز در عالم آمدند ۔ قطعه :

تا حاملان عرش ازو علم نه شنوند
بر عرش جبرئیل نهاده غارق است

بر علم او دلائل تنزیه شاہد است
بر فضل او شواہد انجیل ناطق است

بست و یکم : به طعامی بر سیری خوردن ۔ و این جرم است مگر آن

---

۱ ۔ سعد الدین تفتازانی (متوفی ۱۳۸۹ء) نے درسی کتابیں المفتاح وغیرہ تصنیف کی ہیں ۔

که فردای آن نیت روزه داشته باشد ـ آن زمان زیاده از معتاد خوردن بی اشتها هم مباح است ـ قوله تعالیٰ :

"کلوا و اشربوا و لا تسرفوا ـ"[1]

بخورید و بیاشامید و اسراف مکنید ـ زیرا که اسراف نیست ـ و بعضی گفته اند و روزی زیاده از یک مرتبه خوردن داخل اسراف است ـ مگر آن که نیت صالح درین ضمن داشته باشد ـ و بعضی مشائخ را دیده ایم که برای خود از نان جوین غذا می ساختند ـ تا دو سه روز به فاقه هم می گذراندند ـ و همین که مهمانی می رسید انواع تصرف و تکلف در الوان اطعمه لذیذ می نمودند ـ آن گاه خود هم ازان تناول می کردند ـ

نقل است که فقیری اسباب جاه و تجمل سلطان ابو سعید ابو الخیر قدس الله سره العزیز دید و گفت ایها الشیخ! لا خیر فی الاسراف ـ شیخ در بدیهه جواب فرمودند که لا اسراف فی الخیر ـ و هم چنین از بزرگ شنیده شد که فقیری در ملازمت ایشان رفت و آن همه عظمت و شوکت ظاهری که دید در باطن او انکاری پدید آمد و در دل گذراند که این همه دنیا سازی منافی درویشی است ـ در همین اثنا غالباً پیر زنی آمد و گفت که پسر مرا دردی عارض شده و اطبا گفته اند که دل و جگر اسپ سیاه یک رنگ از برای او سود دارد ـ و هیچ جا نه می یابم ـ ایشان فرمودند که در طویلهٔ خاصه برو و ببر ـ او رفت و از میان چندین اسپان سیاه رنگ اسپی اورا خوش کرد و تداوی پسر خود نمود و مریض به شد ـ بعد ازان بآن منکر فرمودند که درویش ! تو هم یک کس را هم چنین حاجت بر آر و نیکو ساز ـ

و هم چنین ملکی با امام احمد غزالی [ص : ۳۲۱] گفت که خود را درویش می نگری و حال آنکه چندین طویلهٔ اسپ و اشتر در تسترداری ـ گفت ـ من میخ طویله را در گل زده ام نه در دل ـ پس معلوم شد که کار به باطن است نه به ظاهر :

---

۱ ـ القرآن سورة الاعراف ۷ ، آیت ۳۱ ـ

ما برون را ننگریم و قال را
مادرون را بنگریم و حال را

و یکی از نا خوشیها پر خوردن این است که مومنان کم خورده بجانب مسجد می روند و بسیار خوار هر زمان بمزبله می شوند ـ و کریمه در حق کافران و هوا پرستان می فرماید که :

''ذرهم یاکلوا و یتمتعوا و یلهھم الامل فسوف یعلمون ـ[۱]''

ای محمد ! بگذار ایشان را تا بطور خود در چراگاه طبیعت بخورند و بیاشامند و غافل سازد ایشان را طول امل از یاد خدای عز و جل که عاقبت شوی کار خود خواهند داشت ـ عاقبت میمون لولی را گذر بر جنبر (؟) است ـ

قال علیه السلام ـ لعن الله من اکل فوق الشبع لعنت کناد خدای تعالیٰ آن را که بالای سیری بخورد ـ زیرا که این علامت نفسی و بی اعتمادی است بر حق سبحانه و تعالیٰ و موجب امتلای معده و سبب امراض بی نهایت است ـ و عزیزی گفته که اگر بفرض از هزار مرده سبب مرگ ایشان پرسند ـ جواب نه صد و نود و نه کس این باشدکه از برای معده مردیم ـ و چنان که گرسنگی صفای دهن و جودت طبع و فصاحت نطق به آدمی آرد هم چنان سیری قساوت قلب و غفلت از خدای و نا مهربانی بر ارباب فقر و اصحاب حاجات نتیجه می دهد ـ چه سیر همه را مثل خود قیاس می کند :

آری صنما چو در دلت دردی نیست
درد دل دیگران ببازی بشمری

نقل است که منبهات بسمع عمر بن عبدالعزیز رضی الله عنه رسانیدند که خرج سطبخ مسلمه مروانی که یکی از امرای سرحدی صاحب شوکت شام هر روز هزار درم است ـ این معنی بر مزاج شریف او گران آمد ـ اورا

---

۱ ـ القرآن سورة الحجرات ۱۵ ، آیت ۳ ـ

طلب داشت و نزد کسی فرستاد که فردا بیا تا بهم غذای بر مزاج شریف گران آمدی خاست (؟) تناول کنیم ـ [ص: ۳۲۲] و به مطبخان فرمود تا آن روز الوان اطعمه ترتیب نموده کمال تصرف بجا آورند ـ و گفته که باید که پیش آوردن آن طعامهای به تکلف طعامی که مرتب از عدس و پیاز کرده باشند حاضر سازند آن گاه الوان دیگر ـ چون صباح مسلمه بملازمت ابن عبدالعزیز آمد ـ آن جناب چندان اورا در سخن مشغول داشت که آتش جوع او به مرتبه نائره کشید که نزدیک بود که فریاد بر آورد ـ و درین اثنا بموجب فرمودهٔ خلیفه اولا آش عدس حاضر گردانیدند و مسلمه از آش عدس چنان تناول کرد که سیر شد ـ بعد ازان چون اطعمه متکلف آوردند مطلقاً یک لقمه نه توانست تناول نمود ـ عمر گفت سبحان الله ! چون تو ازین آش که اگر یک درم صرف مصالح آن شود ده کس را کافی بود چنین سیر می شدی پس چرا هر روز هزار درهم خرج طعام خود میکنی این مسلمه از حق تعالیٰ بترس و خود را داخل مسرفان نگردان مالی که درین باب خرج می کنی به ارباب حاجت وگرسنگان اهل اسلام ارزانی دار که بر خدای باری تعالیٰ نزدیک تر است ـ بعد ازان فرمود که رحمت خدای تعالیٰ برابو تراب باد ! که در ایام خلافت غذای او نان جوین می بود و آن نیز بمرتبه به سیری نه می رسید ـ و می فرمود که من چگونه سیر شوم و حال آنکه در گرد حجاز شکمهای گرسنه بسیار است ـ پس مسلمه گفت ـ فرمان امیر المومنین است و بعد ازان چنان نه کنم ـ

قصه گرسنگی یوسف علیه السلام در ایام قحط و بیاری از تیار محتاجان مشهور است ـ

حکایت : شنیده ام که یکی از عارفی پرسید که خدای تعالیٰ را بکدام عمل دریافتی ؟ گفت ـ به بسیاری خوردن و خفتن و سخن گفتن ـ سایل گفت ـ که این طریق خلاف مشائخ است ـ چنانچه مقرر است عکس این است ـ چنانچه گفته اند :

جوع است و عزلت و سهر و صحبت چار رکن
زین چار رکن قصر ولایت قوی بناست

او جواب داد - هرگاه که مهمانی رسید برای رفع حجاب او هم خوردنی بسیار خوردیم و سخن بسیار گفتیم [ص : ۳۲۳] و برای خاطر او شب بسیار خفتم تا برو گران نیامد -

و باید دانست که هم چنان که آفات سیری بسیار است آفات گرسنگی نیز از شمار افزون تر است - چه سیری اگرچه موجب بیماری صوری و باعث ممات ظاهری است - اما بسا گرسنگی که سبب مرض گرسنگی که سبب مرض معنوی و واسطه پژمردگی و افسردگی دل است - و خیلی از امراض و عیوب ازان نفسانی تولد می کند - و عجب و ریا و سمعه و تکبر و جاه و خود نمای و رعونت می کشند - و هرکدام ازینها از مهلکات است و تا مرشدی کامل یا دوستی مخلص یا بصیرتی وافر نه داشته باشد عبور ازین عقبه دشوار است - و بسیاری از زاهدان در نظر آمده اندکه دراز لعنات (؟) افطار بخرمای یا قرلفلی یا پارچه نان جوین و یا سبزه و تره می کردند همین که حایکی (؟) بخانه ایشان آمده آن را نهایت معراج خود دانسته اند و در حق این چنین گفته اند که ترک الدنیا لاجل الدنیا - دنیا از جهت دنیا ترک داده اند و عارف گفته :

لنکنت گر کند ترا فربه
سیر خوردن ترا ز لنکن به

مشکل کاری و طرفه روزگاری که اگر سیر خوریم بابهائم شریک باشیم و اگر گرسنه مانیم از امتلای آز بمیریم - نه می دانیم علاج این چه باشد :

من نا توان ز یاد کسی کشتم ای طبیب
آن داروم بده که فراموشی آورد

بست و دوم : طعام گنده شب مانده خوردن - و این وقتی بد باشد که نتیجه خست و سبب هلاکت است - و بساکس از طعام شبینه خورده مرده اند - ظریفی می گوید :

میر فضل الله که آش شب نهاده می خورد
حد امساک و کمال اشتها را بنده ایم

و بعضی فقیران متوکل را دیدم که باوجود نسبت عیال مندی دور از آبادانی منزل داشتند و جهان هیچ روز نو روزی نو از غیب بهم می رسد و اوقات به فراغ خاطر در عبادت و طاعت و ذکر و فکر می گذراندند ـ یاد آن مردم و آن ایام که حالا بخواب هم دیده نه می شوند گویا همه [ص : ۳۲۴] بر یک عهد و بر یک قرار بودند که رخت از عالم بیک بار بردند :

مرت الریاح علی مکان دیارهم
فکانهم کانوا علی میعاد

ای خوش آن روزی که بی پاوسرایاسی چند
بر در میکده بودیم بدنامی چند

و ازین قبیل است تناول طعام سوخته که از انتفاع بیرون رفته باشد بخلاف آنچه در ته دیگ مانده باشد ـ چه رسول صلی الله علیه وسلم آن را خوش کرده اند ـ و در شمائل آمده و کان یعجبه السفل ـ السفل بضم فا چیزی را گویند که در ته دیگ مانده باشد ـ

و ازین قبیل است در کوچه و بازار خوردن ـ و در شرع گواهی کسی که در بازار و راه عامه چیزی بخورد نه می شنود ـ که مانع مروت و منافی عدالت است ـ و به نظر رسیده که خوردن طعام بازار حافظه را می برد ـ و یکی از استاد نقلی از بزرگی فرموده که طبع من در نهایت حدت و قریحه در کمال صفا بود تا روزی لقمه از طعام بازار خوردیم و ازان روز باز نه در عبادت حلاوت می یابم و نه در قوت حفظ و ذکای فهم در خود می بینم ـ و وجه آن غیر این نه تواند بود که ارزال چندان احتیاط در طبخ طعام و تطهیر او نه می کنند ـ چنانچه لباس چرکین و دست و پای زشت و نا شسته شان گواه راستین است ـ و نیز نظر فقیران و گرسنگان بر آن طعام می افتد و برکت ازان می رود ـ و رسول علیه السلام فرموده که طعام عورت است پس عورت خود را بپوشید ـ و اگر عموم بلوی نه می بود هیچ صاحب فطرت عالی بایستی که طعام بازار خوش نه می کرد ـ اما چه توان کرد که ضرورت ممتنع عقلی است و احتیاج مانع قوی ـ

نقل است از تاریخ دکنی بهمنین فتوح السلاطین[1] نام که طبیبی را بعضی قصبات ہند جنیان از خواب بر داشته در جزیره مشہور است بردند۔ چون بیدار شد گفتند که بادشاه ما را بیماری صعب عارض شده است ترا برای [ص : ۳۲۵] معالجت وی آورده ایم ۔ ہیچ غمی و اندوہی بخاطر خود مرسان ۔ طبیب چون نبض بادشاه جنیان را گرفته دید که ظاہر ہیچ مرض نه دارد و غیر ازان که زرد و لاغر شده بود ۔ و طعامی که می خورد به تحلیل نه می رفت و اشتہا نه می آورد ۔ بعد از تحقیق احوال و ترقب اوقات دانست که او طعام در مجلس به حضور دیوان می خورد و چشم ایشان درو کار کرده بود ۔ طبیب فرمود که در وقت غذا تا من حاضر نه شوم تناول مکن ۔ و درون خانه خالی اورا به خوردن طعام امر کرد ۔ و در سر چند روز زحمت او بر طرف شد ۔ و در وقت رخصت اموال فراوان و اسباب بی کران پیش او آورد و گفت ۔ آن قدر که خواہی ازین نقود و اقمشه بردار ۔ او گفت ۔ مرا ہیچ در نه می باید ۔ اما از تو یک چیزی می پرسم ۔ جواب آن بگو ۔ بادشاه ازو پرسید آن کدام است ؟ گفت ۔ خوردنی دیوان از کجاست ؟ گفت ۔ پس خورده استخوانہاست که مردم می خورند ۔ گفت ۔ چندین غله در خزانه و در خانه چگونه جمع شده ؟ گفت ۔ اینہا در اطراف ولایت می روند و دزدی و خیانتی که در خانه و زراعت از خدمت گاران می شود و برکت ازان غله و مال بر طرف می گردد یکی به ده نقصان می یابد ۔ و آن ہمه را نزد من می آرند ۔ گفت ۔ التماس من ہمین است که در دیه من اگر خیانتی واقع شود دیوان خود را فرمای تا برکت آن را نه برند ۔ او قبول کرد و آنہا مانع آمد ۔ و فرمود ہمانکه طبیب را برداشته آورده بودند باز به وطن او برسانند ۔ و می گویند که برکت وافر تا حالا در غله زراعت آن دیه یافته می شود ۔ جاہای دیگر ہست این نقل را بعضی از شہاب طبیب ناگوری نیز می کنند ۔ واللہ اعلم ۔

---

۱ ۔ فتوح السلاطین نظم میں بر صغیر کی تاریخ ہے جس کا مصنف عصامی ہے ۔ وہ سلطان محمد ابن تغلق کے عہد میں دکن چلا گیا تھا ۔ اور بعد میں بہمنی خاندان کی سرپرستی میں یہ تاریخ مرتب کی ۔ اب شائع ہو چکی ہے ۔

و ازین قبیل است طعام را اہانت کردن و پامال ساختن - در حدیث آمده که رسول علیه السلام ہرگز طعامی را عیب نه کرده بلکه اگر خوش می داشت تناول می فرمود و الا نه بدیگران [ص : ۳۲۶] می گذاشت و می گفت مرا اشتہا برین نیست - و گه گاه برای اجابت دعوت و تعظیم طعام تا آن سر مدینه معظمه پیاده به خانهٔ فقیری تشریف فرمودی و می گفت - که اگر برای پارچهٔ گوسفندی مرا استدعا نمایند اجابت کنم و اگر پارهٔ گوشت برائے ہدیه آرند قبول نمایم -

نقل است - امیر المومنین حسین[1] و علی آبائه السلام که روزی پارچهٔ نان خشک در راه افتاده دید - آن را برداشت و به خادمه (خادم ؟) سپرد و گفت - وقت افطار این نان ریزه را بر من بیاری - وقت شام آن را طلبید - خادم گفت - من ہمان زمان آن نان پاره را شستم و خوردم - امام اورا آزاد ساخت و فرمود که من از جد خود شنیده ام صلی الله علیه وسلم که ہر که طعام افتاده را بخورد از آتش دوزخ آزاد باشد من چگونه در خدمت نگه دارم -

و چنانچه عیب نہادن طعام مذموم است مبالغه در ستائش آن نیز عیب باشد - چه طعام از[2] ... که حق سبحانه و تعالیٰ از جهت شفقت بر عباد و قیام بدن و بقای حیات ایشان فرستاده آن را در عبادت و معرفت و ذکر و فکر و تحصیل علوم دینی و سایر وجوه خیرات و مصالح ضروری صرف نمایند نه آن که ہمه گاه ہمت بر تحصیل لذات گمارند - و به عیب و حظ اطعمه مشغول باشند :

خوردن برای زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد که زیستن از بہر خوردن است

و داخل این وعید شوند که اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا - اوقات پاکیزه خود را که وسیلهٔ تحصیل کمالات انسانی بود در لذات حیات جسمانی

---

۱ - مراد امام حسین ابن علی نبیسهٔ رسالتمآب ہے ہے -
۲ - ''از'' اور ''که'' کے درمیان بیاض ہے -

بسر بردید ـ و از جهت طول امل از مبده و معاد غافل شدید و آخر حال از نا خوشی مآل و زشتی اعمال و آمال خویش مطلع خواهید شد وقتی که فائده نه دہد ـ قطعه :

دل دادهٔ روزگار پر زرق شدن
یا شیفته بقا چون برق شدن

چون مردم ناشناور اندر غرق آب
دستی زدن است و عاقبت غرق شدن

نقل است که روزی حسین منصور حلاج ابراہیم خواص[1] رحمهم الله را پرسید در چه کاری [ص : ۳۲۷] جواب داد که در مقام تصحیح توکلم و دو شب یک جا نه می گیرم مبادا در توکل من فتوری رود ـ او گفت ـ انا لله ہمه عمر در کار شکم گذرانیدی فنای فی الله کو ـ

و ازین قبیل است طعام به دست چپ خوردن ـ قال علیه السلام کلوا بیمینکم فان الشیطان یا کل بشماله ـ به دست راست بخورید که شیطان بدست چپ می خورد ـ و جای[*] دیگر فرموده ـ که حق سبحانه و تعالیٰ راستی را در ہمه امور دوست می دارد ـ تا در کفش پوشیدن و شانه کردن ـ چنانچه گفته :

از راستی است جای[*] الف درمیان جان
واو از کجی ہمیشه بود درمیان خون

نقل است که سجع سہر صاحب قرانی امیر تیمور[2] ہمین کلمه بود که از راستی رستی و آثار و اخبار این مقوله بیرون از شمار است ـ

و ازین قبیل است نظر بر لقمه غیری کردن ـ مخفی نه ماند که آداب

---

۱ ـ ابراہیم الخواص (متوفی م ۲۹۰ھ) اپنے عہد کے مشہور شیخ تھے جو توکل و تجرید میں یگانہ روزگار تھے ـ حالات کے لیے دیکھو 'نفحات الانس' صفحہ ۱۵۳ ـ

۲ ـ امیر تیمور (متوفی ۱۴۰۵ء) نے بر صغیر پر ۱۳۹۸-۹ء میں حملہ کیا ـ

طعام و شراب خوردن و صحبت به اہل خانہ و بیگانہ داشتن و سیر و سفر کردن و دیگر عبادات و معاملات از حد حصر و احصاء بیرون و کتب اخلاق مطولہ از ذکر اینہا مشحون است و استیفاء و استقصای آن را روزگاری دراز باید و ترک اولیٰ از آداب تقصیری و عیبی است و غرض ما از نمود حبی بیش نیست ۔

بست و سیوم : نظر در فرج زنی کردن و ہم چنین زن را سوی شرم گاہ مرد دیدن ۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمودہ کہ ما رایت منہ و لا رای منی قط ۔ ہرگز عورت پیغمبر علیہ السلام و نہ او ہرگز عورت مرا دید ۔ و گفتہ اند کہ نظر بر فرج موجب نقصان نظر و ضعف بصر است ۔ تا بدآنکہ جراحتہای و حبارتہا چہ رسد ۔

بست و چہارم : حریص بر جماع بودن ۔ و اگرچہ این فعل مباح است ۔ اما غلو در آن منافی خدا طلبی و خدادانی است و مستلزم چندین انواع امراض مزمن کہ تفصیل آن در کتب طبی مبین است ۔ ہر چند گناہ نیست اما تاکی ۔ قولہ تعالیٰ :

"و لا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ ۔"[1]

بر زنان خود میلی از حد [ص : ۳۲۸] گذرانیدن کہ موجب ضعف قویٰ و حواس باشد مکنید تا ایشان را مانند چیزی معلق در زمین و آسمان نہ گذارید ۔ و این کنایت است از جماع فرطہ چہ جماع بسیار میل و محبت را می برد و آن زن عاقبت از دل می افتد ۔ و ہر چند عفاف بیشتر در عشق و سوز پیشتر ۔ من عشق و عف و کتم ثم مات مات شہیداً ۔ ہر کہ عاشق شد و پاکیزگی ورزیدہ و عشق را پنہان ساخت چون بمیرد شہید مردہ باشد ۔ خواہ مجازی باشد ۔

و فقیر از سیادت پناہی ملکی صفاتی مرحومی و مغفوری میر ابوالغیث[2]

---

۱ ۔ القرآن سورۃ النساء ۵ ، آیت ۱۲۹ ۔

۱ ۔ میر ابوالغیث بخاری (متوفی ۵۸۷ھ) حالات کے لیے دیکھو 'منتخب التواریخ' صفحہ ۲۲۱ ۔

م + ی + ر + م + ی + ر + ا + ب + و + ا + ل + غ + ی + ث + ر
۲۰۰ + ۱۰ + ۶۰ + ۵ + ۴ + ۶ + ۴۳۰ + ۶۰ + ۲۰۰ + ۱۰ + ۴۰
= ۵۹۹۵ ۔

بخاری دهلوی رحمه الله که مرشد وقت بود 'میر ستوده سیر' تاریخ وفات وی است - شنیده ام که کمترین فائده قلت جماع این است که از صورت حسن و حسن صورت نیکو محفوظ توان شد - بخلاف وقتی که غلو در آن وادی نمایند که این دو شاہد بعد ازان فعل آن چنان جلوه نه می دہد - و ہم ازین جہت ہیچ پیری و خواجه سرای نه دیده ایم که جای عاشق شده باشد - و چون نگاه می کنم وجه تفضیل آدمی بر ملک ہمین می تواند بود که او دو باز وی شہوت و غضب دارد بخلاف ایشان که ہمگی عقل و عصمت اند :

"کان ظلوماً جہولاً -[1]"

ازین سر نشان می دہد -

و حکما عشق را چنین تعریف می کنند - العشق شدة الشوق الی الاتحاد بین الجانبین - عشق عبارت است از نہایت شوق بسوی اتحاد از جانبین تا بمرتبه که ہر دو یکی شوند و دوی از میان بر خیزد - اگر این مجازی باشد تعبیر ازان به وصل می کنند و اگر حقیقی باشد به فنا که مقتضی به رفع است می شود - جمعی آن را اتحاد می نامند نه اتحاد جسم با جسم و یا عرض با جسم بعرض بلکه اتحاد خاص که ازو بہیچ چیزی تعبیر نه توان کرد -

و علاج ابن مرض اگر مجازی است به وصل معشوق بہر نوع که میسر شود و اگر نه بسفو و تحصیل علوم عربیه و غور در فکرہای عمیق و و حکمتہای دقیق که باعث [ص : ۳۲۹] فراموشی معشوق شود - و گفته اند که کثرة الجماع تکسر ہیجان العشق و لو من غیر المعشوق - بسیاری جماع غلبه عشق را فرو می نشاند اگرچه بغیر معشوق ہم باشد چه جای خودش - وین معنی در مدت عمر بتجربه رسیده چنانکه ہیچ احتیاج برہان نه مانده و مآل این سخن ہمان است که بالا مذکور شد - از حضرت خواجه احرار[2] قدس الله روحه که از برای سلوک صحت بدنی را دخلی تمام است - و

---

۱ - القرآن سورة الاحزاب ۳۳ ، آیت ۷۲ -

۲- خواجه احرار کے تفصیلی حالات کے دیکھو "نفحات الانس" صفحه ۶۵۴ -

سرش این است که شوق و محبت از خواہش و طلب می خیزد و خواہش فرع صحت است چنانکہ صحت فرع حیات است و این ہمہ لازمہ ایام شباب است ۔ و ہرگاہ کہ ضعف پیری بر بدن استیلا یافت و حواس و قوای ظاہری و باطنی روی بانحطاط نہاد و نفس ناطقہ بہ اصلاح و استصلاح آن در پی ماند و زیادہ طلبی را بگوشہ می نماید مگر آن در آن وقت ملکہ حاصل شدہ باشد و بقیہ ازان در سن شیب ماندہ در غایت قلت و نہایت بہ ذات است :

ای دل شباب رفت نچیدی گلی ز عشق
پیرانہ سر بکن ہنر نیک نام را

نقل است کہ عزیزی کہ نام و نسبش و تاریخ ازین قطعہ می توان دانست :

عزیزی جہان شیخ عبدالعزیز[1]
کہ عالم ہمہ قطب دہلیش خواند
طلب کردم از دل چو تاریخ او
بگفتا کہ قطب طریقت نماند

می فرمود کہ سالک را تا سی سالگی مقام عشاق است و بعد ازان رتبہ ابرار کہ در اوائل شباب بہ سماع و وجد و حالت معشوق بودہ اند و در آخر ازان تقاعد نمودہ اند الا ما شاء اللہ ۔

نقل است کہ عمر شریف قدوۂ مشائخ کرام شیخ ادہن[2] جونپوری کہ

---

۱ . شیخ عبدالعزیز (متوفی ۸-۱۵۶۷ء) کا ذکر 'اخبار الاخیار' صفحہ ۲۸۱ پر ہے وہاں ''یادگار اہل چشت'' سے تاریخ نکالی ہے ۔
ق = ۱۰۰ + ط = ۹ + ب = ۲ + ط = ۹ + ر = ۲۰۰ + ی = ۱۰
+ ق = ۱۰۰ + ت = ۴۰۰ + ن = ۵۰ + م = ۴۰ + ا = ۱ + ن = ۵۰
+ د = ۴ = ۹۷۵ھ ۔

۲ . شیخ ادہن (متوفی ۳-۱۵۶۲ء) سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ ہیں ۔ جن کو بدایونی نے منتخب التواریخ میں مقتدائے روزگار کہا ہے دیکھو
(بقیہ حصہ اگلے صفحے پر)

نام با احترامش تاریخ وفاتش یافته شد ـ قریب به صد و چهل کم و بیش رسیده بود و جثه عظیم قوی داشت و سنن و نوافل نشسته می گذارد [ص : ۳۰۳] و چند کس اورا برداشته برایٔ ادایٔ فرض ایستاده می ساختند ـ و چون تحریمه می بست احتیاج به مدد نه داشت تا وقت اتمام فرض ـ اما در مجلس سماع همین که حالے برو وارد می شد چون به رقص آمد و هر چند چار و پنج کس قوی هیکل می داشتند اورا ضبط نه می توان شد نمود ـ و هیچ کس در جوانی آن قوت و حالت نه داشت که آن پیر جوان طبع در آن غلبه جذبه ـ

حکایت : و می گویند سید الطائفه جنید[۲] قدس الله روحه در آخر حال از حال و وجد باز مانده بود ـ چون سبب آن پرسیده اند فرمود ـ فسد الزمان و ذهب الاخوان ـ زمان رنگ فساد گرفت و یاران بویٔ ذوق فنا یافتند ـ کو باد مرادش ازین زمان هنگام جوانی بود ـ اگرچه می تواند بود که فساد زمان را به جهت انکار اهل آن اعتبار نموده باشد یا بواسطه اختلال در شروط دیگر مثل فقدان احوال بایسته و نا یافتن قوال شایسته چنانچه درین خراب زمان می بینم :

چنان قحط سالی شد اندر دمشق
که یاران فراموش کردند عشق

چون سخن از عشق آمد طبع افسرده دل پژمرده مرا انتعاشی حاصل شد و خواستم که آن را سیلاب سازم وکام جان آزار مانده را بیاد آن چاشنی شیرین گردانم :

(پچھلے صفحے کا بقیہ حصہ)

منتخب التواریخ صفحہ ۲۹۳ -
ش = ۳۰۰ + ی = ۱۰ + خ = ۶۰۰ + ا = ۱ + ن = ۵۰ + ه = ۵
+ ن = ۵۰ = ۹۷۰ھ -

۲ - جنید بغدادی (متوفی ۲۹۱) .

کار من عشق و بار من عشق است
حاصل روزگار من عشق است

جانب این کشیده اند مرا
بهر این آفریده اند مرا

مذکور شد که حکما عشق را نوعی از امراض سودا داشته می گویند که این علت مردم به طلال و احداث حاصل می شود و به جهت تخیل و تصور بعضی صور جمیله و لذت گرفتن به خیال وصال آن چون بر مراد خود ظفر نه می یابد کلی کارش رفته رفته به هلاکت می کشد ـ الحق این قاعده اکثری تواند بود نه کلی ـ چه بعضی از اولیا نیز به عشق حسن صوری مبتلا شده اند ـ و حکایات درین باب از حصر و حساب افزون است ـ و حکایت عشق شیخ ولی تراش قطب العرفا نجم الکبریٰ[1] قدس روحه با شیخ مجدالدین[2] بغدادی رحمه الله و شیخ روزبهان[3] بقلی قدس الله [ص : ۳۳۱] روحه را باوجود وصال و رفع موانع قدرت جماع مرتفع شده و رعشه در بدنش از دیدن معشوق افتاد و رعشه در خواب پدید آمده و گاه گاهی مرا از نهایت ابتلای که با یکی از مظاهر تام داشته ام در خواب ابیات دو بیت برزبان رفته و ازان جمله این ست :

آئینه ما روی ترا نقش پذیر است
گر رخ نه دهی تو گنه از جانب ما نیست

یا لیت بر بهان هیئت این عالم بی وفا را پدرود کرد می ـ و بعضی دیگر را چنان افتاده که از شادی وصال با محنت و ذوق روح ایشان از قفص قالب بر آمده قطعه :

---

۱ ـ نجم الدین کبریٰ (متوفی ۱۲۲۱ء) منگولوں کے خوارزم پر حملہ کے وقت ان کی وفات ہوئی ـ ان کے حالات مختلف کتابوں میں موجود ہیں ـ
۲ ـ شیخ مجدالدین بغدادی کے حالات کے لیے دیکھو "نفحات الانس صفحہ ۴۸۷ ـ
۳ ـ شیخ روزبہان بقلی (متوفی ۱۲۰۹ء) ـ حالات کے لیے دیکھو "نفحات الانس صفحہ ۲۸۸ ـ

عشق است که شیر نر زبون آید ازو
بحری است که طرفها برون آید ازو
گهه دشمنی کند که جان آساید ازو
گهه دوستی که بوی خون آید ازو

حکایت در سن نهه صد و هفتاد و شش در آگره جوانی پاکیزه منظری از اعیان سادات بلاد گرم سیر که در کالپی از هند توطن داشت سید موسی نام - بر هندو زنی زرگری مقبول بدیع الجمال عاشق شد - و مدتهای دراز در بوتهٔ عشق او می سوخت و می گداخت - ازان جا که کمند عشق را جذبی خاص است و دل را بدل راه و سینه را به سینه آئینه است - آن نازنین را به خود رام ساخت یک دم بی دیدار هم نه می توانستند بود :

بزور صبر ملک عشق را امن و امان کردم
اجل را ساختم مشفق بلا را سهربان کردم

و چند مرتبه قصد بر آوردن او کرد - و شبی عسسان از راه فتح پور که معمورهٔ جدید است آن دل ربا را بهمراه کس سید گرفته آوردند - و خبر به خلیفه الزمانی نیز رسید و زن را شوهرش در بندگران کشید - باز خلاص یافت و شبی دیگر همراه قاضی جمال شاعر ...[۱] پوری که از یاران هم راز سید بود راه صحرا پیش در کنار آب پویه می رفتند ناگاه گذر بر آب کندها و جسرها افتاد و اسپ بند شد و کسان رسیده [ص : ۳۳۲] و زن را گرفته در بالا خانه محبوس داشته زنجیر مار پینچ در پایش انداختند و سید موسی درین مرتبه مایوس مطلق شده در گوشه رفته سر خود بچادری پیچیده تا در لحظه مسافر راه عدم گشته جان تن فرسوده را با غم هجران گذاشت -
طاقت صحبت نه داشت خانه بمهمان گذاشت -

و غلغله عظیم در شهر افتاد و معشوقه بعد از دفن عاشق ازان بالا خانه خود را با زنجیر فرو انداخت و بی تحاشا سر زده درمیان عورتان ماتم دار که نوحه داشتند در آمد و خاموش بوده هیچ جزع و فزع نه می کرد

۱ - نام پڑھا نہیں گیا -

و اہل شیون نیز شیوۂ خود را فراموش کردہ در روئ او حیران بودند و ایشان را از حالت او شغلی دیگر پیش آمد ـ و آن شب برین گونہ گذشت صباح پگاہ کسان او در آن حویلی رسیدہ بسوئ خود می خواندند چون اورا بآن حالت دیدند دست بکلی باز داشتند و او از اہل بیت سید مشار الیہ می پرسید کہ کدام کلمہ است در دین شما کہ بہ گفتن آن مسلمان می شوند ـ او کلمہ طیب برو عرض کرد ـ او سکوت ورزید ـ باز گفت ـ آیا در دین شما چہ می گویند اگر این کلمہ را من بر زبان رانم در آن جہان بہ سید موسیٰ می رسم ـ گفتند ـ آری ! تو باوی محشور خواہی شد و باوی بطفیل این کلمہ در بہشت یک جا خواہی بود ـ و منکوحۂ سید موسیٰ این ماجرا را شنیدہ محو حیرت گشتہ بود ـ ہر کسی آن اداہائ طرفہ اورا بروی حمل می کرد ـ پس گفت مرا بر سر قبر میان موسیٰ ببرید ـ آن جا بردند ـ و نیز سید جلال متوکلی کہ مقتدائ زمان خود بود و دیگر اعیان را بر اسلام خود گواہ گرفت و کلمۂ پاک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بر زبان راند ـ و جان بہ جان آفرین سپرد ـ و الحمد للہ علیٰ نعمة الایمن و الاسلام ـ و میر سید شاہی بر او رسید موسیٰ مذکور کہ با فقیر جہت محبت خاص دارد این قصہ را نظم کردہ ''مثنوی دل فریب'' نام نہادہ و این چند بیت ازان [ص : ۳۳۳] نظم :

القصہ برادر کلانم
کز ماتم او بسوخت جانم

محنت زدۂ غریب دانش
موسیٰ کہ نوشتہ شد ازانش

گردید اسیر دل ربائ
آمد بسرش عجب بلائ

زد دختری زرگری رہ او
زر گشت جمال چون مہ او

شد بوته غم وجود پاکش
افتاد چو زر میان آتش

بنموده آن نگار دل جوی
هم سیم سر شک وهم زرد روی

او هر نظری به یار می دوخت
انگشت صفت دو بار می سوخت

هرگاه ز آتشی که بودش
پاکیزه شدی همه وجودش

چون زر گر عشق بود استاد
در آب سرشک غوطه می داد

تا مدت چند ماه دو سال
در کوچهٔ عشق داشت این حال

ناگاه چو شوق او فزون شد
آهی زد و جان ز تن برون شد

این قصه شنید چون نگارش
آگاه شد از هوای کارش

او نیز کشید آه و جان داد
جان در پیٔ یار خود فرستاد

رستند ز قید تن ازین بند
شد دوست به دوست سخت پیوند

از کشمکش رقیب جستند
وز طعن حسود باز رستند

زین قصهٔ طرفهٔ محبت
رو داد به اہل عصر حیرت

قطعہ :

عمر تو قادری چو فسون و فسانہ ایست
افسانہ را شنیدی و افسون دمیدہ گیر

دست اجل چو جیب بقایٔ تو می درد[1]
دستی بر آرو و دامن یاری گزیدہ گیر

بست و پنجم : سواری زن بر اسپ ۔ تخصیص اسپ بنابرین است کہ درین صورت احتمال افتادن و کشف شدن عورت است ۔ بہ خلاف محفہ و ہودج وکجاوہ، و عماری و مانند آن کہ بہ ستر مرد نگران است ۔ و در حدیث است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ لعن اللہ الفروج علی السروج ۔ لعنت کند خدایٔ تعالیٰ زنانی را کہ بر زینہا باشند ۔ و این کنایت از اسپ است ۔ و اصل ممہد درین باب آن است کہ زن باید کہ از چار گوشۂ دیوار بدرنیاید و ہمان را چادر خود سازد کہ سلامتی درین است :

چہ خوش گفت جمشید با رایٔ زن
کہ در پردہ یا گور بہ جایٔ زن

مشو بر زن ایمن [ص : ۳۳۴] کہ زن پارساست
کہ خر بستہ بہ گرچہ دزد آشناست

و با این ہمہ احتیاط ما عصمت خدا وندی و حیایٔ ذاتی و شرم قبیلہ نگاہ بان و گریبان گیر او نہ باشد ہم ایمن نہ توان بود ۔

---

۱ ۔ مصرع نا موزوں ہے ۔

حکایت : می گویند که در مجلس بادشاهی ذکر رستم دستان[١] گذشت و مذکور شد که او در همه فنون بی نظیر زمانهٔ خود است - و غیر ازین سه عیب نه دارد - اول آنکه باوجود آن شجاعت چون نظر در معرکه بر صف غنیم افتد در اول دہلہ رنگ رویٔ او متغیر می شود - دوم - آنکه در حرم خود مقید به ستر نیست - سیوم آنکه با فضیلت دلاوری ذمیمهٔ خست و بخل در نهاد او مرکوز است - این خبر چون به رستم رسید در ملازمت آن بادشاه آمده گفت - ظاہرا از من چنین و چنین رسانیده اند - و ہمانا پارهٔ دروغ و پارهٔ راست - ہر کدام را منشایٔ ہست - و باعث این که به مجرد دیدن غنیم زردی بر رویٔ من می رود این است که من در اوائل عہد جوانی سری به پیشه عیاری داشتم - روزی به خاطر من رسیده که با عیاران صحبت باید داشت - در بازاری دیدم که عیاری لنگ با دست افراز خود نشسته - با او ہم زبانی کردم و اورا راحم ساخته قرار دادم که امشب دست به قصر رستم باید زد که من در مداخل و مخارج آن آشنایم - چون نیم شبی گذشت از راہی که می دانستم اورا به جایٔ به جهت نگاه بانی گذاشتم و خود در طویله آمدم و در شب خانه زاد را بر داشته از جایٔ بلند انداختم و او از پائین پایٔ براسپ چوبین خود فشرده آن را به زور دست نگاه داشت - و نقد و جنس نیز از خزینه برداشته به او سپردم و فرود آمده گفتم که صبح نزدیک به طلوع است - مبادا رستم تعاقب ما کند زود تر باید رفت - بر آن اسپ ردیف او شدم و از عقب میلی چند بر قفایش زدم - ہمی گفت - چه جایٔ ہزل و مطائبه است [ص : ٣٣٥] و با خود گفتم چه خوش روز است که این لنگ دارد و در بیابان رفته در پیٔ تقسیم متاع شد - و حصه خود بیشتر از من گرفت و می گفت کار من زیاده از تست - چون این ستم شریکی از وی دیدم گرزی مضبوط برو زدم - اورا ہیچ تفاوتی نه شد او طپانچه بر رویٔ من زد که از خود رفتم و ناچار به بہانه برخاستم و خود را از راه دیگر انداخته آواز را تغیر دادم و گفتم اینک رستم رسیده - عیار از شنیدن نام رستم "کاسه کجا برم و کیسه کجا نہم" - گفت و افتان و خیزان در گوشه دزد پنهان شد - من آن اموال را منصرف شدم و ازان روز باز در ہر معرکه

---

١ - دستان زال کا نام تها -

روی می نماید متوہم می شوم که مبادا آن عیار در آن فوج خصم من باشد و کار بر من دشوار گردد ۔

اما اینکه بر مقید به رشته زنان و پرده نیستم ۔ به این تقریب که من چندگاه به شکار مبتلا بودم روزی از جمعیت خویش جدا افتاده سر به صحرای زدم که از آبادانی به چند مرحله بود ۔ و یاری در آن جا گذر نه داشت بسر چشمه رسیدم و بر درختی از درختان نواحی آن صندوق آویخته بود ۔ آن را فرود آوردم و دیدم که کبدی پہلوی آن بسته ۔ اورا کشادم ۔ ازان زنی زیبا طلعتی بر آمد دیدم که رشک پری می توان گفت ۔ ور جمال او حیران ماندم ۔ گفت ۔ مترس که من ہم چون تو آدمی زاده بیش نیستم ۔ بعد از لحظه زادی که داشتم بہم خوردیم و ازو پرسیدم که ماجرای احوال دل فریب بودن خود تنہا درین بیابان بیان کن ۔ گفت ۔ شوہر من که از بسیاری عزت که دارد درین چنین جای در آورده و اعتماد بر کسی نا کرده مرا تنہا گذاشته است تا نظر نا محرمی بر من نیفتد ۔ و ہر وقتی که می خواہد ہمین جا آمده با من صحبت می دارد ۔ و با این حال چندین مثل تو آمده و گشته اند [ص : ۳۳۶] و مرا بر حال آن ساده دل خنده می آید ۔ رستم گفت ۔ من ازین قصه عبرت گرفتم و از آن روز دانستم که تا حفظ خدا وندی نه باشد محافظت زن به واقعی نه توان کرد ۔

و اما اینکه مرا نسبت به بخل کرده اند جواب این فردا می دہم ۔ چون فردا شد رستم در دیوان خانه بر تخت نشست و جمیع امرا و ارکان دولت را گفت که مرا سلام کنید که بادشاہی حق من است ہر کرامی دانم عزل و نصب می کنم ہمچنان کردند ۔ بادشاہ را ہیچ نفاذ امری نه ماند ۔ چون ہمه یک رویه شدند رستم فوطه خود در گلو انداخت به پای بادشاہ افتاد و اورا باز بر تخت برد و خود با جمیع ارکان بنده وار به خدمت ایستاده گفت که حالا معلوم بادشاہ شده باشد اگر دیگران زر می بخشند من ملک بخشم ۔ اگر این گستاخی عفو کنی یا مرا به قصاص رسانی رای راست تست ۔ شاہ نامه یا قصه امیر حمزه باری ہر چه ہست کم از داستانہای کلیله دمنه نه خواہد بود :

مرد باید که گیرد اندر گوش
ور نبشت است پند بر دیوار

بست و ششم : چراغ بر گور افروختن چنانچه در بلاد هند شبهای برات رسم شده ـ و در روایت فقهی منع صریح درین باب واقع است ـ و در حدیث آمده که لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم زیارات القبور و المتخذین علیها المسجد و السراج ـ لعنت کرد رسول علیه السلام بران زنان که قبور روند و بر آن مردان که قبور را مسجد سازند و چراغ دران افروزند ـ

و وجه ظاهر این بوده باشد که به رسوم و عادات جاهلیت می ماند و مشابه پرستش نیز دارد والله اعلم ـ و رسول صلی الله علیه وسلم در اوائل اسلام مردان را نیز از زیارت قبور منع فرمودی ـ اما در آخر آن حکم منسوخ شد ـ چنانچه این حدیث اشارت به آن می کند که کنت ـ نهیتکم عن زیارة القبور الآن فروها فانها تذکرالاخرة ـ پیش ازین شما را از زیارت قبور نهی می کردم اما اکنون زیارت آن بکنید [ص : ۳۳۷] که آخرت را بیاد می دهد ـ

و در اکثر روایات پوشیدن قبر و سجده در محاذی کردن و روی سالیدن ممنوع است و این جا گفته قطعه :

از حقیقت به دست کوری چند
مصحفی ماند کهنه گوری چند
گور با کس سخن نه می گوید
سر مصحف کسی نه می جوید

و کشف قبور صلحای امت را حق است و هر چند صفای باطن و تزکیه بیشتر کشف درست ـ و کشف عبارت است از افتادن پرتوی از عالم غیب بر دریچه دل سالک چنانچه مذکور شد ـ

نقل است از امیر المومنین غوث المسلمین رضی الله عنه که روزی بعز یارت مرقد پاک جگر گوشهٔ رسول صلی الله علیه وسلم که بتول رضی الله عنها باشد رفت و سلام داد ـ و جواب نه شنید و این شعر انشا فرمود شعر :

مالی مررت علی القبور مسلماً
نحو الحبیب فلم یرد جوابی

و آوازی شنید که هاتفی از قبر جواب داد :

قال الحبیب و کیف لی بجوابکم
و انا رهن جنادل و تراب

معنی بیت اول این که چیست مرا که بر گورستان گذشتم و سلام بر دوست گفتم و جواب مرا باز نه داد ـ و معنی بیت ثانی این که چگونه جواب سلام شما را متعهد توانم شد و حال آنکه من زیر تختهاءسنگ و خاکها بسیار به گرد مانده ام :

من غم دل گویم و تو هم چنان مشغول باز
من به شهری دیگری تو در بیابانے دگر

و شاعری در مرثیه محبوبه می گوید :

هی الشمس مسکنها فی السماء
فعز الفواد عزاءً جمیلا

فلن تستطیع الیها الصعودا
و لن تستطیع الیک النزولا

یعنی آن جمیله آفتابی بود که مسکن او حالا آسمان است ـ پس تو دل خود را تسکین تمام بده چرا که تو به سویٔ او پرواز می توانی کرد و نه او به سویٔ تو فرود می تواند آمد ـ

در حینی که قلم شکسته سیر این چند سطر پریشان می نوشت دوستی چند که ازین رباط خراب بریده در جوار مغفرت رب الارباب :

''طوبیٰ لهم و حسن مآب ۔''[1]

جا گرفته بودند به خاطر رسیدند و هندوستان بیاد فیل آمد :

باز قلم[ص : ۳۳۸] دید هندوستان بخواب
اینک اینک می کند عالم خراب

و جگر مجروح نمک خورده بر آتش افتاد و قطرهٔ چند از درد دل چکیدن گرفت ۔ لمولفه :

ازان جمله امیری پاک طینت بو تراب آئین
ابوالغیث آن که گردون غوث خواند و قطب کیهانش

زهی شایسته سیرت سیدی فرخنده طلعت هم
که خلق مصطفیٰ بودی عیان در روی خندانش

چو درویش سپاهی بود خاک پاش را دایم
کشم در چشم بخت خویش چو کحل سپاهانش

بخارے که دهلی قبة الاسلام بود از وی
چو شد آن قبه و آن اسلام یا رب کو مسلمانش

و تفصیل اسامی باقی عزیزان که در دل چون قطرات رحمانی می لدرند اگر نوشته شود این عجاله از اختصار بر آمده بسرحد اطالت می کشد :

سوخت درونم که به خویشان رسم
کاش بمیرم که به ایشان رسم

---

۱ ۔ القرآن سورة الرعد ۱۳ ، آیت ۲۹ ۔

و تمثیل حال من به حال دو روباه می نماید که وقت جدای یکی با دیگری گفت :

در هوس وصل بود سینه سوز
وعده بده کانچه موئینه دوز

حکایت : آورده اند که خیاطی نزدیک گورستانی منزل گرفته و کوزه به میخی آویخته بود تا بعدد مرده که دفن می کردند سنگ ریزه در آن کوزه می انداخت ـ و حساب نگاه می داشت که در هر ماهی چند کس گذشتند ـ و چون ماه تمام می گذشت حساب از سر می گرفت تا خود هم در گذشت ـ روزی آشنای به طلب ملاقات وی آمد ـ دکان بسته دید و از یکی پرسید که آن خیاط که درین جا بوده چه شد ـ او گفت ـ در کوزه رفت اورا در آن جا بین :

ز انقلاب زمانه عجب مدار که چرخ
ازین فسانه هزاران هزار دارد یاد
بر آنچه می گذرد دل منه که دجله بسی
پس از خلیفه بخواهد گذشت در بغداد

افسوس که یاران همه از دست شدند
در پای یگان یگان بست شدند
خوردند تنک شراب در مجلس عمر
یک لحظه زما پیشترک مست شدند

نقل است موی زنان تراشیدن بخلاف مرد که تراشیدن سر ایشان روا است ـ و منع حلق [ص : ۳۳۹] زنان را وجه آن است که موی سر ایشان در زینت حکم محاسن دارد نسبت به مردان و لهذا چون آئینه بینند یا شانه کنند خواندن این دعا مستحب است که الحمد لله الذی زین الرجال باللحی و النساء بالذوائب ـ و چنانچه صدور این فعل از زن ممنوع است از

مرد نیز رضا دادن به آن نا مشروع - قال علیه السلام - لیس علی النساء الحلق انما علی النساء التقصیر - بر زنان تراشیدن مرنیست اما قصر است -

نکته - مویٔ بر چند قسم است - بعضی زشت چون مویٔ چشم و زہار و بغل - و بعضی در بودن و نا بودن مساوی چون مویٔ دست و سینہ - و بعضی سبب زینت کہ آن را معطر باید داشت چون سر و محاسن - و اقوام و قبائل نیز ہمین نسبت دارند - نخشبی[1] فرمودہ :

نکتہ گفتہ شد چو مو باریک
تا شگافی نہ آن کہ بتراشی

و ازین قبیل است - حمل انداختن - و این وقتی حرام باشد کہ نطفہ صورتی گرفتہ باشد - اما پیش ازان لا باس است - و صادق مصدوق علیہ الصلٰوۃ و السلام فرمودہ کہ مادہ آفرینش یکی از شما در رحم مادر چہل روز مجموع بہ‌صورت نطفگی می باشد - و چہل روز دیگر خون بستہ - و چہل روز دیگر گوشت پارہ - آن گاہ فرشتہ مبعوث می شود تا عمل و اجل و رزق و سعادت یا شقاوت وی نویسد - بعد ازان روح در وی بہ دست قدرت بی واسطہ دمیدہ می شود و سوگند با آن کہ معبودی بہ حق غیر وی نیست کہ یکی از شما ہمہ عمر کار اہل بہشت کند با آنکہ میان او و بہشت بجز مقدار یک تیر فاصلہ نہ ماند - و این تعبیر است از نہایت قرب - ناگاہ آن حکم شقاوت ازلی کہ در حق او مقدر شدہ است سبقت نماید و بہ یک بار در دم آخر عمل دوزخ کند و بہ دوزخ رود - برعکس این دیگری ہمہ کار اہل دوزخ کند تا میان او و دوزخ بجز مسافت یک گز نہ ماند - آن کتاب سابق کہ عبارت از سعادت ازلی است پیش دستی کند و عمل او سرزند کہ موجب در آمدن در بہشت گردد - [ص : ۳۴] و این حدیث متفق علیہ است و قریب بہ این مضمون حدیث دیگر در صدر این عجالہ ایراد افتادہ :

---

۱ - ضیاء الدین نخشبی (متوفی ۱۳۵۰ء) نخشب میں پیدا ہوئے - وہاں سے ترک وطن کر کے ہندوستان آئے - ان کی مشہور تصنیف 'طوطی نامہ' ہے -

حکم مستوری و مستی همه بر خاتمه است
کس نه دانست که آخر به چه حالت برود

و به حسب :

"و اذا الموؤدة سئلت بای ذنب قتلت ـ"[1]

چون در روز قیامت دختری را که به ناحق کشته شده بپرسند که تو به چه گناه کشته شدی ـ و در حقیقت مسئول قاتل است نه مقتول ـ و جواب این شرط آن است که :

"علمت نفس ما قدمت و اخرت ـ"[2]

ای کل نفس چه که گاهی نه کرده در حیز اثبات نیز برای عموم می باشد مانند نفی ـ یعنی بداند هر تنی آنچه پیش از خود ذخیره فرستاده از اعمال خیر و شر ـ

و اسقاط حمل در معنی قتل بنات است که در ایام جاهلیت شایع بود و حالا هم در بعضی جاها شنیده می شود ـ که جاهلان به حمیت ناموس که خاک بر سر آن باد این فعل می کنند ـ و منع و دفع و خوض و رفع این بی باکان سفاک بر حکم اسلام لازم است :

ای حکم شرع آب خوردن خطا است
و گر خون به فتوی بریزی روا است

و رسول صلی الله علیه وسلم فرموده که حق سبحانه عز شانه بر شما حرام ساخته آزردن امهات و کشتن بنات و منع زکات و مکروه داشته قیل و قال و بسیاری سوال و ضایع ساختن مال ـ

و ازین قبیل است عقیم ساختن زن ـ زیرا چه مقصود از نکاح توالد و تناسل است که موجب کثرت امت محمدی است صلی الله علیه وسلم ـ و

---

۱ ـ القرآن سورة التکویر ۸۱ ، آیت ۸-۹ ـ
۲ ـ القرآن سورة الانفطار ۸۲ ، آیت ۵ ـ

در عقیم ساختن زن این غرض فوت می شود ۔ و کریمہ :

''یہلک الحرث و النسل واللہ لا یحب الفساد ۔[1]''

ازین معنی خبر می دہد ۔ و این آیت در شان یکی از رؤسای قریش نازل شدہ کہ زراعت مردم ہای مال می کرد و نسل ہم ضایع می ساخت ۔ و قال اللہ تعالیٰ :

''یقتلون ابناءکم و یستحیون نساءکم ۔[2]''

خبر از احوال فرعونیان است کہ پسران قوم بنی اسرائیل را کہ بہ موسیٰ علیہ السلام گرویدہ بودند بہ قتل می رسانیدند و حمل زنان ایشان می انداختند ۔ و سابقاً گذشت کہ سلیمان علیہ السلام سخن از کنجشک در باب نکاح شنید و در صدر [ص : ۳۳۱] جمع نساء دیگر نکاح شد ۔ و کسی را کہ نیت صحیح باشد جمع زنان اورا ہیچ قصوری نہ دارد بلکہ نور از نور است و حضور در حضور بہ خلاف آنکہ مدعا ہمین تن پرستی و شہوت رانی و زیر بار ابدی بودن ۔ چنانچہ شمہ ازین معنی سابقاً سمت گذارش یافت ۔

نقل است کہ در زمان سلطان حسین میرزا بہری درویشی بود صاحب حالات و حضور بود ۔ روزی در مجلس خود گفتہ باشد ۔ وجود این عزیز بسیار مغتنم است ۔ اما ازین رہگذر کہ جانان دارد ما چندانی معتقد وی نیستم ۔ او چون این خبر شنید پیغام بہ میر فرستاد کہ ہرگاہ کہ بر کسی کہ چار زن دارد اعتقاد شما این طور بودہ باشد ۔ بر آن عزیز کہ نہ حرم محترم داشت اعتقاد بہ چہ مرتبہ داشتہ خواہید ۔...[3]

میر ازان ادا شرمندہ گشت ۔ و ازین جا معلوم شد کہ کثرت نکاح وقتی خوش است کہ نیت درست با دست گاہ جمع شود و بی این ہر دو راہ سلامتی درین است کہ حضور باشد ۔

و حق سبحانہ و تعالیٰ یحییٰ علیہ السلام را چنین تعریف فرمودکہ :

---

۱ - القرآن سورۃ البقرہ ۲ ، آیت ۲۰۵ ۔
۲ - القرآن سورۃ الاعراف ۷ ، آیت ۱۴۱ ۔
۳ - ایک لفظ آب خوردہ ہے ۔

''سیداً و حصوراً و نبیاً من الصلحین ۔''

نقل است که عزیزی را پرسیدند چرا نکاح نه می کنید که سنت رسول است ۔ گفت ۔ بلی ۔ آن چنان سنتی است که در ضمن وی صد فرض ترک می شود و ازین جاست که بی قیدی گفته که :

مرد آزاد به گیتی نه کند میل دو چیز
گر بخواهد که وجودش بسلامت باشد

زن نه خواهد اگرش دختر قیصر بدهند
وام نستاند اگر وعده قیامت باشد

فصل : بعضی حکمای ہند روش بعضی صوفیه نیز در قدیم الایام چنین می شد که چون یک فرزندی که قائم مقام پدر تواند بود متولد می شد دیگر محبت به زن نه می داشتند و می گفتند که خلاصهٔ آدمی ہمین نطفه است و کمال نطفه در سی سالگی است ۔ چه حواس و قوای ظاہری و باطنی درین سن به مرتبهٔ قوت و شدت می رسد ۔ و درین وقت ہم چو خودی را از خود جدا گردانیدن خلل در بنیاد عمر انداختن است ۔ چنانکه شیخ سعدی می گوید :

[ص: ۲ ۳] به بے رغبتی شہوت انگیختن
به رغبت بود خون خود ریختن

می گویند که به جانب کوه شمالی ہندوستان که آن را شوانک می نامند که عبارات است از تبت خورد ۔ قومی را نشان می دہند که دانایان ایشان را که می خوانند و مذہبی عجب دارند و چنین می گویند که طول به عمر می باشد ۔ چنانچه به دویست سال یا کم و بیش ہم می رسند و العہدة علی الراوی ۔ معاش آن طائفه چنان است که غذای ایشان اکثری از برنجی است کم نمک ۔ و چون عمر بسر آورند دیگر گرد مباشرت نه می

---

۱ ۔ سوره آل عمران ۳ ، آیت ۳۹ ۔

گردند و حرکت و تردد کمتر می کنند - و انفاس را بطور جوگیان پاس می دارند و در پیغولهای منقطع باشند - و پیشینیان ایشان بر دین عیسیٰ علیه السلام بودند - و بعضی مذهب شاملونی (شاکمونی ؟) داشتند - و مانی[۱] نقاش که خود را بر دین عیسیٰ گرفتی نعوذ بالله من ذالک - در همین کوهستان درسیان غاری در آمده تا یک سال به ریاضت و مجاهدت اشغال داشت - و کتابی که در اعجاز خارق و اباطیل بسیار بود تصنیف کرده - و از جمله احکام او آن که رنجانیدن جان دار گناه است - درویشی به از تونگری - و جمع مال در حرص دنیا گناه بزرگ است - و ذخیره حرام - و نا باید که قوت یک روزه تمام بود - و یک لباس برای سالی کفاف است - و زیادت از یک سال داشتن حرام است - و عیش سلک را صدقه دادن واجب - و توسیع عمر را روزه داشتن لازم - و سفر پیوسته کردن از برای دعوت راندن و از برای تجارت حاصل کردن واجب - و با دوستان مواسات کردی - و یاران بسیار گرفتی - و در کشمیر دعوت آغاز نهاد و پس به تبت و از آن جا به ترکستان رفت - و تبع[۲] او در چین و کوهستان بسیار گشت - بعد از شهرت تمام میل وطن خود کرده به عجم آمد و خلق را دعوت کردن گرفت - درین وقت بادشاه بهرام[۳] بن هرمز بود - اورا از مذهب پرسید - گفت - درویشی به از تونگری است و روح انسانی درین قفص قالب محبوس است - و چون نفس منقطع شود این مرغ ازین قفص خلاص یابد - [ص: ۳۴۳] بهرام گفت - من با تو به دین تو عمل کنم - و فرمود - تا اورا پوست برکندند و از کاه پر ساختند و در سر راهی آویختند - لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم - ازین طرفه نظام و فقرهٔ بی نظام بود و ازکجا به کجا افتادم:

هر که چو جامی به گره بند شد
گر بسر رشته رود باز به

---

۱ - مانی (متوفی ۲۷۶ء) مشهور مصور ہونے کے علاوہ ایک نئے دین کا بانی بھی تھا - جو زرتشتی اور عیسوی تصورات پر مبنی تھا -

۲ - مخطوطہ میں تیغ ہے جو غلط ہے -

۳ - بہرام ابن ہرمز ایران کے ساسانی خاندان کا مشہور حکمران ہے - اس نے ۲۷۳ء سے ۲۷۶ء تک حکومت کی -

نقل است که در ابتدای انابت یکی از مریدان حضرت قطب ربانی غوث صمدانی الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی الله عنه و رضاه عنها شبی به خواب دید که با هفتاد زن زنا کرده صباح ازین واقعه ملول‌شده عرض حال به حضرت غوث الاعظم کرد ـ فرمود که این هفتاد بار زنانی بود که حضرت حق سبحانه تعالیٰ عز شانه در بیداری بر تو تقدیر فرموده بود و آن را در خواب‌بر تو گذرانید ـ حالا ایمن باش که رستی ـ

بست و هشتم : آراستن زن پیش نا محرم ـ قوله تعالیٰ :

''ولا تبرجن تبرج الجاهلیة ـ''[۱]

خطاب به ازواج مطهره اہل بیت حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم که میارائید خود را به آرائشے که در زمان جاہلیت داشتند ـ و قبل ازان که آیت ستر و حجاب نازل شود پردگیان حجله عصمت به گمان آن که ہر که ایمان به پیغمبر علیه السلام آورده است حکم فرزندان او و ایشان حکم امہات مومنین دارند ـ از کسی روی در نه می پوشیدند ـ و بعد ازانکه آیت حجاب نازل شد ـ خصوصاً قصه افک درمیان آمد ـ عادات و رسوم جاہلیت بالکل بر طرف گشت ـ

و ازین قبیل است بر آمدن از خانه اگر بی اذن شوہر باشد ـ قال علیه السلام ـ المرأة عورة فاذا خرجت ستروها الشیطان زن عورتی است که ستر آن لازم است ـ و چون از خانه بر آید شیطان اورا برداشته بنا محرمان می نماید ـ

و نیز فرمود که ہر زنی که بی اذن شوہر بر آید تا زمان که باز گشته باشد به خانه آید فرشتگان اورا لعنت می کنند ـ و در بعضی روایات ورق به نظر آمده که زنی بی اذن شوہر به جای که نه باید رفت رود یا سفر کند مہر ساقط می شود ـ

---

۱ ـ القرآن سورة الاحزاب ۳۳ ، آیت ۳۲ ـ

[ص : ۴۴۳] و ازین قبیل است که آواز بلند ساختن زن زیرا که چنانچه عورت است آواز نیز عورت واجب الستر است ـ به شنیدن آوازش که به ذات نرم و خوش آینده و دل فریب است طمع خام در دل مستمعان مفسد و اوباش می افتد و ازان فسادها متولد می شود ـ قوله تعالیٰ :

"فیطمع الذی فی قلبه مرض ـ[۱]"

زنان آواز بلند نه سازند و پیش نا محرم نیایند تا آنکه در دل او بیماری فسق و نفاق است ازو در طمع نیفتد ـ حق سبحانه تعالیٰ خواهش زنان را مرض نامید ـ وکدام بیماری بالا تر از محبت ایشان خواهد بود که مانع کلی و سدی قوی است در راه خدا و طلب شوق او ـ و اکثر اهل علم به این بیماری گرفتار اند ـ و اول عبدالبطن و الدراهم و الدینار اند و بعد ازان عبدالنساء و الاولاد و الاحفاد :

"ان من ازواجکم و اولادکم عدواًلکم فاحذروهم الخ ـ[۲]"

بعضی از زنان و فرزندان دشمن شما اند از ایشان حذر نمائید ـ اگر حکم اکثری است که محل مضائقه و اگر بگویم که کلی است و من زاید هم می تواند بود چه اموال و اولاد است که مانع ذکر خدا الله ـ چنانچه جای دیگر می فرماید که :

"یآ ایها الذین آمنوا لا تلهکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر الله ـ[۳]"

و اکثری از فرزندان خصوصاً درین زمان نا خلف می شوند ـ و به سبب غلبه هوا و شهوت مرگ پدران می خواهند تا میراث یابند و ازان اموال

---

۱ ـ القرآن سورة الاحزاب ۳۳ ، آیت ۳۲ ـ
۲ ـ القرآن سورة التغابن ۶۴ ، آیت ۱۴ ـ
آیت اس طرح ہے :
"یاایها الذین آمنوا" مخطوطہ میں آیت میں جو غلطی ہے اس کی تصحیح کردی گئی ہے ـ
۳ ـ القرآن سورة المنافقون ۶۳ ، آیت ۹ ـ

استیفای ۔ و ازان جمله شیرویه[1] بن خسرو پرویز است و ناصر الدین[2] بن محمود مالوی و غیر آن که از شمار افزون است ۔ و در حق این نوع اشقیا گفته اند :

پدر کش بادشاہی را نه شاید
وگر شاید بجز شش مه نه باید

و اگر ہیچ کدام اینہا نه باشد لا اقل منتظر فتنه خود می باشند ۔ دو رفعه طلب ۔ چنانچه بدیہی است ۔ و به خاطر چنان می رسد که چون سنت الله جاری برین شده که به طلوع ارتفاع اولاد عمر آبای مجازه روی به زوال نهند نشو و نمای گویا منذر به فنای اینہا است ۔ و مقدمه بلکه داعی و باعث اختفا در حجاب عدم ۔ ہر چند ہیچ سببی از اسباب عداوت درمیان نه باشد ۔ [ص : ۳۴۵] چون نیک می نگرم پس فضله ایست از وجود پدر و بعد از جدا شدن نه می ماند ۔ چنانچه دیگر فضلات مگر آن که سعید باشد ۔ و قوافل دعای خیر از پس پدر فرستد ۔ و این خود درین زمانه نصیب اعدا و اقل قلیل است ۔ و دل برین اولاد نهادن نہایت سفاہت و تضلیل است ۔ لمولفه :

برگ عیش بگور خویش فرست
کس نیارد ز پس تو پیش فرست

بحق کی راه یابد خود پرست انسان که راه دل
زند اکنون زن و فرزند و فردا حور و غلمانش

---

۱ ۔ شیرویه ابن خسرو پرویز اپنے باپ اور سترہ بھائیوں کو قتل کر کے ۶۲۸ء میں تخت نشین ہوا اور اٹھارہ مہینہ کی مختصر حکومت کے بعد ختم ہو گیا ۔

۲ ۔ ناصر الدین ابن محمود مالوی (متوفی ۱۵۱۰ء) مالوہ کا حکمران تھا ۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے باپ کو زہر دے کر مروا دیا تھا ۔

و در تخصیص به من تبعیضی امیدوار است باین که بعضی زنان و مالها شاید مددگار مرد باشند ـ و در طاعت و عبادت حق بعضی زنان چنان اند که هزار مردان فدای ایشان باشند ـ و بعضی در تفسیر آیت :

''ربنآ آتنا فی الدنیا حسنة ـ۱''

مراد از حسنه زن صالحه جمیله داشته اند ـ و مراد از :

''و البٰقیٰت الصٰلحٰت ـ۲''

نیز دختران صالحه اند ـ اگرچه می تواند بود که مقصود از باقیات اعمال و آثار خیر جاری باشد ـ چنانچه گفته اند :

ذکر باقی را حکیمان عمر ثانی گفته اند
این ذخیره بس ترا کالباقیات الصالحات

یاد دارم که زمانی ولایت پناهی ارشاد دست گاهی مقتدای مشائخ متاخرین حجة الله علی الخلق صاحب الکشف و الکرامات شیخ نظام الدین[۱] انبیٹھی قدس الله روحه بیان تصوف و معرفت می کردند و نکته بلند می گفتند ـ سخن زوجهٔ مطهرهٔ خود را که ثانی رابعه می توان گفت ـ و با مرتبهٔ سلوک جذبه بر کمال داشت ـ مستشهد می آوردند و می فرمود که درین مقام سید الطائفه و سلطان العارفین چنین فرموده و حضرت بی بی چنین فرموده ـ و عادت آن خجستهٔ روزگار و مقبولهٔ درگاه آفریدگار چنین بود که هرگاه که حالی و واردی برو غلبه می کرد و در محفه با محفه کشان مهیا بودی نشستی و در سواد قصبه انبیٹھی که صحرای عظیم است در رفتی وگاهی [ص: ۳۴۶] شبان روزی وگاهی دو شب و دو روزی آن جا می گذرانیدی و چون به عالم صحو آمدی به خانه باز گشتی ـ و ازین جا معلوم شد

---

۱ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۲۰۱ ـ
۲ ـ سورة الکهف ۱۸ ، آیت ۴۶ ـ
۱ ـ شیخ نظام الدین انبیٹھی کے حالات کے لیے دیکھو منتخب التواریخ صفحه ۳-۲۸۲ ـ

که لام در کلام الرجل جزء من المرأة - برئے حقیقت است نه استغراق - شعر :

ولو کان النساء کما ذکرنا
تفضلت النساء علی الرجال

فلا التانیث لاسم الشمس عار
و لا التذکیر فخر للهلال[1]

بست و نهم : شب جدا ماندن زن از شوہر - و این حکم ضمناً در حکم بر آمدن او بی اذن شوہر معلوم شده است و ازان قبیل است -

سی ام : مال شوہر بی رخصت او دادن - و این حکم مخصوص به زر و نقد و جنس است - اما اگر طعام او بہ‌خویشان و مستحقان بدہد باکی نیست - و شوہر را نیز باید که درین امر مساہله ورزد نه مضائقه - و این باب است وسیع - و جزئیات و خصوصیات آن در کتب مطول از اخلاق باید طلب داشت -

و ازین قبیل است جنگ با شوہر و آزردن او - رسول علیه السلام فرمود که اگر کسی را بغیر خدای عز و جل سجده روا بودی زنان را فرمود می تا برای شوہران خویش سجده کردندی -

و نیز فرمود - ہر که شوہر ازو خشمگین شب کند آن زن در لعنت باشد -

و ازین قبیل است - اتباع و کنیزگان شوہر را دشمن داشتن - چه دشمنی با ایشان مستلزم دشمنی شوہر است - و مسئله مقرری بخواست که

---

۱ - (ترجمه) جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے عورتیں ویسی ہوں تو عورتوں کو مردوں پر فضیلت ہے -
سورج کے لیے تانیث کا استعمال عار نہیں ہے اور نہ ہلال کو مذکر استعمال کرنا اس کے لیے فخر ہے -

ضرب غلام زید اہانت زید است ۔ و ہم ازین جہت بعضی متکلمین استدلال بر کفر یزید پلید کردہ اورا دشمن رسول شمردہ تجویز لعن فرمودہ اند ۔ و تفصیل این مسائل بجای خود مذکور است ۔ و استفتای درین باب از حجة الاسلام محمد غزالی نمودہ اند و او دلائل بر منع نوشتہ ۔ و ابو الحسن طبرانی مشہور بکتای ہراسی کہ او و امام غزالی از کبایر تلامذہ امام الحرمین ابوالمعالی جو ینی بودند ۔ و فصاحت و تفتح کیا را بعض زیادہ از حجة الاسلام می دانستند در جواب نوشتہ کہ لعن یزید جایز است ۔ و بحث در وجوب می رود ۔ و میان این ہر دو بزرگوار بر سر این مبحث مناقشہ شدہ ۔ و این رسالہ گنجایش آن نہ دارد ۔ و شمہ ازان در [ص : ۳۴۷] رسالہ سمت ایراد یافتہ ۔ الہم ارناالحق و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل و ارزقنا احتسابہ ۔

سی و یکم : کبود پوشیدن ۔ و ازین قبیل است قال علیہ السلام[1] ۔ لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیة ۔ از ما نیست کسی کہ در ماتم طپانچہ بر روی زند و جامہ پارہ کند و رسوم جاہلیت را دعوی کند ۔ و این حکم شامل ہم ذکور را و ہم اناث را ۔

و نیز فرمود کہ لعنت کناد خدای تعالی زنان ادمہ کش را و صورت گرو موی بر را ۔ و در کتب حدیث واقع شدہ کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم دہ خصلت را مکروہ می داشت ۔ بہ رنگ زرد کردن ۔ و موی رنگ کردن ۔ و ازار زیرپا کشیدن ۔ و مردان را انگشت طلا بہ دست داشتن ۔ و زنان را در نظر نا محرمان آراستن ۔ و قمار بہ تیر ۔ و فسون خواندن غیر از معوذتین ۔ و طومار بہ گردن اطفال بستن ۔ و وقت جماع آب از محل صالح بیرون ریختن کہ آن را عزل می گویند ۔ و خواب کردن کودک با غیر محرم ۔ اما بعضی ازین امور لا باس است ۔ چنانچہ خضاب بہ نیل ۔ و چنانکہ بعضی صحابہ رضی اللہ عنہم کردہ اند ۔

و عزل بہ مذہب امام اعظم رحمہ اللہ از کنیزگان مباح است ۔ و

---

۱ ۔ مسودہ میں قولہ تعالی ہے ۔

عزل این است که چون وقت انزال شود نطفه را بجای ٔ دیگر اندازند تا فرزند مبوث (؟) متولد نه شود ـ و باوجود اباحت این فعل از مروت دور می نماید ـ چنانچه طلاق ابغض المباحات است ـ

سی و دوم : زنگله بستن ـ رسول علیه السلام فرموده که جرس سازی است از سازهائے شیطان ـ چنانکه گذشت ـ

و ازین قبیل است کاکل گذاشتن ـ چه این فعل خوارج است و مبتدع ـ و می گویند که کاکل خانه ٔ شیطان است ـ و اکثر زنان اند که اطفال را متقلد این امور می شوند ـ و بر مردان دین منع آنها لازم ـ

سی و سیوم : نام فرزند بد نهادن ـ و این بر چند نوع است ـ اول آن که نامی مخصوص ذات آفریدگار تعالیٰ و تقدس باشد ـ چون اسم الله و رحمان و غفار و ذوالجلال [ص : ۳۴۸] و امثال آن بمانند ـ بخلاف لطیف و جواد و ملک و مانند آن ـ و بهترین نامها آن است که در آن جا عبد یا حمد باشد ـ چنانچه عبدالله و احمد و حامد و آنچه بدان ماند ـ و در حدیث آمده که آن حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ـ نام مرا بنهید اما کنیت مرا که ابو القاسم باشد نه ـ

و بعضی علما می گویند که این نهی مخصوص به زمان آن سرور علیه السلام بود که التباس می آمد و حالا منهی نیست ـ و بعضی دیگر می گویند که مراد ازین نهی جمع میان کنیت و اسم مبارک آن حضرت است نه فردای ٔ فردای ٔ ـ

دوم : آنکه نامی نهند که آن جا جبروتی و استغنای ٔ مفهوم می شود ـ چون شهنشاه و مالک الرقاب ـ

نقل است که عضد الدوله[۱] دیلمی از آل بویه اول کسی است که ملقب بملک الاملاک یعنی شهنشاه گشت ـ و او شعری گفت که ازان جمله این است :

---

۱ ـ عضد الدوله نے ۹۸۳ء میں وفات پائی ـ

عضد الدولة ابن رئیسها
ملک الاملاک غلاب القدر

مضمون این که عضد الدوله پسر رکن الدوله[1] بادشاه بادشاہان و غلبه کننده قدرت است ۔

و بعد از انشاه این شعر فلاح نیست و قصه او مشهور است ۔

سیوم : اینکه در تفاول خوب نه باشد چون نجسی و شقی و مفلوک و ظالم ۔ یا به طلع مکروه باشد ۔ یا دلالت بر زیادت ہمت و خساست ۔ یا لفظ بی معنی باشد ۔ و امثال این بسیار است ۔ خصوصاً در ہندکه اعلام مرتجل در آن از حد و عد افزون است و نا خوش ۔ و احتراز ازان لازم ۔ و در آثار آمده که الاسماء تنزل من السماء ۔ نامها از آسمان فرود آید ۔ پس برای خویش فال نیک باید زد نه بد :

بسا فالی که از بازیچه برخاست
چو اختر درگذشت آن فال شد راست

و رسول علیه السلام فرموده که خدمت گران خود را رحمت و برکت و امثال آن نام منهید تا مبادا کسی آن را بخواند و جواب دہند که این جا رحمت و برکت نیست ۔

و یکی از حقوق پسر بر مادر و پدر این است که نام او نیک بنهند ۔ و ازین قبیل است طفل را شام از خانه بیرون گذاشتن که احتمال رسیدن [ص : ۳۴۹] آسیب است باو ۔

حکایت : در زمان سلیمان علیه السلام طفلی از خانه بیرون رفته و زنی جنی به صورت مادر آن طفل بر آمده و بر او مفتون‌گشته ۔ و ہر دو زن را بر آن فرزند نزاع شد ۔ و مرافعه به آن پیغمبر علیه السلام نمودند ۔ و حواله آن قضیه با چار بنی اسرائیل فرمود ۔ ہمه از تشخیص آن عاجز

---

۱ - رکن الدولہ کی وفات ۳۶۹ھ میں ہوئی ۔

آمدند ۔ پیغمبر علیه السلام فرمود ۔ تا به شمشیر دو پاره ساخته نصف آن طفل را به یکے و نصفی را به دیگری بدهند ۔ چون جلاد تیغ کشید مادر حقیقی او فریاد برداشت و بگریست و گفت ۔ اورا ضائع مسازید ! بگذارید ! تا پیش این دعوی‌گر باشد و زنده بماند ۔ و ما از دعوی ماندیم ۔ و در آن جنی هیچ تغیری نه رفت و بر همه روشن گشت که آن دیگر جنی است ۔ و غایب شد و فرزند به مادر خویش رسید ۔ و ازین جهت گفته اند که قضیه تشخیص آن دشوار باشد حاکم را باید که فراست خود را کار فرماید به فیصل رساند و مناسب این حال می گویند ۔

حکایت : زنی در کشمیر پسر صغیر خود را کشته و بخانه اتباغ که عداوت جانی به او داشت انداخت ۔ دعوی به مجلس سلطان زین العابدین، که بادشاه عادل ممیز بود ، برده ۔ هر چند ازان اتباغ پرسیدند انکار آورده وگفت ۔ که من چیزی ازین معامله نه دانم ۔ سلطان اورا در خلوتی برده و گفته ۔ بیا ! اگر این طفل را نه کشتهٔ درین مجلس برهنه شو تا بدانیم که از تهمت پاکی ۔ او گفت ۔ مرا اگر پاره پاره سازید تن به رسوایٔ نه می دهم ۔ همین تهمت خون بس نیست که باری این عار هم بر خود روا دارم ۔ پس سلطان آن زن مدعی را در گوشه طلبید ۔ همین سخن به او گفت ۔ او فی الحال قبول کرد و در پیٔ برهنگی شد ۔ و سلطان به فراست معلوم کرد که این کار اوست ۔ و تازیانه چند فرمود آخر به اقرار آمد ۔

و جایٔ دیگر به نظر آمده که در قضیه جنی حکم کرده اند که هر کس که ازین دو زن دعوی دیگر در شیشه در می آید ۔ اورا باشد و جنی در حال در شیشه رفت تا سر آن را محکم گرفته طفل را [ص : ۳۵۰] به مادرش سپردند والله اعلم بالصواب ۔

و امثال این نوع قضایا که سلاطین ماضی بلکه در زمان خویش هم شنیده شده بسیار است و نوشتن آن عهده این رساله نیست :

---

۱ ۔ سلطان زین العابدین کا سن وفات ۱۴۷۰ء ہے ۔ اس کا شمار کشمیر کے عظیم حکمرانوں میں ہے ۔

فرہاد نیست ورنہ درین قصر زر نگار
چندین ہزار صورت شیرین کشیدہ اند

و ازین قبیل است مواشی را شام از خانہ بر آوردن کہ احتمال گم شدن و افتادن در زراعت مردمان دارد ۔ و تاوان بر خاندان لازم می آید ۔ و قصہ افتادن گوسفند در زراعت شخصی و مرافعہ[1] بہ داؤد علیہ السلام نمودن و تفصیل رسانیدن سلیمان علیہ السلام آن دعوی را موافق حکم ربانی در صغر سن و رسیدن او بہ درجہ نبوت در کتب تفسیر مبسوط است ۔ و کریمہ :

"و داؤد و سلیمان اذ یحکمٰن فی الحرث الایة ۔[2]"

ازین معنی خبر می دہد ۔

و ازین قبیل است در نا بستہ بہ خواب رفتن و شبہا سر کوزۂ آب نہ پوشیدن و چراغ نہ کشتہ خواب کردن ۔ و از جہت این کہ شب محل ورود حوادث است ۔ و در ترک این فعل ضروری مقصود علاج واقعہ پیش از وقوع ضروری است ۔ و وجہ منع نا پوشیدن سرکوزہ آن کہ شاید سگی یا گربہ دران کوزۂ سرکشادہ دہن انداختہ آلودہ سازد ۔ یا جانوری زہر دار در آید ۔ و گاہی باد سموم نیز بہ سرایت می کند ۔ و وجہ چراغ نا کشتن آن کہ احتمال در گرفتن آتش است و در خانہ و جامہ خصوصاً وقتی کہ خانہ از خس باشد و احتمال در آمدن از در دراست و رسانیدن آسیب ۔ و این منع نسبت بہ فقرا است اما نسبت بہ ملوک و اغنیا کہ پاسبان دارند و چراغ مطلوب ایشان است مکروہ نیست ۔ واللہ اعلم ۔

قال علیہ السلام خمروا الانیة و اغلقوا الباب و اطفوا المصابیح و اقوالاسقیة و لا ترسلوا مواشیکم و اولادکم اذا غربت الشمس ۔ سرکوزہا بپوشید و درہا بر بندید و چراغہا بمیرانید و دہن مشکہا و امثال آن را

---

۱ - مخطوطے میں مرافقہ ہے ۔
۲ - سورۃ الانبیا ۲۱ ، آیت ۷۸ ۔

بستہ دارید و چارپایان را و اطفال خود را از خانہ بیرون مگذارید وقتی کہ آفتاب روی [ص : ۳۵۱] بہ غروب نہد - و این ہمہ شفقت و کراہت تنزیہی است نہ آنکہ در ترک این افعال بزہ کاری عاید می شود - شعر :

یا راقداللیل مسرور باولہ
ان الحوادث قدتطر قن السحار

بعالم کسی سر بر آرد بلند
کہ در کار عالم بود ہوشمند

سی و چہارم : یک کفش پوشیدہ رفتن قال علیہ السلام لا یمش احدکم فی نعل واحد - باید کہ راہ نہ رود ہیچ یکی از شما با یک کفش بلکہ یا ہر دو پای برہنہ یا ہر دو پای پوشیدہ باشید - و این حکم تعبدی است - و وجہ قبح آن بعقل نہ می توان دریافت غیر ازن کہ نا ملایم و خلاف موتاد می نماید - و شارع کہ عقل وی عقل کل است معنی درین باب دریافتہ باشد کہ ما از دریافتن آن عاجزیم - و تقلید آن ما را کافی است -

و ازین قبیل است استادہ نعل پوشیدن - نہی ان ینعل الرجل قائماً - پیغمبر علیہ السلام منع فرمود ازین کہ مرد نعل ایستادہ بپوشد - و مراد ازین نعل موزہ است کہ درین صورت تکلف اوست - و احتمال افتادن - و ازار ایستادہ پوشیدن و دستار نشستہ بستن ہم ازین مقولہ است - کہ ازار ایستادہ پوشیدن در حالت قیام احتمال کشف عورت است و ترک آن فعل مستحب - اما در دستار ایستادہ بستن ظاہرا تعظیم معتبر است - چہ شریف ترین اعضا در بدن آدمی سر است - و حالت قیام بتعظیم آن اقرب است -

حکایت : یکی از ملوک بنی امیہ امام جعفر صادق[1] را رضی اللہ عنہ کہ مندیلی بصد درہم خرید و بر بست - او گفت - ای فرزند رسول خدا !

---

۱ - امام جعفر صادق کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی -

این همه اسراف برای چیست ؟ در جواب فرمود تو از برای خسیس ترین اعضا 'شنیده ام' که کنیز کی خریدهٔ بهزار درم - اگر من برای شریف ترین اعضا دستاری بصد درم خریده باشم عیب - اما اگر کسی باشد که بایستادن او جمعی برای تعظیم او بایستند اورا دستار نشسته بستن مستحب است که موجب حرج دیگران نه شود -

سی و پنجم : میان دو زن رفتن - نهی النبی [ص : ۳۵۲] علیه السلام ان یمشی الرجل بین المرأتین - منع فرمود پیغمبر علیه السلام ازین که مردی میان دو زن رود که از موجبات فقر اضطراری است - و اگر ہر دو حایض باشند زبس (؟) دیوانگی است -

سی و ششم : کسی را در غلط انداختن - نهی الرسول صلی الله علیه وسلم عن اغلوطات - منع فرمود پیغمبر علیه السلام از اغلوطه - و اغلوطه بروزن اعجو به واحد و به است -

و ازین قبیل است امتحان بدانش کردن - قال علیه السلام - الممتحن ملعون - امتحان کننده ملعون است - چرا که منشاء آن حسد و حقد و عداوت و اظهار رعونت خود است - و اینها همه مذموم و مرتکب این مشوم است - اما اگر امتحان در وادی مال و معامله باشد قصوری نه دارد تا حقیقت جوہر آدمی معلوم شود - و قصه شعیب علیه السلام که موسیٰ علیه السلام را تا ہفت سال بیازمود آن گاه معصومهٔ خود را باو تزویج کرد مشهور است - و امثال این بسیار است - و ہم چنین است آزمائشی که اساتذه تلامذه را می نمایند تا در مسائل دقیق طبع ایشان را [جلای بخشند و در سواد(؟) شود - و از مبادی به مسائل انتقال یابد - و این را در اصطلاح علما تمرین می گویند - یعنی در رنج انداختن و احاجی باست (؟) مشهور از مغالطات و مفرد آن احجیه است -

سی و ہفتم : در ظروف کدو - استعمال ظرف که آن را بغیر مالیده یا از بیخ درختی کنده یا نفت برو مالیده باشد - نهی الرسول صلی الله علیه وسلم عن الدباء و الحنتم و المرقب و انقر - نهی فرمود پیغمبر علیه السلام

از آوند کدو و قیر مالیده و زفت کشیده و از بیخ درخت کنده شده ۔ و این وقتی است که این آداب از کفار باشند که احتمال دارد که چیزی نجس چون شراب وگوشت مردار در آن انداخته باشند و غسل آن ممکن نه بود ۔ اما اگر یقین باشد که دل ازین دغدغه فارغ است ہیچ باکی نیست ۔ چه مدار کار شرع بر تحری است که عبارت است از گواہی دل ۔ و بعضی محدثین فرموده اند که این نہی در ایام جاہلیت بود و منسوخ شد ۔ و بعضی کراہت تنزیہی می دانند نه تحریمی بہر حال وسعتی دارد ۔

سی و ہشتم : [ص : ۳۵۳] دم در آب دمیدن که مشابه است بفعل حیوانات ۔ و رسول علیه السلام از نفخ در کوزه فرموده ۔

و ازین قبیل است طعام گرم را بدم سرد ساختن ۔ که منشاء آن حرص است و شره و علامت بی صبری است ۔ و نیز می تواند بود وجه منع کراہت طبعی تنزیہی باشد ۔ چه بسیار کسان از خوردن آبی و طعامی که در آن دمیده اند متنفر باشند ۔ ہر چند سور المومن شفاء واقع شده ۔ اما طبائع مختلف است و تکلیف غیر جایز ۔

سی و نہم : در خانه خالی خسپیدن که موجب آسیب جن است و استیلاء وہم ۔ و بسیاری جن در خلوت به ہلاکت رسانیده ۔ و بعضی این معنی را حمل بر وہم و غلبهٔ سودا می کنند و نه چنین است ۔ و رسول علیه السلام از خسپیدن در خانه خالی منع فرموده ۔ و جماعت که نیت خلوت و عزلت داشته باشند و انقطاع از خلق خواہند مستثنیٰ اند و تصحیح نیت شرط است :

خلوت و صحبت دیو اختیار کن
کاثار انس در گیری آدمی نه ماند

فصل : آیات قرآنی و احادیث نبوی و آثار و اخبار عامه ابرار و اخیار از ذکر جن و احکام آن مملو و مشحون است ۔ قال الله تعالیٰ[1] :

---

۱ ۔ مخطوطے میں قال علیه السلام ہے ۔

و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون ـ[1]

و حدیث لیلة الجن در کتب سیر مشهور و سبب نزول سورة الجن[2] در تفاسیر معروف ـ و بزرگی از امت کتابی مجلدی معتبر مطول نوشته و نام آن احکام الجن مانده و حکایات و آثار غریبه در آن نقل نموده ـ و آن چه ما دیده ایم این است ـ

در خانه که احتمال غیری نه بود خشتها و سنگ ریزها از سقف و دیوار افتاده وگاه گاهی خاکستری و انگشتی یا پنبه یا کاغذی و امثال آن در پیش مردم افتاده و هرگز نه شنیده که ضرری از آنها بآدمی رسیده باشد ـ و در یک ساعت چار مرتبه از خانه خسی بی آنکه کسی آتش دهد سوخته و آتش اندر آن پیدا نبوده و احیاناً در صورت اخگری نمودار گشته ـ و طرفه تر این که عزایم خوانی آمده و بر سر کودکی ساده لوحی یا دختری [ص:۳۵۴] نا بالغی چادر انداخته و آئینه پیش او نهاده دعاها و افسونها خوانده احوال ماضی و مستقبل پاره راست پاره دروغ گفته و جن را در شیشه یا در کوزه انداخته و سر آن را مهر کرده در صحرا برده گور کرده اند ـ و آن پسر یا دختر تا یک دو روز بی هوش مانده باز بحالت اصلی خود آمده و بعد از چند گاهی می گویند که جن بعد از شکستن آن ظرف خلاص یافته باز بنیاد فساد نهاده ـ

نقل است که چون برهان الاولیا شیخ حسین خوارزمی قدس الله روحه به ماوراء النهر رسید ـ مولانا احمد چند (؟) زر کبایر علماء روزگار بود، محفه شیخ را بر دوش گرفت ـ و در ان معرکه دستار از سرش افتاد ـ و شاگردان بملازمت برخاستند ـ گفتند ـ شما تعظیم علم را بر خاک زدید که پیش شخصی که در علم بادنیای مرتبه شما نه می رسد این چنین اظهار خاکساری کردید ـ مولوی گفت ـ که آن چه من درین بزرگوار می بینم اگر بر شما ظاهر شود معذور دارید ـ زمانی که حجرهای خانقاه بدرویشان قسمت می نمودند مولوی

---

۱ ـ سورة الذاریات ۵۱ ، آیت ۵۶ ـ
۲ ـ سورة الجن ۷۲ ـ

نیز التماس حجرۂ کرد و بحسب اجابت و اجازت مشغولی بذکری که تلقین یافته بود یافت - و روزی بعرض رسانید که جن ہر شب درین حجره مرا تشویش می دہد و بصورت عجیب مہیب ظاہر گشته حال بر من می شوراند - حضرت شیخ تبسمی فرموده عصای خود باو دادند تا ہمراه دارد - مولوی دران شب ایمن شد - و صباح آمده بفریاد می گفت - سبحان الله احمد چل سال در مدرسه جانی کند و رتبۂ چوبی ہم حاصل نه توانست کرد -

و حکماء متقدمین بوجود جن قایل نه بودند بخلاف متاخرین که می گویند - جن نوعی است از مخلوقات در مقابله مقابل جزء ناری در ترکیب او غالب است - بہر شکلی متشکل می توانند شد - و در اندک فرصت مسافت بعید طی می توانند کرد -

فصل : بخاطر ساطر عفی الله عنه چنین می رسد که بموجب نص صریح :

''و شارکهم فی الاموال و الاولاد -''[1]

و در حدیث صحیح باین مضمون که اگر کسی در حالت مباشرت بسم الله نه گوید شیطان را در مولود بہره است - معلوم می شود که شیاطین و جن را بسبب [ص : ۳۵۵] غفلت از خدای عز و جل قوت تصرف تمام در بعضی نفوس انسانی می باشد - و ہم چنین بجای دیده شده که چنانچه خلقت آدمی از جوہر روح است ہم چنان ہمزادی که با ہر فرد انسانی می باشد از نفس است - و بعد از سقوط نطفه آن ہمزاد باوے روز بروز نشو و نمای یابد و بنام او مسمی می گردد - و چون روح از بدن مفارقت می نماید آن عفریت خبیث را روی ترق بعالم ملکوت نه می ماند و ہمچنان سرگردان درین عالم سفلی می باشد - و آزارہا بمردم می رساند - و احکامی که بر دیگر اجسام مترتب می شود برو نیز می گردد و افعال غریب ازوی بظہور می آید - مثل ظاہر شدن بصورت ہر حیوانی که خواہد و آواز کردن مثل آواز آدمی و سایر حیوانات - و چنین می گویند که

---

۱ - سورۂ بنی اسرائیل ۱۷ ، آیت ۶۴ -

اگر جنی بصورت حسی ظاہر شده باشد مادامی که اورا مقید بنظر خویش سازند قوت حرکت درو نه می ماند و نه می تواند از نظر غایب شد ۔ و اسلام ایشان را بعضی تجویز نه می کنند بخلاف ۔ و رسول علیه السلام حدیثی فرموده باین مضمون که ہیچ یکی از شما نیست که باوی قرینی از جن و قرینی از ملک موکل نه باشد ۔ و چون پرسیده اند که یا رسول الله ! با تو ہم شیطان قرین است ۔ خود را مستثنیٰ ساخته فرمود که الاشیطانی فاسلم ۔ یعنی شیطان من بحول و قوت خدا وندی و عز شانه مغلوب من گشت تا اسلام آورد ۔ و سامعان این لفظ اسلم را صیغه مضارع متکلم ثانی مضمون دانندکه بمعنی سلامت می باشم ۔ یا مخصوص دارند بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم ۔ و در روایت دیگر فامن واقع شده و آن جا نیز ہمین احتمالات باقی است ۔ و بعد از زمانی چون عبور بر بعضی کتب حکمت افتاد ۔ موافق اعتقاد خویش عبارتی در کتاب مجمل الحکمة که ترجمه اخوان الصفا[1] است یافت که استشہادی ازو توان نمود بعینها ایراد می یابد حکمای الہیون بر آن اند که چون نفسی باشد که اورا مصیبتی نه بود و بدنیا تعلقی نه دارد [ص : ۳۵۶] از جمله آنہا بود که نجات یابد و لیکن اورا درجات نه بود ہم از جمله عفریتان نه باشد بلکه سلیم بود از عذاب و عقاب چنانچه قومی که ایشان در شرف باشند از بزرگی قومی که در زندان باشند از عاجزی ۔ و قومی در شرف باشند و نه در حبس بلکه مطلق باشند و لیکن درویش باشند ۔ و نیز حکمای الہیون بر آن اند که در عالم سفلی نفسہا اند که فعلہای ایشان ظاہر است . و ذات ایشان پوشیده و ایشان را روحانیان خوانند ۔ و ایشان نوعہا اند که بعضی از ایشان را جن خوانند و بعضی را شیاطین ۔ و بعضی را ارواح خوانند و بعضی را ملک خوانند که تعلق بسموٰات دارند ۔ و این نفسہا در جسدہا بوده باشند و در زمانہای ماضیه بدن را تہذیب کرده و تصرف یافته و از عالم اجسام مفارقت کرده بذات خویش قایم شده و در سماوات سیاحت یافته اند از ابدالابدین ۔

---

۱ - شیعی فضلا کی ایک جماعت تھی جو دسواں صدی عیسوی میں بصرہ میں قایم ہوئی ۔ دینی و فلسفی مسائل پر باون رسالے شائع کیے ۔ جو مختلف مصنفین کے لکھے ہوئے تھے ۔

و اما عفریت و شیاطین نفسهای شریر آن باشند و مفسدان ایشان در جسدها بوده باشند در زمانهای ماضیه و بدهای آموخته باشند و بدی مایه این نفوس شده باشد و جوهر ایشان صورت حسد و بخل و شهوت و غضب و حرص و آز پذیرفته باشند ـ و چون مفارقت یابند کور مانده باشند از دیدن نفوس ظاهره و افلاک ـ چون چشم درد رسیده از کتاب ـ و ناقل همین کتاب گوید که مانند نفوس اشرار چون چشم دردمند است و بیمار که بهترین دیدنیها آفتاب است و خوشترین چشیدنیها شهد است و هر دو از آفتاب و شهد بی نصیب باشند ـ از آن که چیزهای بد خورده و پرهیز نه کرده باشند ـ پس در بیماری پشیمانی سود نه دارد ـ و بمواضع دیگر شرح این بگوئیم ـ انتهیٰ ـ

و ساطر را از مجموع بریق نقل نوشته همین عبارت مطلوب بود ـ اما عفریت و شیاطین تا آخر باق و العهدة علی الراوی ـ بالجمله انکار وجود [ص : ۳۵۷] جن مثل انکار بدیهیات است و مفضی بانکار عالم ملکوت و ارواح و سایر مغیبات ـ و ازین که صورت جنی بر نظر یکی ظاهر نه شود نه می توان مطلقاً نفی آن کرده ـ و اگر کسی خود را درین مرتبه قرار دهد که عالم هر چه هست همین است که ما بحس سمع می شنویم و ببصر می بینیم و غیر ازین چیزی دیگر نیست ـ با این چنین کس را مارا خطاب نیست که او می تواند که روح را بلکه واجب الوجود را نیز منکر شود و مستدل را با مانع مجرد بحث کردن مشکل ـ خصوصاً در خطابیات و نقلیات :

الا قل لمن یدعی فی العلم فلسفة
حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء

حق سبحانه تعالیٰ پرده غفلت و غشاوه ضلالت را از دیدهٔ و دل همه طالبان راه بر دارد ـ و عارف کاملی است در روزگار بادشاه عارف نام سید عراق عالی نسبی مرتاضی صاحب خوارق که بطریق عموم شهرت از ثقات شنیده شد که چون دست بهوای برد هر نوع دینار مسکوک که می خواهند ببخشند ـ و میوهای بمردم از هر قسم در هر موسمی که طلب دارند می

دہد - بعضی می گویند - تسخیر جن دارد - واللہ اعلم - و بعض علمای صوبۂ پنجاب پیش ازین چندین سال درین باب بہ او پیچیدہ بودند - او از آن جا بکشمیر رفت و از آن جا بتبت و باز معاودت نمودہ در بلدہ لاہور اقامت دارد - چون نظر بوسعت عالم امکان و غلبۂ قدرت واجب تعالیٰ می کنم اینہا ہمہ گنجایش دارد ہر چند از نظر این طایفہ مخفی نمانند -

و یکی از علامات صحت ایمان اعتقاد بکرامات اولیا است - و تکذیب آن کفر صریح است و این باب است وسیع - آیا نہ می بینی کہ بسیاری از ارباب نظر ہر چند در ابتدای حال سیر در مدعیات و دلایل مخالفین نمودند و مشکوک و شبہات آوردند و نوشتہ اند - اما آخر براہ بری علم یقین پی بمقصود بردہ اند -

نقل است از اکابر التواریخ کہ در سال چہار صد و پنجاہ و ششم از ہجرت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم از عجائب اموری کہ در بغداد و عراق و عرب و خوزستان وقوع یافت [ص : ۳۵۸] آن بود کہ جماعتی از اکبرآباد برسم شکار بصحرا رفتہ بودند کہ خیمۂ چند سیاہ بصحرا زدہ اند و آواز نوحہ گران و گریہ کنندگان بفلک رسیدہ و چنان ظاہر می شود کہ جماعتی از عورات خود را می زنند و گریہ می کنند - و چون آن جماعت نزدیک خیمہا رفتند بظاہر ہیچ احدی نہ می دیدند - اما آواز نوحہ وگریہ و طپانچہہا زدن بر روی می شدند - درین اثنا آوازی بگوش ایشان رسید کہ ای بنی آدم ! بدانید کہ سید بزرگ بادشاہ جنیان فوت شد و این نوحہ وگریہ در ماتم اوست - و در ہر شہری کہ اہالی آن شہر مراسمۂ تعزیت او بجا نہ خواہند آورد ما آن شہر و اہل آن را خراب خواہیم ساخت - چون آن جماعت اکبر آباد این خبر ببغداد بردند اکثر عورات آن جای روی بقبرستان آن شہر نہادہ چند روزی بمراسم تعزیت قیام نمودند و نوحہ و زاری می کردند - و ہمچنین در اکثر جا بلاد عراق و عرب و خوزستان این اضحوکہ شائع شد - و ازین عجیب تر ابن کثیر شامی در تاریخ خود آوردہ کہ در ایامی کہ ما در موصل و سایر بلاد جزیرہ و عراق عرب اکثر خلایق را درد گلو پیدا شد - و بواسطہ آن خلایق بیمار شدہ بی شمار ہلاک

شدند - ہر چند اطبا معالجہ می کردند فائدہ ظاہر نہ می شد - و آخرالامر چنان ظاہر شد کہ عورتی از عورات جن کہ اورا نام ام عنقود گفتندی پسرش عنقود نام فوت شدہ بود و ہر کس کہ ماتم آن نہ می داشت بآن مرض مبتلا می گشت و از ہم می گذشت و تمامی مردم این عبارت را کہ - یا ام عنقود اعذرینا قدمات عنقود و مارزینا - و رد زبان ساختہ بودند - یعنی ما در عنقود معذور دار ما را کہ عنقود فوت شدہ و ما تعزیت او نہ داشتیم - القصہ تمام مردم آن بلاد سیما اوباش از زن و مردان این افسون می خواندند - بنابران درمیان مردم نام آن سال تعزیت عنقود مشہور گشت - و العہدۃ علی الراوی -

حکایت : در آن ایام کہ بلدۂ لاہور پایۂ تخت خلیفہ زمان بود و در شہور سن نہ صد [ص : ۳۵۹] و نود و شش مقربی از مقربان درگاہ بپایہ رسانیدند کہ جمعی از ہندوان اجمیر بجانب فتحپور روان شدہ بودند تا عرض حضرت را ملازمت نمایند - در اثناء راہ چندین از قافلہ جدا شدہ بکنار حوضی مشہور فرود آمدہ بودند و دیدند کہ چادرہا زدہ و از آشنایان ایشان از خیمہا بر آمدہ یک دیگر را ملاقات نمودند و حرف و حکایات از ہر جانب پرسیدہ این مہمان را در منزل خود بردند - و طبقہائ از بزرگ درخت رسم ہندوان می باشد بیش این جماعت کہ قریب پانزدہ شانزدہ کس بودند نہادہ اشارت بتناول طعام کردند - چون ایشان سرپوش از طبقہا برداشتند دیدند کہ در ان ظروف کہ سگ وگربہ و آدمی و غیر آن است بدہشت تمام برخاستند - و کلہا بر سر ایشان می ریخت - بعضی از ہول جان در ساعت دادند و بعضی دیوانہ شدند و بعضی بیمار - و یکی ازان جماعت می گفتند کہ در لاہور آمدہ بود و بپادشاہ ہم نمودند -

و امثال این حکایتہا بسیار است - اگر ہمہ راست نہ باشد و یکی ہم وقوعی داشتہ باشد از برائ ایمان بغیب کافی است - زنہار کہ در وجود جن انکار نہ کنی کہ انکار حسی است - وجود این قسم آفرینش دلیل وجود ملائکہ است و سایر مغیبات ولی الرشاد و ملہم السداد -

چہلم : وقت ذکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم درود نہ فرستادن - ہر آن کہ بہ موجب کریمہ :

"ان الله و ملئکته" الایه

درود پیغبر علیه السلام در تمام عمر یک بار گفتن فرض است و تکرار در سایر اوقات چون تکرار کلمه لا اله الا لله مستحب است ـ و در تشهد آخر بمذهب بعضی واجب و نزد بعضی سنت ـ و در تشهد اول صلٰوة فرستد سجدهٔ سهو لازم آید و آن همین قدر است که اللهم صل علی محمد و کمتر ازین سجدهٔ سهو واجب نیست ـ اما وقت گفتن نام آن سرور یا شنیدن آن ترک صلٰوة مکروه است ـ قال علیه السلام ـ من ذکرت عنده فلم یصل علی فقد جفانی ـ کسی نزد وی نام من مذکور شود و درود بر من نه فرستد [ص : ۳۶۰] مرا جفا کرده باشد ـ

و نیز فرمود ـ هر که یک بار بر من صلٰوة گوید حق تعالیٰ برو ده بار و بروایتی هفتاد بار صلٰوة فرماید ـ بدلیل قوله تعالیٰ :

"من جآء بالحسنة فله عشر امثالها ـ[۲]"

پس لازم آمد که هر که درود فرستد ده بار بلکه هفتاد بار محمود خدایٔ تعالیٰ شود ـ نوشتن حکم خواندن دارد ـ تا اگر نام پاک آن سرور صلی الله علیه وسلم نویسد اورا صلواة و امثال آن نه نویسد ـ درین وعید و تهدید داخل شود . چه القلم احد اللسانین امری است مقرر ـ و مشائخ تشریح فرموده اند که وقتی کتابت اسمهایٔ آن حضرت خواه با رسم خواه بکنیت و صفت ـ صلی‌الله‌علیه وسلم ـ یا صلوات الله و سلامه ـ و علیه الصلواة و السلام ـ یا علیه السلام و امثال اینها بتمام باید نوشت ـ نه آن که اکتفا باشارت‌کنند ـ چنانچه صلی الله علیه وسلم را صلعم که این جمله کوتاهی است و بی ادبی است ـ فی الواقع چه انصاف است که کسی از نوشتن چنین مزخرفات دلگیر نه شود و از کتابت درود بر آن سید عاقبت محمود ملول گردد ـ و این علامت کمال بی سعادتی است ـ و همچنین است ترک درود وقت ذکر اسامی آل و اصحاب و ازواج و ذریت مطهرهٔ آن حضرت و همچنین ذکر

---

۱ ـ سورة الاحزاب ۳۳ ، آیت ۵۶ ـ
۲ ـ سورة الانعام ۶ ، آیت ۱۶۰ ـ

عامه انبیا و اولیا و علما و صلحا و اتقیا است ـ بحسب اختلاف مقامات و تفاوت درجات ایشان ـ

باید دانست که اطلاق لفظ صلواة بر سبیل استقلال و انفراد بر افراد و احاد است بی تبعیت نام رسول علیه السلام مکروه است که از خصایص آن حضرت بود ـ چنانچه خود فرموده که ـ اللهم صل علیٰ ابی اوفیٰ ـ و دیگری را نه می شاید که ـ اللهم صل علیٰ فلان و فلان ـ مگر وقت ذکر آن حضرت چنانچه ـ اللهم صل علیٰ محمد و آله و اصحابه ـ خواه بلفظ علیٰ خواه بی فاصله علیٰ ـ و شیعه فاصله آوردن بعلیٰ درمیان نام مبارک آن سرور علیه السلام و آل او مکروه می دارند ـ و احادیث صحیحه بهر دو طریق وارد شده ـ و چون سلام بر ذکر نام آن پیغمبر علیه السلام بمعنی صلواة است و مخصوص انبیاءست علیهم السلام ـ و اطلاق لفظ 'علیه‌السلام' بر آل و اصحاب بمذهب جمهور [ص : ۳۰۱] محدثین جایز نیست ـ و نزد بعضی مکروه است ـ کراهت تحریمی و بقول بعضی تنزیهی ـ و امام نووی[1] رحمه الله قائل بجواز آن شده و کار را وسیع ساخته ـ و عمل عامه علمای متقدمین این است که بر جمله اصحاب کبار و صغار رضی الله عنهم می نوشتند ـ چنانچه آیته کریمه :

''رضی الله عنهم و رضوا عنه ـ''[2]

افصاح ازان معنی می کند ـ بر سایر طبقات تابعین و ائمه مجتهدین رحمه الله یا رحمة الله علیه ـ بعضی از متاخرین نام امیر المومنین علی مرتضیٰ را رضی الله عنه بکرم الله وجهه مخصوص سازند ـ و اولیاء و مشائخ را قدس الله روحه ـ و اعلی الله ذکره ـ و ذکر الله بالخیر ـ و روح الله روحه ـ و مثال آن می نویسند ـ و اگر بجای 'علیه السلام' برغیر پیغمبران 'سلام الله علیه' اطلاق فرمایند ظاهرا باتفاق ماجور باشند ـ و مکاتبات مترسلین ازین عبارات مشحون است ـ والله اعلم ـ

---

۱ ـ امام نووی ابو زکریا یحییٰ ابن شرف محی الدین النووی (متوفی ۱۲۷۸ء) عظیم محدث ہیں ـ ان کی سب سے اہم تصنیف شرح صحیح مسلم ہے ـ

۲ ـ سورۃ التوبه ۹ ، آیت ۱۰۰ ـ

و در افضل صلواة و اکمل التحیات است ـ کدام اخلاق و ہمہ آن عبارات باسناد صحیح ازان افضل نوع بشر صلوات الله و سلام علیہ ما طلع الشمس و القمر مروی است ـ و در کتب احادیث مستوفی و مستوجب است ـ و بعضی جمع میان جمیع آن طرف نمودہ ـ و اصحاب صحاح ستہ[1] این صلواة را اختیار فرمودہ اند کہ ـ اللهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و ازواجہ و ذریاۃ کما صلیت علیٰ ابراهیم و علیٰ آل ابراهیم انک حمید مجید ـ و وجہ تشبیہ میان ہر دو صلواة با آنکہ صلواة بر پیغمبر ما کہ مشبہ است اقویٰ است از صلواة بر ابراہیم پیغمبر مشبہ بہ است آن است کہ چنانچہ صواب صلواة بر ابراہیم و آل ابراہیم غیر مقطوع است ہم چنان ثواب صلواة بر پیغمبر ما علیہ و علیهم السلام نیز غیر مقطوع است ـ و محدثین ازین سنہ بچند وجہ جواب دادہ اند ـ و بہترین آنها برغم جامع اوراق آن است کہ دمامینی[2] شارح بخاری گفتہ ـ و آن این است کہ درین عبارت تشبیہ صلوۃ مجموع بمجموع واقع شدہ ـ و چون در آل پیغمبر ما علیہ السلام ہیچ پیغمبری داخل نیست بخلاف آل ابراہیم کہ پیغبران بی شمار از ایشان مبعوث اند [ص : ۳۶۲] شک نیست کہ حصہ ثواب آل ابراہیم بیشتر از حصۂ آل پیغمبر ما علیهم السلام خواہد بود باعتبار کمیت ـ زیرا کہ ظاہر است کہ قربتی با نبی ہرگز در ثواب برابر نیست ـ ہر چند کہ حصہ کہ راجع بذات پیغمبر ما تنہا باشد نسبت بحصہ ابراہیم علیہ السلام ـ قطع نظر از آل و اصحاب مضاعف خواہد بود باعتبار کیفیت ـ و این بدان ماند کہ بدو مقرب خویش فرماید کہ این مقدار زر شما ہر دو بر وجوہ و تابعان فرا خور رتبۂ و حالت ہر کدام تقسیم نمایند و یکی ازینها ہر دو توابع و لوا حق بلند مرتبہ بسیار دارد و دیگری را اگرچہ لواحق او مثل لواحق اول صاحب رتبہ باشند اما خود بقرب بادشاہ رتبۂ اعلیٰ دارد چنانکہ سہم او در آن درجہ

---

۱ ـ احادیث کے مجموعوں میں سے چھ مستند اور صحیح سمجھی جاتی ہیں یعنی صحیح بخاری ـ صحیح مسلم 'سنن ابی داؤد'، سنن ترمذی ، سنن نسائی ـ سنن ابن ماجہ ـ

۲ ـ بدر الدین ابو عبداللہ الدمامینی (متوفی ۱۴۲۴ء) شارح صحیح بخاری مشہور محدث ہیں ـ گلبرگہ میں مزار ہے ـ

شریک نیست ـ و یقین است که در وقت تقسیم زر بتوابع اول چون بکمیت و کیفیت بیشتر و بهتر اند از توابع ثانی زیاده خواهند رسید ـ اما حصه ثانی بتنها چون افضل است و اکمل از اول بیشتر خواهد بود نسبت بآنچه به اول تنها می رسد و درین جا افضلیت مشبه لازم نه می آید :

به آن رخ چرا کنم تشبیه
...............[1] ناموجه به

گر چه آمد مشبه به خوب
لیک صد بار ازو مشبه به

مخفی نه ماند که این توجیه وقتی وجیه باشد که لفظ آن صلواة واقع شود ـ اما نظر به بعضی روایات که در مشبه و در مشبه به ذکر آن باشد دغدغه باقی است ـ گر چه میدان تاویل وسیع است ـ

و یاد دارم که در ابتدای تحصیل وقتی که ارشاد نحو می خواندم و بآن جا رسیدم که 'کاف' چنانچه برای تشبیه می آید احیاناً برای تجرید هم باشد ـ چنانچه اکرم زیداً کالقبه ـ معاً بخاطر رسید که برین تقدیر در حدیث مذکور هم کاف برای تجرید نه باشد یعنی خدا وندا بمجرد آنکه درود بر ابراهیم فرستی درود بر پیغمبر ما فرست ـ و در فعل واجب تعالیٰ هیچ تقدیم و تاخیر نیست ـ و چون استاد علیه الرحمة این توجیه شنید بسیار پسندید ـ اللهم صل علیٰ محمد سیدنا و آله الف الف مرة بعدد کل ذرة ـ

چون فضلیت درود و شرف منزلت آن دانستی [ص:۳۶۳] جهد نمای که زبان را پیوسته بادای آن برداری که هیچ عبادتی بالاتر و هیچ درختی بلند تر ازان نیست ـ عزیزی می گفت که در آخر زمان اکثر طاعات برباد سمعه آلوده خواهد بود مگر تفکر در عجائب صنع پروردگار و درود بر سید ابرار :

---

۱ ـ مخطوطے میں اتنا حصه محذوف ہے ـ

تا درون تو نور احمد ہست
بیقین دان کہ ایمنی زریا
خود بصورت نگر کہ (؟) بود
صدف در احمدی مختار

نقل است ۔ یکی از متمولان بفسق و فجور و انواع معاصی و شرور مبتلا بود و باوجود آن شبہای جمعہ درود بسیار بر حضرت نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ فرستادی و چون پیک اجل در رسید و او رخت ازین عالم بسرای کہ ناگزیر است ہمہ را برو ۔ پسرش بسفر رفتہ بود آمد و قالب اورا از لحد بر آوردہ کہ رویش تمام سیاہ شدہ ۔ خواب ازان ہول گرد چشمش نہ گشت ۔ و در واقعہ دیدکہ شخصی نورانی پیدا شد و دستی کہ ید بیضا پیش آن خجل بود بر روی پدرش کشید و آن تاریکی بروشنی و آن سیاہی بسفیدی مبدل گشت ۔ چون خواست کہ باز گردد پسر دست در دامن آن بزرگ زد و گفت کہ تو چہ کسی کہ این چنین لطف و احسان در پدر مرحوم من بجا آوردی ؟ فرمود ۔ من پیغمبر آخر زمانم و این صنع در مقابل آن صلواۃ است کہ او بر من می فرستاد ۔ چون بیدار شد روی پدر را چون ماہ شب چہاردہ روشن یافت ۔ و کتاب تحفۃ الصلواۃ ازین جنس حکایات سراسر مشحون است ۔ لمولفہ :

شاہ عربی کہ شد جہان مظہر او
سوگند سرش خورد جہان داور او
خود سایہ حق بود ازان سایہ نہ داشت
تا پا نہ نہد کسی بجای سر او

ہزاران درود ہزاران سلام
زما بر روان نبی و السلام

تذییل در بیان فرق کبیره و صغیره و آن چه بدان ماند بطریق اجمالاً ـ

بدان رقاک الله من الحضیض البشری الی الاوج الملکی که اول مرتبه سلوک راه دین و طلب بارگاه حق الیقین بر آمدن است از چاه طبیعت بحبل المتین شریعت [ص : ۳۶۴] بلکه این خوددنی درجات اسلام و ایمان است نه نهایت وصول بمراتب عرفان و ایقان ـ سراسر در لذات نفسی و شهوات حسی مستغرق بودن کار شیطان است و از اول تا آخر در مرتع هوا و هوس عنان گسسته و رو کشاده تمتع بردن و رقبه از طوق ابروی° برون آوردن و از دائره دین پای° بیرون نهادن است ـ قطعه۱ :

با یار اگر رمیده باشی همه عمر
لذات جهان چشیده باشی همه عمر
هم آخر کار مرگ باشد و آن گاه
خوابی باشد که دیده باشی همه عمر

بنابران چه بدین کس فرض وقت است نگاه داشتن از نافرمود گیهای شریعت حسب امکان ـ و اگر درین ضمن راه دیگر از طریقت یا دریچه از عالم غیب حقیقت بروی کشایند زهی سعادت تا باری بسرمایه° ایمان که هم موهبی است و هم کسبی از عالم رفته باشد و سود در سر سرمایه نه کرده و این اجتناب و احتراز از ملاهی و مناهی در زبان شرع عدالت می نامند و صاحب شرع آن را عدل ـ و ضد آن فسق است و مباشر آن فاسق و فاجر و عاصی و امثال آن است :

آدمی آن است که دینی دروست
دو گمان کرده یقینی دروست

و عدالتی که در کتب اخلاق مذکور است و از منهیات فضایل چهار گانه ایست بمعنی دیگر است ـ پس عدل باصطلاح فقهی آن است که اصلا

---

۱ ـ رباعی ہے ـ

مباشرت کبیره و مصر بصغیره نه شود ـ و اگر این فعل ازو بوقوع آید از آن تائب شود و پاک گردد تا گواهی او مسموع باشد و مرتبهٔ دیگر است که فروتر از عدالت است و آن را مروت می نامند ـ و هر چند بی مروتی مسقط عدالت نیست اما برایٔ رد شهادت و مذمت کاف است و این جا مدار تعداد کبایر و صغایر بر کتاب نور الابصار[1] فقه شافعیه است رحمه الله که حاصل آن ایراد می یابد ـ و از جمله کبایر قتل است بناحق و زنا و سرقه و قذف و شرب خمر و ترک نماز فرض عمداً و تا خیر از وقت بی عذر و بی ضرورت و غصب مال مردم [ص : ۳۶۵] و فرار از نفیر عام و اکل ربوا و اکل مال یتیم و عقوق و الدین و کذب بر رسول علیه السلام عمداً و کتمان شهادت بی عذر و افطار در روزهٔ ماه رمضان و سوگند دروغ و قطع رحم و خیانت در کیل و وزن و زدن مسلمان بناحق و سب صحابه رضی الله عنهم و اخذ رشوت و سحر و کهانت و دیوثی و چغل و منع زکواة و ترک هر معروف و نهی منکر باوجود قدرت و فراموش ساختن قرآن و سوختن حیوان و سرکشی زن از فرمان شوهر بی عذری و نومیدی از رحمت حق و ایمنی از مکر او و جدل باهل علم و حاملان قرآن بتعدی و ظهار با زن خویش و اکل لحم خنزیر و میته بی ضرورت و وطی در حالت حیض بشرط عدم استحلال و وطی بهیمه و لواطت با زوجه و گواهی دروغ ـ

و از جمله صغایر است نظر بچیزهایٔ که دیدن آن روا نیست و غیبت و دروغ که در آن حد لازم نیاید و ضرری عاید نه شود ـ و نظر بخانه مردم انداختن ـ و از مسلمانی بیشتر از سه روز جدایٔ گزیدن و از خصوصیات دعاوی از حد شرع در گذرانیدن ـ و وقت غیبت خاموش بودن و در مصیبت نوحه و صیحه و جامه پاره کردن ـ و بتکبر رفتن و خرامیدن ـ و

---

۱ ـ غالباً جمال الدین محمد یمنی (متوفی ۷۹۴ھ) کی 'کتاب نورابصار' 'فی مختصر الانوار' مراد ہے ـ حوالہ کے لیے دیکھو کشف الظنون جلد ثانی کالم ۹۸۳ اور الانوار جس کا یہ خلاصہ ہے فقہ شافعی کی کتاب ہے دیکھو کشف الظنون جلد ثانی کالم ۱۲۸۴ ـ

در مجلس فساق نشستن ـ و باهل فسق انس گرفتن ـ و در اوقات مکروه نماز گذاردن ـ و دیوانه وکودک را در مسجد بردن اگر ملوث کنند وگر نه مکروه است ـ و نجاست در آن افگندن ـ و امامت قومی بی رضای ایشان ـ و در مسجد و نماز بازی کردن و خندهٔ دراز وصف را زیر کرده نشستن در روز جمعه وعید ـ و جانب قبله بول و غایط کردن ـ و همچنین در راه و شارع عام نشستن ـ و در خلوت بی عذر و حاجت برهنه شدن ـ و در حمام برهنه در آمدن و بوسه زدن صائم بشهوت ـ و صوم پیاپی داشتن ـ و بدست نکاح کردن و دست بزن بیگانه بی جماع رسانیدن و در طلاق رجعی [ص:٣٦٦] و ظهار بعد از عود و پیش از کفارت بآن زن وطی کردن ـ و خلوت با زن داشتن و مسافرت زن بی شوهر و بی محرم و بخش و احتکار و رسوم بر رسوم دیگرے و بیع بر بیع مسلمانی کردن ـ و شرا بر شرا و خطبه بر خطبه یعنی دیگری را خواستن ـ و بیع حاضر بر غایب ـ و شرط بستن در سواری اسپ و شتر و امثال آن ـ و گوسپند و گاو را بسته شیر دار نمودن و فروختن و کالای عیب دار نهان داشتن ببهای آن بی عیب فروختن ـ و سگی که نگاه داشتن آن روا نیست نگاه داشتن و انس بآن گرفتن ـ و خمر را از محترقه باز داشتن ـ و بندهٔ مسلم بدست کافر فروختن ـ و بیع مصحف و کتب حدیث بدست کافر کردن ـ و نجاست بی ضرورت بر بدن مالیدن ـ و بازی شطرنج اگر بشکل حیوان یا مقرون بقمار یا بحسن و ستیزه یا مودی بفوت صلواة شود مکروه است نه حرام و بازی نرد حرام است بتبرها و آلات بازی کردن گناه است ـ و کبوتر پرانیدن مگر برای بیضه و انس بآن گرفتن و نامه بسته فرستادن که آن مباح است ـ و مسابقه مکروه است مگر آن که قمار باشد ـ و اینها موجبات رد شهادت است ـ و سرود گفتن و شنیدن شعری که حرام نیست مکروه است ـ و همچنین از زن بیگانه شنیدن اگر از خوف فتنه بیگانه باشد که هنگام خوف فتنه حرام است ـ و همچنین حکم در سرود گوی امرد صاحب حسن است ـ و حدی گفتن و شنیدن مباح است ـ و آواز بقرآن خوش ساختن نسبت ما دامی که افراط در اشباع حرکات نه کند چنانکه از اشباع فتحه الف و ضمه واو و از کسره یا بخیزد ـ و اگر اشباع باین میانه شود حرام است ـ و قاری این چنین فاسق و مستمع بزه کار ـ و

ترتیل قرآن و تدبر در معانی بدان سنت است - و بکا مستحسن - و قرآن از خوش آواز شنیدن مستحب - و نشستن در حلقهٔ تلاوت ہمچنان - و بدور خواندن لا باس - و قرآن بآواز نرم آہستہ خواندن - اما سرود [ص ۳٦۷:] بآلات لہو مثل طنبور و چنگ و غیر آن از او تار و مزامیرکہ شعار شراب خواران است استعمال و شنیدن آن قصداً حرام است - و ہمچنین است از زن جوان - اما اگر بی قصد سامع بگوش رسد حرام نہ - و ورع آن است کہ تا توانند ازین ہم پرہیز کنند - و طبل زدن حرام نیست مگر آن کہ کوبہ در آن بود و آن طبل است دراز کہ ہر دو طرف آن فراخ است - و میانہ تنگ و مخنثان بضرب آن معتاد شدہ اند بخلاف طبل غازیان و حرب - صفاقین و دست بر دست زدن حرام ست نزد امام شافعی بخلاف امام اعظم رحمہما اللہ - و زدن خیران بر تکیہ مکروہ است - و رقص حرام نیست مگر آنکہ درو خم و چم و دست شکستن و دو تا گشتن باشد کہ این نوع رقص بر مرد و زن حرام است - و انشاد آن بالحان و شنیدن آن جائز است - و ہم چو بشعر حرام است مطلق خواہ بانشا خواہ بحکایت اگرچہ بیان واقع ہم باشد - و دعوای مبنی در شعر سخت بزہ است - و ہجو بتعریض صریح ہمچو است - و شہادت شاعری کہ فحش می گوید یا زنی را نام بعینہا بردہ تعریف کند و اعضایٔ باطن اورا توصیف نماید ہر چند منکوحۂ او یا جاریۂ او باشد و چیزی را کہ حق او اخفا است مذکور سازد مقبول نیست -

نقل است از زمخشری کہ می گوید روزے فرزدق[۱] نزد ہشام[۲] ابن عبدالملک این بیت انشا کرد کہ -

فبتن بجانبی مصرعات
وبت افض اغلاق الختام[۳]

---

۱ - فرزدق (متوفی ۷۳۲ء) بصرہ میں پیدا ہوا عربی کا مشہور شاعر ہے -

۲ - ہشام ابن عبدالملک (متوفی ۷۴۳ء) اموی خلیفہ ہے -

۳ - ترجمہ - انھوں نے میرے پہلو میں اس حالت میں رات گزاری کہ وہ ہاتھا پائی کر رہی تھیں اور میں نے اس حالت میں رات گزاری کہ مہر بکاوت کے درمیان سوراخ کر دیا -

یعنی شب گذراندن دختران از دو جانب من بیهوش و شب کردم من و مہر از اینها برداشتم

ہشام گفت تو اقرار بزنا کردی و مستحق حد شدی ۔ و بہ حد شد کہ او را درہ فرماید۔ فرزدق گفت ۔ باش ! یا امیرالمومنین ! کہ خدائے تعالیٰ ابرائے ذمہ من کردہ آن جا کہ فرمودہ ۔ قال اللہ تعالیٰ :

والشعر او یتبعھم الغاوون تا قولہ
و انھم یقولون مالا یفعلون

ہشام بخندید و اورا صلہ بخشید ۔ و این جملہ معترضہ بود آمدیم برسر سخن ۔ [ص : ۳۶۸] و ہمچنیں مردود الشہادۃ است شاعری کہ امردی معین را بنام صفت کند و اظہار عشق خود برو نماید ۔ و تشبیب کند ۔ و تشبیب ذکر جوانی است چنانکہ طول قامت و کوتاہی آن و بیان خال و خط و خد و دیگر صفات حسن ۔ و شاعری در مدح اغراق کند اگر محمول بر نوع مبالغہ و تاویلی باشد قادح عدالت نیست ۔ و اگر مبالغہ حمل آن ممکن نہ باشد مانند دیگر اقسام کذب است ۔ و بر تقدیر اکثار و مداومت شہادت او مردود می گردد ۔ و در صورت مذکورہ کہ حکم بہ اباحت یا کراہیت فعلے نمودہ شد گاہے چناں کہ فعل بہ سبب اکثار و اصرار سبب رد شہادت می شود ۔ ازیں جہت مانع مروت است ۔ مثل آنکہ اگر کسی مداومت بر بازی شطرنج و بازی کبوتر نماید گواہی او نہ شنوند اگرچہ از موجبات تحریم مثل فوت صلواۃ و قمار بآں مقرون نہ باشد نہ شنوند ۔ و ہمچنیں است کسی کہ گفتن و شنیدن سرود مداومت نماید و بخانہائی مردم رفتہ بشنواند یا مردم بقصد شنیدن سرود بخانہ او آیند چوں قوال یا آنکہ داہی و غلامی را خاص از برائے ایں کار مہیا دارد ۔ و سرود آنہا رابشنواند ۔ و ہمچنین است مداومت بر رقص و ضرب دف و ملازمت بر انشائی شعر و نشید و استفشار و بریں قیاس است شاعری کہ

---

۱ ۔ سورۃ الشراء ۲۶ ، آیت ۲۲۴ تا ۲۲۶
''اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں ۔ اور یہ کہ وہ وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں ۔

کسب او از شعر باشد و بسبب غلو در مهمات او معطل بہ ماند ۔ و این حکم مطرد است در ہر مباح ۔ و مدار مداومت و اکثار بر عادت است ۔ و عادت بہ عادات نواحی و بلاد مختلف می شود ۔ و گاہی نسبت با شخاص نیز متفاوت می باشد ۔ مثلاً تواند بود کہ امری از شخص قبیح شمرند و ہماں امر نسبت بشخصی دیگر قبیح نہ باشد ۔ و امکنہ و ازمنہ را نیز اعتبار تمام است ۔ مثلا شطرنج بازی در خلوت اگرچہ بارہا باشد مانند آن بازی قادح مروت نیست کہ در راہ و بازار در ملل یک بار ہم ببازند ۔ و آنکہ از نبیذ قدری مسکر بخورد اجرائی حد بر او کنند و شہادت او نہ شنوند و اگر اند کی ازاں بنوشد ببینم کہ این شارب معتقد حرمت آن است چوں شافعی (ص : ۳۶۹) آن ہنگام محدود و مردود است ۔ یا معتقد حرمت آن نیست چوں حنفی ۔ آں زماں محدود است اما مردود نہ ۔ و ہمچنیں اگر نکاح بے ولی کند و مباشر آن زن شود و برین قیاس است باقی مجتہدات مختلف فیہ و اگر شخصی باشد در مجلس میزبانی بی ضرورت ناخوانده می رود و این معنی مکرراً بظہور می رسد نظر کنیم کہ میزبان رعیت است یا سلطان یا مشبہ بہ سلطان ۔ اگر اول است رونده مردود الشہادۃ است ۔ واگر ثانی است خوردن طعام حلال است و ثالث نیز حکم اول دارد ۔

و یکی از شرایط قبول شہادت مروت است و آن عبارت از نگاه داشتن خویش از چیز ہائی دنی وردی و بترک این نگاه داشت شہادت از درجہ اعتبار ساقط می شود ۔ مثل آنکہ فقیہ جامۂ روشنایان زبون پوشد و سوداگر لباس حمالان در براندازد ۔ و بالجملہ بہرچہ مردم تمسخر نمایند و خنده کنند قادح مروت است ۔

• و از آن جملہ است سر برہنہ در بازار گشتن و بدن و پائے و بازو را از آنچہ خارج عرف و عادت است کشادن از کسانی کہ لایق ایشاں نیست ۔ و برین قیاس است میان مردم پا دراز کردن و خضاب کردن ۔ و موی ریش و موی بغل چیدن ۔ و طعام در بازار و راه خوردن و آب سقاہا نوشیدن مگر آنکہ تشنگی غالب باشد ۔ و بحضور مردم روئے زن و کنیزک خویش بوسیدن ۔ و راز نہانی اہل خویش و انچہ در خلوت گذشتہ است اظہار نمودن ۔ و حکایات طرفہ کہ مردم خنده کنند شعار خود ساختن

و همچنین است با اہل و عیال و اولاد و خدم و عبید و یاران و آشنایان و ہمسایگان و یتیمان و مسکینان و عالمان صدقه از حسن عشرت بر آمدن و بتندی و رقت سلوک نمودن و در معاملات و دعاوی و اتفاق بر مستحقان کار تنگ گرفتن و در فکر بازی شطرنج و کبوتر سرود فرو رفتن چنانچه سابقاً گذشت و توانگر را از ممر بخل طعام و آب و امثال آن بنفس خود در خانه کشیدن ـ اما اگر از جهت بی تمیزی و فروتنی و اقتداء (ص : ۲۰۷) سلف صالحین تارکین باشد قادح نیست ـ

و بر ہمین قیاس است شخصی که ہرچه یابد بپوشد و ہرچه یابد بخورد از جهت امساک نه از ممر تخشعی و تذلل و بی تکلفی که آن مستحسن است از امساک و از تذلل نظر باعمال و اخلاق و نشانہائی صدق آن شخص دانسته می شود ـ و باوجود این احیاناً این صفت مشعر خست و دناأت می شود ـ و شہادت اہل حرف دنی مقبول نیست چون کناس و دباغ اگر مباشر نجاست شوند و اگر نه مقبول است اگر محافظت بر صلوٰة نمایند و جامہا پاکیزه پوشند ـ و آن که دروغ بسیار گوید و تخلف در وعده بسیار کند شہادت او نه شنوند ـ و کسی که سنن راتبه یا غسل جمعه یا نماز باجماعت یا تسبیح رکوع و سجود را احیاناً ترک دہد و عادت نه سازد از عدالت بدر نه می آید بخلاف آن که عادت بآن گیرد آن زمان باتفاق مردود الشہادت است ـ و ہم از عدالت خارج نه می شود آن که بدر خانہائی مردم بے ضرورت آمدورفت بسیار می نماید و دروغ گوئی شیوۂ او نه باشد و آنچه گرفتن او حلال نه باشد نه گیرد و بفوات یکی ازین شروط شہادت او مقبول است ـ

خاتمه در تصحیح توبه و قبول آن

چون این قدر که ایراد آن ضروری بود معلوم شد ـ بدان تاب الله علیک و تقبل توبتک که توبه بر دو قسم منقسم می شود ـ اول توبه ایست میان بنده و خدائی تعالیٰ و بزه کاری گناه باین قسم بر طرف می شود ـ دوم توبه ایست در ظاہر و عود ولایات و شہادات به این قسم متعلق می گردد ـ و شرط صحت توبه اولیٰ و قبول آن ندامت است بر آنچه ازو واقع شده و ترک آن است بعین یا بمثل در حال و عزم بر

آن که هر گز باز نه گردد بآن گناه - پس اگر معصیت ازان قبیل باشد که حق مالی نه از خدای تعالیٰ و نه از عباد بآن متعلق شود چون بوسهٔ اجنبیه و مباشرت او در غیر فرج و جنب در مسجد نشستن و مصحف بی طهارت گرفتن و اعتقاد بدعتے و استعماع ملاہی و امثال آن درین ہمه صورت غیر از قسم اول توبه بر بنده واجب نیست -

و اگر حق مالی تعلق گرفته باشد [ص : ۱۰۲] چون منع زکواة و غصب و خیانت در اموال مردم - درین صورت باوجود آن توبه ابرای ذمه نیز لازم است و اکتفا بندامت عزم بتنها نه می نماید که بی ابرای ذمه فائده معتدبه نه دارد و مسقط اثم نه باشد باین طریق که زکواتی که باز داشته ادا کند و اموالی که از مردم بغصب گرفته اگر باقی مانده باشد بجنس سپارد - و اگر تلف شده تاوان بدهد یا از مستحق بحلی خواهد و اعلام اگر نه داند که غاصب این شخص است درین صورت شرط است - و اگر مستحق غایب است هر جا که باشد حق او رساند - و اگر مرده بوارث او تسلیم کند - و اگر مستحق را وارثی نه باشد یا خبر او منقطع شود تا آن مال را بقاضی که بر سیرت و دیانت او اعتقاد دارد تسلیم کند - و اگر بر قاضی نیز باین شرط پیدا نه شود بعالمی متدین در امانت سپارد - و اگر این صورت ہم متعذر باشد بنیت غرامت مجدد آن را بر فقرا قسمت کند - اگر مالک بیاید اعادت نماید - و اگر این تائب فقیر است نیت کند که هر وقتی که قدرت بسیار داشته باشد غرامت خواهد داد - و اگر پیش از قدرت بر یسار ازین عالم رود امیدواری از درگاه حضرت آمرزگار جل وعلا چنان است که بکرم خویش اورا بصدق این نیت بیامرزد و خصم را از جانب او راضی سازد و در عوض مال تلف شده ثواب یابد -

و اگر بمعصیتی خفی متعلق شود که مالی نه باشد آن بر دو نوع است - اول آنکه حدی است از حدود خداوندی عز شانه چون زنا و شراب و ثبوت آن نزد حاکم بظهور نه پیوسته - درین اگر اظهار کند تا بروی اقامت حد نماید رخصت است - اما عزیمت که پوشیده دارد که خدای تعالیٰ ستار است - و اگر پیش حاکم ظاہر شده هر چند مدتی بعید گذشته باشد بحضور امام از جهت اجرای حدی بیاید که درین صورت حد

بتقادم عهد ساقط نه می شود ـ یا قضای نماز و روزه است درین صورت بمین قضا لازم است ـ و اگر در عدد آنها شکی [ص : ۳۷۲] دارد مدتی بلوغ گیرد و بر سبیل گواہی و اجتهاد دل بغلبه ظن عمل نماید ـ

دوم : آنکه حق عبادت (عباد ؟) است چون قصاص و حد دشنام ـ و طریق ابرای ذمه و خروج از عهدهٔ آن این است که خود را بمستحق تن در دہد تا استیفای حق کند ـ اگر او نه داند اعلام واجب ـ اما غیبت اگر بمغتاب نه رسیده ندامت و استغفار کافی است ـ و اگر باو رسیده باشد پیش او رفته بحلی خواہد ـ و اگر استحلال او معتذر باشد بسبب موت یا متعسر طول مدت بسفر ـ از خدای تعالیٰ برای مغتاب آمرزش خواہد و بحلی وارثان را ہیچ اعتباری نیست ـ

و حسد در غلظت نزد عبادی چو غیبت است ـ و آن خواستن زوال نعمت غیر است و شاد شدن ببلا و محنت او ـ تلافی آن این است که نزد محسود بیاید و بآنچه در ضمیر پنهان داشت اورا اخبار کند و بحلی طلبد ـ و از خدای عز و جل زوال این خصلت از خود بتضرع خواہد ـ و امام‌رافعی[۱] می گوید که در حسب و جوب اخبار از صواب تعبد می نماید ـ و امام نووی این قول اخیر را صواب داشته ـ

و اگر در ادای دین یا مظلمه تقصیر کند تا آنکه مستحق از عالم در گذرد و ازو وارثی بعد وارثے بماند بایشان نیز ایفای حق نماید و بمرد ـ مطالبه در قیامت اولاً صاحب حق را است پس دیگر ورثه را ـ و اگر بآخرین ایشان ادا نماید از مظلمه جمیع بر آمد مگر در آنچه مکث و تاخیر کرده باشد ـ

اما قسم ثانی توبه ، و آن توبه ایست ظاہر بجہت قبول طاعت شہادت و عود ولایت ـ پس گوئیم که معاصی یا فعلی است چون زنا و شرب خمر

---

۱ ـ امام عبدالکریم الرافعی القزوینی (متوفی ۶۲۲ھ) مشہور شافعی عالم و زاہد تھے ـ مسند شافعی کی شرح لکھی ہے ـ

و سرقه - و درین صورت اظهار توبه تنها کافی نیست - پس اورا مدتی بیا زمایند تا گمان غالب شود برین معنی که از توبه صادق است - و عمل نیت خود را درست کرده و بصلاح آمده - و اقل مدت امتحان نزد اکثری یک سال است - ازان زمان استحقاق قبول شهادت و عود ولایت پیدا کنند - یا قولی - درین صورت قول تنها کافی است - چنانچه قاذف بعد از اجراء حد قذف به گوید که قذف باطل بود [ص : ۳۷۳] و من بر آنچه قذف کردم پشیمان شدم و بار دیگر پیرامون آن نه می گردم - و چون توبه قولی بجا آورد استبرا شرط نیست - اگر قذف بصورت شهادت باشد و اگر بسبب ایذا باشد شرط است - و اگر گواهی بدروغ داده باشد استبرای ذمه واجب است چون دیگر فساق - و اگر در یک گواهی غلط کرد حاجت استبرا نیست - و در آن واقعه شهادت او مسموع نه دارند و در غیر آن واقعه بشنوند - و توبه از معصیت علی الفور واجب است - و از یک گناه صحیح است اگرچه بر گناهی دیگر مصر باشد - و اگر یک بار توبه کرد و بار دیگر بر سر آن رفت توبه باطل نه شود و مطالبه بر گناه ثانی کنند نه بر اول و اگر توبه و باز گشت شود توبه بر بار صحیح است -

و گناهی که بموجب قصاص است در معامله که میان بندهٔ و خدا است اگر پیش از تمکین بقصاص نادم شود آن توبه صحیح است - و ازین که تن بقصاص در نه دہد معصیت دیگر است و قادح در توبه اول نیست بلکه این معصیت توبه دیگر می طلبد - و بعد از توبه از گناهی اگر آن گناه را یاد کند تجدید توبه لازم نیست - و توبهٔ کافر و ندامت ازکفر قطعاً و یقیناً مقبول است - و ماورایٔ آن مظنون و مرجو از آن که اصلح بر واجب تعالیٰ واجب نیست و این سلسله اعتقادیه در کلامیه مذکور است - قطعه :

یا رب برہانمی زحرمان چه شود
راهیم دہی بکوی عرفان چه شود
صد گبر که از کرم مسلمان کردی
یک گبر دگر کنی مسلمان چه شود

بعدازان که در مظالم تصحیح توبه حاصل شد ـ بصدق نیت و توبهٔ خاص و تضرع و تخشع تمام التجا بحضرت تعالیٰ و تقدس نموده غسلی پاک بجا آورد و وضوی بشرائط سازد و دو رکعت نماز چنانچه روی از بزرگان [ص : ۳۴۸] طریقت رسیده است بحضور خاطر بگذارد و مرگ را نصیب الیقین دانسته و خود را در صددرحیل شمرده این غسل را غسل میت و این نماز را نماز جنازه و این وقوف موقف عرصات و بهشت را بر یمین و دوزخ را بر یسار و پروردگار تعالیٰ و تقدس را که نافذ بصیر است حاضر انگارد ـ از گناہان چون موئے از خمیر بر آید ـ

ازان حضرت که بخل و صنت (ضنت ؟) برو جایز نیست ـ بافتقار و انکسار ابر او تبر از خود و قوت خویش توفیق استقامت و کرامت ثبت ثبات نماید و خود را بذات و صفات و فعل درمیان نه بیند و این خواہش خود را پر توکشش او داند و از دیدن نفس و شیطان که یکی احول و دیگری اعور است (خاک بر سر ہر دو) باو چشم ببندد و درود و سید الاستغفار که احادیث بسیار از حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم در فضیلت آن وارد شده بسیار بخواند و آن این است که اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی و انا عبدک و انا علیٰ عهدک و وعدک ما استطعت ـ اعوذبک من شر ما سبقت و ابواء بنعمتک علیٰ و ابواء بذنبی فاغفرلی انه لا یغفر الذنوب الا انت ـ

و ہمچنین این استغفار ـ استغفرالله من جمیع ما کره الله قولاً و فعلاً و خاطراً در جمیع اوقات بسیار بر زبان راند ـ خصوصاً در وقت خفتن و سحرہا :

رو بر در دل بنشین که ای دلبر
خطائے وقت سحر آید یا نیم شبی باشد

و استغفار آن بموجب کریمه و المستغفرین بالاسحار[۲] و حدیث هل من مستغفر فاعفو له ـ سبب آمرزش است و موجب صفای دل :

---

۱ ـ شعر مخطوطه سے بجنسه نقل کر دیا گیا ہے ـ

۲ ـ سورة البقره ۲ ، آیت ۱۷۰ ـ

کنونت که چشمی است اشکی ببار
زبان در دهان است عذری بیار

و قناعت استغفار زبانی نه نماید که آن شیوهٔ منافقان است بلکه دل را بآن شریک سازد و اگر نه قول رابعه[1] بصریه رضی الله عنها لازم می آید که گفته ـ این استغفار ما را استغفاری دیگر باید ـ و اگر باوجود این قدرت بر نوافل و تلاوت و اذکار و اوراد یافت :

''ذلک فضل الله یوتیه من یشآء ـ[2]''

و اگر قدم فراخ تر و بلند تر نهاده دست بعروة وثقیٰ ذکر الله و پاس انفاس [ص : ۳۷۵] دولتی عظمیٰ و نعمتی است کبریٰ چنانچه از مشائخ باو رسیده بزند و سراً و جهراً بحسب حال و مقام تطهیر قلب از ما سویٰ و صدق معامله با خدایٔ تعالیٰ زبان را بتکرار کلمه طیب که بهترین ذکرها و منشور ولایت است آشنا سازد و پیوسته جاری گرداند ـ و مفهوم آن را در دل فرا گیرد ـ و اگر این کلمه را تلقین از پیری و مرشدی یابد بهتر چه تیری که از دکان تیرگر گیرند اگرچه برایٔ محافظت تن از اعدا بکار می آید اما جهانگیری را نه شاید ـ و جهان گیری را بهان تیرمی شاید که از دست سلطان رسیده باشد ـ آن گه نقش کلمهٔ الله را که هزار جانها فدایٔ او باد در دل کا النقش فی الحجر سازد و بمقتضایٔ :

''الذین یذکرون الله قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبهم و یتفکرون فی خلق السموات والارض ـ[3]''

یک لحظه بی ذکر و فکر نه باشد که نماز و روزه فرض وقتی است و ذکر و فکر دائمی ـ و چون این سعادت رویٔ نمود ذاکر در ذکر و ذکر در مذکور محو گردد و ثمرات بی نهایت از شوق و محبت و معرفت و برد الیقین و دیگر مراتب

---

۱ ـ رابعه عدویه بصریه (متوفی ۱۸۰ھ) کا شمار صف اول کے زہاد میں ہوتا ہے ـ
۲ ـ سورة الجمعه ۶۲ ، آیت ۴ ـ
۳ ـ سورة آل عمران ۳ ، آیت ۱۹۱ ـ

که خدای تعالیٰ تراو ما را روزی گرداناد و نحو آشنای بخشاناد روی نماید :

کسی کش روزی است این سینه سوزی

مر اورا مر مراهم باد روزی

و کاری بجای رسد که تو در خواب و دل تو بیدار و تو خاموش و دل گویا گردد و انواری که شنیده شده از نور ایمان و قرآن و وضو و نماز و پیر و مرشد و غیر آن پرتو اندازد ـ و در خلوت و اوقات صالح بر حسب تصفیه و تجلیه ظاہر شد گیرد ـ و مناجات صالحه بیند و بشارت غیبی شنود و آشنای با روحانیان پدید آید و عجایب عالم ملکوت تماشا کند و از تفرقها با زرہد ـ اللهم ارزقنا ـ و دیگر مقامات که ما لاعین رأت و لا اذن سمعت و لا خطر علیٰ قلب بشر ـ از آن نشان می دہد حاصل شود ـ و سر توحید مثل ظهور شمس در نصف‌النهار آشکا را گردد و از مرتبه تهذیب اخلاق و اصلاح نفس از صور چه گویم که آن خود بتبعیت روی و چون اصل بدست آمد فرع بطریق [ص : ۳۷۶] اولیٰ ـ

سیر بر دو نوع است ـ یکی اثر بموثر که از تفکر در آیات انفسی و آفاق حاصل شود ـ این را سیر عروجی خواند ـ دوم از موثر باثر که بعد از غلبه عشق و جذبه محبت بر سیر سلوک تهذیب اخلاق می آرند تا تکمیل شاید ـ و این را سیر نزولی گویند ـ و در مرتبه اول بعد از تعهد بآداب شریعت عبور بر مقامات طریقت و تادیب و تهذیب اخلاق ضروری است تا اطلاع بر اسرار حقیقت میسر گردد بخلاف ثانی که آن جا تکمیل نفسی انسانی و تحصیل ملکات ملکی خود ضمنی است نه قصدی ـ و فقیر در بعضی از رسایل منسوب بشیخ اکبر نور الله الاظهر و سره الاطهر ابن‌العربی قدس الله روحه دیده ام عبارتی باین مضمون که طریقه وصول درگاه حضرت رب العزت که مطلب اعلیٰ و مقصد اقصیٰ است منحصر در سه چیز است ـ شریعت و طریقت و حقیقت ـ

اما طالبان که خواهند که بوسیله شریعت تنها بآن جناب رسند ـ نماز و روزه و نوافل بسیار بجا آرند از قضات و صدور و ارباب مناصب و

علمای متشرع و زہاد متورع و متمولان عابد و سایر الناس از حد افزون است و واصلان این طریقہ اقل قلیل اند ۔ شعر :

خلیلی[1] قطاع الفیا فی الی الحا
ة اکثرنا فالو اصلین قلیلی

چہ سیر ایشان چون سیر مورچہ است و عمرہا دراز باید تا یکی از ہزاران ہزار بدولت قرب و بدرجہٴ معرفت برسد ۔ لمولفہ :

الصوم[2] و التلاوة و الورد و الصلواة
مستحسن و شان العشاق اخیر

و محسوس و مشاہدہ شدہ باشد کہ چندین کسان بعبادات رسمی و طاعات ظاہری خرسند شدند و از عالم ذوق و معنی فنا و مشرب توحید صافی بوی نہ یافتند و رفتند ۔

نقل است کہ یکی از مریدان زبدهٔ اولیا صاحب مشرب صافی شیخ صفی الدین لکھنوری نزد شیخ الدیہ خیرآبادی رحمہما اللہ کہ مرید بواسطہ شیخ مشار الیہ است و در سن نہ صد و ہشتاد و پنج از عالم در گذشت ، آمد و از حال خود شکایت کنان گفت کہ من خدمت پیر پیر شما شیخ صفی الدین کردہ ام و حالا در ملازمت شما می باشم ۔ و عالم عالم از فیض شما بہرہ مند شدند و نصیبہ تمام از مشرق ولایت بر گرفتند و من ہمچنان کہ آمدم از عالم محروم می روم ۔ شیخ پرسیدند کہ تو عمر [ص : ۳۷۷] درین وادی گذرنیدهٔ ظاہر است کہ مشائخ ما تلقین ذکری کہ درین طائفہ معہود است ترا نمودہ باشند ۔ بگو مخدوم شیخ صفی الدین بر چہ امر ارشاد کرد او گفت کہ فلان نماز و فلان دعا امر کرد ۔ شیخ فرمود ۔

---

۱ - (ترجمہ) میرے دوست دشت نوردی کر کے حاة تک جانا چاہتے ہیں مگر وہاں پہنچنے والے بہت کم ہیں ۔

۲ - (ترجمہ) روزہ رکھنا قرآن شریف پڑھنا وظیفہ پڑھنا نماز پڑھنا بہت اچھا ہے مگر عشاق کا طریقہ ان سے بہتر ہے ۔

چون آن دو عزیز ترا بغیر از چند رکعت نفل ارشاد نه فرمودند - من هم می گویم که برو و دو رکعت دیگر نمازها اضافه ساز. دیگر چه -

اما طائفهٔ دوم که ارباب طریقت باشند جماعت اند که بنای کار ایشان بر کسب فضایل نفسانی و اخلاق حمیده از حکمت و عفت و شجاعت و عدالت باشد و ایشان نسبت با طائفه اولیٰ قریب الوصول و سریع المسیر اند - و راهی که آنان در سالی قطع کنند اینان در ماهی و کمتر ازان طی نمایند - و سیر ایشان حکم اسپ رهوار دارد و تفاوت درمیان روندگان این راه بسیار و استعدادات مختلف تا چگونه پرورش دهند و چه طور برند :

گر خود روی نه نمایدت ور او برد بر بایدت
رفتن کجا بردن کجا این سیر ربانیست این

نقل است از صاحب مرصاد العباد[1] قدس الله سره که می فرماید که سالکی بود گرم رو شیخ ابوبکر جامی نام - روزی اورا از سیر سلوک پرسیدم که تا کجا رسانیدی - گفت مدت سالی است که در مقامی از مقامات رسیده و بند شده ام و خون شکمم بجوش آمده و ازان نه می توانم عبور کرد - شیخ نجم الدین قدس الله سره می فرماید که این قصه را با پیر خود سلطان الطریقه مجد الدین بغدادی قدس الله روحه گفتم - گفت - سبحان الله ! درویشان همیشه بی قدر بوده اند و حق ایشان را هیچ نه می تواند گذارد - بعضی از بندگان خدای تعالیٰ با شکستگی سالک را ازان مقام که سر راه گرفته در سه روز و کمتر ازان بلکه در یک ساعت توانند گذرانید :

---

۱ - مرصاد العباد من المبدا الی المعاد مصنفه شیخ نجم الدین الاسدی الرازی (متوفی ۲۵۶ھ) سلوک و تصوف پر فارسی کی مشہور کتاب ہے -

مور مسیکیں ہوسی داشت کہ در کعبہ رسد
دست بر پای کبوتر زد و ناگاہ رسید

طائفۂ سیوم ارباب حقیقت اند ۔ و عمل ایشان این است کہ از عبادات ظاہری بر فرض و سنت اختصار نمایند و بجای نوافل در تصفیہ باطن بکوشند و ربط تمام آن را عقد قلبی گویند با پیر و مرشد حاصل کنند و صورت اورا در دل حاضر دارند و گاہ [ص: ۳۷۸] بی گاہ ذکر خفی چنانکہ دیگری را بر آن اطلاع نیفتد مشغول باشند تا آنکہ نور ذکر در دل سرایت کند ۔ و ازین جا باعضاء ۔ رودو روز بروز و ساعت بساعت دراو طلب و شوق وصول و لذت لقای محبوب حقیقی بیفزاید و اورا تمام از خود واستاند و احکام کثرت مضمحل شود و سر وحدت خوش خوش بظہور آید و گاہی جذبہ بر سلوک و گاہی سلوک بر جذبہ غالب گردد ۔ و اورا کشان کشان از صحرای وہم و خیال نہان خانۂ وصال ببرد و از تفرقہ بجمع و از جمع بتفرقہ باز رود :

خوشا زمان کہ برویت نظر کنان روم از خود
زمان زمان بخود آیم زمان زمان روم از خود

زمان را خواہ قرب نوافل خواہ فنا خواہ فنا فی انفنا خواہ جمع بالجمع نام نہ ۔ و ہر چہ دانی بگوی ۔ الفقر اذاتم اللہ این است ۔ و سیر این طائفہ حکم برق خاطف دارد و مسافتی کہ دیگران را در قرنی طی شود ایشان را در لحظہ بلکہ کمتر میسر گردد :

• ''قل کل یعمل علی شاکلتہ ۔''[۱]

و این ورزش رفتہ رفتہ بجای کشد کہ نسبت زمانی و مکانی از میان بر خیزد و گرہی کہ بر رشتہ ہستی موہوم واقع شدہ بکشاید و ماضی و حال و استقبال نہ ماند و لاصباح عنداللہ ولا مساء محقق گردد و ازل و ابد یکی نہ ماند و نظر باین جا گوید :

---

۱ ۔ سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۴ ۔

امروز بپذیر و دی و فردا هر کجا شود تو فردا

عقل گوید شش جهت خداست و بیرون راه نیست[1]
عشق گوید راه هست و رفته ام من بارها

عزیز من نه آنکه هر چه ترا نه داده اند دیگران را نه داده باشند و هر چه از تو گرفته اند از دیگران نیز گرفته باشند ـ ایشان کار کرده اند و رفته اند و یافته اند و رسیده اند ـ تو هم کارکن و راه رو تا بیابی و برسی :

جهدی بکن از بند بزیری دو سه روز
تا پیشتر از مرگ بمیری دو سه روز

دنیا زن پیر است چه باشد گر تو
با پیر زنی انس بگیری دو سه روز

و اگر خواهی که حال دنیا را که مانع قوی است و سنگ راه همه طالبان شده بدانی این چند تمثیل بشنو ـ

اول آنکه امام حجة الاسلام غزالی رحمة الله علیه آورده [ص: ۳۹۷] و ما حصل این است :

حکایت : بادشاهی پسری داشت ناز پرورده که اورا از همه دوست تر گرفته بود و جانشین خود ساخته و بجهت او قصری آراست منقش با بساطهای زیبا و فراشهای گونا گون و انواع تکلفات در آن جا کار برده ـ چون پسرش بکمال و بحد بلوغ رسید ـ عروسی بازیبی بدیع الجمال با حلی و حلل فراوان برای او خواستگاری نمود و جشنی عالی ترتیب داد ـ شبی معین زفاف مقرر ساخت ـ و زمانی که این مجلس منعقد بایستی شد شاهزاده ساده لوح با جمعی از نا جنس که شیاطین الانس باشند ، شراب خورده و بی اعتدالی از حدگذرانیده از خانه راه صحرا پیش گرفت و به گورستان

---

۱ - پہلے مصرع میں سکتہ ہے ۔

رفته بسرد ابه در آمد که پیر زنی را که بتازگی مرده در کفن قیمتی پیچیده تازه دفن کرده بودند و حنوط بر آن مالیده . شاهزاده از شهوت و مستی آن زن مرده را عروس خود گفته و آن لباس حنوط غالیه را عشرت پنداشته و سردابه را قصر پادشاهی گمان برده و منزلے خالی یافته با زن مرده جماع کرد و بی هوش افتاد :

هر کراخر ساخت شهوت نیم خر دل دان بعقل
خود بنزد خرد و دانانیم خردل هم خراست

حال او چون این چنین گذشت و بادشاه اورا در مجلس نه یافت آتش در جان او افتاد و آن سرور بماتم و آن سرود بنوحه بدل شد ـ و کسان را بر طرف بطلب او فرستاد ـ اورا از آن سردابه بر آوردند خاک بر سر انداخته و جامهای ملوث گشته تاب و توان از دست رفته و خوار خجل مانده ـ خیال باید کرد که اورا در آن ساعت چه حالی و پادشاهی را چه ملالی باشد ـ و مصاحبان و آشنایان چه گویند و بیگانگان و نظاره کنان چگونه خندند و استحقاق خلافت کجا قرارگیرد و قابلیت او چه شود و مآل بکجا کشد :

ای خلیفه زادهٔ بی معرفت
جمله خون بارند و تو در معصیت

تمثیل دویم : زاهدی وارسته دل از خلق بگسسته در گوشهٔ باغی مسکن گرفته و زنی و پسرش خورد سالی داشت و بتلخی و نا خوشی روزگار بساخته [ص : ۳۸۰] از نعیم دنیاوی و لذات آن با بیخ و برگ گیاه درختان قوت کرده اوقات می گذرانید و در خروج و دخول بر مردم بسته بطاعت و عبادت حق تعالیٰ که مقصود از ایجاد خلایق آن است مشغول می بود ـ چون روزگاری بر آن گذشت روزی ماری از سوراخی بدر آمده آن پسر را که بازی می کرد گزید و رفت و طفل بیچاره در حال بروضهٔ رضوان خرامید و بغلمان ملحق گشت ـ مادر و پدرش زمانی جزع و فزع پرداختند چون عاقبت سودی نه داشت شربت دل سردی بر چشم و سنگ خرسندی بر

سینه زدند - و آن اضطراب به تسکین مبدل گشت و عرق حمیت زاهد از غیرت جنبید و کلندی بر دست گرفته در مقام انتقام مار شد و سوراخ اورا می کافت - مار طوق خلخال زرین مرصع چون شکل خودش مدور در گردن انداخته عذر خواهان پیش آمد و گفت که اگر مرا می کشی بدست تو چه خواهد آمد و این پسر زنده نه خواهد شد - اما اگر می گذری این خلخال قیمتی خون بهای پسر تست - آن را بگیر و صرف تمتع خود کن که هنوز جوانی و فرزندی دیگر هم خواهی رساند - زاهد را ازین مقدمات خاطر نشان شد و غیرت را بگوشه نهاد و جواهر خلخال را صرف نموده متاع و ضیاع ورخت بسیار خریده و دایره را وسیع تر گرفت و مرفه الحال گشت و از پسر و مهر پدری فراموش کرده تا مار روز دیگر با زن او همان معامله کرد که بآن طفل کرده بود - باز آتش خشم زاهد چون زبان مار آرزو در کشتن او خود را بیشتر از بیشتر جد گرفت - مار این نوبت برو نیز ظاهر شده گفت - سخن همان است که گفته بودم - اگر در پی قصاص می شوی مرا کشته گیر و اگر در گذری ترا بگنجی بی کران رهنمونی کنم که هر چند خرج کنی از آن کم نه شود - تا آخر عمر ترا و فرزندان ترا بس باشد و بزور آن می توانی که زنان بسیار و خدمت گاران بی شمار را بملک یمین متصرف می شوی که ازین زن بمراتب خوب تر و جوان تر باشند - زاهد فریفتهٔ گنج گشت و آن را بستاند - در عمارت و زراعت و باغ و بستان افزود و دم از قارونی می زد - و چون کار قرار گرفت [ص : ۳۸۱] روزی همان مار غافل ساخته کار خود کرد و زاهد بیچارهٔ مغرور را نیز مسافر راه عدم گردانید - و اگر زاهد حزم را کار می بست و مار را بمردانگی دربار اول می کشت آسوده می ماند - ای عزیز لذت عمر و انتقام روزگار هم ازین قبیل شمار -

نقل است در یکی از کتب سماوی آمده که دنیا بصورت زن جوان بر عیسیٰ علیه السلام متمثل شد و عیسیٰ علیه السلام ازو پرسید که تا این زمان چه مقدار شوهر کرده باشی - گفت - بی حد و نهایت که عقل از شمار عاجز است - پرسید که شوهران خود طلاق داده اند یا از تو بمرگ جدا شده اند - گفت - نی ، بلکه همه را بمکر و فریب کشتم - عیسیٰ علیه السلام گفت - پس وای بر شوهران و حال تو که از شوهران گذشتهٔ تو

عبرت نه می گیرند ـ و ازین جا معلوم شد که تا دوستی دنیا که عالم حسی است از دل بیرون نه رود عالم آخرت بدیدهٔ دل نه توان دید و ازین است که پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم فرموده که الدنیا و الآخرة دراتان لوارضیت احداها اسخطت الاخریٰ ـ دنیا و اخرت چون دو انباغ اند اگر یکی را راضی ساختی دیگری را از خود رنجانیدی :

دنیا و عقبیٰ نه گردد جمع در یک تن (که چون ؟)
نیست آن شوہر که اندر عقد او دو خواہر است

(تمثیل ؟) سیوم : شخصی در بیابانی دور افتاده ناگاه شتری مست کف زنان از عقب نمود ـ تا توانست سرعت از باد استعاره کرده گریخت ـ و چون از دویدن طرف دست و پای می زد ـ درین اثنا چاہی کور آب که از چاه نمرود نشانه نمودار شد ـ خواست که خود را در آن اندازد که ماری شگرف دہان کشاده منتظر است ـ چون ہیچ جا پناہی نه داشت بضرورت در چاه بایستی رفت ـ ہنگام افتادن بته (بوته ؟) یافت بر لب چاه رسته که ریشہای آن نمونه از تشنج موت بود ـ و دو موش یکی سیاه و دیگری سپید چون نقب زنان بنیاد آن را می بریدند دستی بر آن بته (بوته؟) که چون عہد دوستان ایام محکم و چون وفا از دلان نا پائدار بود زد معلق ماند ـ چون نیک ملاحظه نمود ، دید که زنبوری در آن خانه ساخته [ص : ۳۸۲] و عسلی از آن حاصل شده شتر و مار را فراموش کرد و شہد را لیسیدن و ہوس چشیدن گرفت ـ ای عزیز ! اجل را شتر و چاه را دنیا و مار را لحد تصور کن و بوته را عمر و موش سیاه و سفید را شب وروز و شہد را لذت دنیا خیال کن و این نمونهٔ کار است :

دست از عنان ابلق ایام باز دار
و اندر پیش مرو که بغایت لگد زن است

تمثیل چہارم : دنیا از آن روی که مردم اورا آرمید می دارند و بحقیقت بدم گذاران است ـ ہمچون سایهٔ درختی است که شخصی از راه دور بیاید و گرمای سخت یافته شد و در آن سایه خواہد که آسایشی کند

و سایه را ساکن و پائدار بیند چه حرکت سایه بخش نه می توان یافت - چون خوش بخسپد سایه حرکت کند و ازوی در گذرد و چون از خواب باز آید خود را در گرمی آفتاب یابد - حال دنیا باهل دنیا همین مثلی است . چون راحت و سعادت دنیا روی بنادانی آورد دنیا را آرام گاه خود سازد و بعیش و کامرانی مشغول باشد و آن را آرمیده وا قرار پندارد نا گاه دنیا از وی در گذرد و بر گردد اورا در عذاب و حسرت بگذارد - و این دو بیت در فراق او بزبان حال خواند :

ایام وصال آن دل افروز چه بود
و اسایش آن دولت فیروز چه بود

افزون ز هزار بار با درد و دریغ
هر شب گریم که یا رب آن روز چه بود

تمثیل پنجم حال خوشی دنیا دار با دنیا چون خوش خفته است با خیالهاے خودش که در خواب بیند و چنان می پندارد که آن چه سالها جست است بدان رسیده و روز با خوشی بسر آمده و هنگام راحت روی نموده - نا گاه چون از خواب در آید ازان حال در نه یابد و حسرت آن دردلش و راست بمانند موشی بود که خودرا در خواب شتری دید خرامان بر می رفت و با شتر لاف می زد که من چون توام - و چون بیدار شد همان موش ضعیف بود که بود و این ابیات مناسب حال بیاد آمد که :

کار دل کان خراب می دیدم
دوش چون زر ناب می دیدم

خودودلدار[ص:٣٨٢]هردوست خراب
هر یکی جامه خواب می دیدم

که ز لعلش پیاله می خوردم
که ز جرعش شراب می دهدم

که ز لطفش نواخت بود مرا
که ز نازش عتاب می دیدم
من بیدل میان لطف و عتاب
لذتی بی حساب می دیدم
زان خطی چون خضر بر آب حیات
کار خود را بآب می دیدم
دست بر چشم من نهاد ز شرم
که تنش بی حجاب می دیدم
دست برداشت چشم بکشودم
آن همه خود بخواب می دیدم

و درین باب خسرو شاعران علیه الرحمة افسانه در هشت[1] بهشت گفته -

در وادی تمثیل ششم دنیا سحر حلال است - اگر خواهند آن جا بینند -

حکایت است که شیخ سعدی رحمه الله آورده و آن شمع را دیده که در لگن بر افروخته اند و محبت او در اندوخته و طائفه‌گرد آمده و حاضران باو خوش دل شده هر کس بمراعات او کمر بسته و اورا بر بالای طشت شمع چون سلطان نشسته که ناگاه صبح صادق بدمد هم آن طائفه را بینی که دم بدمند و با تیغ و کارد گردنش بزنند - از ایشان سوال کنند که ای عجب همه شب طاعت او داشتید که اورا فرو گذاشتید - هم آن طائفه گویند که شمع نزدیک ما چنان عزیز بود که خود را می سوخت و روشنای از چهرما می افروخت - اکنون چون صبح صادق تاج موافق بر سر نهاده و شعاع خود بعالم داد شمع را دیگر قیمت نه باشد و ما را باو نسبت نه - پس ای

---

۱ - ہشت بہشت امیر خسرو کی مشہور مثنویوں میں سے ایک ہے -

عزیز ! این سخن را مجاز مشنو که خواجگی دنیا بر مثال آن شمع بر افروخته است . و طائفه که بگرد او در آمده اند عیال و اطفال و خدم و حشم او اند - هر یکی بنوعی در مراعات او می پویند و سخن بر مراد او می گویند که ناگاه صبح صادق اجل در دمد و تند باد قهر مرگ بوزد - خواجه را بینی که در قبضهٔ ملک الموت گرفتار گردد و از تخت مراد بر تختهٔ نا مرادی افتد - چون بگورستانش برند اطفال و عیال و بندهٔ و آزاد او بیک بار ازوی اعراض کنند - از ایشان پرسند که چرا بیک بار روی از خواجه [ص : ۳۸۳] بگردانید - بدو گویند - خواجه را بنزدیک ما چندان عزت بود که شمع صفت خود را در لگن دنیا می سوخت و آنگاه (؟) از حلال و حرام می اندوخت - عمر نفیس خود را در معرض تلف می انداخت - و مال و منال از جهت باهر گونه جمع می ساخت اکنون تند باد خزان بیخ عمرش از زمین زندگانی بر کند و دست خواجه از کبرو دار و کشت کار فرو ماند - ما را باو چه نسبت و اورا با ما چه مصلحت

حکایت : آورده اند که در باغی بلبلی بر شاخ درختی آشیانه داشت - اتفاقاً موری ضعیف در زیر آن درخت وطن ساخته و از بهر چند روزه مقام و مسکنے پرداخته - بلبل شب و روز گرد گلستان در پرواز آمده و بربط نغمات دل فریب در ساز آورده - مور باتصال لیل و نهار مشغول گشته و بزار داستان در چمن باغ بآواز خوش غمزه شده - بلبل با گل رمزی می گفت و باد صبا درمیانه غمزی می کرد - چون آن مور ضعیف ناز گل و نیاز بلبل مشاهده می کرد بزبان می گفت - ازین قیل و قال چه کشاید - کار در وقت دیگر پدید آید - چون فصل بهار برفت و موسم خزان در آمد خار جائے گل گرفت و زاغ در مقام بلبل نزولی کرد باد خزان در وزیدن آمد و برگ از درخت بریدن گرفت ، خیاره برگ زرد شد ، و نفس هوا سرد گشت ، از که ابر در می ریخت و از غیر اہل هوا کافور می بیخت - ناگاه بلبل در باغ آمد - نه رنگ گل دید و نه بوئ سنبل شنید - زبانش با هزار دستان لال بماند نه گل که خیال او بیند نه سبزه که در جمال او نگرد - بی برگی از طاقت طاق شد و از بی نوائ از نوا فرو ماند - یادش آمد که آخر روزی موری در زیر این درخت خانه داشت و دانه جمع می کرد - امروز حاجت بدر وی برم و بسبب قرب دار و از جوار ازو چیزی

طلم - بلبل گرسنه ٔ دو روزه پیش مور بدریوزه رفت - گفت - ای عزیز ! سخا نشان بختیاری است و سرمایه ٔ کامگاری - من عمر عزیز را بغفلت می گذاشتم تو زیرکی می کردی و ذخیره [ص : ۳۸۵] می اندوختی - چه شود که امروز از آن بمن نصیبی کرامت کنی مور گفت - تو شب و روز در قال بودی و من در حال - تو لحظه بطراوت گل مشغول بودی و دمی بنظارهٔ بهار مغرور - نه می دانستی که ، هر بهاری را خزانی و هر راهی را پایانی باشد - ای عزیزان ! قصه بلبل بشنوید و صورت حال خود را بدان جمله حمل کنید و بدانید که هر حیوانی را مماتی از پی است و هر وصالی را فراق در عقب - صاف آب حیات بی درد نیست و اطلس بقای ٔ بی پرده - اگر قدم در راه طاعت می نهید :

''ان الابرار لفی نعیم -[۱]''

بر خوانید که جزای ٔ عمل شما ست - و اگر رخت در کوی ٔ معصیت کشید :

''و ان الفجار لفی جحیم -[۲]''

بر خوانید که سزائے کار شماست - در بهار دنیا چون بلبل غافل مباشید - و در مزرعه ٔ دنیا بر زراعت طاعت اجتهاد نمائید که الدنیا مزرعة الآخرة - تا چون صرصر خزان موت در رسد چون مور بادانهای ٔ عمل صالح بسوراخ گور در آئید -

دیگر :

''اعلموا انما الحیوة الدنیا لعب و لهو و زینة -[۳]''

بدرستی و راستی که زندگانی بازی است و بازی کار کود کان است و زینت و آرائش کار زنان است :

''و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال و الاولاد [۳]''

---

۱ - سورة الانفطار ۸۲ ، آیت ۱۳ -
۲ - سورة الانفطار ۸۲ ، آیت ۱۴ -
۳ - سورة الحدید ۵۷ ، آیت ۲۰ -

و فخر کردن است بر یک دیگر بسیاری مال و فرزندان و این کار بیگانگان است ـ بار خدا یا مثل زندگانی دنیا چیست :

''کمثل غیث اعجب الکفار رنباته ـ''

چون بارانی است که بر زمین آید و گیاهی سبز برویاند ـ روزی چند نماند و خرم باشد و خلق را شگفتگی می آرد :

''ثم یهیج فتراهٗ مصفراً ـ''

بستر اندک روزگار خشک گردد و زرد شود :

''ثم یکون حطاماً ـ''

پس خاک گردد و ازان سبزی و طراوت هیچ نه ماند :

''و فی الآخرة عذاب شدید و مغفرة من الله و رضوان ـ۱''

در آخرت منزل دوام است دوزخ بد بختان راست و بهشت نیک بختان راست :

''و ما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور ـ''

زندگانی چیست الاخری که بدان انتفاع کنند و فریفته گردند ـ جان من بر سر آیت ای :

''اعلموا انما الحیواة الدنیا لعب و لهو و زینة و تفاخر بینکم ''

[ص: ۳۸۶] پادشاه عالم غیب دنیا پیدا می کند و بی قدری او بخلق می نماید تا مومن دل بد و نه نهد و بطلب او مشغول نه گردد تامستحق بهشت و مغفرت باشد ـ جوان مردا ! دل در دنیا مبند که دنیا را بقا نیست و دل در خدا بند که بنده را به از خدا نیست :

''بل تحس منهم من احد او تسمع لهم رکزاً ـ۲''

---

۱ ـ سورة الحدید ۵۷ ، آیت ۲۰ ـ
۲ ـ سورة مریم ۱۹ ، آیت ۹۸ ـ

برد بر مکن تکیه که لطفش قهر است
مستان زکفش جام که شهدش زہر است

تمثیل ہفتم : دنیا از آن روزی که چون بچشم عقل نگری بغایت ندامت است ۔ مانند پیر زنی است که جمله آب و تازگی جوانی رفته باشد و جز خاوری پر فریب و پوستی بر استخوانی کشیده نه دارد و خود رای با جامهای رنگین آراسته باشد و در چادری باغایت زیبای روی بدان رسوای نہان داشته باشد با جوانان طناز کرشمه و ناز آغاز نہاده ۔ اگو بیچاره بظاہر او فریفته شود و مدت عمر عزیز در جستن وصل وی ضایع کند چون اورا بچنگ آرد و باوی خلوت سازد و آن چادر دل ربای جو فروش گندم نمای را با ہزاران لطف و ناز از روی او باز کند آن گاه داند که با خود چه ظلم کرده باشد ۔ و بر عمر گران مایه و سود و سرمایه که در جستن او ضائع کرده است می پیچد و می زارد و ہیچ سودش نه دارد :

مسکین من و سعیهای بی حاصل من
بیچاره امید چارهٔ باطل من

و حاصل این تمثیل امام حجة الاسلام بعینه تمثیل باندک تفاوتی و تغیری ۔

تمثیل ہشتم : عیسیٰ علیه السلام دنیا را به پل مانند کرده است و فرموده که بروی بگذرید و بر ہیچ چیزی وے اعتماد مکنید و دروی ہیچ خانه مسازید :

دنیا پل است بر گذر دار آخرت
اہل تمیز خانه نه کردند بر پلی

چه پلها را از بہر آرام و نشست نه سازند بلکه برای گذشتن راست کنند ۔ اگر کسی آن را جای نشستن پندارد و آرام گاه شناسد عاقلان برو خندند و بحقیقت این مثال روشن است ۔ چه دنیا چون پلی است بر گذر گاه آخرت و میل او پی این پل مہد است که بکودکی مردم در آن باشند

[ص : ۳۸۷] و میل دو مش که بر طرف دیگر است گور است که آرامگاهی است بعد از مرگ - میان این هر دو میل مسافتی کوتاه است که آن را عمر خوانند - و بعضی را یک دو گام بیش نه مانده و او غافل آنکه بآخر پل رسیده است و از گذشتن پل هیچ کسی چاره نیست :

آن کاسهٔ زہر را که مرگش خوانند

مردانه بحلق خود بریز و برو

تمثیل نهم : دنیا از ان رو که در ابتدا چون رویٔ بشخصی آرد آسایش و راحت نماید و بآخر چون بر تابد محض عذاب و زحمت باشد - مانند ماری است که در وی نگرند رنگین و خوب نماید و اگر آن را بدست نشانند نرم و خوش و لیکن چون نیش زند تن گدازی و جان ربایٔ باشد - و این مثال را امیر المومنین علی رضی الله عنه زده و با سلیمان (سلمان ؟) فارسی[۱] رضی الله عنه گفته که ای سلیمان (سلمان ؟) دنیا چون مار است بر رنگی و نرمی او فریفته شده از زخمش پر حذر باش - مصرع :

دل در جهان مبند که ماری است بی وفا

آن روز که بدان شادمان تر باشی پرہیز ازو بیشتر کن که او آن روز بی وفایٔ کند که مردم دل بر وفا و مهر او نهاده باشد :

گر مار ترا گوید من زان توام

زنهار بدان رسن فراچه مشوی

و هم امیر المومنین سلام الله علیه مردم را بخفتگان تشبیه کرده فرموده که الناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا - مردم در خواب اند چون بمیرند معلوم کنند :

مردمان غافل اند از عقبی

همه گویٔ بخفتگان مانند

---

۱ - سلمان فارسی رضی الله عنه کی وفات ۶۵۵ء میں ہے -

ضرری غفلتی که می ورزند
چون بمیرند آن گهی دانند

تمثیل دہم : دنیا چون شمشیری است پشت او زدوده و گوہر دار و دم او برنده آہنگداز و مردم نادان چون کود کان دست بر پشت شمشیر می مانند و بد و می نازند و بتماشای گوہر او مشغول گشته ـ ناگاه از دم او غافل شوند و چنانکه پشت او می مالند دست بر دم او زنند بسودن ہان و انگشت نازنین را و داغ کردن ہان :

مبین نرمی پشت شمشیر تیز
گذارش نگه کن بر خم و ستیز

تمثیل باز دہم : [ص : ۳۸۸] دنیا چون دریا است که چون آرمیده باشد مردم در و فرو روند و مروارید و مرجان بیرون آرند و بر کشتیها بروی گذر کنند و سود ده چهل و پنجاه بدست آورند ـ اما عاقلان بد آن فریفته نه شوند که اگر ناگاه در جنبش آید ہزاران جان نازنین بیک طپانچه موج از تن بیرون می اندازد و خواجه را با سرمایه و سود فرو برد ـ شعر :

فان الربح فالجرآن فی البحر
مغرور مشو بسود دریا خواجه

گو مایه و سود خواجه را خورد
بسی و خدمت پادشاہان را چون

لیک در نگری ہمین مثال است ـ و ایاک خدمة الملوک فانهم یستعظمون رد السلام فی الجواب و یستحرفون الرقاب فی العتاب ـ

تمثیل دو از دہم : دانایان دنیا را بطعامی مثل داده اند زیرا که طعام ہر چند چرب تر و شیرین تر باشد بیشتر خورده شود و ضرر آن بیشتر روی دہد و قبض آن گنده تر ـ ہمچنین متاعهای دنیا چند انکه از ان بیشتر باشد دوست تر دارند و چون بگذارند زحمت بیشتر دہد و فراق او بر دل بسیار بود ـ و بحقیقت فراق دوستان جان کندن است ـ و چند انکه متاع دنیا دوست تر باشد فراق بجان کندنی سخت تر باشد ؛

در جهان‌گر خوشی هست همین ترک خوشی است
درد درمان طلبی صعب‌تر از درد کشی است

تمثیل سیز دهم : حال دنیا با قومی به دیدهٔ عقل در وی نگاه کنند و چنانکه عقل در وی نگا (نگاه) فرماید در وی زندگانی کنند و با گروهی که از به سر غفلت و نادانی در وی روند و به شهوت و حرص عمر گذرانند ـ چون حال قومی است که در کشتی نشینند و به جزیره رسند و در آن جزیره سنگ ریزهای رنگین فراوان بود ـ و گلهای خوش بوی و خوش رنگ بسیار ـ و درختان تر و تازه بی شمار و میوهای خوش طعم اما نا سازگار ـ و مرغان خوش آواز خوب دیدار ـ کشتی بان مردم را گفت ـ سوی جزیره روید و حاجتی که دارید بگذارید و زود باز گردید که کشتی روانه خواهد شد ـ ایشان در آن جزیره پراگنده شدند و هر یک به گوشهٔ رفتند ـ بعضی که داناو دوربین بودند و عاقبت اندیش چون [ص : ۳۸۹] از حاجت ضروری فارغ شدند سوی کشتی آمدند و جای فراخ تر اختیار کردند و نشتند و بعضی از کشتی غافل شدند و سنگ ریزهٔ و گل چیدند و از آن میوها لختی بخوردند و به ادای بلبل و تماشای گل مشغول گشتند ـ چون هنگام رفتن در آمد بشتافتند و به جهد بسیار به کشتی رسیدند و خود را در کشتی درانداختند و جای گاه تنگ یافتند و نه توانستند که سنگ ریزها و گلها را در کشتی نهند آن را بر سر خود نهادند و با بار گران و جای تنگ می ساختند ـ و بعضی از آن مردم که غفلت بر ایشان مستولی بود چنان فریفتهٔ سنگها و شیفتهٔ گلها و مفتون آواز بلبلان و دیوانهٔ درختان گشتند که بکلی کشتی و یاران را فراموش کردند ـ و چندان از ساحل دور تر رفتند که بانگ یاران بدیشان نه می رسید تا کشتی روانه شد ـ بعضی را کشتی بیاد آمد و با بار گران بتاختند و کشتی را در نه یافتند ـ و بعضی را کشتی بکلی فراموش گشت و درمیان بیشها می گشتند و این دو گروه هلاک شدند ـ و بعضی از خارهای بسیار که در پای شان نشست رنجور شدند و مردند و بعضی را ددان خوردند ـ و بعضی به سرما و گرما هلاک شدند ـ و آن قوم که سنگ ریزها و گلها را که سوی کشتی برده بودند ، چون روزی چند بر آمد رنگ سنگها بشکست پژمرده شد و بعضی گنده گشت ـ و جز

انداختن آن را از کشتی ہیچ چاره نه بود ـ و بعضی از خوردن میوه رنجور شدند ـ چون به شهر رسیدند به مداوات بسیار به حال صحت باز آمدند ـ

ای عزیز ! کشتی مثال راه شریعت و عقل است و کشتی بان پیغمبران علیه السلام اند و عالمان ربانی میراث برادران ایشان اند ـ و جزیره مثال دنیا است و سنگ ریزہا و گلہا و مرغان مثال شهوات دنیا که از چندگونه است و مردم که در کشتی اند مثال اہل عالم اند که بعضی با بار گران از مال و جاه راه سپردند و بهآخر توبه کردند و دوستی دنیا از دل بیرون آوردند و ہم درین عالم خلاص یافتند ـ و بعضی خوش به آخرت رسیدند زحمت حساب و باز خواست کشیدند و آخر رویٔ نجات دیدند ـ و آن قوم که بهقدر حاجت ضروری بیش بر نه داشتند ایشان را ہیچ زحمت و رنج نه رسیده و خوش و آسوده به منزل رسیدند ـ

تمثیل چهار دہم : بعضی از عرفاء رحمہم الله آن را نظم کرده و ما حصل آن که چون سلطان سکندر ذوالقرنین[1] در ظلمات رفت بزمینی رسید که سنگش ہمه لعل بود ـ منادی فرمود که ای مردم ! این سنگ ریزہا [ص: ۳۹۰] که امروز زیر دست و پایٔ مراکب خویش افتاده می بینند [بینند ؟] جواہر قیمتی است ـ فردا چون آفتاب خواہد تافت رنگ آنہا ظاہر خواہد شد ـ آن قدر توانید بردارید و اگر نه حسرت خواہید برد ـ جمعی که قول او صادق می دانستند احمال و اثقال دیگر را گذاشته ہمان سنگ ریزہا را بار کردند و جمعی دیگر کمتر برداشتند و طائفه به تمسخر می گفتند که عقل سلطان را آفتی رسیده که سنگ ریزہا را لعل و جواہر نام می نهد ـ لعل و جواہر ہرگز بی ہر (؟) می شود این چه سخن است ـ چون از آن وادی به روشنایٔ رسیدند ہمچنانکه ذوالقرنین گفته بود به ظهور انجامید ـ آنکه برداشته بود ہم افسوس می خورد که چرا بیشتر نه گرفتم و آنکه نه برداشت او خود دو افسوس می خورد یکی از جهت زیان کی دوم از جهت

---

۱ - مراد سکندر اعظم (۳۲۳ ق م) مقدونی سے ہے ـ اس کو یہ لقب اس لیے دیا گیا کہ اس کا اقتدار دو بڑی سلطنتوں یعنی روم اور ایران پر تھا ـ

شرمندگی که قول مخبر صادق را باورنه کرد - ای برادر! دنیا همین ظلمات است و انفاس جواهر قیمتی که تو امروز قدر آن نه می دانی - و آفتاب نور یقین که فردای قیامت خواهد تافت و گناهای همه خواهد سوخت - و حقائق چنانچه هست ظاهر خواهد شد :

هر یک نفس که می رود از عمر گوهر است
کان را خراج ملک دو عالم شمرده اند

مپسندکین خزانه دهی رائگان بباد
و انگه بردی به خاک تهی دست بی نوا

تمثیل پانزدهم : مثل مردم که دنیا بر ایشان رسد بعضی به تکلف قناعت کنند و بعضی حریص نمایند - همچون شخصی است که مهمان خانه سازد و انواع زینتها بیاراید و ظرفهای زرین و نقره گین در وی نهد و عود سوز زرین و گلاب دان زرین بر آن نهاده - و مردی دانا باشد چون بوی خوش دریافت و تماشای ظرفهای کرد با زهد بخوش خوی و شکر کند تا دیگری آن نصیبه بر خویش بردارد :

در بزم دور یک دو قدح در کش و برو
یعنی طمع مدار وصال دوام را

و دیگری در آید و آن طبق زرین نزد او آوردند و او بی خرد می پندارد که آن را ملک او ساختند بستاند تا با خود بیرون برد - خدمت گران طبق را از وی باز گیرند - او فریاد زند و بدایشان جنگ آغاز کند که شما به زور مال من از من باز می ستانید - حال مردم دانا و مردم نادان با دنیا بعینه همین است - و مرد دانا چون دنیا بدو رسد شکر حق تعالیٰ بگذارد و دل بر آن نه نهد و چون ازوی بستانند دل تنگی نه نماید و غم ناک نه شود که خلق همه مهمان حق تعالیٰ است - و هر وقت دنیا به کسے دهد - مردم نادان چون دنیا [ص : ۳۹۱] به وی رسد پندارد که همواره با او خواهد بود و آن را به جان و دل نگاه دارد و چون ازو باز ستانند او فریاد بر آرد و

شکایت از حق تعالیٰ کند و سبب آن زحمتهاے نادانی ایشان است کہ خوی دنیا نہ شناختند و نہ دانستند ـ و افسوس ہزار افسوس بر ایشان است ـ شعر :

وما المال و الاھلون الاودیعة
ولا بد یوما ان تردالو دائع[1]

جهان را نہ ماند یکی کد خدای
یکی گر رود دیگر آید بجای

تمثیل شانز دہم : دنیا چون زنی خوب صورت بد سیرت بی وفا نا پارسا است کہ بہ صورت خوب بر مردم می نماید و می فریبد و در دام عشق خود می کشد و بہ بد سیرتی و بی وفای و جفا پیشگی ایشان را در عذاب می دارد ـ و بہر یک راحت کہ بہ عاشق می رسد ہزار غصہ از وی می کشند ـ و بہر یک نوازش ہزار رنج می برند و ہر روز چارهٔ آن سازند کہ چگونہ یک شب بدر رسند ـ او در حال بر خیزد کہ من پیش فلان کس می روم :

اندر بسالی شبی بما پیوندی
ننشستہ ہنوز رخت بر می بندی

بنشینم و در فراق تو می گریم
برخیزی وبر گریۂ من می خندی

بدان کہ تا عاشق ترک چنین معشوق نہ کند ممکن نہ بود کہ ہرگز روی راحت و آسائش بہ بیند :

معشوق یک شب چہ باشیم شاد
کہ مہمان غیری بود بامداد

---

۱ ـ (ترجمہ) نہیں ہے مال اور اولاد مگر ایک امانت اور یہ ناگزیر ہے کہ یہ امانتیں ایک دن لوٹائی جائیں گی ـ

و اہل حکمت نیز برای دنیا مثالہا گفته اند و بعضی از انہا در کتاب مجمل الحکمت که ترجمه اخوان الصفا است و شیخ بو علی سینا ازان فوائد مذکوره است و در بیاضی دیگر بعضی از آن نوشته شد - اگر برای کار بستن است از آن جمله یکی ہم کافی است و اگر نه ہمه لقلقه زبانی است - و وسوسهٔ شیطانی است اعاذنا الله منها -

تاریخ اختتام : لله الحمد وله المنة که پیش از سر آمدن جواد سریع السیر عمر که این بیت حسب حال اوست :

دانی که بر سمند سبک رو سوار کیست ؟

عمر عزیز ماست که برباد می رود

مرکب چوبین خامه از تسوید این نامه بیا سود - و این میوهٔ بیابانی که ہنگامه طفلان را گرم دارد نه آنکه بزم بالغ نظران تیزبین را رونق دہد بیا سود - و این میوهٔ بیابانی نا تمام سوخته نیم خام که کام خشک لبان بادیهٔ ہوس را نه می دہد زانکه مذاق پخته کاران صاحب ذوق را چاشنی بخشد ، بر طبق نهاده آمد . ہر چند می دانم که فلانش [ص : ۳۹۲] چه خواہد گفت - و به بہان چه :

درختی کشتم و سر بر ہوا شود

نهان چون دارمش چون بودنی بود

اما دریغ که آفتاب عمر من بزردی رسیده از دیوار گذشت و ستین از خمسین بسر حد جسد سنین کشیده که آن را در عرب دقاقة الرقاب می نامند قطعه :

دردا که رحیل زندگی داد نوید

وین موی سیاه گشته از غصه سفید

عمری که رسد ز حد پنجاه به شصت

خود ازوی چه توان داشت امید

قطعه

کامم بجهان گر نه بر آید خوشتر
صد گوله غم از درم در آید خوشتر

زین زندگی خویش چونا خوشنودم
هر چند که زود تر بسر آید خوشتر

و من از آن گرسنگی و کرزنی جان خود را از سایهٔ دیوار در پناه این درخت طوبیٰ کردار نه گرفتم و میوه ازو نه چیدم - و حسرتها با خود می برم و به این قدر خرسندم که مگر مقبلی صاحب دلی سعادت مندی فیض بخشی که از علم عالم چه در حال و چه در استقبال بعد از صد سال هم مقصود من همان است - و این همه رنج من برایٔ خاطر اوست - از راهی دور و سفری دراز سیر کنان رسد و لحظه بجانب آن گراید وچله تراویحی بکند و آسایش از دیدن آن یابد - و بهره از آن بر دارد - و مرا نیز سرگردان او ساخته در سرکار اوکند و زبان که کاهل هایٔ امرودم (؟) و از علم و عمل هر دو مطرود مانده ام - مصرع :

لا حظ لی منه الالذة الامل

مشاهده صدق است از ورایٔ حجاب خاک فریاد بر آرد :

محنت شبهایٔ تار شکر که ضائع نه گشت
رشته یکتایٔ من گوهر یک دانه شد

این چه آرزویٔ سودائیان و این چه هر زه زدی خام طمعان است - امید از آفریدگار تعالیٰ است که واهب هر قبول و معطی هر مسئول است ، درام که این نهال آرزو را که بخون دل و آب دیده پرورده ام و عمری در تربیت آن صرف کرده درختی سایه پرور میوه دار آن چنان سازد که اول من در ظل راحت آن بیا سایم - و پیش از وقوع خلل در بنیاد زندگی و ارکان حیات و تلخ کامی سکرات ازین میوهٔ نورس کام جان شیرین گردانم - و حلاوت ذوق ایمانی و معرفت ربانی دریابم - و این چراغی را که بسیار درود

چراغ خورده بر افروختم به مددگاری بدرقہ دران تنگی و تاریکی [ص : ۳۹۳] در مشعل و چراغ طریق سازم - و بہ نور جاودانی :

"الله نور السموات والارض مثل نوره کمشکواة فیها مصباح ۔"[۱]

رسم و یرحمهم الله عبداً قال آمنا ۔ و بعد از آن کہ این تحفہ قبول درگاہ خداوندی یافتہ بموجب آنکہ مصرع :

قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است

قبول عام خود بتبعیت لازم می آید ۔ چون باعث و بانی این خطاب مستطاب میرزای[۱] مرحومی و مغفوری و مبروری بود کہ نامش و سال فاتش ازین قطعہ معلوم توان کرد :

رفت مرزا نظام دین[۱] احمد
سوی[۲] عقبیٰ و جست در جا رفت
جوہری او ز بس کہ عالی بود
در جواری ملک تعالیٰ رفت
قادری یافت سال تاریخش
گوہری[۳] بی بہا ز دنیا رفت

---

۱ - سورۃ النور ۲۴ ، آیت ۳۵ -

۱ - مخطوطہ میں 'الدین' ہے جس کی وجہ سے مصرع موزوں نہیں ہوتا -

۲ - نجات الرشید کی تاریخ ۹۹۹ھ ہے اس لیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نظام الدین احمد کے لیے یہ دعا کی درخواست کا مصنف نے بعد میں اضافہ کیا ہوگا ۔ نظام الدین کا سن وفات ۱۰۰۳ھ (اکتوبر ۱۵۹۴ء) ہے - اس مصرع سے تاریخ اسی وقت نکل سکتی ہے جب گوہرے میں یا کو ساقط کر دیا اور مصرع یوں پڑھا جائے (گوہر بے بہا ز دنیا رفت) ۔

گ + و + ہ + ر +ب + ی + ب + ہ + ا + ز + د + ن + ی + ا
۲۰ + ۶ + ۵ + ۲۰۰ + ۲ + ۱۰ + ۲ + ۵ + ۱ + ۷ + ۴ + ۵۰ + ۱۰ + ۱

+ر + ف + ت
+ ۲۰۰ + ۸۰ + ۴۰۰ = ۱۰۰۳ ۔

التماس از مطالعه کنندگان این تالیف آن است که اگر وقت ایشان خوش شوند و فاتحه دعوات صالحه بزرگان آن در کار امر مامور کنند و مشکور کردند دور ندیمت چنانکه گفته شد :

چه خوش خسپد اندر پناہت کسی
بدان خواب خوش ہم تو خسپی بسے

تاریخ کتاب

بسالی سعید و بروز حمید
شد این نامه از لطف ایزدپدید

چو آمد نجات دلم زان بفال
نجات‌الرشید است تاریخ سال

اللهم انی اسألک السلامة عن موجبات الندامة فی القیامة و اعف عنا و اغفرلنا و ارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین و یا ارحم الراحمین :

تمت تمام شد
کار من نظام شد

اشاریہ

اعلام

الف

آدم صفی اللہ : ۱۳ ، ۱۵ ، ۳۲ ، ۳۶ح ، ۶۹ ، ۷۶ ، ۸۱، ۱۲۴، ۱۳۸ ، ۱۳۹ ، ۱۳۶ ، ۱۷۰ ، ۲۴۴ ، ۲۵۳ ، ۲۸۵ ، ۳۲۴ ، ۳۲۸ ، ۳۲۹ ، ۳۷۴ -

آزر : ۱۳ ، ۱۳ح

آصف خان : کہ ، اح

آصف بن برخیا : ۳۲۴ -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

ابراہیم ادہم : ۳۲۹ ، ۳۲۹ح -

ابراہیم پسر آنحضرتؐ ، ۲۷۷

ابراہیم خلیل اللہ : ۱۳ ، ۱۳ح ، ۴۴ ، ۴۸ ، ۱۳۵ ، ۲۹۶ ، ۲۹۸ ، ۳۱۶ ، ۴۹۳ ، ۴۹۴ -

ابراہیم خواص : ۱۵۴ح -

ابراہیم شرقی : ۱۴۷ ، ۱۴۷ح -

ابرہہ : ۱۰۳ح -

ابلس : ۲۴۴ ، ۲۹۱ ، ۳۴۱ -

ابن ابی اوفی : ۱۵۳ ، ۴۹۳ -

ابن اثیر : ۱۹۷ح -

ابن بطوطہ : ۱۹۶ح -

ابن جرموز : ۲۴۲ -

ابن حجر عسقلانی : ۴۴ح ، ۱۰۸ح، ۱۱۰ ، ۱۱۰ح ، ۳۹۶ -

ابن خلکان : ۳۶ح ، ۵۷ح

ابن خلکان (انگریزی) : ۱۴۳ح -

ابن سعد : ۱۹۴ح -

ان السکن : ۱۰۸ح -

ابن سکینہ : ۵۵ ، ۵۵ح ، ۵۶ -

ابن سینا : ۵۷ ، ۵۷ح ، ۵۸ ، ۵۸ح ، ۵۲۸ -

ابن عباس : ۲۱۵، ۲۱۵ح، ۲۱۷ -

ابن العربی : (شیخ محی الدین) ، ۱۳۱، ۱۳۱ح، ۱۹۰، ۲۹۳ح -

ابن عساکر : ۱۴۳ ، ۱۴۳ح -

ابن علقمی : ۳۷۰ ، ۳۷۰ح -

ابن عمر : ۴۳۷ -

ابن فرشتہ : ۳۰۷ -

ابن کثیر شامی : ۴۸۹ -

ابن مسعود : ۳۰۰ ، ۳۵۴ -

ابن المقفع : ۲۱ح -

ابن مقفع : ۳۶ ، ۳۶ح -

ابو اسحاق اسفرائنی : ۱۵ -

(شیخ) ابو اسحاق ختلانی : ۴۷ -

ابوبکر جامی : ۵۱۰ -

ابوبکر صدیق : ۱۰۰ ، ۱۰۷ ، ۱۰۷ح، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۷ح،

ہندسہ کے ساتھ 'ح' اس امر کی علامت ہے کہ مشار الیہ حاشیہ پر ہے -

۱۲۳ ، ۱۵۹ ، ۱۹۹ ، ۲۴۲ح ،
۲۴۸ ، ۲۶۵ ، ۲۶۵ح ، ۳۸۳ ،
۳۱۹ ، ۳۴۶ ، ۳۴۷ ، ۳۸۳ ،
۴۰۰ ، ۴۳۷ ، ۴۴۲ ۔

ابوتراب: دیکھو علی کرم اللہ وجہہ
(شیخ) ابو جعفر مزدقانی : ۴۷ ۔
ابو جعفر المنصور عباسی : ۲۰۴ ،
۲۰۴ح ، ۲۰۵ ۔
ابوجہل : ۳۹ح ، ۳۴۶ ، ۳۴۷ ۔
(شیخ) ابوالحسن خرقانی : ۵۸ ،
۵۸ح ۔
ابوالحسن طبراق : ۴۷۷ ۔
ابوالحسن کردویہ : ۳۹۴ح ۔
ابوالحسن نوری : ۲۵۰ ، ۲۵۰ح ۔
ابو حنیفہ کوفی (امام اعظم) : ۲۸ ،
۲۸ح ، ۲۹ح ، ۳۰ ، ۵۹ ، ۶۷ ،
۶۸ ، ۲۰۴ ، ۲۰۴ح ، ۲۰۵ح ،
۲۴۹ ، ۲۵۸ ، ۲۸۴ ، ۲۹۸ ،
۳۴۰ ، ۳۶۱ ، ۳۶۱ح ، ۳۷۲ ،
۴۱۷ ، ۴۳۱ ، ۴۷۷ ۔
ابوالخطاب الاجدع : ۱۱۴ح ۔
ابوالخطاب محمد ابن زینب الاسدی :
۱۴ح ۔
ابوسعید ابوالخیر : ۵۷ ، ۵۷ح ،
۵۸ ، ۱۰۷ح ، ۴۴۴ ۔
ابوسفیان : ۳۳۸ ، ۳۳۸ح ، ۳۹۷ ،
ابو طالب مکی : ۸ح ، ۲۴ ،
۲۴ح ۔
ابوالعلاء المعری : ۲۶۳ ، ۲۶۳ح ۔
ابو علی دقاق : ۱۷۱ ۔

ابو علی سیاح : ۱۷۱ ۔
ابو علی سیاہ : ۱۷۱ح ۔
ابو علی سینا : ۴۳۸ ، ۴۳۸ح ۔
ابوالغیث : ۴۶۵ ۔
(میر) ابوالغیث بخاری : ۳۱۳ ،
۳۱۳ح ، ۴۵۲ ، ۴۵۲ح ۔
ابوالفضل : کا ، کب ، کج ، کہ
کح ، کط ، ۸۱ح ۔
ابوالفیض فیض اللہ : ۳۶۲ ۔
ابواللیث سمرقندی : ۵۲ ، ۵۲ح ۔
ابولہب : ۳۹ح
ابو مالک انصاری : ۲۳۱ ۔
ابوالمعالی (قاضی) : کج ۔
ابو مطیع بلخی (قاضی) : ۲۰۶ ۔
ابوموسیٰ اشعری : ۱۰۱ ، ۱۰۱ح ۔
ابو لایلہ : ۱۴۴ ،
ابو ہریرہ : ۴۶ ، ۳۶۷ ، ۳۶۷ح ۔
ابو الہیثم انصاری : ۳۸۳ ۔
ابو یوسف (قاضی) : ۲۹۵ ، ۲۹۵ح ،
۳۷۲ ۔
ابی عبداللہ ابی حداد : ۲۳۱ ۔
ابی ابن سلول : ۲۴۳ ، ۲۴۳ح ۔
(مولانا) احمد : ۴۸۵ ۔
احمد تھتوی : کو ، کوح ۔
احمد جام : ۱۰۶ ، ۱۰۶ح ۔
احمد سرہندی : کط ۔
احمد غزالی ۴۴۴ ۔
احمد کبیر : ۲۴۲ح ،
(شیخ) احمد کردویہ : ۳۹۹ ۔
احمد مولانا : ۴۸۵ ، ۴۸۶ ۔

(شیخ) ادہن جونپوری ، ۳۵۴ -
۳۵۴ح -
اسامہ بن زید : ۱۰۷ح ، ۱۰۸ ،
۱۰۹ -
اسحاق علیہ السلام : ۴۴ -
اسلام خان سور : ۸۲ ، ۸۲ح -
اسماء بنت ابی بکر : ۲۴۲ح -
اسماعیل علیہ السلام : ۴۴ ، ۲۰۹-
سماعیل صفوی : ۹ح ، ۸۱ -
اصمعی : ۳۷ ، ۳۷ح -
افلاطون : ۲۲۳ ، ۳۹۲ -
اکبر (بادشاہ) : کب ، کج ،
کد ، کہ ، کہح ، کز ، کح ،
کط ، اح ، ۱۰۰ح ، ۱۵۳ح ،
۱۸۳ح -
الہ داد جونپوری : ۷۷ ، ۷۷ح ،
۷۸ ، ۲۴۰ ، ۲۴۰ح -
الہ دیہ خیر آبادی : ۵۰۹ -
الیاں : ۴۴ح -
امام الحرمین ابوالمعانی جوینی :
۳۳۰ ، ۳۳۰ح ، ۳۳۱ ، ۳۷۷ -
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا : ۳۳۸ح -
ام سلمہ رضی اللہ عنہا : ۲۳۱ -
ام عنقود : ۴۹۰ -
امیر (دیکھو علی کرم اللہ وجہہ)
امیر المومنین غوث المسلمین رضی
اللہ عنہ : ۴۶۴ -
امین (امین الرشید) : ۳۷ح ،
۳۴۹ ، ۳۴۹ح -
انوری : ۲۴۱ ، ۲۴۱ح ،

اوحد الدین کرمانی : ۲۹۳، ۲۹۳ح -
اوربا : ۳۲۴ ، ۴۰۵ -
ایاز : ۱۳۷ -
ایتھے : ۳۷ح -
التتمش : ۳۶۱ح -
ایلخان : ۸۵ -
این حقیر (دیکھو عبدالقادر ابن
ملوک شاہ) -
ایوب علیہ السلام : ۳۱۶ -

ب

بابر (بادشاہ) : ۸۹ح ، ۲۹۶ح -
(امام) باقر : ۶۷ح -
بالاق ابن صفور : ۱۱ح -
با یزید بسطامی : اح ، ۵۸ح ،
۸۲ ، ۲۲۰ ، ۲۲۰ح -
بایزید یلدرم : ۳۴۷ ، ۳۴۷ح -
بتول (حضرت فاطمہ) : ۳۶۷، ۳۶۴ -
(امام) بخاری : ۱۰۹ ، ۱۰۹ح ،
۱۱۰ ، ۲۲۵ ، ۲۲۵ح -
بدایونی : (دیکھو عبدالقادر ابن
ملوک شاہ)
برارن : ۱ح ، ۶۲ح ، ۹۱ح ،
۱۳۴ح -
برنی : کج ح ،
برہان الاولیا شیخ حسین خوارزمی :
۳۸۵ -
برہان الدین کالپی : ۷۷ ، ۷۷ح -
برہان الدین محمود : ۳۰۸ح -
برہان الدین المرغینانی : ۳۰۷ح -

(شیخ) برہان موصلی : ۳۱۷ -
بشر : ۲۵۲ -
بشرحافی : ۲۸۹ ، ۲۸۹ح ،
بلال : ۲۳۱ -
بلعام بعور : (دیکھو بلعم باعور)
بلعم باعور : ۱۱ ، ۱۱ح -
بلقیس : ۳۲۳ -
بوالحسن : ۲۰ -
بہاؤالدین ذکریا ملتانی : ۳۶۱ ، ۳۶۱ح ، ۳۶۲ ، ۳۲۲ -
(خواجہ) بہاءالدین نقشبند : ۳۳۶ ، ۳۳۶ح ، ۳۳۷ ، ۳۵۶ -
بہرام ابن ہرمز : ۳۷۱ ، ۳۷۱ح -
بہری درویش : ۳۶۹ -
(قاضی) بیضاوی : ۲۲۵ ، ۲۲۵ح ، ۳۰۶ ، ۳۰۶ح -

پ

پیر انصاری : ۳۷۸ -
پیغمبر علیہ السلام (دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

ت

(امیر) تیمور : ۳۳۷ ، ۳۴۷ح ، ۳۴۳ح ، ۳۵۱ ، ۳۵۱ح -

ث

(حکیم) ثنائی : ۳۷ ، ۳۷ح ، ۶۱ ، ۶۷ ، ۸۰ ، ۳۱۳ ، ۳۱۳ح -

ج

جاحظ : ۳۷ ، ۳۷ح (ج)
جالوت : ۱۶۲ -
جامی : ۵۸ح ، ۶۰ ، ۱۰۷ح ، ۱۳۱ح ، ۱۷۱ح ، ۲۵۰ح ، ۳۹۳ ، ۳۲۹ح ، ۳۳۲ ، ۳۳۲ح ، ۳۳۳ -
(شیخ زادہ) جامی : ۱۹۶ ، ۱۹۷ -
جانان : ۳۶۹ -
جبریل علیہ السلام : ۳۲۲ ، ۳۵۳ ، ۴۰۰ ، ۳۳۳ -
جریر ابن عبداللہ البجلی : ۱۰۷ح ، ۳۲۱ -
(امام) جزری : ۳۵۲ ، ۳۵۲ح -
جعد : ۳۳۳ -
جعفر برمکی : ۵۱ ، ۵۱ح -
جعفر بیگ آصف خان بخشی : (دیکھو آصف خان)
(امام) جعفر صادق : ۱۳ح ، ۶۷ ، ۶۷ح ، ۳۵۸ ، ۳۸۲ ، ۳۸۲ح -
جلال الدین جلالہ : ۱ح -
جلال الدین بخاری : (دیکھو جہانیاں جہاں گشت)
جلال الدین سیوطی : ۸۷ ، ۸۷ح ، ۳۲۸ ، ۳۲۸ح -
(سید) جلال متوکلی : ۳۵۸ -
جمال الدین محمد یمنی - ۳۹۷ح -
جمال خان : کج -
(قاضی) جمال شاعر : ۳۵۷ -
جمشید : ۳۶۰ -
جنید بغدادی : ۱۳۰ ، ۱۳۰ح ،

۲۰۵ ، ۲۵۰ح ، ۳۷۵ ، ۴۰۷ ،
۴۵۵ ، ۴۵۵ح -
جوجی (مسخرہ) : ۱۲۳ ، ۱۲۳ح -
جہانگیر : کو -
جہانیاں جہاں گشت : ۱۳۲ ،
۱۳۲ح -

چ

چنگیز : ۳۶۹ح -

ح

حاتم اصم : ۱۵۱ ، ۱۵۱ح -
حاتم سنبھلی : کج -
حاتم طائی : ۴۰۱ -
حافظ : ۷ ، ۴۰۷ ، ۴۳۴ -
حافظ الدین النسفی : ۷۰۳ح -
حجاج ثقفی : ۲۴۹ ، ۲۴۹ح ،
۲۵۰ ، ۳۳۱ ، ۳۳۱ح -
حجۃ الاسلام امام محمد غزالی (دیکھو
امام غزالی)
حذام : ۸۱ ، ۸۱ح -
حذیفہ ابن الیمان : ۴۳ ، ۳۴ح ،
۴۳ح ، ۲۰۷ ، ۳۹۶ ، ۳۹۶ح -
حسام‌الدین طلنبہ : ۴۲۲ ، ۴۲۲ح ،
۴۲۳ -
حسان ابن ثابت : ۱۱۷ ، ۱۱۷ح ،
۱۴۳ -
(امام) حسن : ۱۱۸ ، ۱۶۰ ،
۲۰۰ ، ۴۳۴ ۴۳۶ -
حسن بصری : ۱۹۶ ، ۲۰۲ ،
۴۰۵ ، ۳۴۵ح ، ۲۵۰ ، ۲۹۹ ،
۳۵۱ ، ۳۵۱ح ، ۴۲۲ ،
حسن دہلوی : ۴۲۷ ، ۴۲۷ح ،
۴۲۸ -
حسن صباح : ۸۴ ، ۸۴ح -
(امام) حسین : ۳۹ ، ۱۱۸ ، ۱۶۰ ،
۲۰۰ ، ۳۳۴ح ، ۳۹۸ ، ۳۹۸ح ،
۴۳۴ ، ۴۳۶ ، ۴۵۰ ، ۴۵۰ح -
حسین خاں : کج ح -
(شیخ) حسین خوارزمی : ۴۸۵ -
حسین فقیر : ۳۲۰ -
(سلطان) حسین لنگہ : ۴۲۳ ،
۴۲۳ح -
(سلطان) حسین مرزا : ۲۹۶ ،
۲۹۶ح ، ۴۴۲ ، ۴۴۲ح ،
۴۶۹ -
حمدان قرمطی : ۹۱ ، ۹۱ح -
(امیر) حمزہ : ۲۹ -
حوا : ۳۲۴ -
حیدر (حضرت علی) : ۱۵۸ -
حیی ابن اخطب : ۳۵۳ -

خ

خاتون جنت (حضرت فاطمہ زہرا) :
۳۷۸ -
خاقانی : ۸۸ ، ۳۱۳ ،
خالد ابن الولید : ۱۹۹ -
خباب : ۲۳۱ -
خرافہ عمرو : ۶۵ -
(امیر) خسرو : ۳۶ ، ۳۸ ، ۳۹ ،
۳۹ح ، ۵۶ ، ۴۲۸ ، ۵۱۷ ،
۵۱۷ح -

خسرو پرویز : ۳۹ح -

خصاف : ۲۶۰ ، ۲۶۰ح ، ۳۱۶ ، ۳۱۶ح -

خضر علیہ السلام : ۵۸ ، ۷۷ ، ۷۷ح ، ۲۰۹ ، ۲۷۷ ، ۳۷۴ ، ۳۹۹ -

خلیفہ : ۳۶ ، ۶۸ -

خلیل (لغوی) : ۷ح -

خلیل اللہ بیدانی : ۱۶۷ -

خوات انصاری : ۳۸۷ -

خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

خیر النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(دیکھو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

د

داؤد علیہ السلام : ۶ ، ۸ ، ۱۰۱ح ، ۱۶۲ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، ۳۲۴ ، ۴۰۵ ، ۴۸۱ -

دجال : ۱۹۹ -

دستان : ۴۶۱ ، ۴۶۱ح -

دمامینی : ۴۹۳ ، ۴۹۳ح -

(علامہ) دوانی : ۳۱۷ -

ذ

ذرعہ : ۲۲ -

ذوالنون بیگ : ۷۹ -

ر

رابعہ بصری : ۳۵۱ ، ۳۵۱ح ، ۴۷۵ ، ۵۰۷ ، ۵۰۷ح -

راجو قتال : ۱۴۲ ، ۱۴۲ح ،

راجی حامد شاہ : ۷۷ح -

(امام) رازی : ۳۷۰ -

(امام) راغب : ۲۲ ، ۲۲ح -

(امام) رافعی : ۵۰۴ ، ۵۰۴ح -

رام (ہاتھی) : کد -

(حضرت) رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
(دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

رستم دستان : ۴۶۱ ، ۴۶۲ -

رکن الدولہ دیلمی : ۴۱۴ ، ۴۱۴ح ، ۷۷۹ ، ۷۷۹ح -

رکن الدین علاء الدولہ سمنانی : ۸ ، ۸ح ، ۲۰ح ، ۱۳۰ ، ۱۳۱ -

(شیخ) روز بہان بقلی : ۳۹۴ ، ۳۹۴ح ، ۴۵۶ ، ۴۵۶ح -

رومی (مولانا جلال الدین) : ۳۰ ، ۳۰ح ، ۷۴ح ، ۲۹۳ح ، ۳۶۹ح ، ۳۹۱ -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم
(دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

ز

زال : ۴۶۱ح -

(امام) زاہدی : ۱۰۹ح -

زبیر رضی اللہ عنہ : ۳۴۲ ، ۳۴۲ح -

زردشت : ۶۱ ، ۶۲ح -

(امام) زعفرانی : ۳۴۰ ، ۳۴۰ح -

زمخشری : ۱۸۲ ، ۱۸۲ح ، ۳۵۷ ، ۳۵۷ح ، ۴۹۹ -

زنگی : ۲۱۱ ، ۲۱۲ -
زیاد بن ابیہ : ۳۹۷ ، ۳۹۷ح -
(شیخ) زین الدین الخافی : ۸۹ ، ۸۹ح -
زین الدین محمود ہمدانی : ۳۲۲ -
(امام) زین العابدین : ۱۰۰ ، ۱۰۰ح -
زین العابدین (سلطان کشمیر) : ۳۸۰ ، ۳۸۰ح -

س

سبکتگین غزنوی : ۲ح -
(شاہ) سمجان : ۳۲۶ -
سرخسی (شمس الائمہ) : ۲۱۱ ، ۲۱۱ح ، ۲۵۸ ، ۲۵۸ح -
سری سقطی : ۲۵۰ح -
سعد ابن عباد : ۳۴۳ -
سعد ابن عبادہ : ۳۴۱ ، ۳۴۱ح -
سعد الدین تفتازانی: ۳۴۳، ۳۴۳ح-
سعد و راوبنی : ۱۲ح -
سعد وقاص : ۳۹۵ ، ۳۹۵ح ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ -
(شیخ) سعدی : ۳۷ ، ۳۷ح ، ۱۳۱ح ، ۳۸۵ ، ۳۸۵ح ، ۴۳۷ ، ۴۷۰ ، ۵۱۷ -
سفیان ثوری : ۲۰۵ ، ۲۰۵ح -
سنائے بغدادی : ۲۹۲ -
سکندر : ۴۰۸ -
سکندر ذوالقرنین : ۵۲۵ ، ۵۲۵ح -
سکندر لودی : ۷۷ ، ۷۷ح، ۳۲۳ ، ۳۲۳ح -
سلمان فارسی : ۲۲۸ ، ۲۳۱ ، ۳۱۹ ، ۳۱۹ح ، ۵۲۲ ، ۵۲۲ح -
سلیمان : ۵۲۲ -
سلیمان علیہ السلام : ۱۳، ۱۳ح ، ۲۹ ، ۲۴۷ ، ۳۲۴ ، ۴۰۱ ، ۴۶۹ ، ۴۷۹ ، ۴۸۱ -
(مرزا) سمرقندی : کج -
سمنان : ۸ح ، ۹ح -
(سلطان) سنجر : ۱۳۱ح -
سیاس مصری : ۸۲ -

ش

شارع علیہ السلام : (دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
(امام) شافعی : ۲۸ ، ۲۸ح ، ۲۹، ۱۹۳، ۲۵۸ح، ۲۶۸، ۲۶۸ح، ۳۰۷ ، ۳۳۰ ، ۳۳۰ح ، ۳۶۱ ، ۴۱۵ ، ۵۰۱ -
شاکیرنی : ۱۷ ، ۱۷ح ، ۴۲ ، ۴۷ ، ۴۷۱ -
(ملا) شاہ محمد شاہ آبادی : کہ -
شاہ مدار : ۱۴۷ ، ۱۴۷ح ، ۱۷۳ ، ۱۷۳ح -
شبلی (صوفی) : ۳۳۷ ، ۳۳۷ح -
شبلی (مولانا) : ۸۲، ۱۱۱ح ،۱۴۴، ۳۵۷ح -

شبیر احمد عثمانی : ۱۱۸ح -
شداد : ۱۰۹ ، ۱۹۹ ، ۳۵۱ ، ۳۹۲ -
شرف الدین یحیی منیری : ۳۵۵ ، ۳۵۵ح -
شریح (قاضی) : ۲۰۵ ، ۲۰۵ح -
شریک : ۲۲۳ -
شریک (قاضی) : ۲۰۵ح -
شعیب علیہ السلام : ۳۰۳ ، ۳۸۳ -
شقیق بلخی : ۱۵۱ح -
شمس الائمہ سرخسی: ۲۱۱،۲۱۱ح-
شمس الدین ایلتتمش : ۳۶۱ح -
شمس الدین تبریزی : ۲۹۳ ، ۲۹۳ح -
(خواجہ) شمس الدین صاحب دیوان : ۸۵ -
شہاب الدین دوات آبادی : ۱۴۷-
شہاب الدین سہروردی : ۵۴ ، ۵۴ح ، ۲۱۲ ، ۲۱۲ح ، ۲۹۳ ، ۳۶۱ ، ۳۶۱ح ، ۳۶۲ ، ۳۶۷ح -
شہاب الدین قاضی : ۱۴۷ ، ۱۴۷ح ، ۱۷۳ ، ۱۷۳ح -
شہرستانی : ۵۷ح -
شیخ الاسلام ہروی : ۴۴۳ -
شیخ صنعان : ۲۹۲ ، ۲۹۲ح ، ۲۹۳ -
شیخ مغربی : ۵۴ -
شیخ مقتول : ۳۶۷ -
شیرویہ ابن خسرو پرویز : ۴۷۴ ، ۴۷۴ح -
شیریں : ۴۸۱ -

ص

صالح علیہ السلام : ۱۸۵ -
صدر عصر : ۴۳۸ -
صرف کشمیری : ۳۱۸ -
(امام) صفا : ۱۹۵ -
صفوان سہمی : ۲۰۱ ، ۲۰۱ح -
(سید) صفی الدین رنجی : ۳۱۷ -
صفی الدین لکھنوی : ۵۰۹ -
(ام المومنین) صفیہ رضی اللہ عنہا : ۲۳۱ -
صفیہ بنت عبدالمطلب : ۱۷ح ، ۲۳۲ -
صہیب : ۲۳۱ -

ض

ضیاءالدین نخشبی : ۳۶۷ح -

ط

طالوت : ۱۶۲ -
طاہر ابن حسین : ۱۰۵ ، ۱۰۵ح -
طوس (مخنث) : ۲۴۸ -
طوسی : ۲۲ ، ۲۲ح -
(شاہ) طہماسپ : ۸۱ -

ع

عارف جلستری : ۳۵۷ -
عامر ابن الاضبط : ۱۰۸ح -
عائشہ رضی اللہ عنہا : ۱۱۶ ، ۲۰۱ح، ۲۰۲، ۲۴۲، ۲۴۲ح - ۲۶۱ ، ۲۹۷ ، ۳۱۹ ، ۳۳۳، ۳۸۱، ۳۸۴، ۳۸۵، ۴۵۳ -
عباس ابن عبدالمطلب : ۳۳۷ ، ۳۳۸، ۳۳۸ح -
عبداللہ ابن ابی ابن سلول : ۱۱۶ ، ۱۱۶ح -
عبداللہ ابن الزبیر: ۱۰۸ح ، ۳۹۷ -
عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ : ۴۱۰ -
عبداللہ ابن عمر بیضاوی : ۲۲۵ح -
عبداللہ ابن مسعود : ۱۶۱، ۱۶۱ح-
عبداللہ تلمسانی : ۱۶۳ -
عبداللہ نیازی : ۸۱ -
عبداللہ یافعی : ۱۲۶ ، ۱۲۶ح ، ۳۴۰ح -
عبدالحق محدث دہلوی : کط ، ۷۷ح -
•
عبدالحی قاضی جنیان : ۳۱۸ -
(شیخ) عبدالعزیز : ۴۵۴ ، ۴۵۴ح-
عبدالقادر ابن ملوک شاہ بدایونی : ک ، کاح ، کب ، کجح ، کذ ، کہ ، کو ، کز ، کط ، ل ، لح - لا ، لاح ، لب -
۱ ، ۲ح ، ۱۵ ، ۶۴ ، ۸۲ ،
۸۲ح ، ۱۰۰ ، ۱۳۳ ، ۱۴۱ ، ۱۵۳ح، ۱۸۳ح، ۲۲۶، ۲۲۹ ، ۲۴۷ح ، ۲۵۴، ۲۸۹ ، ۳۰۲ ، ۳۱۳ ، ۳۱۳ح، ۳۱۸، ۳۲۹ ، ۳۵۴ ، ۳۶۱ ، ۳۸۷ ، ۴۰۳ ، ۴۰۷ ، ۴۱۲، ۴۱۷ ، ۴۲۷ح ، ۴۲۹ ، ۴۵۲ح، ۴۵۶، ۴۵۸ ، ۴۶۰ ، ۴۶۵ ، ۴۷۴ ، ۴۸۶ ، ۴۸۸ ، ۵۰۸ ، ۵۲۸ ، ۵۲۹ ، ۵۳۰ ، ۵۳۰ح -
عبدالقادر جیلانی : ۱۲۶ ، ۱۲۶ح ، ۲۰۹ ، ۳۶۵ ، ۳۷۹ ، ۴۳۱ ، ۴۳۱ح ، ۴۷۲ -
عبدالمقتدر تھانیسری : ۱۴۲ ، ۱۴۳ -
عبدالملک ابن عثمان : ۴۲۹ح -
عبدالملک ابن عمر : ۳۹۷ ، ۳۹۷ح -
عبدالملک ابن مروان : ۲۵۸ ، ۲۵۸ح ، ۳۳۱ح ، ۳۹۷ ، ۳۹۷ح ، ۳۹۸ ، ۴۹۹ -
عبدالنبی صدر الصدور : کح -
(خواجہ) عبیداللہ احرار : ۲۲۹ ، ۲۲۹ح ، ۳۱۳ ، ۴۴۳ ، ۴۵۳ ، ۴۵۳ح -
عبیداللہ ابن زیاد : ۳۹۸ ، ۳۹۸ح -
عثمان رضی اللہ عنہ : ۳۷ ، ۴۴ح ، ۱۰۰ ، ۱۰۸ ، ۱۵۹ ، ۲۴۸ ، ۳۹۷ ، ۴۰۰ ، ۵۱۹ -

عثمان ابن مظعون : ۱۱۲ ، ۱۱۲ح ، ۱۱۳ ۔

عزی : ۱۹۰ ، ۲۸۷ ۔

عزیز علیہ السلام : ۴۰ ، ۱۳۳ ۔

عزیز مصر : ۳۵۰ ۔

عصامی : ۴۴۹ ۔

عضد الدولہ دیلمی : ۴۱۴ ، ۴۱۴ح ، ۴۷۱ ، ۴۷۸ ، ۴۷۸ح ، ۴۷۹ ۔

عطار (شیخ فریدالدین) : ۴۷ح ، ۱۱۱ ، ۱۱۱ح ، ۲۷۳ ، ۲۷۳ح ۔

عکرمہ : ۲۱۵ ، ۲۱۵ح ، ۲۱۷ ۔

علاءالدین خلجی : کج ح ، ۹۴ح ، ۳۵۰ ، ۳۵۰ح ۔

(شیخ) علائی : لب ، ۸۲ ، ۸۲ح ۔

علی کرم اللہ وجہہ : ۴۰ ، ۶۳ ، ۱۰۰ ، ۱۰۱ح ، ۱۱۸ ، ۱۲۲ ، ۱۲۲ح ، ۱۲۸ ، ۱۵۸ح ، ۱۵۹ ، ۱۶۰ ، ۱۹۶ ، ۲۲۳ ، ۲۲۸ ، ۲۴۲ ، ۲۴۸ ، ۲۶۶ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ، ۳۱۰ ، ۳۴۵ ، ۳۵۳ ، ۳۶۶ ، ۳۷۸ ، ۴۰۰ ، ۴۱۱ ، ۴۱۱ح ، ۴۱۹ ، ۴۲۶ ، ۴۳۷ ، ۴۴۶ ، ۴۹۲ ، ۵۴۲ ۔

(امام) علی الرضی : ۳۳۴ ، ۳۳۴ح ، ۳۳۵ ۔

علی شیر نوائی : ۲۴۴ ، ۲۴۴ح ۔

(سید) علی ہمدانی : ۲۰ ، ۲۰ح ، ۷۴ ۔

(شیخ) عمادالدین محمد سہروردی : ۵۴ ۔

عمار : ۲۳۱ ۔

عمر رضی اللہ عنہ : ۳۴ : ۳۴ح ، ۱۰۰ ، ۱۰۱ ، ۱۱۵ ، ۱۵۹ ، ۲۰۲ ، ۲۴۸ ، ۲۸۳ ، ۳۲۶ ، ۳۳۸ ، ۳۸۳ ، ۳۹۵ ، ۳۹۶ ، ۳۹۶ح ، ۴۰۰ ، ۴۱۹ ، ۴۳۵ ، ۴۳۷ ۔

عمر ابن عبدالعزیز : ۱۵۸ ، ۱۵۸ح ، ۱۵۹ ، ۲۱۷ ، ۲۱۷ح ، ۳۷۶ ، ۳۷۶ح ، ۴۴۵ ، ۴۴۶ ۔

عمر باغستانی : ۳۱۴ ۔

عمرو ابن العاص : ۱۰۱ح ۔

عملس : ۳۴ ، ۳۴ح ۔

عنقود : ۴۹۰ ۔

عوج ابن عنق : ۳۹۲ ، ۳۹۲ح ۔

عوطر العجلانی : ۳۲۱ ، ۳۲۱ح ۔

عوف ابن عبد مناۃ : ۱۹۴ح ۔

عویمر ابن اشقر : ۳۲۱ح ، ۳۲۲ ۔

عیسیٰ علیہ السلام : ۴۰ ، ۷۳ ، ۸۱ ، ۲۰۰ ، ۳۲۷ ، ۳۲۹ ، ۳۳۱ ، ۳۸۲ ، ۳۸۵ ، ۴۴۳ ، ۴۷۱ ، ۵۱۴ ، ۵۲۱ ۔

عین القضاۃ ہمدانی : ۲۷۴ ، ۲۷۴ح ، ۳۶۷ ۔

غ

غریبہ : (کنیز) ۴۴۲ ۔

(امام) غزالی : ۲۳ ، ۲۳ح ، ۱۵۳ ، ۱۵۳ح ، ۳۵۷ ، ۳۵۷ح ، ۳۸۵ ، ۴۷۷ ، ۵۱۲ ، ۵۲۱ -

ف

فاطمہ زہرا : ۱۱۸ ، ۲۰۰ ؛ ۲۷۹ -
فتیلہ کنیز : ۲۴۳ -
فخر رازی : ۳۲۴ ، ۳۶۹ ، ۳۶۹ح -
فرج (بابا) : ۱۲۳ ، ۱۲۳ح -
فردوسی : ۲۴۱ح -
فرزدق : ۴۹۹ : ۴۹۹ح ، ۵۰۰ -
فرعون : ۶۳ ، ۱۰۲ ، ۱۰۹ ، ۱۳۱ ، ۱۹۹ ، ۲۵۰ ، ۳۰۰ ، ۳۵۱ -
(شیخ) فرید بھکری : ۲ح -
فرید گنج شکر : ۳۶۱ ، ۳۶۱ح -
فضیل عیاض : ۸۷ ؛ ۸۷ح -
فقیر : (دیکھو عبدالقادر ابن ملوک شاہ) -
(مرزا) فولاد جولاس : کد -
فیروز تغلق : ۱۶۷ح -
فیضی : کج ، کو ، کح ، ۱۸۱ح -

ق

قابیل : ۳۲ -
قاضی اعظم لکھنوتی : ۲۳۰ -
قتادہ مفسر : ۳۷۲ ، ۳۷۲ح -
قتلغ خان : (سماءالدین الوزیر) : ۲۳۰ -
قرمط : ۹۱
(امام) قشیری : ۱۵ح -
قصویٰ (ناقہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و سلم) : ۳۹۱ -
قطب الدین بختیار اوشی : ۳۶۱ ، ۳۶۱ح -
قفال (امام ابوبکر) : ۴۳۰ ، ۴۳۱ح ، ۴۳۲ -
قیصر : ۴۷۰ -

ک

کعب ابن اخطب : ۱۴۳ح -
کعب ابن اشرف : ۱۴۳ ، ۱۴۴ ، ۱۴۴ح ، ۳۹۶ح -
کعب ابن زہیر : ۱۴۴ ، ۱۴۵ ، ۱۴۵ح -
کمال الدین حسین قاضی : ۱۹۶ -

گ

گوتم بدھ : ۱۷ح -

ل

لات : ۱۹۲ ، ۲۸۷ -
لقمان حکیم : ۴۳۸ -
لمولفہ : (دیکھو عبدالقادر ابن ملوک شاہ) -
لوط علیہ السلام : ۲۵۸ ، ۲۵۹ ، ۲۷۹ ، ۲۹۰ ، ۲۹۱ ، ۲۹۳ ، ۳۴۰ ، ۳۴۱ ، ۳۹۹ -

لیلی : ۵۲ ، ۳۱۲ ، ۳۱۳ -
لیلوا اخیلی : ۲۵۲ -

م

ماروت : ۴۳۳ -
(امام) مالک : ۳۷۲ ، ۳۷۲ح ، ۴۳۸ -
مالک اشتر : ۳۹۸ح -
مامون الرشید : ۴۳۳ح -
(راجہ) مان سنگھ : کد -
مانی : ۴۷۱ ، ۴۷۱ح -
(شیخ) مبارک ناگوری : کج، کح ، ۸۱ ، ۸۱ح -
مبرد نحوی : ۲۳۱ ، ۲۳۱ح -
(شیخ) مجدالدین بغدادی : ۵۷ ، ۵۷ح ، ۴۵۶ ، ۴۵۶ح ، ۵۱۰ -
مجنون : ۳۱۲ ، ۳۱۳ -
محلم : ۱۰۸ ، ۱۰۸ح ، ۱۰۹ -
محلم ابن جثامہ : ۱۰۸ ، ۱۰۸ح -
محمد صلی اللہ علیہ وسلم : کط ، ۱ ، ۷ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۳ ، ۱۷ ، ۱۹ ، ۲۲ ، ۲۴ ، ۲۹ ، ۳۴ ، ۳۵ ، ۳۸ ، ۳۹ ، ۳۹ح ، ۴۱ ، ۴۳ ، ۴۴ح ، ۵۰ ، ۵۱ ، ۵۳ ، ۵۶ ، ۵۷ ، ۶۱ ، ۶۲ ، ۷۶ ، ۷۸ ، ۸۰ ، ۸۹ ، ۹۰ ، ۹۲ ، ۹۳ ، ۹۹ ، ۱۰۰ ، ۱۰۱ح ، ۱۰۳ح ، ۱۰۷ ، ۱۰۷ح ، ۱۰۸ ، ۱۰۹ ، ۱۱۰ ، ۱۱۳ ، ۱۱۵ ، ۱۱۷ح ، ۱۱۸ ، ۱۱۸ح ، ۱۱۹ ، ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۳۰ ، ۱۳۱ ، ۱۳۲ ، ۱۳۳ ، ۱۳۴ ، ۱۳۵ ، ۱۳۶ ، ۱۳۸ ، ۱۳۹ ، ۱۴۴ ، ۱۴۴ح ، ۱۴۵ ، ۱۴۵ح ، ۱۴۹ ، ۱۵۰ ، ۱۵۳ ، ۱۵۹ ، ۱۶۱ ، ۱۶۵ ، ۱۶۶ ، ۱۶۹ ، ۱۷۰ ، ۱۷۱ ، ۱۷۲ ، ۱۷۳ ، ۱۷۴ ، ۱۷۵ ، ۱۷۸ ، ۱۷۹ ، ۱۸۰ ، ۱۸۷ ، ۱۹۱ ، ۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۴ ، ۱۹۵ ، ۱۹۸ ، ۱۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۰۱ ، ۲۰۴ ، ۲۰۵ ، ۲۰۷ ، ۲۱۰ ، ۲۱۵ ، ۲۱۵ح ، ۲۱۶ ، ۲۱۸ ، ۲۲۵ ، ۲۲۶ ، ۲۲۷ ، ۲۲۹ ، ۲۳۴ ، ۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۳۸ ، ۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۲۴۲ ، ۲۴۲ح ، ۲۴۳ ، ۲۴۶ ، ۲۴۷ ، ۲۴۸ ، ۲۵۰ ، ۲۵۳ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ، ۲۵۶ ، ۲۵۷ ، ۲۵۹ ، ۲۶۰ ، ۲۶۰ح ، ۲۶۱ ، ۲۶۲ ، ۲۶۳ ، ۲۶۴ ، ۲۶۷ ، ۲۶۹ ، ۲۷۰ ، ۲۷۱ ، ۲۷۵ ، ۲۷۷ ، ۲۷۸ ، ۲۷۹ ، ۲۸۰ ، ۲۸۱ ، ۲۸۴ ، ، ۷۸۶ ، ۲۸۷ ، ۲۸۸ ، ۲۹۰ ، ۲۹۱ ، ۲۹۴ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ ، ۲۹۸ ، ۲۹۹ ، ۳۰۰ ، ۳۰۱ ، ۳۰۲ ، ۳۰۵ ، ۳۰۶ ، ۳۰۹ ، ۳۱۱ ، ۳۱۲ ، ۳۱۴ ، ۳۱۸ ، ۳۱۸ح - ۳۱۹ ، ۳۲۲ ، ۳۲۳ ، ۳۲۴ ، ۳۲۷ ، ۳۲۸ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۳۳ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ،

٣٣٨ح، ٣٣٩، ٣٤٤، ٣٤٥،
٣٤٦، ٣٤٧، ٣٤٩، ٣٥٠،
٣٥٢، ٣٥٣، ٣٥٤، ٣٥٥،
٣٥٦، ٣٦٢، ٣٦٣، ٣٦٦،
٣٦٧، ٣٧١، ٣٧٢، ٣٧٣،
٣٧٤، ٣٧٥، ٣٧٦، ٣٧٧،
٣٧٨، ٣٨٠، ٣٨١، ٣٨٣،
٣٨٤، ٣٨٥، ٣٨٦، ٣٨٨،
٣٨٩، ٣٩٠، ٣٩٥، ٤٠٠،
٤٠١، ٤٠٢، ٤٠٥، ٤٠٨،
٤٠٩، ٤١٠، ٤١٣، ٤١٥،
٤١٧، ٤١٨، ٤١٩، ٤٢٠،
٤٢١، ٤٢٢، ٤٢٥، ٤٢٧،
٤٣٢، ٤٣٣، ٤٣٤، ٤٣٥،
٤٣٧، ٤٤٠، ٤٤١، ٤٤٣،
٤٤٥، ٤٤٨، ٤٥٠، ٤٥١،
٤٥٢، ٤٦٠، ٤٦٣، ٤٦٤،
٤٦٥، ٤٦٧، ٤٦٨، ٤٧٠،
٤٧٢، ٤٧٧، ٤٧٨، ٤٧٩،
٤٨١، ٤٨٢، ٤٨٣، ٤٨٤،
٤٨٧، ٤٨٩، ٤٩٠، ٤٩١،
٤٩٢، ٤٩٣، ٤٩٤، ٤٩٥،
٤٩٧، ٥٠٦، ٥١٥ -
محمد ابن زینب (دیکھو ابوالخطاب) -
محمد ابن قاسم : ٣٤٩ح، ٣٣١ح -
محمد ابن مسلمہ : ١٤٤، ٣٩٦، ٣٩٦ح، ٣٩٧ -
محمد تغلق : ١٦٧ح، ١٩٦، ١٩٦ح، ٣٤٩ح -
(امام) محمد الشیبانی : ٢٩، ٢٩ح -
٢٥٨، ٢٥٨ح، ٢٩٠، ٣٦١، ٣٦١ح -
(شیخ) محمد قرائی : ٨١ -
محمد قاسم ہندو شاہ : (دیکھو ہندو شاہ)
محمد لاہجی : ٧٧، ٧٧ح -
محمود بیکرہ : ٧٨ -
(سید) محمود جونپوری : ٧٣، ٧٣ح، ٧٧، ٧٨، ٨١، ٨٢ -
محمود شبستری : ٧٣ح -
(سلطان) محمود شرقی : ٣٠، ٢٣٠ح -
(سلطان) محمود غزنوی : ١٣٧، ٤١٢، ٤٣٠ -
محمود قاضی قنوج : ١٣٧، ١٣٨ -
محمود نور بخش بخشی : ٧٣، ٧٣ح، ٧٤ -
(مولانا) محمود الحسن : ٦ح، ١١٨ح -
محی الدین ابن العربی : ٣٢٤ح، ٣٢٩، ٥٠٨ -
مختار ثقفی : ٣٩٨، ٣٩٨ح -
مخدوم الملک سلطان پوری (شیخ الاسلام) : ٨٢، ١٨٣، ١٨٣ح -
مرحب : ٢٧٠ -
مرزائے سمرقندی : ٣١٨ -
مرزبان رستم شروین : ٢١ح -
مروان : ٣٣١ح -
مستعصم (باللہ) : ٣٧٠ -
مسطح ابن اثاثہ : ١١٧، ١١٧ح، ٢٦٥، ٢٦٥ح -
مسلمہ مروانی : ٤٤٥، ٤٤٦ -
مسیلمہ کذاب : ١٩٩ -
مشعر کدام : ٢٠٥، ٢٠٥ح -
مصعب ابن الزبیر : ٣٩٧، ٣٩٧ح، ٣٩٨ -

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (دیکھو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ۔
مصطفیٰ بیگ : ۸۲ ۔
مظاہر : ۳۵۶ ۔
(سلطان) مظفر گجراتی : ۱ح ، ۷۸ ۔
(امیر) معاویہ : ۱۰۱ح، ۳۵۵ح،
۳۳۱ح ، ۳۳۸ح ، ۳۹۷ ۔
معین الحق (ڈاکٹر) کا ۳۱۳ح ۔
(خواجہ) معین الدین چشتی: ۳۶۱ح ۔
مقداد : ۱۰۷ح ۔
منصور (حلاج): ۸۲، ۲۳۷، ۲۳۷ح،
۲۳۸ ، ۳۶۷ ، ۳۶۷ح ۔
منصور عباسی : ۱۳ح ، ۲۰۳ ،
۲۰۳ح ۔
(خواجہ) مودود چشتی : ۲۱۱ ،
۲۱۱ح ۔
موسیٰ علیہ السلام : ۶۳ ، ۱۰۲ ،
۲۶۹ ، ۲۷۷ ۔
(امام) موسیٰ کاظم : ۳۳۴ح ،
۳۳۵ ۔
(سید) موسیٰ : ۳۵۷ ، ۳۵۱ ۔
مہتدی عباسی : ۳۱۶ح ۔
مہدی عباسی : ۳۶ح ۔
مہدی موعود : ۷۳ ، ۷۸ ، ۷۹ ،
۸۱ ، ۹۶ ، ۳۲۹ ، ۳۳۱ ۔
مہر علی بیگ : کح ۔
میاں دلاور : ۷۸ ۔
میرزا جان شیرازی : ۲۷۹ ۔
میر سید شاہی : ۳۵۸ ۔

ن

ناصر الدین ابن محمود مالوی :
۳۷۶ ، ۳۷۶ح ۔
ناصر خسرو : ۱۳۳ ، ۱۳۰ح ،
(حکیم) نباشی : ۲۱ ۔
نبی صلی اللہ علیہ و سلم (دیکھو
محمد صلی اللہ علیہ و سلم)
نجم الدین الاسدی الرازی : ۵۱۰ ،
۵۱۰ح ۔
نجم الدین کبریٰ : ۹ح ، ۳۵۶ ،
۳۵۶ح ۔
نجم الغنی خاں : ۳۷ح ۔
نصیر : ۳۱۱ ۔
(خواجہ) نصیر الدین طوسی :
۸۵ ، ۸۵ح ۔
نصیر الدین محمود چراغ دہلوی :
۱۶۶ ، ۱۶۶ح ، ۱۲۷ ۔
نظام الدین احمد بخشی : ۱ ، ۱ح ،
۲ح ، ۸۲ ، ۵۳۰ ، ۵۳۰ح ۔
نظام الدین احمد امیٹھوی : ۱۵۳ ،
۳۷۵ ، ۳۷۵ح ۔
نظام الدین اولیا : ۹ح ، ۱۶۷ح ،
۳۵۲ ، ۳۷۲ ، ۳۷۲ح ۔
(خواجہ) نظام الدین ہروی : کمب ،
کہ ، کز ، کط ، ل ، لب ۔
نظام الملک : ۳۰۳ح ۔
نظامی گنجوی : ۷ ، ۹۳ح ۔
نقیب خاں : کج ۔
نمرود : ۵۱۵ ۔
نوح علیہ السلام : ۲۷۹ ، ۲۸۰ ۔
نوشیرواں : ۳۹۶ ۔
(امام) نووی : ۳۹۳ ، ۳۹۳ح ،
۵۰۳ ۔

و

ولید ابن عبدالملک : ۲۵۸ ، ۲۵۸ح -
ولیم میور : ۲۰۰ح -

ہ

ہابیل : ۳۲ -
ہادی عباسی : ۲۹۵ح -
(پروفیسر) ہارڈی : ل -
ہاروت : ۴۳۳ -
ہارون الرشید : ۳۷ح، ۵۰ ، ۵۰ح،
۵۱ ، ۵۱ح ، ۲۵۸ح، ۲۹۵ح،
۳۴۹ ، ۳۴۹ح -
ہشام ابن عبدالملک : ۴۹۹ ،
۴۹۹ح ، ۵۰۰ -
ہلاکو خان : ۸۵، ۳۶۹ ، ۳۶۹ح -
ہلال ابن امیہ : ۳۲۲ ، ۳۲۳ -
ہندو شاہ محمد قاسم : ۲ح
ہیوول : کج -

ی

(امام) یافعی : ۵۷ ، ۴۳۰ ، ۴۳۱ -
یاقوت حموی : کہ -
یاقوت رومی : ۳۶۹ح -
یحییٰ علیہ السلام : ۴۶۹ -
یزد جرد : ۳۹۵ ، ۳۹۵ح -
یزید : ۳۹ح ، ۱۵۳ ، ۱۵۴ ،
۳۳۱ ، ۳۳۱ح ، ۴۳۴ ، ۴۷۷ -
(شیخ) یعقوب : ۳۱۸ -
یوسف علیہ السلام : ۲۳۶ ، ۳۴۲ ،
۳۵۰ ، ۴۷۵ ، ۴۴۶ -
یونس علیہ السلام : ۳۰۰ -

قبائل و انساب

الف

آل ابراہیم : ۳۹۳ -
آل بویہ : ۳۱۳ح ، ۳۷۸ -
آل فرعون : ۶۳ ، ۶۴ -
اسباط علیہم السلام : ۴۴ -
اصحاب صفہ : ۲۸۰ ، ۲۹۹ ،
۲۹۹ح -
اصحاف کہف : ۱۰ ، ۲۸۰ -
اکاسرہ : ۳۹۷ -
انصار : ۱۴۴ح ۳۴۲ -

ب

بدایونی (دیکھو عبدالقادر ابن ملوک شاہ) -
برطانوی : ک ح -
بلوچان : ۸۱ -
بنو حنیفہ : ۱۹۹ح -
بنی آدم : ۶۹ ، ۲۱۹ -
بنی اسرائیل : ۱۱ح ، ۳۲ ، ۳۸ ،
۲۶۸ ، ۲۶۹ ، ۳۲۵ ، ۳۶۹ ،
۳۷۹ -
بنی امیہ : ۱۵۸ ، ۱۵۹ ، ۳۸۲ -
بنی تمیم : ۲۳۱ -
بنی ساعدہ : ۳۴۲ -
بنی ساعدہ (سقیفہ) ۳۴۲ -
بنی قریظہ : ۱۴۴ ، ۳۴۴ -
بنی مصطلق : ۱۳۱ح -
بنی نجران : ۲۰۰ -
بنی النضیر : ۳۴۴ -
بہمنی : ۳۴۹ -

پ

پرتگیز : ۱۸۷ح -

ت

تبابعہ : ۳۹۷ -

ث

ثمود : ۱۰۹ ، ۱۲۵ح ، ۳۹۲ -

ح

حنفی : ۳۶۰ ، ۳۶۲ ، ۳۶۹ ،
۴۳۱ ، ۴۳۲ ، ۴۳۸ -
حنفیہ : ۴۰۵ -
حیدریہ : ۱۷۵ -

خ

خزرج : ۱۴۴ح -
خطابیہ : ۴۱ -

خوارج : ۳۱۱ -
خوانین چنگیزیہ : ۳۱۳ -

ر

رومیان : ۳۳۶ -

س

ساسانی : ۱۷۳ح -
سود : ۱۲۵ ، ۱۲۵ح -
سوہانیہ (گروہ درویشان) : ۱۷۶ -

ش

شافعی (فرقہ) : ۳۲۲ ، ۳۶۹ ،
۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۳۸ -
شافعیہ : ۳۰۶ ، ۳۱۰ ، ۳۹۷ ،
۳۹۷ح -
شیعی : ۳۶۹ ، ۳۳۸ -

ع

عاد : ۱۰۹ ، ۱۲۵ ، ۱۲۵ح ،
۳۹۲ -
عباسی : ۳۳۸ح ، ۳۳۹ ، ۳۶۹ -
عکل : ۱۹۳ : ۱۹۳ح -

ف

فارسیان : ۳۳۶ -
فراعنہ : ۳۹۷ -
فرعونیان : ۳۶۹ -
فرنگیان : ۱۸۳ ، ۱۸۳ح -

ق

قبطی : ۳۰۵ -
قریش : ۳۰۰ ، ۳۳۳ -
قزلباش : ۱۸۳ -
قزلیان : ۱۸۳ ، ۱۸۳ح -
قلندریہ : ۱۷۶ -
قیاصرہ : ۳۹۷ -

م

مالکی : ۳۳۸ -
مجوسیان : ۳۳۶ ، ۳۳۷ -
معتزلہ : ۳۳۵ -
مہدویہ : ۷۷ -

ن

نصاری : ۱۹۱ ، ۲۰۰ ، ۳۶۸ -
نصرانی : ۳۹۱ -

ہ

ہندو : ۳۱۲ ، ۳۵۷ -
ہندوان : ۳۹۰ ، ۲۹۳ -
ہنود : ۱۹۱ - ۲۹۳ -
ہوازن : ۲۶۱ح -

ی

یہود : ۱۹۱ ، ۳۶۸ -
یہودبنی قریظہ : ۳۳۳ -

امکنه و بقاع

الف

آذر بیجان : ۳۲۳ح ، ۳۱۹ -
آگرہ : کج ، ۳۵۷ -
الہ اموت : ۸۳ -
اجمیر : ۳۹۰ -
اجودہن (پاک پٹن) : ۳۶۱ح -
اچہ : ۱۳۲ -
احد : ۳۳ح ، ۱۱۹ -
اصفہان : ۹۲ -
اکبر آباد : ۳۸۹ -
انبیٹھی : ۳۷۵ -
انقرہ : ۳۴۷ -
اوطاس : ۲۶۰ ، ۲۶۰ح -
اہرام مصر : ۳۳۱ح -
ایران : ۳۹ح ، ۲۹۶ح ، ۱۷۳ح ، ۵۲۵ح -

ب

بابل : ۳۳۳ -
بخارا : ۳۳۷ -
بدایوں : کج ، کہ ۳۲۸ -
بدخشاں : ۳۷ -
بدر : ۳۳ح ، ۳۳ح ، ۱۰۷ح ، ۱۱۲ح ، ۱۱۹ ، ۱۶۱ح -
برصغیر : کح -
بساور : کج ، کہ -
بصرہ : ۳۷ح ، ۱۰۱ح ، ۳۹۹ح -
بطحا : ۳۳۷ -
بطن النخل : ۳۱۸ -
بغداد : ۸ح ، ۳۶ح ، ۵۵ ، ۵۶ ، ۶۷ ، ۱۱۳ح ، ۳۰۳ح ، ۲۰۵ ، ۲۳۷ح ، ۲۸۹ح ، ۳۳۸ح ، ۳۶۱ ، ۳۶۵ ح ، ۳۶۹ ، ۳۶۹ ح ، ۳۷۰ ، ۳۶۶ ، ۳۸۹ -
بلاد جزیرہ : ۳۸۹ -
بلغار : ۱۳۵ -
بہار : ۳۵۵ح -
بولاق : ۱۲۶ح -
بیانہ : ۸۲ -
بیروت : ۱۹۶ح -

پ

پانی پت : کج -
پاک پٹن : ۳۶۱ح -
پٹیالی : کج -
پنجاب : ۳۸۹ -

ت

تبت : ۳۷۰ ، ۳۸۹ -
تبریز : ۲۲۵ح -
ترکستان : ۲۱۱ ح ، ۲۵۸ ح ،
توران : ۲۹۷ -

ٹ

ٹوڈہ بھیم : کج -

ج

جبل لبن : ۱۳ ، ۱۳ح -
جبل المقطم : ۳۴۰ح -
جزیرہ : ۴۸۹ -
جونپور : ۷۷ ، ۱۴۷ ، ۱۴۷ح ، ۲۱۳ ، ۲۴۰ح -

چ

چنار گڑھ : کج -
چین : ۴۷۱ -

ح

حبشہ : ۱۰۱ح، ۱۰۳ح ، ۱۰۷ح ، ۱۱۲ح ، ۱۶۱ح -
حجاز : ۷۹ ، ۱۸۳ ، ۱۸۳ح ، ۳۲۸ح ، ۳۳۱ح ، ۴۲۰ح -
حلب : ۸۳ ، ۳۶۷ح -
حمص : ۱۰۸ح -
حنین : ۱۰۷ح -
حیدر آباد دکن ، لا -

خ

ختلان : ۲۰ح -
خراسان : ۸ح ، ۱۰۵ ، ۱۰۵ح ، ۲۹۶ح ، ۳۹۵ح ، ۴۴۲ح -
خوزستان : ۴۸۹ -
خیبر : ۳۵۳ ، ۴۳۴ -

د

دجلہ : ۵۵ ، ۴۶۶ح -
دکن : کو، ۴۴۹ح -
دمشق : ۱۳۱ح، ۲۵۸ح، ۳۵۲ح، ۴۳۰ح ، ۴۵۵ -
دمغان : وح -
دولت آباد : ۱۹۷ -
دہلی : ۱۹۶ح ، ۱۹۷ ، ۳۶۲ ، ۴۲۷ ، ۴۶۵ -

ر

راجپوتانہ : کد -
رنتھنبور : ۳۵۹ -
روم : ۳۴۷ ، ۵۲۵ح -
رہتاس : ۴۴۱ -
رے : ۳۶۹ ، ۳۶۹ح -

ز

زعفرانیہ : ۳۴۰ح -

س

سبزوار : ۱۵۸ -
سدوم : ۳۱ح -
سرہند : ۸۱ -
سری نگر ۲۰ح -
سمرقند : ۲۲۹ ، ۴۴۳ -
سمنان : ۸ح ، ۹ح -
سندھ : ۲۴۹ ، ۳۳۱ح ، ۴۱۸ -
سیستان : ۹۷ح ، ۱۵۸ -

ش

شارستان لوط : ۳۱ -

شام : ۱۹۷ ، ۳۲۸ح ، ۳۹۷ ،
۴۳۱ ، ۴۴۵ ۔
(کوہ) شوالک : ۴۷ ۔

ص

صفین : ۱۰۱ح ، ۱۹۷ح ۔
صنعا : ۱۰۳ح ۔

ط

طایف : ۲۶۰ح ، ۳۰۰ ، ۳۱۸ ،
۳۳۱ح ۔
طبرستان ۱۲ح ۔
طلنبہ : ۴۲۳ ۔
طور : ۴۲۱ ۔
طہران : ۹ح ۔

ع

عجدوان : ۹ ، ۹ح ۔
عجم : ۲۲۶ ، ۳۳۸ ، ۳۹۵ ،
۳۹۶ ، ۴۰۱ ، ۴۷۱ ۔
عراق : ۱۷ ، ۴۷ ، ۱۰۵ ، ۲۴۹ح ،
۲۷۹ ، ۲۹۵ ، ۳۳۱ح ، ۴۱۰ ،
۴۸۹ ۔
عرب : ۱۰۳ح ، ۱۴۹ ، ۲۵۷ ،
۳۳۸ ، ۳۴۶ ، ۳۶۳ ، ۳۸۷ ،
۳۹۶ ، ۴۰۱ ، ۴۰۹ ، ۴۱۰ ،
۴۱۸ ، ۴۸۹ ، ۵۲۸ ۔
عریشہ (وادی) : ۱۹۴ ، ۱۹۴ح ۔

عکاظ : ۳۸۷ ۔

غ

غجدوان : ۹ح ۔

ف

فتحپور : ۴۵۷ ، ۴۹۰ ۔
فرات : ۸۱ ۔
فراہ : ۷۹ ، ۷۹ح ۔

ق

قاہرہ : ۳۳۸ح ۔
قبا : ۳۹۹ ۔
قطب مینار دہلی : ۳۶۱ح ۔
قندہار : ۷۹ ، ۴۲۲ ۔
قنوج : ۱۴۷ ۔
قہستان : ۸۵ ، ۹۲ ، ۹۳ ۔

ک

کاشان : ۱۵۸ ۔
کالپی : ۷۷ ، ۴۵۷ ۔
کراچی : کط ۔
کربلا : ۳۳۱ ۔
کسی نگر (ضلع گورکھپور) : ۱۷ح ۔
کشمیر : کہ ، ۲۰ح ، ۴۷۱ ،
۴۸۰ ، ۴۸۰ح ، ۴۸۹ ۔
کوفہ : ۱۰۱ح ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ ،
۳۹۸ح ۔

گ

گجرات : ۸۷ ، ۱۸۳ح ، ۳۱۸ -
گرم سیر : ۴۵۷ -
گلبرگہ : ۴۹۳ -

ل

لاہور : کہ، ۳۱۸، ۳۲۰ ، ۴۸۹ ،
۴۹۰ -
لمبینی (کپل وستو) : ۱۷ -

م

مالوہ : ۴۷۶ -
ماوراء النہر : ۱۶۷ ، ۳۱۳ ،
۴۸۵ -
مدائن : ۴۴ح ، ۳۹۵ ، ۳۹۶ ،
۳۹۶ح -
مدینہ : ۱۱۲ح ، ۱۹۴ ، ۱۹۴ح -
۲۰۰ ، ۲۴۸ ، ۳۴۷ ، ۳۵۳ ،
۳۹۵ ، ۳۹۶ ، ۳۹۷ ، ۴۵۰ -
مراغہ : ۸۵ -
مرسیہ : ۱۳۱ح -
مرو : ۲۸۹ح -
مصر : ۱۱ح ، ۱۵ح ، ۵۵ ، ۵۶،
۸۲ ، ۱۳۴ح ، ۳۱۷ ، ۳۳۰ ،
۳۳۰ح، ۳۴۰، ۳۶۹ ، ۴۳۰ح ،
معرۃ النعمان : ۶۳ح -
مکن پور : ۱۴۷ -
مکہ : ۳۴ح ، ۷۸ ، ۱۸۳، ۱۸۹،
۲۴۹ح، ۲۶۰ ، ۳۰۰ ، ۳۳۷ ،
۳۳۸ ، ۳۳۸ح، ۳۳۹ ، ۴۳۹،
۳۴۶، ۳۴۷، ۳۹۱ ، ۴۳۰ح -
ملتان : ۳۶۱ح ، ۴۲۲ ، ۴۲۳ -
موآب : ۱۱ح ،
موتہ : ۱۰۷ح -
موصل : ۳۹۸ح، ۴۸۹ -
مومناں باد : ۱۲۷ -

ن

نخشب ۳۶ح ، ۴۶۷ح -
نیشاپور : ۲۷۲ح ، ۴۳۰ح -
نہرورن : ۴۱۱ -
نیل : ۵۵ ، ۱۰۲ -
نینویٰ : ۳۰۰ -

و

واسط : ۹۱ ، ۲۵۸ -

ہ

ہانسی : ۳۶۱ح -
ہرات : ۹۷ ، ۳۶۹ح ، ۴۴۲
ہراسی : ۴۴۷ -
ہرمان مصر : ۳۳۰ ، ۳۳۰ح -
ہری : ۹۷ ، ۱۰۵ ، ۴۴۳ -
ہمدان : ۲۰ح -

ہند : ۱۳۸ ، ۱۷۳ ، ۲۳۹ ، ۲۳۰ ، ۲۳۳ ، ۳۹۳ ، ۳۶۱ح ، ۳۱۲ ، ۳۳۰ ، ۳۳۸ ، ۳۳۹ ، ۳۵۷ ، ۳۶۳ ، ۳۷۰ ، ۳۷۹ -

ہندوستان : ۷۷ ، ۱۲۰ ، ۲۳۹ ، ۳۲۸ح ، ۳۳۸ ، ۳۶۵ ، ۳۶۷ ، ۳۷۰ -

ی

یثرب : ۳۳۷ -

یمامہ : ۱۹۹ح -

یمن : ۱۰۱ ، ۱۰۳ح ، ۳۲۸ح ، ۳۳۰ح -

یونان : ۶۷ -

کتب

الف

آئین اکبری : کا ، کب ، کہ -
ابن ماجه (سنن): ۲۳۶ح، ۴۹۳ح -
ابوداؤد (سنن) ۲۳۶ح ، ۴۹۳ح -
اتھرو وید : کد -
احیا (احیاء العلوم) : ۲۲، ۳۵۷ح -
اخبار الاخیار : ۷۷ح ، ۴۵۴ح -
اخلاق ناصری : ۲۲ ، ۸۵ح -
اخوان الصفا : ۴۸۷ ، ۴۸۷ح -
ارشاد نحو : ۴۹۴ -
اشارات (بو علی سینا) : ۵۸، ۵۸ح، ۴۳۸ -
الاصابه : ۱۰۷ح، ۱۰۸ح، ۱۱۰ح، ۱۱۲ح ، ۱۱۷ح، ۳۹۶ح -
اعجاز خسروی : ۴۹ح -
اکابر التواریخ : ۴۸۹ -
اکبر نامه : کا ، کب ، کو -
انجیل : ۱۰۴ ، ۲۳۶ ، ۳۴۵ ، ۴۴۳ -
انڈیا آفس لائبریری : ۷۳ح -
انسائیکلوپیڈیا آف اسلام : ل -
انوار التنزیل و اسرار التاویل : ۲۲۵ح ، ۴۰۶ح -
اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا : ۶۲ح ، ۹۱ح -

ب

بحر مواج : ۱۴۷ح -
بخاری (صحیح) : ۴۹۳ ، ۴۹۳ح -
البیان والتبیین : ۳۷ح -
بیضاوی (تفسیر) ۴۰۶ -

پ

پاژند : ۶۱ -

ت

تاج الاسامی : ۳۵۵ -
تاج المصادر : ۳۵۵ -
تاریخ الفی : کہ -
تاریخ دمشق : ۴۳۱ح -
تاریخ طبری : ۱۹۷ح -
تاریخ فرشته : ۲ح -
تاریخ فیروز شاہی : کح ح -
تاریخ الکبیر : ۱۰۹ح -
تاریخ کشمیر : کہ -
تاریخ نظامی : لاح ، ۸۲ -
تاریخ یافعی : ۳۵۰ح -
تحفه الصلوٰة : ۴۹۵ -
تذکرة الاولیا : ۸۲ ، ۱۱۱ح ، ۴۲۴ -
ترمذی (سنن) : ۴۹۳ح -

تغلق نامہ : ۹۳ح -
تفسیر ابن کثیر ۱۱۸ح -
تفسیر القرآن : ۱۴۷ح -
تفسیر کشاف : ۱۸۲ح ، ۳۵۷ -
۳۵۷ح -
توریت : ۴۴ح ، ۱۰۱ح، ۱۱۰ح ،
۳۲۱ح ، ۳۳۰ح ، ۳۴۷ح ،
۳۹۶ح ، ۳۹۷ح -

ج

الجامع الصغیر : ۲۵۰ح -
الجامع الکبیر : ۲۹ح -
جاویدان : ۲۱ ، ۲۱ح -

ح

حدیقہ الحقایق : ۳۱۴ -
حصن حصین : ۳۵۲ ، ۳۵۲ -

خ

خرد افزا : کد -
خزائن الفتوح : ۴۶ -
خزینۃ الاصفیا : ۹ح ، ۷۷ح ،
۱۳۲ح ، ۱۴۳ح ، ۱۴۷ح -
خضر خان دولرانی ۹۳ح -
خمسہ نظامی : ۹۳ح -
خیر المجالس : ۱۶۷ح -

د

دلائل النبوت : ۳۲۹ ، ۳۲۹ح -
دیوان علی : ۱۵۹ -

ذ

ذخیرۃ الخوانین : ۳ح -
راج ترنگینی : کد -
رامائن : کد -
رحلۃ ابن بطوطہ : ۱۹۶ -
رزم نامہ : کد -
رسالہ اعظمیہ ۳۴۰ -
رسالۃ الغفران : ۶۳ح -
رسالہ قشیریہ : ۱۵ح ، ۷۸ح -
روضۃ الریاحین : ۱۲۶ ، ۱۲۶ح ،
۳۳۰ح -

ژ

ژند : ۶۱ -

س

سنگھاسن بتیسی : کد -
سیرت النبیؐ : ۴۴۳ح -

ش

شاہنامہ ۴۶۲ -
شرح گلشن راز : ۴۷ ، ۴۷ح -
شرح گلشن راز بردوی : ۱۴۷ح -
شرح مشکواۃ : ۱۱۰ -
شرح مقاصد : ۴۳۵ -
شرح ہدایہ ۳۴۰ح -

شریعت الاسلام : ۲۹۳ -
شعب الایمان : ۳۱۶ -
شعرالعجم : ۱۱۱ح -
شواہد النبوت : ۳۲۹ ، ۳۲۹ح -

ص

صحاح ستہ : ۳۹۳ ، ۳۹۳ح -
صحیح بخاری : ۱۰۹ ، ۱۰۹ح ،
۱۲۰ ، ۲۲۵ح -
صحیح مسلم : ۱۰۹ ، ۱۲۰ -

ط

طبقات ابن سعد : ۱۰۱ح ۱۰۸ح -
طبقات اکبر شاہی : ۲ح -
طبقات اکبری : کب لاح -
طبقات الحفاظ : ۳۲۸ح -
طبقات کبیر : ۳۹۱ح -
طبقات المدلسین : ۱۰۰ح -
طبقات المفسرین : ۳۲۸ -
الطورمین : ۳۶۷ -
طوطی نامہ : ۳۶۷ح -

ع

عجائب الاسفار : ۱۹۶ح -
عجالہ : (دیکھو نجات الرشید)
عوارف المعارف : ۲۱۲ح، ۳۶۱ح -
عہد نامہ جدید : ۱۱ح -
عہد نامہ عتیق : ۱۱ح، ۳۱ -

غ

غنیۃ الطالبین : ۳۶۵ح -

ف

فتاوائے ابراہیم شاہی : ۳۷ح -
فتاوائے صوفیہ بہائیہ : ۳۶۲ -
فتح الباری : ۱۱۰ -
فتح السلاطین : ۳۳۹، ۳۳۹ح -
فتوحات مکیہ : ۱۳۱ح -
فصوص الحکم : ۱۲۱ح ، ۳۲۴ ،
۳۲۴ح -
فوائد الفواد : ۳۲۷ح ، ۳۲۸ -

ق

قال اللہ تعالی : دیکھو القرآن -
قاموس : ۳۱ح ، ۳۳ح -
قانون شیخ : ۵۷ح -

القرآن : ل ۳۷، ۸۰ ، ۸۲ ، ۹۳ ،
۹۷ ، ۱۶۱ ، ۱۸۵ ، ۱۹۱ ،
۲۲۲، ۲۲۳ح، ۲۶۰، ۲۶۵ح ،
۲۶۸ح ، ۲۹۱ ، ۳۲۸ح ،
۳۳۱ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۵۵ ،
۳۵۶ ، ۳۵۸ ، ۳۵۹ ، ۳۶۰ ،
۳۹۳، ۴۰۳، ۴۰۶ح، ۴۴۰ح،

۴۷۷، ۴۸۴، ۴۸۶، ۴۹۰،
۴۹۷، ۴۹۹، ۵۰۸، ۵۰۹ح۔
القرآن سورۃ آل عمران : (۳، ۵۴)[1]
۲۶، ۲۶ح، (۲۶)، ۷۵، ۷۵ح،
(۵۹)، ۸۱، ۸۱ح، (۱۱۸)،
۱۰۱، ۱۰۱ح، (۷۸)، ۱۱۳،
۱۱۳ح، (۶) ۱۶۰، ۱۶۰ح،
(۱۸۰)، ۱۷۸، ۱۷۸ح، (۹۷)،
۱۸۲، ۱۸۲ح، (۱۳)، ۱۸۴،
۱۸۴ح، (۶۱)، ۲۰۰، ۲۰۰ح،
(۱۶۱) ۲۰۹، ۲۰۹ح، (۱۱۰)،
۲۱۵، ۲۱۵ح، (۱۵۳)،
۲۷۵، ۲۷۵ح، (۱۸۸)،
۲۸۴، ۲۸۴ح، (۵۴)، ۳۱۶،
۳۱۶ح، (۱۳۴)، ۳۳۴،
۳۳۴ح، (۱۵۹)، ۳۸۳،
۳۸۳ح، (۲۰۰)، ۳۹۳،
۳۹۳ح، (۱۸۸)، ۴۰۵،
۴۰۵ح، (۱۴۲)، ۴۰۶،
۴۰۶ح، (۳۹)، ۴۷۰، ۴۷۰ح،
(۱۹۱)، ۵۰۷، ۵۰۷ح۔
سورۃ ابراہیم : (۱۴ - ۳۵)، ۴۴،
۴۴ح، (۵)، ۲۷۲، ۲۷۲ح۔
سورۃ الاحزاب :(۳۳ - ۵۷)، ۱۵۴،
۱۵۴ح، (۵۷)، ۲۰۱، ۲۰۱ح،
(۶۰)، ۲۳۸، ۲۳۸ح، (۶۶)،
۳۰۵، ۳۰۵ح، (۷۲)، ۴۵۳،
۴۵۳ح، (۳۲)، ۴۷۲، ۴۷۲ح،
(۳۲)، ۴۷۳، ۴۷۳ح، (۵۶)،
۴۹۱، ۴۹۱ح۔

سورۃ الاحقاف: (۲۶ - ۲۵)، ۱۲۴،
۱۲۴ح، (۱۱)، ۳۵۹، ۳۵۹ح۔
سورۃ الاخلاص : (۱۱۲)، ۴۲۰۔
سورۃ الاعراف : (۷ - ۲۳)، ۱۵،
۱۵ح، (۹۹)، ۲۶، ۲۶ح،
(۸۱)، ۳۱، ۳۱ح، (۳۷)،
۴۰، ۴۰ح، (۵۴)، ۵۳،
۵۳ح، (۱۹۴)، ۲۱۶، ۲۱۶ح،
(۱۹۵)، ۲۱۷، ۲۱۷ح، (۱۷۹)،
۲۲۷، ۲۲۷ح، (۴۴)، ۲۴۹،
۲۴۹ح، (۱۳۱)، ۲۶۹، ۲۶۹ح،
(۲۶)، ۳۱۷، ۳۱۷ح، (۲۰۴)،
۳۶۰، ۳۶۰ح، (۳۱)، ۴۴۴،
۴۴۴ح، (۱۴۱)، ۴۶۹،
۴۶۹ح۔
سورۃ الانبیا : (۲۱ - ۹۸)، ۴۵،
۴۵ح، (۱۰۵)، ۷۵، ۷۵ح،
(۵۲)، ۲۶۶، ۲۶۶ح، (۵۲)،
۲۶۷، ۲۶۷ح، (۷۸)، ۴۸۱،
۴۸۱ح۔
سورۃ الانشقاق : (۸۴ - ۱۹)،
۲۳۹، ۲۳۹ح۔
سورۃ الانعام : (۶ - ۷)، ۱۳،
۱۳ح، (۹۲)، ۴۰، ۴۰ح،
(۸)، ۴۸، ۴۸ح، (۱۵۹)،
۱۲۳، ۱۲۳ح، (۱۵۳)، ۱۳۰،
۱۳۰ح، (۹۱)، ۱۳۲، ۱۳۲ح،
(۱۲۱)، ۱۴۸، ۱۴۸ح، (۱۳۶)،
۱۴۹، ۱۴۹ح، (۱۴۵)، ۱۶۵،
۱۶۵ح، (۱۲۲)، ۱۹۲، ۱۹۲ح،

۱۔ قوسین میں آیات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ پہلی مرتبہ سورۃ کا عدد بھی دیا گیا ہے۔

(۹۴)، ۱۹۹ ، ۱۹۹ح ، (۶۰) ،
۳۴۷ ، ۳۴۷ح ، (۵۶)، ۳۶۶ ،
۳۶۶ح،(۱۶۱)، ۳۸۰ ، ۳۸۰ح،
(۱۶۰)، ۳۹۱ ؛ ۳۹۱ح -

سورۃ الانفال : (۸ - ۷۲) ، ۲ ،
۲ح ، (۱۶)، ۳۳ ، ۳۳ح ،
(۵۹) ، ۵۰ ، ۵۰ح ، (۲۷) ،
۲۰۹ ، ۲۰۹ح، (۵۱)، ۲۸۰ ،
۲۸۰ح، (۷۰)، ۳۰۸ ، ۳۰۸ح ،
(۶۰) ، ۳۲۰ ، ۳۲۰ح، (۹۰)،
۳۲۷ ، ۳۲۷ح، (۱۷) ، ۳۶۵ ،
۳۶۵ح -

سورۃ الانفطار : (۸۲ - ۵)، ۴۶۸،
۴۶۸ح، (۱۳)، ۵۱۹، ۵۱۹ح ،
(۱۴) ، ۵۱۹ح -

سورۃ البقرہ : (۲ - ۲۳۲) ، ۷ ،
۷ح ، (۱۴) ، ۲۶ ، ۲۶ح ،
(۲۸۲) ، ۲۷، ۲۷ح ، (۱۰۲)،
۲۸ ، ۲۸ح ، (۱۹۵) ، ۳۰ ،
۳۰ح ، (۲۷۵) ، ۳۰ ، ۳۰ح ،
(۹۸)، ۳۹، ۳۹ح ، (۱۷،۱۸)،
۴۲ ، ۴۲ح ، (۱۶۴) ، ۶۵ ،
۶۵ح ، (۲۱) ، ۷۹ ، ۷۹ح ،
(۶) ، ۸۷ ، ۸۷ح ، (۲۲۱) ،
۱۰۰ ، ۱۰۰ح، (۱۱۴)،۱۰۳،
۱۰۳ح، (۱۴۴)، ۱۰۶، ۱۰۶ح،
(۱۲۹) ۱۶۲، ۱۶۲ح، (۱۵۹)
۱۶۹، ۱۶۹ح، (۱۲۳)،۱۷۴ ،
۱۷۴ ، (۴۳ ، ۱۱۰) ، ۱۷۷،
۱۷۷ح، (۱۷۹) ۱۷۹، ۱۷۹ح،
(۲۱۹)، ۱۹۳، ۱۹۳ح،(۱۸۶)،
۲۱۷، ۲۱۷ح، (۹۰)، ۲۳۵ ،
۲۳۵ح ،(۷۹)، ۲۳۶، ۲۳۶ح ،
(۱۹۵)، ۲۴۱، ۲۴۱ح، (۲۰۵)
۲۴۶ ، ۲۴۶ح ، (۲۲۲) ،
۲۵۷، ۲۵۷ح، (۲۲۲)، ۲۵۸ ،
۲۵۸ح، (۲۴۵)، ۲۶۷،۲۶۷ح،
(۱۵۳) ، ۲۷۶ ، ۲۷۶ح -
(۲۰۱) ، ۲۷۸ ، ۲۷۸ح ،
(۲۷۳) ، ۲۸۰ ، ۲۸۰ح ،
(۲۲۴) ، ۲۸۸ ، ۲۸۸ح ،
(۱۰۱) ، (۲۸۹ ، ۲۸۹ح ،
(۱۳۴) ، ۲۹۸ ، ۲۹۸ح ،
(۲۲۹) ، ۳۲۳ ، ۳۲۳ح ،
(۱۸۶) ، ۳۲۶ ، ۳۲۶ح ،
(۲۶۴) ، ۴۰۱ ، ۴۰۱ح ،
(۱۵۶) ، ۴۱۵ ، ۴۱۵ح ،
(۶۱) ، ۴۲۰ ، ۴۲۰ح ،
(۲۳۳) ، ۴۳۲ ، ۴۳۲ح ،
(۱۰۲) ، ۴۳۳ ، ۴۳۳ح ،
(۲۰۵) ، ۴۶۹ ، ۴۶۹ح ،
(۲۰۱) ، ۴۷۵ ، ۴۷۵ح ،
(۱۷۰) ، ۵۰۶ ، ۵۰۶ح -

سورۃ بنی اسرائیل : (۱۷ ، ۲۳) ،
۳۳، ۳۳ح ، (۲۴) ۳۳، ۳۳ح،
(۱) ، ۵۲ ، ۵۲ح ، (۷۰) ،
۲۸۵ ، ۲۸۵ح ، (۶۰) ۳۰۷ ،
۳۰۷ح، (۲۹) ، ۳۷۷، ۳۷۷ح،
(۲۵) ۴۰۴ ، ۴۰۴ح ، (۲۴) ،
۴۸۶ ، ۴۸۶ح، (۸۴) ، ۵۱۱،
۵۱۱ح -

سورۃ البینہ : (۹۸ ، ۵) ، ۴۳ ،
۴۳ح ، (۸) ، ۱۲۰ ، ۱۲۰ح -

سورة : التحريم : (٦٦ - ٨)، ٣ ،
٣ح -
سورة التغابن : (٦٤ - ١٤)، ٤٧٣،
٤٧٣ح -
سورة التكوير : (٨١ - ٨ ، ٩) ،
٤٦٨ ، ٤٦٨ح -
سورة التوبه : (٩ - ٦١) ، ٣٩ ،
٣٩ح ، (٣٠) ، ٤٠ ، ٤٠ح ،
(٣٢) ، ٩٠ ، ٩٠ح ، (١٦) ،
١٠٣ ، ١٠٣ح، (٣٥) ، ١٧٧،
١٧٧ح، (١٠٨)، ٢٩٩، ٢٩٩ح،
(١١٩) ، ٣١٧، ٣١٧ح، (٦)،
٣٣٧ ، ٣٣٧ح، (١٠٣)، ٤٠١،
٤٠١ح، (١٠٠)، ٤٩٢، ٤٩٢ح،
سورة الجاثيه : (٤٥ - ٧) ، ٣٥ ،
٣٥ح ، (٢٤) ، ٥٦ ، ٥٦ح ،
(٢٤)، ٥٨، ٥٨ح ، (٢٤)، ٧١،
٧١ح -
سورة الجمعه : (٦٢ - ٩)، ٢٥٣ ،
٢٥٣ح ، (٦) ، ٢٧٣، ٢٧٣ح ،
(٤) ، ٥٠٧ ، ٥٠٧ -
سورة الجن : (٧٢ - ١) ، ٣٠٠ ،
٣٠٠ح، (١٨) ، ٣٦٣، ٣٦٣ح،
٤٨٥ ، ٤٨٥ح -
سورة الحج : (٢٢ - ٤٠) ، ١٠٤ ،
١٠٤ح ، (٥) ، ١٨٣ ، ١٨٣ح،
(١٥) ، ٢٧١ ، ٢٧١ح ، (٤٥)،
٣٩٤ ، ٣٩٤ح -
سورة الحجر : (١٥ - ٩٤) ٨ ،
٨ح ، (٤٢) ، ٢٤٤ ، ٢٤٤ح ،
(٧٤) ، ٢٦٣ ، ٢٦٣ح، (٦٨)،

٣٩٩، ٣٩٩ح -
سورة الحجرات : (٤٩ - ٩)، ١٩٥،
١٩٥ح، (١٣)، ٢٢٨، ٢٢٨ح ،
(١١) ، ٢٣٠، ٢٣٠ح ، (١١) ،
٢٣١ ، ٢٣١ح، (١٢) ، ٢٣٢ ،
٢٣٢ح، (١١) ٢٧٨ ، ٢٧٨ح ،
(١٢) ، ٣٢٦ ، ٣٢٦ح - (٤) ،
٣٣٩ ، ٣٣٩ح ، (٣) ، ٤٣٥ ،
٤٣٥ح -
سورة الحديد : (٥٧ - ٢٧)، ١٠٢،
١٠٢ح، (٢٧)، ١٢٨، ١٢٨ح ،
(٢٠) ، ٣٠٩ ، ٣٠٩ح، (١٣)،
٣١٥ ، ٣١٥ح ، (١١)، ٣٤٢ ،
٣٤٢ح، (٢٠)، ٥١٩، ٥١٩ح ،
(٢٠) ، ٥٢٠ ، ٥٢٠ -
سورة الحشر : (٥٩ - ٢) ٣٨ ،
٣٨ح ، (١٠) ١١٩ ، ١١٩ح ،
(٩) ، ٣٨٢ ، ٣٨٢ح .
سورة حم السجده : (٤١ - ٣٧) ،
٤٧ ، ٤٧ح ، (٤٠) ٢٦٢، ٢٦٢ح،
(٣٣) ، ٣٦٢ ، ٣٦٢ح -
سورة الدهر : (٧٦ - ٨) ، ٣٧٨ ،
٣٧٨ح -
سورة الذاريات : (٥١-٥٦)، ٤٨٥،
٤٨٥ح -
سورة الرحمن : (٥٥ - ٦) ٣٩٣ ،
٣٩٣ح -
سورة الرعد : (١٣ - ١٣)، ١٢٥ ،
١٢٥ح ، (٤١)، ١٣٣، ١٣٣ح،
(٧) ، ١٣٩ ، ١٣٩ح ، (٣١) ،

٢٠٨ ، ٢٠٨ح ، (٢٥) ، ٢٤٠،
٢٤٠ح، (١١)، ٣٤٢ ، ٣٤٢ح ،
(٢٩) ، ٤٦٥ ، ٤٦٥ح -

سورة الروم : (٣٠ - ١٩)، ١٥٧ ،
١٥٧ح ، (٣٠) ، ٢٧٢، ٢٧٢ح،
(١ تا ٤) ، ٣٤٦ ، ٣٤٦ح ،
(٤) ، ٣٤٧ ، ٣٤٧ح -

سورة الزخرف : (٤٣ - ٣٣ ، ٣٤)،
٣٠١ ، ٣٠١ح ، (٦٧)، ٣٨٨ ،
٣٨٨ح، (٢٣)، ٤٢٧ ، ٤٢٧ح -

سورة الزمر : (٣٩ - ٥٣) ، ٦ ،
٦ح ، (٣)، ٢٣ ، ٢٣ح ،(٦٥)،
٢٥ ، ٢٥ح ، (٥٦) ، ٤٥ ،
٤٥ح، (٥٧ - ٥٨)، ٤٦، ٤٦ح،
(٢٢) ، ٨٩ ، ٨٩ح ، (٧) ،
(١٤١ ، ١٤١ح، (٤٧)، ٣٠٥ ،
٣٠٥ح، (٦٣) ، ٣٦٦، ٣٦٦ح-

سورة الشعراء : (٢٦ - ٨٨) ، ٢٠،
٢٠ح ، (٧٧ تا ٨٠) ، ١٣٦ ،
١٣٦ح، (٢٢٤ تا ٢٢٧)، ١٤٣،
١٤٣ح، (٢٢٤ تا ٢٢٦)، ٥٠٠،
٥٠٠ح -

سورة الشوریٰ : (٤٢-٢٣)، ١١٧،
١١٧ح ، (٣٦ تا ٣٨) ، ١٥٩ ،
١٥٩ح ، (٣٩ تا ٤١) ، ١٦٠،
١٦٠ح، (١٢)، ٣٦٦، ٣٦٦ح -

سورة ص : (٣٨ - ٢٦) ، ٢٠٣ ،
٢٠٣ح، (٤٣) ، ٣١٦، ٣١٦ح،

سورة الصفت : (٣٨ - ٩٦) ،
١٣٥ ، ١٣٥ح ، (٨٨)، ٣١٦ ،
٣١٦ح ، (٧٨)، ٤٢٧ ، ٤٢٧ح-

سورة الصف : (٦١ ، ١٣)، ٤٧،
٤٧ح -

سورة الضحىٰ : (٩٣ - ١٠)، ٣٧٦،
٣٧٦ح ، (٩) ، ٣٧٧ ، ٣٧٧ح -

سورة الطارق : (٨٦ - ٩) ، ٤١٤ ،
٤١٤ح -

سورة طٰه : (٢٠ - ٥)، ٤٠، ٤٠ح،
(١٢١) ، ١٣٩ ، ١٣٩ح، (٥) ،
١٩٠ ، ١٩٠ح ، (٥١ - ٥٢) ،
٢٥٠ ، ٢٥٠ح ، (١٢٦)، ٣٥٤،
٣٥٤ح ، (١١٤) ، ٣٥٦ ،
٣٥٦ح، (١٤)، ٣٨٩، ٣٨٩ح ،

سورة العاديات : (١٠٠ - ١ تا ٤)،
١٥٧ ، ١٥٧ح -

سورة العنکبوت : (٢٩ - ٤٥) ٨٤ ،
٨٤ح ، (٦) ، ٢١١ ، ٢١١ح ،
(٢٩) ، ٢٦٣ ، ٢٦٣ح ، (٢٩) ،
٢٩٠ ، ٢٩٠ح ، (٤٦) ، ٣٦٨،
٣٦٨ح -

سورة الفاتحہ : (١-٦)، ٢٠ ، ٢٠ح،
٣٥٤ ، ٣٦٠ ، ٣٦١ ، ٣٦٢ ،
(٤) ، ٤٦٤ ، ٤٦٤ح ، ٤٢٤ -

سو ة الفاطر : (٣٥ - ٤٣) ، ٧٥ ،
٧٥ح، (١٠) ، ٢٢٧ ، ٢٢٧ح ،
(٣٢) ، ٢٢٨ ، ٢٢٨ح ، (٣٤)،
٣٠٥ ، ٣٠٥ح -

سورة الفتح : (٤٨ - ٢٩) ، ٩٩ ،
٩٩ح ، (١٠) ، ١٣٣ ١٣٣ح -

سورة الفلق : (١١٣ - ٤)، ٣٥٣ ،

٣٥٣ح، (١)، ٣٥٤، ٣٥٤ح ـ
سورة ق : (٥٠ - ٥،١٠)، ١٨، ١٨ح،
(٢٩)، ٢٠٨، ٢٠٨ح، (٢٩)،
٢٢٢، ٢٢٢ح ـ
سورة القصص : (٢٨ - ٥٦) ١٣٩،
١٣٩ح ـ
سورة القلم : (٦٨ - ١٠ تا ١٣)،
٣٨٠، ٣٨٠ح، (٤)، ٣٩١،
٣٩١ح ـ
سورة القمر : (٥٤ - ١)، ٣٥٣ح،
سوره الكافرون : (١٠٩ - ٦)، ٨٨،
٨٨ح ـ
سورة الكهف : (١٨-١١٠)، ١٣٦،
١٣٦ح، (٨٢)، ٢٧٧، ٢٧٧ح،
(١٠٤) - ٢٩٢)، ٢٩٢ ح،
(٧٧)، ٣٩٩، ٣٩٩ح، (٤٧)،
٤٧٥، ٤٧٥ح ـ
سورة لقمن : (٣١ - ١٣)، ٢٥،
٢٥ح، (٢٨)، ٧٥، ٧٥ح،
(١٢)، ١٣٢، ١٣٢ح، (٢٠)،
١٨٧، ١٨٧ح، (٥)، ٢٢٦،
٢٢٦ح، (٦)، ٣١٩، ٣١٩ح،
(١٠٩)، ٤٢٦، ٤٢٦ح، (١٨)،
٤٣٨، ٤٣٨ح ـ
سورة الماعون : ١٠٧ - ٤ تا ٦)،
٣٨١، ٣٨١ح ـ
سورة المائده : (٥ - ٩٨)، ٢٨،
٢٨ح، (٩٠)، ٢٩، ٢٩ح،
(٣٨)، ٣١، ٣١ح، (٣٢)، ٣٢،
٣٢ح، (٣٠)، ٣٢، ٣٢ح،
(٣٨)، ٣٢، ٣٢ح، (٧)،
٣٨، ٣٨ح، (١٨) ٤٠، ٤٠ح،
(٢٠٥)، ٨٨، ٨٨ح، (١٣)،
٨٩، ٨٩ح، (٢٧)، ١٠٢،
١٠٢ح، (١٧)، ١١٢، ١١٢ح،
(١٣)، ١١٣، ١١٣ح، (١٢)،
١٥٢، ١٥٢ح، (٣)، ١٩٢،
١٩٢ح، (٣٣)، ١٩٤، ١٩٤ح،
(٤١ - ٤٢ - ٤٥)، ٢٠٣،
٢٠٣ح، (١)، ٢٠٧، ٢٠٧ح،
(٦٤)، ٢٢١، ٢٢١ح، (٢)،
٢٤٨، ٢٤٨ح، (٦)، ٢٥٥،
٢٥٥ح، (٦٣)، ٣١١، ٣١١ح،
(٦)، ٣٣٤، ٣٣٤ح، (٩٥)،
٤١٠، ٤١٠ح ـ
سورة المجادلہ : (٥٨ - ٢٢)، ١٢٠،
١٢٠ح، (١٠)، ٣٤٤، ٣٤٤ح،
(١٢)، ٣٤٤، ٣٤٤ح، (١)،
٣٤٥، ٣٤٥ح، (١١)، ٤٤١،
٤٤١ح ـ
سورة محمدؐ : (٤٧ - ٢٢ - ٢٣)،
١٥٤، ١٥٤ح ـ
سورة المدثر : (٧٤ - ٤٢)، ١٧٥،
١٧٥ح، (٦)، ٤١٤، ٤١٤ح،
سورة مريم : (١٩ - ١٧)، ٢٠،
٢٠ح، (٥٤)، ٢٠٩، ٢٠٩ح،
(٣٢)، ٣٨٢، ٣٨٢ح، (٩٨)،
٥٢٠، ٥٢٠ح ـ
سورة المزمل : (٧٣ - ٤)، ٣٥٥،
٣٥٥ح ـ
سورة المطففين : (٨٣ - ١٤)، ١٢،

۱۲ح ، (۱ تا ۳) ، ۳۰۴ ،
۳۰۴ح -
سورة المعارج : (۴ - ۷۰) ، ۵۶ ،
۵۶ح -
معوذتین : ۳۵۴ -
سورة المنافقون : (۶ - ۶۲) ، ۴۷۳ ،
۴۷۳ح -
سورة المومن : (۴۰ - ۲۸) ، ۶۳ ،
۶۳ح ، (۶۰) ، ۲۱۷ ، ۲۱۷ح ،
(۶) ، ۲۱۸ ، ۲۱۸ح ، (۱۹) ،
۳۴۱ ، ۳۴۱ح ، (۱۶) ،
۴۱۳ ، ۴۱۳ح -
سورة المومنون : (۲۳ - ۱۰۸) ،
۴۶ ، ۴۶ح ، (۱۰۱) ، ۲۷۸ ،
۲۷۸ح ، (۵۳) ، ۲۹۴ح ،
۶۹۴ح ، (۵۵) - (۵۶) ، ۳۰۲ ،
۳۰۲ح -
سورة الناس : (۱ - ۱۱۴) ، ۳۵۴ ،
۳۵۴ح -
سورة النسا : (۱۸ - ۷۸) ، ۱۸ ،
۱۸ح ، (۴۰) ، ۳۰۵ ، ۳۰۵ح -
سورة النجم : (۵۳ - ۳۲) ، ۲۸۳ ،
۲۸۳ح -
سورة النحل : (۱۶ - ۴۳) ، ۹۸ ،
۹۸ح ، (۹۰) ، ۳۴۴ ، ۳۴۴ح ،
سورة النساء : (۴ - ۱۱۶) ، ۲۲ ،
۲۲ح ، (۹۳) ، ۲۴ ، ۲۴ح ،
(۲) ، ۳۰ ، ۳۰ح ، (۱۴۵) ،
۲۴ ، ۲۴ح ، (۱۲۳) ، ۳۴ ، ۳۴ح ،
(۹۴) ، ۱۰۸ ، ۱۰۸ح ، (۴۶) ،
۱۱۳ ، ۱۱۳ح ، (۱۷۱) ، ۱۲۸ ،
۱۲۸ح ، (۷۹) ، ۱۳۶ ، ۱۳۶ح ،
(۵۸) ، ۱۶۹ ، ۱۶۹ح ، (۱۳۲) ،
۱۷۶ ، ۱۷۶ح ، (۵۹) ، ۱۹۷ ،
۱۹۷ح ، (۱۴۸) ، ۲۳۴ ،
۲۳۴ح ، (۱۱۹) ، ۲۴۴ ، ۲۴۴ح ،
(۱۱۹) ، ۲۴۶ ، ۲۴۶ح ، (۷۸) ،
۲۶۸ ، ۲۶۸ح ، (۱۸) ، ۳۰۴ ،
۳۰۴ح ، (۲۱) ، ۳۲۱ ، ۳۲۱ح ،
(۳۶) ، ۳۳۵ ، ۳۳۵ح ، (۱۱۴) ؛
۳۴۳ ، ۳۴۳ح ، (۵۸) ، ۳۶۶ ،
۳۶۶ح ، (۹) ، ۳۷۹ ، ۳۷۹ح ،
(۸۶) ، ۳۹۰ ، ۳۹۰ح ، (۷) ،
۳۹۲ ، ۳۹۲ح ، (۲۴) ، ۴۳۵ ،
۴۳۵ح ، (۱۳۰) ، ۴۳۶ ،
۴۳۶ح ، (۱۲۹) ۴۵۲ ، ۴۵۲ح -
سورة النمل : (۱۸ - ۲۷) ، ۱۳ح -
سورة النور : (۲۴ - ۴) ، ۲۷ ،
۲۷ح ، (۲۳) ، ۲۷ ، ۲۷ح ،
(۲۳) ، ۲۷ ، (۲) ، ۳۱ ،
۳۱ح ، (۵۴) ، ۷۹ ، ۷۹ح ،
(۱۱) ، ۱۱۶ ، ۱۱۶ح ، (۱۹) ،
۲۳۷ ، ۲۳۷ح ، (۳۳) ، ۲۴۳ ،
۲۴۳ح ، (۲۲) ، ۲۶۵ ، ۲۶۵ح ،
(۶ تا ۹) ، ۳۲۲ ، ۳۲۲ح ، (۳۵) ،
۳۸۹ ، ۳۸۹ح ، (۳۲) ، ۴۳۶ ،
۴۳۶ح ، (۳۵) ، ۵۳۰ ،
۵۳۰ح -
سورة والتین : (۹۵ - ۴ - ۵) ،
۲۸۵ ، ۲۸۵ح ، (۶) ، ۰۸۶ ،

۲۸۶ح -
سورۃ الہمزہ : (۱۰۴ - ۱)، ۲۳۴ ،
۲۳۴ح -
سورۃ ہود : (۱۱ - ۸۲) ، ۳۱ ،
۳۱ح ، (۲۴) ، ۳۶ ، ۳۶ح ،
(۱۸)، ۱۵۲، ۱۵۲ح ،(۱۲۰) ،
۲۲۵، ۲۲۵ح، (۱۰۶)، ۲۵۵ ،
۲۵۵ح ، (۱۱۵) ، ۳۷۵ ،
۳۷۵ح -
سورۃ یس : (۳۶ : ۷۸ - ۷۹) ،
۸۷ ، ۸۷ح ، (۶۸) ، ۱۸۳ ،
۱۸۳ح، (۶۸) ، ۲۸۶، ۲۸۶ح،
سورۃ یوسف : (۱۲ - ۸۷) ، ۲۶ ،
۲۶ح ، (۷۶) ، ۴۷ ، ۴۷ح ،
(۱۰۵) ، ۲۷۰ ، ۲۷۰ح ،
(۵۳) ، ۲۸۲ ، ۲۸۲ح، (۵۵) ،
۳۵۰ ، ۳۵۰ح -
سورۃ یونس : (۳۰ - ۳۸) ۲۳ ،
۲۳ح ، (۳۱) ، ۱۷۳ ، ۱۷۳ح-
قوت القلوب : ۸ ، ۲۴ ، ۲۴ح -
کافیہ : ۲۴۰ -
الکامل للمبرد : ۲۳۱ح -

ک

کتاب الام : ۲۶۸ح ، ۳۴۰ح -
کتاب الاوقاف خصاف : ۲۶۰ -
کتاب الحیل خصاف : ۲۶۰ح -
کتاب حیل ۲۱۶ ، ۲۱۶ح -
کتاب الخراج : ۲۱۶ح -
کتاب الخراج ابو یوسف : ۲۹۵ح-
کتاب الخراج خصاب : ۲۶۰ح -
کتاب خیر الفقہا و فروق نیشاپوری
۳۷۱ -
کتاب الطواسین : ۳۶۷ح -
کتاب الملل و النحل : ۵۷ -
کشف الظنون : ۴۹۷ح -
کشف فی تجاوز ھذہ الامۃ عن الالف:
۷۹ -
کلیلہ ودمنہ : ۲۱ ، ۲۱ح ، ۴۶۲-
کیٹلاگ آف پرشین مینسکرپٹس :
۷۳ح -
کیمیا (کیمیائے سعادت) : ۲۲ ،
۳۵۷ -

گ

گلشن راز : ۷۳ح -

م

مآثر الامرا : ۲ح -
مبسوط : ۲۱۱ح ، ۲۵۸ح -
مثنوی دل فریب : ۴۵۸ -
مجمل الحکمۃ : ۴۸۷ -
مختصر تاریخ دول : ۱۲۳ح -
مذاہب اسلام : ۷۳ح -
مرزبان نامہ : ۲۱ ، ۲۱ح -
مرصاد العباد : ۲۰۴ ، ۲۰۴ح ،
۵۱۰ ، ۵۱۰ح -
مسلم (صحیح) : ۱۵۲ح ، ۳۹۲ح،
۳۹۳ح -
مسند شافعی : ۵۰۴ -
مشکوۃ : ۱۵۲ح ، ۲۳۶ح -
معجم الادبا : ۳۶۹ح -
معجم البلدان : ۳۶۹ ، ۳۶۹ح ،
معجم المطبوعات العربیہ : ۱۲۳ح-
مفتاح : ۸۸ -

مفاتیح الاعجاز (شرح گلشن راز) :
۷۷ ، ۷۷ح -
المفتاح ۴۴۳ح -
مفتاح الفتوح : ۴۹ح -
مفتاح النجات : ۱۰۷ -
مقامات سلطان ابو سعید ابوالخیر :
۵۷ -
مکتوبات منیری : ۳۵۵ح -
منار : ۳۰۷ -
منتخب التواریخ : ۸۲ ، ۸۲ح ،
۸۹ح ، ۳۱۳ح ، ۳۱۸ح ،
۳۵۸، ۴۵۲ ، ۴۵۲ح، ۴۵۳ح،
۴۷۵ -
منطق الطیر : ۱۱۱ح -
منہج الرشاد : ۸۹ ، ۹۳ -
موطا : ۳۲۱ -
موطاء امام مالک : ۳۷۲ح، ۴۳۸ -
موطاء امام محمد : ۲۵۸ح، ۳۶۱ح -

ن

نجات الرشید : ۳ ، ۳ح ، ۴۲۵ ،
۴۶۵ ، ۴۶۷ ، ۴۷۷ ، ۴۸۰ ،
۵۳۰ح ، ۵۳۱ -
نزهة الخواطر : ۱۴۷ ، ۱۵۳ -
نسائی (سنن) : ۴۹۳ح -
نفحات الانس : ۵۴، ۵۴ح، ۵۵ح،
۵۷ ، ۵۷ح ، ۵۸ح ، ۸۹ح ،
۱۵۱ح، ۱۶۳، ۱۷۱ح، ۲۱۱ح،
۲۵۰ح ، ۲۹۳ح ، ۳۱۳ح ،
۳۳۶ح ، ۳۹۴ح ، ۴۵۳ح ،
۴۵۶ح -
نور ابصار : ۴۹۷ح -
نور الابصار : ۴۹۷ -
نہایۃ اللطب فی درایۃ المذہب :
۴۳۰ -
نہ سپہر : ۴۹ح -

و

وقایہ : ۳۰۸ ، ۴۰۸ح -
ہدایہ : ۸۸ ، ۲۴۰ ، ۳۰۷ح -

ہ

ہشت بہشت : ۵۱۷ ، ۵۱۷ح -

انتشارات ادارۂ تحقیقات پاکستان

مجلہ

چندہ سالانہ — — — ۱۵/۰۰

چندہ فی شمارہ — — — ۴/۰۰

کتب

(۱) انشای ماہرو (فارسی) بتصحیح پروفیسر شیخ عبدالرشید ۱۵/۰۰

(۲) اسرار صمدی (فارسی) بتصحیح پروفیسر شجاع الدین ۷/۵۰

(۳) تقاریر و بیانات قائد اعظم محمد علی جناح (انگریزی)
بتصحیح ایم ۔ رفیق افضل ۱۵/۰۰

(۴) تقاریر و بیانات قائد ملت لیاقت علی خان (انگریزی)
بتصیحح ایم ۔ رفیق افضل ۲۰/۰۰

(۵) کلیات فیضی (I) (فارسی) بتصحیح ڈاکٹر اے ۔ ڈی ارشد ۲۰/۰۰

(۶) رقعات حکیم ابوالفتح گیلانی (فارسی)
بتصحیح ڈاکٹر محمد بشیر حسین ۱۰/۰۰

(۷) فہرست مخطوطات شیرانی جلد اول (فارسی) ۱۰/۰۰

(۸) " " جلد دوم مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین ۱۰/۰۰

(۹) کتابیات پنجاب (انگریزی) مرتبہ اکرام علی ملک ۱۵/۰۰

(۱۰) مکتوبات سعداللہ خان (فارسی)
بتصحیح ڈاکٹر ناظر حسن زیدی ۱۰/۰۰

(۱۱) جناح ارون خط و کتابت (انگریزی) بتصحیح وحید احمد ۴/۵۰

(۱۲) گفتار اقبال (اردو) ایم ۔ رفیق افضل ۱۲/۰۰

(۱۳) فہرست کتب مولانا غلام رسول مہر (انگریزی و اردو) ۴/۰۰

(۱۴) تحریک پاکستان میں خواتین کا حصہ (انگریزی)
مصنف سرفراز حسین مرزا ۸/۰۰

(۱۵) دیوان دارا شکوہ (فارسی) بتصحیح احمد نبی خان ۱۰/۰۰

(۱۶) ملک برکت علی، سوانح حیات و تقاریر (انگریزی) رفیق افضل ۱۸/۰۰

(۱۷) گل رعنا (فارسی) بتصحیح سید وزیر الحسن عابدی ۱۸/۰۰

(۱۸) اشاریہ کتب و مقالات متعلقہ پاکستان (انگریزی)
مرتبہ ممتاز اے ۔ انور و بشیر علی ٹوانہ [illegible]

(۱۹) دیوان دلشاد پسروری بتصحیح غلام ربانی عزیز [illegible]

(۲۰) اے بک آف ریڈنگز آن دی ہسٹری آف دی پنجاب،
مرتبہ اکرام علی ملک [illegible]

(۲۱) بیان واقع (فارسی) بہ تصحیح و تحقیق ڈاکٹر کے بی نسیم ۱۸/۰۰

(۲۲) تاریخ ارادت خان (فارسی) بہ تصحیح غلام رسول مہر ۱۸/۰۰

(۲۳) آداب عالمگیری (فارسی) بہ تصحیح و تہذیب
عبدالغفور چوہدری جلد اول ۱۸/۰۰

(۲۴) " " " " " جلد دوم ۲۰/۰۰

(۲۵) فتاوی جہانداری (فارسی) بہ تصحیح و مقدمہ و حواشی
ڈاکٹر مسز اے سلیم خان ۲۰/۰۰